# فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

# فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

## شرح صحیح بخاری

جلد ۲۱

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَهٰذِهٖ تَرْجَمَةُ لِلْجُزْءِ الْوَاحِدِ وَعِشْرِيْنَ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ وَفَّقَنَا اللّٰهُ لِاِنْتِهَآئِهٖ كَمَا وَفَّقَنَا لِاِبْتِدَآئِهٖ.

بَابُ فَضْلِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

٤٦٢٢ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلّٰى قَالَ كُنْتُ أُصَلِّيْ فَدَعَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أُجِبْهُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ كُنْتُ أُصَلِّيْ قَالَ أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ ﴿اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ﴾ ثُمَّ قَالَ أَلَا أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَأَخَذَ بِيَدِيْ فَلَمَّا أَرَدْنَا أَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ قُلْتَ لَأُعَلِّمَنَّكَ أَعْظَمَ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ أُوْتِيْتُهٗ.

باب ہے سورۂ فاتحہ کی فضیلت میں۔

۴۶۲۲۔ حدیث بیان کی ہم سے علی بن عبداللہ نے کہا اس نے حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ بن سعید نے کہا اس نے کہ حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے خبیب نے حفص بن عاصم سے اس نے روایت کی سعید بن معلّٰی سے اس نے کہا کہ میں نماز پڑھتا تھا سو حضرت ﷺ نے مجھ کو بلایا میں نے آپ کو جواب نہ دیا یعنی اور جب میں نماز سے فارغ ہوا تو میں نے کہا یا حضرت! میں نماز پڑھتا تھا یعنی اس واسطے میں نے آپ کو جواب نہیں دیا حضرت ﷺ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ حکم قبول کرو اللہ کا اور رسول کا جب کہ تم کو بلائے پھر فرمایا کیا میں تجھ کو ایک سورت نہ سکھلاؤ جو قرآن کی سب سورتوں سے بڑی ہے پہلے اس سے کہ تو مسجد سے نکلے پھر حضرت ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا پھر جب ہم نے مسجد سے نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ البتہ میں تجھ کو ایک سورت سکھلاؤں گا جو قرآن کی سب سورتوں سے بڑی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سورۂ الحمد ہے جس کا نام سب مثانی ہے اور قرآن عظیم ہے جو مجھ کو ملی۔

**فائدہ:** اور مراد ساتھ بڑی ہونے کے بڑا ہونا قدر ثواب کا ہے جو حاصل ہوتا ہے اس کے پڑھنے پر اگرچہ اس کے

سوا اور سورتیں اسی سے زیادہ تر دراز ہیں اور یہ واسطے اس چیز کے ہے کہ شامل ہے اس کو فاتحہ معنون سے جو اس کے واسطے مناسب ہیں اور باقی شرح اس کی پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

٤٦٢٣ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا فِيْ مَسِيْرٍ لَنَا فَنَزَلْنَا فَجَآءَ تْ جَارِيَةٌ فَقَالَتْ إِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ سَلِيْمٌ وَّإِنَّ نَفَرَنَا غَيْبٌ فَهَلْ مِنْكُمْ رَاقٍ فَقَامَ مَعَهَا رَجُلٌ مَّا كُنَّا نَأْبُنُهُ بِرُقْيَةٍ فَرَقَاهُ فَبَرَأَ فَأَمَرَ لَهُ بِثَلَاثِيْنَ شَاةً وَّسَقَانَا لَبَنًا فَلَمَّا رَجَعَ قُلْنَا لَهُ أَكُنْتَ تُحْسِنُ رُقْيَةً أَوْ كُنْتَ تَرْقِيْ قَالَ لَا مَا رَقَيْتُ إِلَّا بِأُمِّ الْكِتَابِ قُلْنَا لَا تُحْدِثُوْا شَيْئًا حَتّٰى نَأْتِيَ أَوْ نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ ذَكَرْنَاهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَمَا كَانَ يُدْرِيْهِ أَنَّهَا رُقْيَةٌ اِقْسِمُوْا وَاضْرِبُوْا لِيْ بِسَهْمٍ وَقَالَ أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ حَدَّثَنِيْ مَعْبَدُ بْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ بِهٰذَا.

۴۶۲۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں تھے سو ہم اترے سو ایک لونڈی آئی تو اس نے کہا کہ اس قوم کا سردا کاٹا گیا یعنی اس کو سانپ نے کاٹا اور ہمارے مرد موجود نہیں کہ اس کا علاج کریں سو کیا تم میں سے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے تو ایک مرد اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور ہم اس کو منتر پڑھنے کی تہمت نہ دیتے تھے یعنی ہم جانتے تھے کہ اس کو منتر نہیں آتا سو اس نے اس کو جھاڑ پھونک کیا اور وہ اچھا ہو گیا تو اس نے اس کے واسطے تیس بکریوں کے دینے کا حکم دیا یعنی اس کو تیس بکریاں دی گئیں اور اس نے ہم کو دودھ پلایا پھر جب وہ پھرا تو ہم نے اس سے پوچھا کہ کیا تو منتر خوب جانتا تھا یا کہا کیا جھاڑ پھونک جانتا تھا اس نے کہا نہیں اور نہیں جھاڑ پھونک کی میں نے مگر سورۂ فاتحہ سے ہم نے کہا کوئی نئی چیز نہ نکالو یعنی اس اجرت کی اباحت اور کراہت میں یہاں تک کہ ہم پہنچیں یا حضرت ﷺ سے پوچھیں پھر جب ہم مدینے میں آئے تو ہم نے اس کو حضرت ﷺ سے ذکر کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو کیا معلوم تھا کہ وہ منتر کیا ہے بکریوں کو آپس میں بانٹ لو اور میرا حصہ بھی نکالو، کہا ابو معمر نے حدیث بیان کی ہم سے عبدالوارث نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ہشام نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے محمد نے الخ یعنی سماع ہشام کا محمد سے اور محمد کا معبد سے ثابت ہے جو پہلی سند میں مذکور نہ تھا۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح اجارہ میں گزر چکی ہے اور اس کی دلالت ظاہر ہے اوپر فضیلت فاتحہ کے کہا قرطبی نے کہ

خاص کی گئی فاتحہ ساتھ اس کے کہ وہ مبدء قرآن کا اور حاوی ہے اس کے سارے علموں کو واسطے شامل ہونے اس کے کی اوپر تعریف اللہ کے اور اقرار کے ساتھ بندگی اس کی کے اور اخلاص کے واسطے اس کے اور سوال کرنے ہدایت کے اس سے اور اشارہ کی طرف اعتراف کے ساتھ عجز کے قائم ہونے سے ساتھ نعمتوں اس کی کے اور طرف حال معاد کے اور بیان عاقبت محنت کرنے والوں کے اور سوائے اس کے اس قسم سے کہ تقاضا کرتی ہے کہ وہ سب جھاڑ پھونک کی جگہ ہے اور ذکر کیا ہے ڈیانی نے کہ بسم اللہ قرآن کی سب سورتوں سے افضل ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ حدیث آیۃ الکرسی کے اور وہ صحیح ہے۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ.

باب ہے سورۂ بقرہ کی فضیلت کے بیان میں۔

٤٦٢٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ بِالْاٰيَتَيْنِ.

۴۶۲۴۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دو آیتوں کو پڑھے۔

**فائدہ:** اسی طرح اقتصار کیا ہے بخاری نے اس قدر پر متن سے پھر پھیرا سند کو طرف طریق منصور کے ابراہیم سے ساتھ سند مذکور کے اور کامل کیا متن کو سو کہا کہ جو شخص کہ پڑھے دو آیتیں سورہ بقرہ کے اخیر سے رات کو تو اس کو کفایت کرتی ہیں اور روایت کیا ہے احمد نے حجاج بن محمد سے اس روایت کی ہے شعبہ سے سو کہا اس نے سورۂ بقرہ سے اور نہیں کہا اس نے لفظ آخر کا اور شاید یہی راز ہے بیچ تحویل سند کے تا کہ بیان کرے اس کو اوپر لفظ منصور کے۔

وَحَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ بِالْاٰيَتَيْنِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ.

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رات کو سورۂ بقرہ کے اخیر کی دو آیتیں پڑھے یعنی آمن الرسول سے آخر تک تو وہ اس کو کفایت کرتی ہیں۔

**فائدہ:** امن الرسول سے مصیر تک پہلی آیت ہے اور مصیر سے اخیر سورۂ تک دوسری آیت ہے اور لیکن ما اکتسبت سو نہیں سر آیت کا ساتھ اتفاق شمار کرنے والوں کے اور علی بن سعید نے ثواب قرآن میں روایت کی ہے کہ بے شک اللہ نے ایک کتاب لکھی ہے اس سے دو آیتیں اتاریں کہ ان کے ساتھ سورۂ بقرہ کو ختم کیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ان کو پڑھو اور اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو سکھاؤ اس واسطے کہ وہ دونوں قرآن ہیں اور نماز ہیں اور دعا ہیں اور یہ جو کہا کہ اس کو کفایت کرتی ہیں یعنی کفایت کرتی ہیں اس کو قیام لیل سے ساتھ قرآن کے اور کہا

بعض نے کہ کفایت کرتی ہیں اس کو مطلق قرآن کے پڑھنے سے برابر ہے کہ نماز کے اندر ہو یا باہر اور کہا بعض نے کہ کفایت کرتی ہیں اس کو اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ اعتقاد کے واسطے اس چیز کے کہ شامل ہیں دونوں اوپر اس کے ایمان سے اور عملوں سے بطور اجمال کے اور کہا بعض نے کہ کفایت کرتی ہیں اس کو ہر بدی سے اور بعض نے کہا کہ کفایت کرتی ہیں شیطان کی بدی سے اور بعض نے کہا کہ کفایت کرتی ہیں اس کو بدی آدمیوں اور جنوں کی سے اور شاید خاص کی گئیں وہ دونوں ساتھ اس کے واسطے اس چیز کے کہ شامل ہیں دونوں اوپر اس کے اصحاب کی تعریف سے ساتھ خوب فرمانبردار ہونے ان کی کے واسطے اللہ کے اور رجوع کرنے ان کے کی طرف اس کی اور جو حاصل ہوا واسطے ان کے اجابت سے طرف مطلوب ان کے کی اور بعض نے کہا کہ کفایت کرتی ہیں اس کو سب آفتوں سے اور جائز ہے کہ سب معنی مراد ہوں اور پہلی وجہ صریح وارد ہو چکی ہے ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو خاتمہ سورۂ بقرہ کا پڑھے کفایت کرتا ہے اس کو قیام رات کے سے اور تائید کرتی ہے اس کو حدیث نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کتاب لکھی اور دو آیتوں کو اس سے اتارا کہ ان کے ساتھ سورۂ بقرہ کو ختم کیا جس گھر میں تین راتیں پڑھی جائیں اس گھر میں شیطان نہیں گھستا روایت کیا ہے اس کو حاکم نے اور کہا کہ صحیح ہے اور نیز حاکم نے معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب انہوں نے جن کو پکڑا تو اس نے کہا کہ اگر تم میں سے کوئی رات کو سورۂ بقرہ کا خاتمہ پڑھے تو اس رات کوئی جن اس کے گھر میں داخل نہیں ہوتا۔ (فتح)

وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَكَّلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ فَأَتَانِيْ آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَّ الْحَدِيْثَ فَقَالَ إِذَا أَوَيْتَ إِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ لَنْ يَّزَالَ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَّلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ ذَاكَ شَيْطَانٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو صدقہ عید الفطر کی نگہبانی پر تعین کیا سو کوئی آنے والا میرے پاس آیا اور دونوں ہاتھ بھر بھر کے اناج لینے لگا تو میں نے اس کو پکڑا تو میں نے کہا کہ میں تجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پکڑ کر لے چلوں گا پھر بیان کی حدیث سو کہا کہ جب تو اپنے بچھونے پر ٹھکانہ پکڑا کرے تو آیۃ الکرسی کو پڑھ لیا کر ہمیشہ اللہ کی طرف سے تجھ پر ایک نگہبان رہے گا اور صبح تک شیطان تیرے نزدیک نہیں آئے گا، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اس بات میں تجھ سے سچ بولا اور وہ بڑا جھوٹا ہے یہ شیطان ہے۔

**فائدہ:** یہ جو کہا کہ اس نے تجھ سے سچ کہا اور وہ بڑا جھوٹا ہے تو یہ تتمیم بلیغ ہے اس واسطے کہ جب وہم پیدا ہوا وصف

کرنے اس کے سے ساتھ سچ بولنے کے بیچ قول اپنے کے کہ اس نے تجھ سے کہا تو استدراک کیا نفی صدق کو اس سے ساتھ صیغہ مبالغہ کے اور معنی یہ ہیں کہ اس نے تجھ سے اس بات میں سچ بولا باوجود اس کے کہ اس کی عادت ہمیشہ جھوٹ بولنا ہے اور یہ جو کہا کہ یہ شیطان ہے تو واقع ہوا ہے وکالت میں بیچ اس جگہ کے ذاک الشیطان ساتھ لام کے اور لام اس میں واسطے جنس کے ہے یا عہد ذہنی ہے اس واسطے کہ وارد ہوا ہے کہ ہر آدمی کے واسطے شیطان ہے جو اس کے ساتھ مقرر کیا گیا ہے یا لام بدل ہے ضمیر سے گویا کہ کہا کہ یہ تیرا شیطان ہے یا مراد وہ شیطان جو دوسری حدیث میں مذکور ہے کہ تیرے پاس شیطان نہیں آئے گا اور کہا طیبی نے کہ قول اس کا کہ تیرے نزدیک شیطان نہیں آئے گا مطلق ہے شائع ہے اس کے جنس میں اور دوسرا ایک فرد ہے اس جنس کے افراد میں سے اور یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے اور وہ یہ ہے جو کہ نماز کے باب میں گزر چکا ہے کہ باز رہے حضرت ﷺ شیطان کے پکڑنے سے بسبب دعا سلیمان علیہ السلام کے کہ انہوں نے کہا کہ الٰہی! دے مجھ کو ایسی بادشاہی کہ میرے بعد پھر ایسی کسی کو نہ ملے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تابع کیا واسطے اس کے ہوا کو پھر فرمایا اور جنوں کو اور باب کی حدیث میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے شیطان کو پکڑا جس کو دیکھا اور چاہا کہ اس کو حضرت ﷺ کے پاس پکڑ کر لے جائے اور جواب اس کا یہ ہے کہ احتمال ہے کہ مراد وہ شیطان ہے جس کے باندھنے کا حضرت ﷺ نے ارادہ کیا اور وہ سردار ہے سب شیطانوں کا کہ لازم آتا ہے اس کے قابو کرنے سے قابو کرنا سب شیطانوں کا تو مشابہ ہوگا یہ اس وقت اس چیز کو کہ حاصل ہوئی واسطے سلیمان علیہ السلام کے تابع ہونے شیطانوں کے سے اور باندھنے ان کے سے اور مراد ساتھ شیطان کے باب کی حدیث میں یا خاص شیطان اس کا ہے جو ہر وقت اس کے ساتھ مقرر ہے اور یا کوئی اور ہے اس واسطے کہ اس کے قابو کرنے سے اور شیطانوں کا قابو ہونا لازم نہیں آتا یا جس شیطان کے باندھنے کا حضرت ﷺ نے ارادہ کیا تھا ظاہر ہوا تھا وہ واسطے آپ کے اپنی اصلی صورت میں جس پر پیدا ہوا اور اسی طرح سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں تھے اپنی اصلی صورت پر اور بہر حال جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے ظاہر ہوا تھا تو وہ آدمیوں کی صورت میں ظاہر ہوا تھا تو اس کے پکڑنے میں سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی کی مشابہت نہ تھی اور علم اللہ کے نزدیک ہے۔ (فتح)

## بَابُ فَضْلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ.

باب ہے سورۂ کہف کی فضیلت کے بیان میں۔

٤٦٢٥ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ وَإِلَى جَانِبِهِ حِصَانٌ مَرْبُوْطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْ وَتَدْنُوْ

۴۶۲۵۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد سورۂ کہف پڑھتا تھا اور اس کے پاس گھوڑا دو رسیوں سے بندھا ہوا تھا تو اس کو ایک بدلی نے ڈھانک لیا تو وہ آہستہ آہستہ قریب ہونے لگی اور اس کا گھوڑا بدکنے لگا تو اس نے صبح کو یہ حال حضرت ﷺ سے کہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ

وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنفِرُ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآنِ.

سکینت تھی جو قرآن پڑھنے کے سبب سے اتری۔

**فائدہ:** اور بہت جگہ وارد ہوا ہے لفظ سکینہ کا قرآن اور حدیث میں سے روایت کی ہے طبری وغیرہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ ایک ہوا ہے کہ اس کے واسطے منہ ہے مانند منہ آدمی کے اور بعض نے کہا کہ اس کے واسطے دو سر بھی ہیں اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس کا سر بلی کے سر کی مانند ہے اور ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کی آنکھ کے واسطے روشنی ہے اور سدی سے روایت ہے کہ یہ ایک طشت ہے سونے کا بہشت میں کہ اس میں پیغمبروں کے دل دھوئے جاتے ہیں اور ابو مالک سے روایت ہے کہ وہ طشت وہی ہے کہ ڈالا اس میں موسیٰ علیہ السلام نے تختیوں اور توراۃ اور عصا کو اور وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ وہ اللہ کی روح ہے اور ضحاک سے روایت ہے کہ وہ رحمت ہے اور اسی سے روایت ہے کہ وہ اطمینان دل کا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے طبری نے اور بعض نے کہا کہ وہ طمانیت ہے اور بعض نے کہا کہ وہ وقار ہے اور بعض نے کہا کہ وہ فرشتے ہیں ذکر کیا ہے اس کو صنعانی نے اور ظاہر ہے کہ وہ محمول ہے ساتھ اشتراک کے ان سب معنوں پر جو معنی جس جگہ کے مناسب ہوگا اس پر محمول کیا جائے گا اور مناسب ساتھ حدیث باب کے پہلے معنی ہیں اور بہر حال قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فانزل الله سكينته عليه﴾ اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿هو الذى انزل السكينة فى قلوب المؤمنين﴾ سو احتمال رکھتا ہے پہلے معنی کا اور احتمال رکھتا ہے قول وہب اور ضحاک کے کا اور بہر حال قول اللہ تعالیٰ کا فیہ سکینۃ من ربکم سو احتمال ہے کہ سدی اور ابو مالک کے معنی اس میں مراد ہوں اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مختار یہ ہے کہ وہ ایک چیز ہے مخلوقات میں سے اس میں طمانیت اور رحمت ہے اور اس کے ساتھ فرشتے ہیں اور یہ جو کہا کہ ایک مرد سورۂ کہف پڑھتا تھا تو بعض نے کہا کہ وہ اُسید بن حضیر صحابی ہے چنانچہ خود اس کی حدیث تین باب کے بعد آئے گی لیکن اس میں ہے کہ وہ سورۂ بقرہ پڑھتا تھا اور اس میں ہے کہ سورۂ کہف پڑھتا تھا اور اس کا ظاہر تعدد ہے یعنی دو واقعہ کا ذکر ہے اور اسی طرح ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے واسطے بھی واقع ہوا ہے اور روایت کی ہے ابو داود نے طریق مرسل سے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا آپ نے نہیں دیکھا ثابت بن قیس کو کہ آج رات کو اس کا گھر چراغوں سے روشن رہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید اس نے سورۂ بقرہ پڑھی ہوگی پھر اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں نے سورۂ بقرہ پڑھی تھی اور احتمال ہے کہ اس نے دونوں سورتیں پڑھیں ہوں یا کچھ سورۂ بقرہ سے پڑھا ہو اور کچھ سورۂ کہف سے۔ (فتح)

## بَابُ فَضْلِ سُوْرَةِ الْفَتْحِ.

باب ہے سورۂ فتح کی فضیلت میں۔

٤٦٢٦ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ

۴۶۲۶۔ حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار

مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيْرُ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهٖ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيْرُ مَعَهٗ لَيْلًا فَسَأَلَهٗ عُمَرُ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَأَلَهٗ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَأَلَهٗ فَلَمْ يُجِبْهُ فَقَالَ عُمَرُ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ نَزَرْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ لَا يُجِيْبُكَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَّكْتُ بَعِيْرِيْ حَتّٰى كُنْتُ أَمَامَ النَّاسِ وَخَشِيْتُ أَنْ يَّنْزِلَ فِيَّ قُرْاٰنٌ فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَّصْرُخُ بِيْ قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ يَّكُوْنَ نَزَلَ فِيَّ قُرْاٰنٌ قَالَ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُوْرَةٌ لَّهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَأَ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا﴾.

حضرت ﷺ اپنے بعض سفر میں رات کو چلے جاتے تھے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ چلتے تھے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ سے کچھ پوچھا حضرت ﷺ نے ان کو کچھ جواب نہ دیا پھر آپ ﷺ سے پوچھا پھر بھی آپ نے ان کو کچھ جواب نہ دیا پھر پوچھا پھر بھی حضرت ﷺ نے ان کو کچھ جواب نہ دیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تیری ماں تجھ کو روئے یعنی اپنے آپ کو بد دعا دی تو نے تین بار حضرت ﷺ کا پیچھا کیا حضرت ﷺ نے تجھ کو کسی بار جواب نہیں دیا، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں نے اپنا اونٹ چھیڑا یہاں تک کہ لوگوں کے آگے بڑھا اور میں ڈرا کہ میرے حق میں قرآن اترے سو مجھ کو کچھ دیر نہ ہوئی کہ میں نے پکارنے والے کو سنا پکارتا ہے یعنی مجھ کو سو میں نے کہا البتہ میں ڈرا کہ میرے حق میں قرآن اترا ہو کہا پھر میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو سلام کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ آج رات کو مجھ پر ایسی سورت اتری کہ میرے نزدیک تمام دنیا سے بہتر ہے پھر حضرت ﷺ نے ﴿انا فتحنا﴾ کی سورت پڑھی۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح سورۂ فتح کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

## بَابُ فَضْلِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ.

باب ہے سورۂ قل ھو اللہ احد کی فضیلت کے بیان میں۔

٤٦٢٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَّقْرَأُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَآءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۴۶۲۷۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک مرد کو سنا کہ سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھتا ہے اس حال میں کہ بار بار اس کو دوہراتا ہے سو جب اس نے صبح کی تو حضرت ﷺ کے پاس آیا اور یہ حال آپ ﷺ سے ذکر کیا کہ جیسے وہ مرد اعتقاد کرتا تھا کہ وہ کم ہے یعنی اس نے گمان کیا کہ اس کے اس عمل میں ثواب بہت کم ہے تو حضرت ﷺ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ وَزَادَ أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مَّالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ أَخِيْ قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ أَنَّ رَجُلًا قَامَ فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ مِنَ السَّحَرِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ لَا يَزِيْدُ عَلَيْهَا فَلَمَّا أَصْبَحْنَا أَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ.

نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ بے شک قل ھو اللہ احد قرآن کے تہائی کے برابر ہے اور زیادہ کیا ہے ابو معمر نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے اسماعیل نے مالک بن انس سے اس نے روایت کی عبدالرحمن بن عبداللہ سے اس نے اپنے باپ سے اس نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہا خبر دی مجھ کو میرے بھائی قتادہ نے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سحری سے کھڑا ہوا سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھتا تھا اس پر کچھ زیادہ نہ کرتا تھا یعنی بار بار اسی کو دوہراتا تھا اس کے ساتھ اور کوئی سورت نہ ملاتا تھا پھر جب ہم نے صبح کی تو وہ مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا مانند اس کے یعنی مانند پہلی حدیث کے۔

**فائدہ:** اس باب میں حدیث عمرہ کی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس نے روایت کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا اس کا اول یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو ایک چھوڑے لشکر پر سردار بنا کر بھیجا تو وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا تھا اور قرأت کو سورۂ قل ھو اللہ احد کے ساتھ ختم کرتا تھا، الحدیث اور اس کے اخیر میں ہے کہ اس کو خبر دو کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھتا ہے اور یہ جو کہا کہ اس کو کم جانتا تھا تو مراد کم جاننا عمل اس کے کا ہے نہ تنقیص اس کی اور یہ جو کہا کہ سحری سے کھڑا یعنی پچھلی رات کو تہجد کی نماز کے واسطے کھڑا ہوا۔ (فتح)

٤٦٢٨ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ وَالضَّحَّاكُ الْمَشْرِقِيُّ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهٖ أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّقْرَأَ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ فِيْ لَيْلَةٍ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوْا أَيُّنَا يُطِيْقُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ

۴۶۲۸۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اصحاب سے کہ کیا تم میں سے کوئی عاجز ہے اس سے کہ تہائی قرآن کو ہر رات پڑھے سو یہ بات ان پر بہت بھاری گزری اور کہا کہ یا حضرت! تہائی قرآن کو ہر رات کو پڑھنا کس سے ہو سکتا ہے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ قل ھو اللہ احد قرآن کی تہائی ہے کہا فربری نے (امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کے شاگرد) نے کہ سنا میں نے ابو جعفر سے کہا ابو عبداللہ نے ابراہیم سے مرسل اور

ثُلُثُ الْقُرْآنِ. ضحاک مشرقی سے مسند۔

**فائدہ:** مراد یہ ہے کہ روایت ابراہیم نخعی کی ابوسعید سے منقطع ہے اور روایت ضحاک کی اس سے متصل ہے اور ابو عبداللہ مذکور وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہے جو اس کتاب صحیح بخاری کا مصنف ہے اور شاید فربری نے خود یہ کلام اس سے نہیں سنی سو اٹھایا اس کو ابوجعفر سے اس نے بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے یعنی نقل کیا ہے اس نے اس کلام کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ساتھ واسطہ ابوجعفر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا کاتب تھا ان کے واسطے حدیثوں کو نقل کرتا جاتا تھا اور ہر وقت ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے حال کو خوب پہنچانتا تھا اور تھا ان لوگوں میں سے جنہوں نے بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بہت علم سیکھا اور البتہ ذکر کیے ہیں فربری نے ابوجعفر سے حج اور مظالم اور اعتصام میں بہت فائدے جن کو اس نے بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا اور لیا جاتا ہے اس کلام سے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ منقطع حدیث کو مرسل کہتا تھا اور متصل کو مسند بولتا تھا اور مشہور استعمال یہ ہے کہ مرسل اس کو کہتے ہیں کہ منسوب کرے اس کو تابعی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مسند وہ ہے کہ منسوب کرے اس کو صحابی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بشرطیکہ ظاہر اسناد کا اتصال ہو اور یہ دوسری قسم نہیں مخالف ہے اس چیز کو کہ مطلق چھوڑا اس کو مصنف نے اور یہ جو کہا کہ سورہ قل ھو اللہ احد تہائی قرآن کے برابر ہے تو حمل کیا ہے اس کو بعض علماء نے اس کے ظاہر پر سو کہا یہ وہ تہائی ہے باعتبار معنوں قرآن کے اس واسطے کہ قرآن میں تین چیزیں ہیں احکام اور اخبار اور توحید اور البتہ شامل ہے یہ سورت تیسری قسم پر سو وہ اس اعتبار سے قرآن کی تہائی ہے اور مدد لی جاتی ہے واسطے اس کے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی ہے ابو عبیدہ نے ابودرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو تین حصے کیا سو قل ھو اللہ احد کی سورت کو ایک حصہ ٹھہرایا اور کہا قرطبی نے کہ شامل ہے یہ سورت اوپر دو ناموں کے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے جو بغل گیر ہیں تمام اوصاف کمال کو کہ وہ دونوں اس کے سوا کسی سورت میں نہیں پائے گئے اور وہ احد اور صمد ہیں اس واسطے کہ وہ دونوں دلالت کرتے ہیں اور ایک ہونے ذات پاک کے جو موصوف ہے ساتھ تمام اوصاف کمال کے اور اس کا بیان یوں ہے کہ احد خبر دیتا ہے ساتھ وجود خاص اس کے کی کہ نہیں شریک ہے اس میں اس کو کوئی اور صمد خبر دیتا ہے ساتھ تمام اوصاف کمال کے اس واسطے کہ اس کی طرف ختم ہوتی ہے سرداری اس کی سو ہوگا مرجع طلب کا اس سے اور طرف اس کے اور نہیں پورا ہوتا یہ اوپر وجہ تحقیق کے مگر واسطے اس شخص کے جو گھیرے تمام اوصاف کمال کو اور یہ نہیں لائق ہے مگر واسطے اللہ تعالیٰ کے سو جب شامل ہوئی یہ سورت اوپر پہچاننے ذات پاک کے تو ہوگی بہ نسبت تمام معرفت کے ساتھ صفات ذات کے اور صفات فعل کی تہائی اور محمول کیا ہے اس کو بعض نے اوپر حاصل کرنے ثواب کے سو کہا کہ اس کے تہائی قرآن ہونے کے معنی یہ ہیں کہ حاصل ہوتا ہے ثواب واسطے پڑھنے والے اس کے مثل ثواب اس شخص کے جو تہائی قرآن پڑھے اور بعض کہتے ہیں کہ مثل اس کی بغیر دوگنا ہونے کے اور یہ دعویٰ ہے بغیر دلیل کے اور تائید کرتی ہے اطلاق کو جو روایت کی ہے مسلم نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مانند حدیث ابو

سعید رضی اللہ عنہ کے اور اس میں ہے کہ قل ھو اللہ احد تہائی قرآن کے برابر ہے اور نیز مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمع ہو جاؤ کہ میں تم پر تہائی قرآن پڑھوں گا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور سورت قل ھو اللہ احد پڑھی پھر فرمایا کہ خبر دار ہو بے شک وہ تہائی قرآن کے برابر ہے اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے سورت قل ھو اللہ احد پڑھی اس نے تہائی قرآن پڑھا اور جب یہ اپنے ظاہر پر محمول ہوا تو کیا وہ قرآن کی تہائی معین کے برابر ہے یا ہر تہائی کہ فرض کی جائے اس میں نظر ہے اور لازم آتا ہے دوسری وجہ پر کہ جو اس کو پڑھے تین بار تو ہوگا وہ مثل اس شخص کے جو کامل ختم پڑھے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جو شخص عمل کرے اس چیز کے کہ بغل گیر ہے اس کو یہ سورت اخلاص سے اور توحید سے تو ہوگا وہ مثل اس شخص کے کہ پڑھے تہائی قرآن کو اور دعویٰ کیا ہے بعض نے کہ یہ خاص ہے ساتھ اس شخص کے کہ جس کے حق میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی اور کہا ابن عبدالبر نے کہ جس نے اس حدیث کی تاویل نہیں کی خلاصی پائی اس نے اس شخص سے کہ جواب دیا اس نے ساتھ رائے کے اور اس حدیث میں ثابت کرنا فضیلت قل ھو اللہ احد کا ہے اور البتہ بعض علماء نے کہا کہ وہ مشابہ ہے کلمہ توحید کو واسطے اس چیز کے کہ شامل ہے اس پر جملوں سے جو ثابت کرنے والے ہیں اور نفی کرنے والے ہیں ساتھ زیادتی تعلیل کے اور معنی نفی کے اس میں یہ ہیں کہ وہ خالق رازق ہے معبود ہے اس واسطے کہ نہیں کوئی اوپر اس کے جو اس کو منع کرے مانند باپ کے اور نہ اس کو اس میں کوئی برابر ہے مانند کفو کے اور نہ وہ شخص ہے کہ مدد کرے اس کو اوپر اس کے مثل بیٹے کے اور اس میں ڈالنا عالم کا ہے مسائل کو اپنے ساتھیوں پر اور استعمال لفظ کا غیر اس چیز میں کہ جلدی کرتا ہے فہم طرف اس کے اس واسطے کہ متبادر تہائی قرآن کے اطلاق سے یہ ہے کہ مراد تہائی سے تہائی حجم اس کی ہے جو لکھا ہوا ہے مثلا اور البتہ ظاہر ہوا کہ یہ مراد نہیں۔

**تنبیہ**: روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بطور رفع کے کہ اذا زلزلت کی سورت آدھے قرآن کے برابر ہے اور سورۂ کافرون چوتھائی قرآن کے برابر ہے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورۂ نصر بھی چوتھائی قرآن کے برابر ہے اور اسی طرح آیۃ الکرسی بھی چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ (فتح)

**بَابُ فَضْلِ الْمُعَوِّذَاتِ.** باب ہے بیان میں ان سورتوں کے جن کے ابتدا میں اعوذ کا لفظ ہے یعنی پناہ مانگی گئی ساتھ ان کے۔

**فائدہ**: مراد معوذات سے سورۂ اخلاص اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس ہیں میں نے باب الوفاۃ النبویہ میں جائز رکھا تھا کہ جمع بیچ اس کے اس بنا پر ہے کہ ادنیٰ درجہ جمع کا دو ہیں پھر ظاہر ہوا اس باب کی حدیث سے کہ وہ ظاہر پر ہے اور یہ کہ مراد ساتھ معوذات کے یہ ہے کہ وہ تینوں سورتوں کو پڑھتے تھے اور ذکر سورۂ قل ھو اللہ احد کا ساتھ ان دونوں کے بطور تغلیب کے ہے واسطے اس چیز کے کہ شامل ہے وہ اوپر اس کے صفت رب کی سے اگرچہ اس میں صریح اعوذ کا

ذکر نہیں اور روایت کی ہے اصحاب سنن ثلاثہ اور احمد اور ابن حبان وغیرہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ان کے ساتھ پناہ مانگا کر اس واسطے کہ نہیں پناہ مانگی گئی ساتھ مثل ان کیکی ۔ (فتح) اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ ان تین سورتوں کو پڑھنا موجب پناہ کا ہے شیطان سے اور ایک روایت میں ہے کہ پڑھ معوذات کو پیچھے ہر نماز کے۔

٤٦٢٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكٰى يَقْرَأُ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهٗ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُ بِيَدِهٖ رَجَآءَ بَرَكَتِهَا.

۴۶۲۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب بیمار ہوتے تو معوذات کو پڑھ کر اپنے آپ کو دم کرتے سو جب آپ کو بیماری کی شدت ہوئی تو میں آپ پر پڑھتی تھی اور آپ کے ہاتھ سے مسح کرتی تھی واسطے امید برکت اس کی کے۔

٤٦٣٠ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَأَ فِيْهِمَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلٰى رَأْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

۴۶۳۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب رات اپنے بستر پر آتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو جمع کرتے پھر ان میں دم کرتے سو ان میں یہ تینوں سورتیں پڑھتے قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پھر دونوں ہاتھ سے اپنے بدن کو مسح کرتے جہاں تک ہو سکتا پہلے پہل ان سے اپنے سر اور منہ پر مسح کرتے اور بدن کی اگلی طرف سے اور یہ تین بار کرتے۔

**فائدہ:** یہ حدیث مخالف ہے پہلی حدیث کے اور راجح یہ امر ہے کہ یہ دونوں حدیثیں ہیں جدا جدا اور ان کی شرح کتاب الطب میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ نُزُوْلِ السَّكِيْنَةِ وَالْمَلَائِكَةِ عِنْدَ قِرَآءَةِ الْقُرْاٰنِ.

باب ہے اترنا سکینہ اور فرشتوں کا وقت پڑھنے قرآن کے۔

**فائدہ:** جمع کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے درمیان سکینت اور فرشتوں کے اور نہیں واقع ہوا ہے باب کی حدیث مین ذکر سکینت کا اور نہ بیچ حدیث براء رضی اللہ عنہ کے جو سورہ کہف کی فضیلت میں گزری ہے ذکر فرشتوں کا اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ یہ دونوں ایک قصہ ہیں اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے کہ مراد ساتھ ظلہ کے باب کی حدیث میں سکینت ہے لیکن جزم کیا ہے ابن بطال نے کہ ظلہ بدلی ہے اور یہ کہ فرشتے تھے بیچ اس کے اور اس کے ساتھ سکینت تھی کہا ابن بطال نے کہ قضیہ ترجمہ کا یہ ہے کہ سکینت ہمیشہ فرشتوں کے ساتھ اترتی ہے۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَزِيْدُ بْنُ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَفَرَسُهُ مَرْبُوْطَةٌ عِنْدَهُ إِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَتَتْ فَقَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ وَسَكَتَتِ الْفَرَسُ ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ وَكَانَ ابْنُهُ يَحْيٰى قَرِيْبًا مِنْهَا فَأَشْفَقَ أَنْ تُصِيْبَهُ فَلَمَّا اجْتَرَّهُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَآءِ حَتّٰى مَا يَرَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ قَالَ فَأَشْفَقْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْ تَطَأَ يَحْيٰى وَكَانَ مِنْهَا قَرِيْبًا فَرَفَعْتُ رَأْسِيْ فَانْصَرَفْتُ إِلَيْهِ فَرَفَعْتُ رَأْسِيْ إِلَى السَّمَآءِ فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيْهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيْحِ فَخَرَجَتْ حَتّٰى لَا أَرَاهَا قَالَ وَتَدْرِيْ مَا ذَاكَ قَالَ لَا قَالَ تِلْكَ الْمَلَآئِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا لَا تَتَوَارٰى مِنْهُمْ قَالَ ابْنُ الْهَادِ

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جس حالت میں رات کو سورۂ بقرہ پڑھتے تھے اور ان کا گھوڑا ان کے پاس بندھا تھا کہ اچانک گھوڑا بدکا سو وہ چپ رہے تو گھوڑا بدکنے سے ٹھہرا پھر انہوں نے پڑھا تو گھوڑا بدکنے لگا پھر وہ چپ رہے اور گھوڑا بھی ٹھہر گیا پھر انہوں نے پڑھا پھر گھوڑا بدکا سو وہ پھرے اور ان کا لڑکا یحییٰ گھوڑے کے قریب تھا سو ڈر گئے کہ کہیں لڑکا کچل نہ جائے پھر جب انہوں نے اپنے لڑکے کو کھینچا اس مکان سے جس میں وہ تھا تا کہ اس کو گھوڑا نہ کچل ڈالے تو اپنے سر کو آسمان کی طرف لٹایا تو اچانک دیکھا کہ وہ بدلی کی مانند ہے اس میں چراغ جلتے ہیں سو وہ آسمان کی طرف چڑھ گئی یہاں تک کہ وہ بدلی ان کی نظر سے غائب ہوگئی پھر جب انہوں نے صبح کی تو یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پڑھ اے حضیر کے بیٹے! پڑھ اے حضیر کے بیٹے! اس نے کہا یا حضرت! میں ڈرا کہ کہیں یحییٰ کو کچل نہ ڈالے اور وہ گھوڑے کے قریب تھا سو میں نے اپنا سر اٹھایا پھر میں اس کی طرف پھرا پھر میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو اچانک میں نے دیکھا کہ وہ بدلی کی مانند ہے اس میں چراغوں کی مانند ہیں سو میں نکلا یہاں تک کہ میں اس کو نہیں

وَحَدَّثَنِي هٰذَا الْحَدِيْثَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ خَبَّابٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ.

دیکھتا حضرت ﷺ نے فرمایا تو جانتا ہے کہ وہ بدلی کیا چیز تھی؟ انہوں نے کہا نہیں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ فرشتے تھے تیرے قرآن پڑھنے کی آواز سننے کو قریب ہوئے تھے اور اگر تو پڑھے جاتا تو فجر کو لوگ فرشتوں کو دیکھتے فرشتے ان سے نہ چھپتے۔

**فائدہ:** یہ جو کہا کہ وہ رات کو سورۂ بقرہ پڑھتا تھا تو ایک روایت میں ہے کہ جس حالت میں ایک سورت کو پڑھتا تھا سو جب میں اس کے اخیر تک پہنچا تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اس نے جس سورت کو شروع کیا تھا اس کو ختم کیا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اس مکان میں تھا جس میں کھجوریں تھیں اور یہ جو کہا کہ پڑھ اے حضیر کے بیٹے! یعنی تجھ کو لائق تھا کہ تو بدستور اس کو پڑھے جاتا ، نہیں ہے یہ امر واسطے اس کے ساتھ پڑھنے کے بیچ حالت بیان کرنے اس حال کے اور گویا کہ حاضر کیا حضرت ﷺ نے سورت حال کو سو ہو گیا وہ گویا کہ حاضر ہے نزدیک اس کے جب کہ اس نے دیکھا جو دیکھا سو گویا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بدستور اس کو پڑھے جاتا کہ ہمیشہ رہے واسطے تیرے برکت ساتھ اترنے فرشتوں کے اور سننے ان کے کی واسطے قرأت تیری کے اور اُسید رضی اللہ عنہ نے اس کو سمجھا سو جواب دیا ساتھ عذر اپنے کے بیچ قطع کرنے قرأت کے اور وہ قول اس کا ہے کہ میں ڈرا کہ کہیں لڑکے کو کچل نہ ڈالے یعنی میں ڈرا کہ اگر میں بدستور رہا تو کہیں گھوڑا میرے لڑکے کو کچل نہ ڈالے اور دلالت کرتا ہے سیاق حدیث کا اوپر محافظت کرنے اسید کے اوپر خشوع اپنے کے اپنی نماز میں اس واسطے کہ جب اول گھوڑا ابدکا تو اسی وقت اس کو ممکن تھا کہ اپنے سر کو اٹھاتا اور شاید اس کو نہی کی حدیث پہنچی ہوگی کہ نمازی نماز کی حالت میں اپنے سر کو آسمان کی طرف نہ اٹھائے سو نہ اٹھایا اس نے اپنے سر کو یہاں تک کہ سخت ہوئی ساتھ اس کے مہم اور احتمال ہے کہ اس نے نماز تمام کرنے کے بعد اپنے سر کو آسمان کی طرف اٹھایا ہو اسی واسطے دراز ہوا ساتھ اس کے یہی حال تین بار اور یہ جو کہا کہ فرشتے تیری آواز کو سننے کے واسطے قریب ہوئے تھے تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پڑھ اے اسید کے تجھ کو داؤد علیہ السلام کے لوگوں سے بانسری ملی اور اس زیادتی میں اشارہ ہے طرف باعث کے اوپر سننے فرشتوں کے قرأت اس کی کو اور ایک روایت میں ہے کہ اگر تو صبح تک پڑھے جاتا تو عجب چیزیں دیکھتا کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے دیکھنا احاد امت کا فرشتوں کو اور یہ صحیح ہے لیکن جو ظاہر ہوتا ہے قید کرنا ہے ساتھ نیک بخت یا خوش آواز وغیرہ کے اور اس حدیث میں فضیلت ہے قرأت کی اور یہ کہ وہ سبب ہے اترنے رحمت کے کا اور حاضر ہونے فرشتوں کے کا۔ میں کہتا ہوں کہ حکم مذکور عام ہے دلیل سے سو جو روایت میں ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پیدا ہوا ہے قرأت خاص سے صورت خاص سے ساتھ صفت خاص کے اور احتمال ہے خصوصیت سے جو مذکور نہیں ہوا تو اگر ہوتا اطلاق پر تو حاصل ہوتا

واسطے ہر قاری کے اور البتہ اشارہ کیا بیچ آخر اس حدیث کے ساتھ قول اپنے کے کہ فرشتے ان سے نہ چھپتے طرف اس بات کے کہ فرشتے واسطے استغراق ان کے کی قرآن کے سننے میں بدستور رہتے نہ پوشیدہ ہونے میں کہ ان کے شان سے پوشیدہ ہونا ہے اور اس میں فضیلت ہے واسطے اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے اور فضیلت پڑھنے سورۂ بقرہ کے رات کی نماز میں اور فضیلت عاجزی کرنے کی نماز میں اور یہ کہ مشغول ہونا کسی کام میں دنیا کے کاموں سے اگرچہ مباح ہو کبھی فوت کرتا ہے بہت نیکی کو پس کیا حال ہے جب کہ مشغول ہو ایسے کام میں جو مباح نہ ہو۔

بَابُ مَنْ قَالَ لَمْ يَتْرُكِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں چھوڑا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مگر جو دو تختیوں کے درمیان ہے۔

**فائدہ:** یعنی جو مصحف میں ہے اور یہ مراد نہیں کہ چھوڑا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو مجموع درمیان دو تختیوں کے اس واسطے کہ یہ مخالف ہے اس چیز کو جو پہلے گزر چکی ہے جمع کرنے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سے پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے سے اور غرض اس باب سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ بہت قرآن جاتا رہا واسطے جاتے رہنے حاملوں اس کے اور وہ ایک چیز ہے جو رافضیوں نے از خود پیدا کی ہے واسطے صحیح کرنے دعوے اپنے کے کہ تنصیص کرنا اوپر امامت علی رضی اللہ عنہ کے اور مستحق ہونے ان کے خلافت کو وقت فوت ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا ثابت بیچ قرآن کے اور یہ کہ اصحاب نے اس کو چھپا ڈالا اور یہ دعویٰ باطل ہے اس واسطے کہ نہیں چھپایا انہوں نے مثل اس حدیث کے کہ تو میرے نزدیک بجائے ہارون علیہ السلام کے ہے موسیٰ علیہ السلام سے اور سوائے اس کے ظاہر حدیثوں سے کہ استدلال کرتا ہے کبھی ساتھ ان کے جو دعویٰ کرتا ہے خلافت ان کی کا جیسے نہ چھپایا انہوں نے جو اس کے معارض ہے یا خاص کیا جائے گا عموم اس کا یا مقید کیا جائے گا مطلق اس کا اور البتہ باریک بینی کی ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ استدلال کرنے کے رافضیوں پر ساتھ اس چیز کے کہ روایت کیا ہے اس کو ان کے ایک امام نے جس کی امامت کا دعویٰ کرتے ہیں اور وہ محمد بن حنفیہ ہے اور وہ بیٹا ہے علی رضی اللہ عنہ کا سو اگر ہوتی اس جگہ کوئی چیز جو متعلق ہے ساتھ باپ اس کے تو ہوتے وہ لائق تر سب لوگوں میں ساتھ اطلاع کے اوپر اس کے اور اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی اس واسطے کہ وہ علی رضی اللہ عنہ کے چچیرے بھائی ہیں اور سب لوگوں سے زیادہ ان کے ساتھ رہتے تھے اور ان کو ان کے حال پر زیادہ اطلاع تھی۔ (فتح)

٤٦٣١ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَشَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ لَهُ شَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ أَتَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۶۳۱۔ حضرت عبدالعزیز سے روایت ہے کہ میں اور شداد بن معقل دونوں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گئے تو شداد نے ان سے کہا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز چھوڑی؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں چھوڑا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مگر جو دو تختیوں کے درمیان ہے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے سوا

مِنْ شَیْءٍ قَالَ مَا تَرَکَ إِلَّا مَا بَیْنَ الدَّفَّتَیْنِ قَالَ وَدَخَلْنَا عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِیَّةِ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ مَا تَرَکَ إِلَّا مَا بَیْنَ الدَّفَّتَیْنِ.

کچھ نہیں چھوڑا، عبدالعزیز نے کہا کہ پھر ہم محمد بن حنفیہ کے پاس گئے سو ہم نے ان سے پوچھا کہ حضرت ﷺ نے کچھ چھوڑا؟ انہوں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے کچھ نہیں چھوڑا مگر جو دو تختیوں کے درمیان ہے۔

**فائدہ**: واقع ہوا ہے نزدیک اسماعیلی کے کہ نہیں چھوڑا حضرت ﷺ نے کچھ مگر جو اس قرآن میں ہے یعنی نہیں چھوڑا قرآن سے جو پڑھا جاتا ہے مگر جو داخل ہے اس مصحف میں جو لوگوں کے ہاتھ میں موجود ہے اور نہیں وارد ہوتا اس پر جو پہلے گزرا علی رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں ہمارے پاس مگر اللہ کی کتاب اور جو اس کاغذ میں ہے اس واسطے کہ مراد علی رضی اللہ عنہ کی وہ احکام ہیں جن کو انہوں نے حضرت ﷺ سے لکھا اور نہیں نفی کی اس کی کہ ہوں ان کے پاس اور احکام جن کو انہوں نے نہیں لکھا تھا اور بہر حال جواب ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن حنفیہ کا سو ان کی مراد تو صرف وہ قرآن ہے جو پڑھا جاتا ہے یا مراد اس قسم سے ہے جو امامت کے ساتھ متعلق ہے یعنی نہیں چھوڑی کچھ چیز جو امامت کے متعلق ہو مگر وہ چیز جو لوگوں کے ہاتھ میں ہے اور تائید کرتا ہے اس کو جو ثابت ہو چکا ہے ایک جماعت اصحاب سے ذکر بہت چیزوں کے سے جو قرآن میں اتریں پھر ان کی تلاوت منسوخ ہوئی اور ان کا حکم باقی رہا یا نہ باقی رہا مثل حدیث عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت جب حرام کاری کریں تو ان دونوں کو سنگسار کرو اور مثل حدیث انس رضی اللہ عنہ کے بیچ قصے قاریوں کے جو بئر معونہ میں مارے گئے کہا سو اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں قرآن اتارا بلغوا عنا قومنا انا قد لقینا ربنا یعنی ہماری قوم کو ہماری طرف سے خبر پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے ملے اور مثل حدیث اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے کہ سورۂ احزاب سورۂ بقرہ کے برابر تھی اور حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کی کہ نہیں پڑھتے براءۃ کی چوتھائی کو اور یہ سب صحیح حدیثیں ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مکروہ جانتے تھے کہ کوئی مرد کہے کہ میں نے سارا قرآن پڑھا اور کہتے تھے کہ اس میں سے بعض قرآن منسوخ ہوا اور نہیں ان میں کوئی چیز جو باب کی حدیث کے معارض ہو اس واسطے کہ یہ سب قرآن اس قسم سے ہے کہ منسوخ ہوئی تلاوت اس کی حضرت ﷺ کی زندگی میں۔ (فتح)

## بَابُ فَضْلِ الْقُرْاٰنِ عَلٰی سَآئِرِ الْکَلَامِ. باب ہے قرآن کو سب کلاموں پر فضیلت کے بیان میں

**فائدہ**: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ روایت کیا ہے اس کے معنی کو ترمذی نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کہتا ہے کہ جس شخص کو قرآن کے شغل نے میرے ذکر سے اور میرے سوال سے باز رکھا تو میں دیتا ہوں اس کو افضل اس چیز سے جو دیتا ہوں مانگنے والوں کو اور قرآن کی فضیلت تمام کلاموں پر جیسے اللہ تعالیٰ کو فضیلت ہے اپنی تمام مخلوق پر اور اس کے راوی معتبر ہیں مگر عطیہ کہ اس میں ضعف ہے اور ابن عدی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ کی کلام کی فضیلت تمام کلاموں پر جیسے اللہ تعالیٰ کی فضیلت اپنی مخلوق پر اور اس کی سند میں بھی

ایک راوی ضعیف ہے۔ (فتح)

٤٦٣٢ ۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ أَبُوْ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَالْأُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَّرِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّالَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَّلَا رِيْحَ لَهَا وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ وَّمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَّلَا رِيْحَ لَهَا.

۴۶۳۲۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ایماندار کی مثل کہ قرآن پڑھا کرتا ہے ترنج یعنی میٹھے لیموں کی مثل ہے کہ اس کی بو بھی اچھی اور اس کا مزہ بھی اچھا اور اس ایماندار کی مثل جو قرآن کو نہیں پڑھا کرتا چھوہارے کی سی مثل ہے کہ اس کا مزہ اچھا ہے اور اس میں بو نہیں اور اس گنہگار کی مثل جو قرآن پڑھا کرتا ہے وہ نیاز بو کی سی مثل ہے کہ اس کی بو اچھی ہے اور اس کا مزہ کڑوا ہے اور اس فاجر کی مثل جو قرآن کو نہیں پڑھتا اندر رائن کے پھل کی سی مثل ہے کہ اس میں بو نہیں اور اس کا مزہ کڑوا ہے۔

**فائدہ:** بعض نے کہا کہ خاص کی گئی صفت ایمان کی ساتھ مزے کے اور صفت تلاوت کی ساتھ بو کے اس واسطے کہ ایمان لازم تر ہے واسطے ایماندار کے قرآن سے اس واسطے کہ ممکن ہے حاصل ہونا ایمان کا قرأت کے بغیر اور اسی طرح مزہ لازم ہے واسطے جوہر کے بو سے سو البتہ کبھی بو جاتی رہتی ہے اور اس کا مزہ باقی رہتا ہے پھر کہا گیا کہ حکمت بیچ خاص کرنے ترنج کے ساتھ تمثیل کے سوائے اور کسی میوے کے جو جامع ہوتا ہے اچھے مزے اور اچھی بو کو مانند سیب اور ناشپاتی کے اس واسطے کہ دوا کی جاتی ہے ساتھ اس کے چھلکے کے اور وہ مفرح ہوتا ہے ساتھ خاصیت کے اور نکالا جاتا ہے تیل اس کے دانوں سے کہ اس میں بہت منافع ہیں اور اس کے واسطے اور بھی بہت فائدے ہیں جو مفردات میں مذکور ہیں اور یہ جو کہا کہ اس ایماندار کی مثل جو قرآن کو پڑھتا ہے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور اس کے ساتھ عمل کرتا ہے اور یہ زیادتی تفسیر کرتی ہے مراد کو اور یہ کہ تمثیل واقع ہوئی ہے ساتھ اس شخص کے جو قرآن کو پڑھے اور نہ مخالفت کرے اس چیز کی کہ شامل ہے اس پر قرآن امر اور نہی سے نہ مطلق تلاوت اور اگر کہا جائے کہ اگر اس طرح ہوتا تو تقسیم بہت ہو جاتی مثل اس کے کہ کہا جاتا کہ جو پڑھے اور اس پر عمل کرے اور عکس اس کا جو عمل کرے اور نہ پڑھے اور عکس اس کا اور یہ چاروں قسم ممکن ہیں غیر منافق میں اور بہر حال منافق سو اس کے واسطے فقط دو ہی قسمیں ہیں اس واسطے کہ نہیں اعتبار واسطے عمل اس کے کی جب کہ ہو نفاق اس کا نفاق کفر کا اور گویا کہ جواب اس کا یہ ہے کہ دو قسمیں تمثیل سے حذف کی گئیں ہیں ایک وہ جو پڑھتا ہے اور نہیں عمل کرتا ساتھ اس کے دوسرا وہ جو نہ

پڑھتا ہے اور نہ عمل کرتا ہے اور یہ دونوں قسم مشابہ ہیں ساتھ حال منافق کے پس ممکن ہے تشبیہ اول قسم کی ساتھ ریحانہ کے اور دوسری قسم کے ساتھ پھل اندرائن کے سو اکتفا کیا ساتھ ذکر منافق کے اور دوسری دونوں قسمیں مذکور ہیں اور اس حدیث میں فضیلت ہے حال قرآن کی اور بیان کرنا مثل کا ہے واسطے قریب کرنے کے طرف فہم کے اور یہ کہ مقصود قرآن کی تلاوت سے عمل کرنا ہے ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے اوپر اس کے۔ (فتح)

٤٦٣٣ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِيْ أَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَمَغْرِبِ الشَّمْسِ وَمَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ فَقَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ نِّصْفِ النَّهَارِ إِلَى الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى ثُمَّ أَنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ مِنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ بِقِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ قَالُوْا نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَّأَقَلُّ عَطَآءً قَالَ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِّنْ حَقِّكُمْ قَالُوْا لَا قَالَ فَذَاكَ فَضْلِيْ أُوْتِيْهِ مَنْ شِئْتُ.

۴۶۳۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کوئی مثل نہیں ہوسکتی کہ عمر اور مدت تمہاری اے مسلمانوں اگلی امتوں کی عمر اور مدت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے کہ عصر کی نماز سے شام تک یعنی اگلی امتوں کی زندگی زیادہ تھی جیسے صبح سے عصر تک اور مسلمانوں کی عمر کم ہے جیسے عصر سے شام تک اور نہیں ہے مثل تمہاری اے مسلمانوں مثل یہود اور نصاریٰ کے مگر جیسے مثل اس مرد کی جس نے مزدور ٹھہرائے سو اس نے کہا کہ کون ہے جو میرا کام کرے صبح سے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر سو کام کیا یہود نے دوپہر تک پھر اس مرد نے کہا کہ کون ایسا ہے جو میرا کام کرے دوپہر سے عصر تک سو کام کیا نصاریٰ نے پھر تم اے مسلمانوں عمل کرتے ہو عصر سے شام تک دو دو قیراط پر تو یہود اور نصاریٰ قیامت میں کہیں گے کہ ہم کام میں تو زیادہ ہیں اور مزدوری میں کم یعنی یہ عجیب بات ہے کہ کام بہت اور اجرت کم، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جو مزدوری کہ ٹھہر گئی تھی اس سے کچھ کم کر دیا؟ کہیں گے نہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا سو یہ یعنی دگنی مزدوری دینا میرا فضل ہے جس کو چاہوں اس کو دوں۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے اور مطابقت حدیث اول کی واسطے ترجمہ قرآن پڑھنے والے کی فضیلت ثابت ہونے کی جہت سے ہے پس لازم آتا ہے اس سے کہ قرآن کو فضیلت ہے سب کلاموں پر جیسے کہ فضیلت دی گئی ترنج کو تمام میووں پر اور مناسبت حدیث دوسری کی اس جہت سے ہے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس امت کو اور امتوں پر فضیلت ہے اور ثابت ہونا فضیلت کا واسطے اس کے بسبب اس چیز کے ہے کہ ثابت

ہو چکی ہے فضیلت کتاب اس کی سے جس کے ساتھ ان کو عمل کرنے کا حکم ہوا۔ (فتح)

بَابُ الْوَصِيَّةِ بِكِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

باب ہے بیچ بیان وصیت کرنے کے ساتھ قرآن کے۔

٤٦٣٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفٰى أَوْصَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أُمِرُوا بِهَا وَلَمْ يُوصِ قَالَ أَوْصٰى بِكِتَابِ اللهِ.

۴۶۳۴۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں تو میں نے کہا کہ پھر لوگوں پر وصیت کس طرح لکھی گئی یا کس طرح حکم ہوا ان کو وصیت کا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت نہیں کی؟ اس نے کہا کہ وصیت کی ساتھ کتاب اللہ کے۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح کتاب الوصایا میں گزر چکی ہے اور یہ جو اس نے پہلے کہا کہ وصیت نہیں کی اور پھر اخیر میں کہا کہ کتاب اللہ کے ساتھ وصیت کی تو ان دونوں اقوال میں ظاہرًا مخالفت ہے اور جواب یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان مخالفت نہیں اس واسطے کہ نفی کی ہے اس نے اس چیز کی کہ متعلق ہے ساتھ خلاف کے اور مانند اس کے کہ نہ مطلق وصیت اور کتاب اللہ کے ساتھ وصیت کرنے سے مراد اس کی نگہبانی کرنی ہے ظاہر میں اور باطن میں پس تعظیم کی جائے اس کی اور حفاظت کی جائے اور نہ سفر کیا جائے ساتھ اس کے طرف زمین دشمن کے اور پیروی کی جائے اس کی جو اس میں ہے سو عمل کیا جائے ساتھ حکموں اس کے کی اور پرہیز کی جائے اس کی منع کی چیزوں سے اور ہمیشگی کی جائے اس کی تلاوت پر اور اس کے سیکھنے پر اور سکھلانے پر۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ.

باب ہے بیان میں جو قرآن کے ساتھ بے پرواہ نہ ہو۔

**فائدہ:** یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے جس کو بخاری رحمہ اللہ نے احکام میں روایت کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جو قرآن کے ساتھ بے پرواہ ہو تو وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ سنن میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ﴾.

یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا نہ کفایت کرتا ان کو یہ کہ بے شک ہم نے تجھ پر کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔

**فائدہ:** اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس آیت کے طرف ترجیح تفسیر ابن عیینہ کے کہ مراد یتغنی سے یہ ہے کہ بے پرواہ ہوئے **کما سیاتی فی ہذا الباب عنہ** اور البتہ بیان کیا ہے اسحاق بن راھویہ نے یہ ابن عیینہ سے کہ وہ استغناء خاص ہے اور اسی طرح کہا احمد نے وکیع سے کہ استغناء کیا جاتا ہے ساتھ اس کے پہلی امتوں کی خبروں سے اور البتہ روایت کی ہے طبری نے یحییٰ بن جعدہ سے کہ بعض مسلمان کچھ کتابیں لائے اور البتہ لکھا تھا انہوں نے

بیچ ان کے جو سنا تھا یہود سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کفایت کرتی ہے قوم کو گمراہی یہ کہ منہ پھیریں اس چیز سے کہ لایا ان کے پاس پیغمبر ان کا اور رغبت کریں اس چیز کی طرف کہ لایا ہے غیر اس کا طرف غیر ان کے تو یہ آیت اتری کیا نہیں کافی ہے ان کو یہ کہ کتاب اتاری ہم نے اوپر تیرے جو پڑھی جاتی ہے اوپر ان کے اور البتہ پوشیدہ رہی ہے وجہ مناسبت اس آیت کی بہت لوگوں پر مانند ابن کثیر وغیرہ کے سوا اس نے کہا اس آیت کے ذکر کرنے کی کوئی وجہ نہیں علاوہ اس کے ابن بطال نے باوجود متقدم ہونے کے اشارہ کیا ہے طرف مناسبت کے کہا کہ مراد ساتھ آیت کے استغناء اور بے پرواہ ہونا ہے اگلی امتوں کی خبروں سے اور نہیں مراد ہے وہ استغناء جو ضد ہے فقر کی کہا اس نے اور بخاری رحمہ اللہ جو اس آیت کو ترجمہ کے پیچھے لایا ہے تو یہ دلالت کرتا ہے کہ اس کا مذہب بھی یہی ہے اور کہا ابن تین نے سمجھا جاتا ہے ترجمہ سے کہ مراد ساتھ تغنی کے استغناء ہے اس واسطے کہ پیچھے لایا ہے وہ آیت کو جو بغل گیر ہے انکار کو اس شخص پر جو نہ بے پرواہ ہو ساتھ قرآن کے غیر اس کے کی سے پس حمل کرنا اس کا اوپر کفایت کرنے کے ساتھ اس کے اور نہ محتاج ہونے کے طرف غیر اس کے اور حمل کرنا اس کا اوپر ضد فقر کے منجملہ اس کے ہے۔ (فتح)

٤٦٣٥ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَأْذَنِ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَّا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَّتَغَنّٰى بِالْقُرْاٰنِ وَقَالَ صَاحِبٌ لَّهُ يُرِيْدُ يَجْهَرُ بِهِ.

۴۶۳۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے کسی پیغمبر کی قرأت رضا مندی سے نہیں سنی پیغمبر ﷺ کی قرأت کے برابر جب کہ پیغمبر ﷺ خوش آوازی سے قرآن پڑھے اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی یعنی عبدالحمید بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ مراد تغنی سے یہ ہے کہ قرآن کو پکار کر پڑھے۔

**فائدہ**: اور ظاہر اس کا اللہ کے حق میں مراد نہیں بلکہ مراد ساتھ اس کے اللہ کے حق میں اکرام قاری کا ہے اور بہت کرنا ثواب اس کے کا اس واسطے کہ یہی ہے ثمرہ سننے کا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز رضا مندی سے نہیں سنی، الخ۔ (فتح)

٤٦٣٦ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَّا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَّتَغَنّٰى بِالْقُرْاٰنِ قَالَ سُفْيَانُ

۴۶۳۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے کوئی چیز رضا مندی سے نہیں سنی پیغمبر ﷺ کی قرأت کے برابر جب کہ پکار کے قرآن پڑھے، کہا سفیان نے تفسیر اس کی یہ ہے کہ بے پرواہ ہو ساتھ اس کے۔

تَفْسِيرُهُ يَسْتَغْنِيْ بِهِ.

**فائدہ**: اور ممکن ہے یہ کہ تائید لی جائے واسطے اس کے اس کے ساتھ اس چیز کے جو عبداللہ بن ابی نہیک سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور میں بازار میں تھا سو فرمایا کہ تو سوداگر ہے کماتا ہے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں ہم میں سے جو نہ غنی ہو ساتھ قرآن کے اور البتہ راضی ہوا ہے ابو عبید ساتھ تفسیر یتغنی کے ساتھ غنی ہونے کے اور کہا کہ وہ جائز ہے عرب کی کلام میں اس بنا پر کہ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جو نہ غنی ہو ساتھ قرآن کے بہتات دنیا کی سے تو نہیں وہ ہم میں سے یعنی ہمارے طریقے پر اور کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ معنی قول اس کے کی یتغنی چار قول پر ایک خوش آوازی ہے دوسرا استغنا ہے، تیسرا غمناک ہونا، چوتھا مشغول ہونا اور تائید کرتا ہے چوتھے قول کی بیت اعشی کا جو پہلے گزر چکا ہے یعنی خفیف المناخ طویل التغنی اس واسطے کہ مراد اس کی ساتھ قول س کے کی طویل التغنی طول اقامت ہے نہ استغناء اس واسطے کہ وہ لائق تر ہے ساتھ وصف طول کے یعنی تھا وہ ملازم واسطے وطن اپنے کے اپنے گھر والوں کے درمیان یعنی اپنے وطن سے باہر نہیں جاتا تھا اور اس بات کو اہل عرب موجب مدح کہتے تھے پس ہوں گے معنی حدیث کے رغبت دلانا اوپر لازم پکڑنے قرآن کے اور یہ کہ نہ تجاوز کیا جائے طرف غیر اس کے کی اور وہ باعتبار معنی کے رجوع کرتا ہے طرف اس چیز کے کہ اختیار کیا ہے اس کو بخاری نے خاص کرنے استغناء کے سے اور یہ کہ استغناء کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اور کتابوں سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جس کو نہ نفع دے قرآن بیچ ایمان اس کے کی اور نہ سچا جانے اس چیز کو کہ اس میں ہے وعدے اور وعید سے اور نہیں مراد ہے جو اختیار کیا ہے ابو عبید نے کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ اس کے غنی سوائے فقر کے لیکن جو اختیار کیا ہے ابو عبید نے وہ مدفوع نہیں جب کہ ارادہ کیا جائے ساتھ اس کے غنی معنوی اور وہ قناعت ہے نہ غنی محسوس جو ضد فقر کی ہے اس واسطے کہ نہیں حاصل ہوتی یہ ساتھ مجرد ملازمت قرأت کے مگر یہ کہ ہو یہ ساتھ خاصیت کے اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد خوش آوازی سے قرآن پڑھنا ہے اور ساتھ اس کے تفسیر کیا ہے ابن ابی ملیکہ اور عبداللہ بن مبارک اور نضر بن شمیل نے کہا شافعی نے کہ اگر مراد غنی ہوتا تو فرماتے لم یستغن اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ مراد حسن ترنم ہے ساتھ قرآن کے کہا طبری نے کہ ترنم نہیں ہوتا مگر ساتھ آواز کے جب کہ قاری خوش آواز نکالے اور اچھے لہجے سے پڑھے اور اگر اس کے معنی استغناء ہوتے تو البتہ نہ ہوتے واسطے ذکر صوت کے اور جہر کے کوئی معنی اور حاصل کلام کا یہ ہے کہ جو تفسیر کیا ہے اس کو ابن عیینہ نے وہ مدفوع نہیں اگرچہ ظاہر حدیثوں کا اس کو ترجیح دیتا ہے کہ مراد پڑھنا قرآن کا ہے خوش آوازی سے لیکن ابن عیینہ کا قول بھی بے سند نہیں اور حاصل یہ ہے کہ ممکن ہے تطبیق درمیان اکثر تاویلوں مذکورہ کے اور وہ یہ ہے کہ پڑھے اس کو خوش آوازی سے پکار کے اچھے لہجے سے طریقے غمناک ہونے کے بے پرواہی چاہنے والا اس کے سوائے

اور اخبار سے طلب کرنے والا ساتھ اس کے غنی نفس اور خوش آوازی قرآن پڑھنے کی بحث علیحدہ باب میں آئے گی اور نہیں شک ہے اس میں کہ نفس رغبت کرتے ہیں طرف سننے قرأت کے ساتھ خوش آوازی کے زیادہ رغبت کرنے ان کے سے واسطے اس شخص کے کہ نہ پڑھے اس کو خوش آوازی سے اس واسطے کہ خوش آوازی کو تاثیر ہے بیچ نرم کرنے دل کے اور جاری کرنے آنسو کے اور تھا درمیان سلف کے اختلاف بیچ جواز پڑھنے قرآن کے ساتھ الحان کے اور بہر حال پڑھنا قرآن کا خوش آوازی سے اور مقدم کرنا خوش آواز کا اوپر غیر اس کے کی سو نہیں ہے کوئی جھگڑا بیچ اس کے سو حکایت کی ہے عبدالوھاب مالکی نے مالک سے کہ حرام ہے پڑھنا قرآن کو ساتھ راگ کے اور حکایت کیا ہے اس کو طبری وغیرہ نے ایک جماعت اہل علم سے اور حکایت کی ہے ابن بطال اور عیاض اور قرطبی نے مالکیوں میں سے اور ماوردی نے اور بندنیجی اور غزالی نے شافعیوں میں سے اور صاحب ذخیرہ نے حنفیہ میں سے کراہت کو اور اسی کو اختیار کیا ہے ابویعلی اور ابن عقیل نے حنبلیوں میں سے اور حکایت کی ابن بطال نے ایک جماعت اصحاب اربعین سے کہ جائز ہے اور ساتھ اسی کے نص کی ہے شافعی نے اور نقل کیا ہے اس کو طحاوی نے حنفیہ سے اور کہا فوازنی شافعی نے کہ جائز ہے بلکہ مستحب ہے اور محل ان اختلافات کا وہ ہے جب کہ حرف اپنے مخرج سے نہ نکلے اور اگر کوئی حرف متغیر ہو تو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اجماع ہے اس کے حرام ہونے پر اور اس کا لفظ یہ ہے کہ اجماع ہے علماء کا اس پر کہ مستحب ہے پڑھنا قرآن کا خوش آوازی سے جب کہ نہ نکلے حد قرأت سے پس اگر نکلے یہاں کہ زیادہ ہو کوئی حرف یا پوشیدہ کرے کسی حرف کو تو حرام ہے اور جو حاصل ہوتا ہے دلیلوں سے یہ ہے کہ پڑھنا قرآن کا خوش آوازی سے مطلوب ہے اور اگر اس کی آواز خوش نہ ہو تو چاہیے کہ اس کو خوش آوازی سے پڑھے جہاں تک ہو سکے اور منجملہ تحسین اس کی سے یہ ہے کہ خوش آوازی کے قواعد کی رعایت کرے اس واسطے کہ خوش آواز کے آواز اس سے زیادہ خوش ہوتی ہے اور اگر اس سے نکلے تو اثر کرتا ہے یہ اس کی خوش آوازی میں اور جو خوش آواز نہ ہو وہ اکثر اوقات ان کی رعایت سے پورا ہو جاتا ہے جب تک کہ نہ نکلے شرط ادا کی سے جو معتبر ہے نزدیک قرأت والوں کے اور اگر ان قواعد سے نکلے تو نہیں وفا کرتا خوش ہونا آواز کا ساتھ بڑی ادا کے اور شاید یہی سند ہے اس شخص کی جو مکروہ جانتا ہے قرأت کو ساتھ نغمہ کے اس واسطے کہ غالب یہ ہے کہ جو نغمہ کی رعایت کرتا ہے وہ ادا کی رعایت نہیں کرتا اور اگر کوئی دونوں کی رعایت کرے تو نہیں شک ہے کہ وہ راجح تر ہے غیر سے اس واسطے کہ وہ لاتا ہے اس چیز کو جو مطلوب ہے خوش آوازی سے اور پرہیز کرتا ہے ممنوع کو حرمت ادا سے۔ (فتح)

## بَابُ اِغْتِبَاطِ صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ. باب ہے بیان میں کہ رشک کرنا قرآن والے کا۔

**فائدہ:** پہلے گزر چکا ہے کتاب العلم میں باب رشک کرنے کا علم اور حکمت میں اور ذکر کی ہے میں نے اس جگہ تفسیر غبطہ کی اور فرق درمیان اس کے اور درمیان حسد کے اور یہ کہ حسد حدیث میں بطور مجاز کے بولا گیا ہے اور کہا اسماعیلی

نے کہ اس جگہ ترجمہ باب کا یہ ہے کہ اغتباط صاحب القرآن اور یہ فعل صاحب قرآن کا ہے سو وہی ہے جو رشک کرتا ہے اور جب وہ خود اپنے کام سے رشک کرتا ہے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ خوش ہوتا ہے اور راحت پاتا ہے اپنے کام سے اور نہیں ہے یہ مطابق میں کہتا ہوں اور ممکن ہے جواب ساتھ اس طور کے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ جب حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ غیر صاحب قرآن کا رشک کرتا ہے صاحب قرآن سے بسبب اس چیز کے کہ دیا گیا وہ عمل کرنے سے ساتھ قرآن کے تو رشک کرنا صاحب قرآن کا ساتھ عمل نفس اپنے کے اولیٰ ہے جب کہ سنے اس بشارت کو جو سچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں وارد ہے۔ (فتح)

٤٦٣٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَقَامَ بِهٖ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَرَجُلٌ أَعْطَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يَتَصَدَّقُ بِهٖ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ.

۴۶۳۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ حسد کرنا لائق نہیں مگر دو آدمیوں پر ایک تو وہ مرد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا ہے سو وہ اس کو رات کی ساعتوں میں پڑھا کرتا ہے اور دوسرا وہ مرد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا سو وہ اس کو رات اور دن کی ساعتوں میں خیرات کیا کرتا ہے۔

**فائدہ:** نہیں حسد یعنی نہیں رخصت بیچ حسد کرنے کے مگر دو خصلتوں میں یا نہیں خوب ہے حسد اگر خوب ہو یا بولا حسد کو واسطے مبالغہ کرنے کے بیچ ترغیب کے بیچ حاصل کرنے دونوں خصلتوں کے گویا کہ کہا گیا کہ اگر نہ حاصل ہوں یہ دونوں مگر ساتھ بدطریق کے تو البتہ ہوگی وہ چیز جو ان میں ہے فضیلت سے باعث اوپر حاصل کرنے دونوں کے ساتھ اس کے پس کیا حال ہے اور حالانکہ ممکن ہے حاصل کرنا ان دونوں کا ساتھ طریقے خوب کے اور وہ اس آیت کی جنس سے ہے ﴿فاستقبوا الخیرات﴾ اس واسطے کہ حقیقت سبقت کی یہ ہے کہ آگے پڑھے اپنے غیر سے مطلوب میں اور پہلے گزر چکا ہے کتاب العلم میں کہ مراد ساتھ قیام کے عمل کرنا ہے ساتھ اس کے ساتھ تلاوت کے اور بندگی کے۔ (فتح)

٤٦٣٨ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي

۴۶۳۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حسد کرنا مگر دو آدمیوں میں ایک تو وہ مرد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن سکھلایا ہے سو وہ اس کو رات کی اور دن کی ساعتوں میں پڑھا کرتا ہے سو اس

اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَتْلُوْهُ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ فَسَمِعَهُ جَارٌ لَّهُ فَقَالَ لَيْتَنِيْ اُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا اُوْتِيَ فُلَانٌ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُهْلِكُهُ فِي الْحَقِّ فَقَالَ رَجُلٌ لَّيْتَنِيْ اُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا اُوْتِيَ فُلَانٌ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ.

کے ہمسائے نے اس کو سنا تو کہا کہ کاش مجھ کو قرآن آتا جیسے فلاں کو آتا ہے تو میں بھی عمل کرتا جیسے وہ عمل کرتا ہے اور دوسرا وہ مرد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا تو وہ اس کو بے جا خرچ کرتا ہے تو دوسرے مرد نے کہا کہ کاش کہ مجھ کو مال ملتا جیسے فلاں کو ملا ہے تو میں عمل کرتا جیسے فلانا کرتا ہے۔

**فائدہ:** یہ جو کہا کہ ہلاک کرتا ہے اس کو حق میں تو اس میں احتراس بلیغ ہے گویا کہ جب وہم پیدا ہوا بے جا خرچ کرنے کا اہلاک کے عام ہونے کی جہت سے تو قید کیا اس کو ساتھ حق کے۔ (فتح)

بَابُ خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ.

باب ہے اس بیان میں کہ تم لوگوں میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھلائے۔

**فائدہ:** اسی طرح باب باندھا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ حدیث کے اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ روایت راجح واؤ کے ساتھ ہے۔

٤٦٣٩ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ قَالَ وَأَقْرَأَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِيْ إِمْرَةِ عُثْمَانَ حَتّٰى كَانَ الْحَجَّاجُ قَالَ وَذَاكَ الَّذِيْ أَقْعَدَنِيْ مَقْعَدِيْ هٰذَا.

۴۶۳۹۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر وہ ہے جو خود قرآن کو سیکھے اور غیروں کو سکھلائے، کہا سعد نے اور پڑھا ابوعبدالرحمٰن نے قرآن کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یہاں تک کہ حاکم ہوا حجاج عراق پر کہا ابوعبدالرحمٰن نے اور یہی حدیث ہے جس نے مجھ کو اس جگہ بٹھایا یعنی جگہ تعلیم قرآن کی۔

**فائدہ:** روایت ابوعبدالرحمٰن کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے معنعن ہے اور البتہ واقع ہوئی ہے بعض طریقوں میں تصریح ساتھ تحدیث عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے ابوعبدالرحمٰن کے لیکن اس کی سند میں کلام ہے لیکن ظاہر ہوا واسطے میرے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے اس کے موصول ہونے پر اور بیچ ترجیح ملاقات ابوعبدالرحمٰن کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس زیادتی کی بنا پر کہ واقع ہوئی ہے بیچ روایت شعبہ کے سعد بن عبیدہ سے اور وہ یہ ہے کہ ابوعبدالرحمٰن عثمان رضی اللہ عنہ

کے زمانے سے حجاج کے زمانے تک لوگوں کو قرآن پڑھاتا رہا اور البتہ جو چیز کہ اس کو باعث ہوئی وہ یہی حدیث ہے جو مذکور ہے پس دلالت کی اس نے کہ سنا ہے اس کو اس زمانے میں اور جب اس نے اس کو اس زمانے میں سنا اور نہیں موصوف ہے ساتھ تدلیس کے تو اس نے تقاضا کیا کہ اس نے اس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سنا ہے خاص کر باوجود اس چیز کے کہ مشہور ہوئی قاریوں میں کہ ابوعبدالرحمن نے قرآن کو عثمان رضی اللہ عنہ سے پڑھا اور سند لی ہے انہوں نے اس کی ان سے پس ہوگا یہ اولیٰ قول اس شخص کے سے جو کہتا ہے کہ اس نے عثمان رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا اور یہ جو کہا کہ من تعلم القرآن وعلمه تو ایک روایت میں واؤ کی جگہ اَو واقع ہوا ہے اور ظاہر باعتبار معنی کے روایت واؤ کی ہے اس واسطے کہ جو روایت کہ اَو کے ساتھ ہے وہ تقاضا کرتی ہے اثبات خیریت مذکورہ کو واسطے اس شخص کے جو دونوں امروں سے ایک کام کرے سو لازم آتا ہے کہ جو قرآن کو سیکھے اگر اپنے غیر کو نہ سکھلائے یہ کہ ہو بہتر اس شخص سے کہ عمل کرے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے مثلاً اگرچہ اس کو نہ سیکھے اور اگر کوئی کہے کہ واؤ کی روایت پر بھی لازم آتا ہے کہ جو اس کو سیکھے اور غیر کو سکھلائے یہ کہ ہو افضل اس شخص سے کہ عمل کرے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے سوائے اس کے کہ اس کو سیکھے اور نہ غیر کو سکھلائے تو جواب اس کا یہ ہے کہ احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ خیریت کے جہت حصول تعلیم سے بعد علم کے اور جو غیر کو سکھلاتا ہے اس کے واسطے نفع متعدی حاصل ہوتا ہے برخلاف اس شخص کے جو فقط عمل کرتا ہے بلکہ اشرف علم غیر کا سکھلانا ہے اور جو کوئی غیر کو قرآن سکھلائے مستلزم ہے کہ اس نے خود اس کو سیکھا ہو اور سکھلانا اس کا غیر اپنے کو عمل ہے اور حاصل کرنا ہے نفع متعدی کا اور اگر کوئی کہے کہ اگر ہوتے معنی حاصل ہونا نفع متعدی کا تو البتہ شریک ہوتا ہر شخص کہ اپنے غیر کو کوئی علم سکھلائے بیچ اس کے تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ قرآن سب علموں سے اشرف ہے تو جو اس کو پڑھے اور اپنے غیر کو پڑھائے وہ اشرف ہوگا اس شخص سے جو قرآن کے سوائے اور علم سیکھے اگرچہ اس کو پڑھائے پس ثابت ہوگا مدعیٰ اور نہیں شک ہے اس میں کہ جو قرآن کے سیکھنے اور سکھلانے کے درمیان ہو وہ کامل کرنے والا ہے اپنے نفس کو اور اپنے غیر کو جامع ہے درمیان نفع قاصر اور نفع متعدی کے اسی واسطے ہوا افضل اور وہ ان لوگوں میں ہے جن کو مراد رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے ساتھ قول اپنے کے ﴿ومن احسن قولا ممن دعا الى الله وعمل صالحا وقال اننى من المسلمين﴾ اور اللہ کی طرف بلانا مختلف طور سے ہوتا ہے منجملہ ان کے قرآن کا سکھلانا ہے اور وہ اشرف ہے سب سے اور عکس اس کا کافر ہے جو مانع ہے اپنے غیر کو اسلام سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ومن اظلم ممن كذب بآيات الله وصدف عنها﴾ اور اگر کوئی کہے کہ اس بنا پر پڑھانے والا افضل ہو فقیہ سے تو ہم کہتے ہیں کہ نہیں اس واسطے کہ جو لوگ کہ اس کے ساتھ مخاطب تھے وہ فقیہ تھے اس واسطے کہ وہ اہل زبان تھے سو جانتے تھے وہ قرآن کے معنوں کو ساتھ سلیقہ کے اکثر اس چیز سے کہ جانا اس کو ان لوگوں نے جو ان کے بعد آئے ساتھ کسب کرنے کے تو فقہ ان کا دستور تھا سو جو ان کے سے حال میں ہو وہ

ان کو اس میں شریک ہے نہ جو محض پڑھنے والا یا پڑھانے والا ہو نہ سمجھتا ہو کچھ معنوں اس چیز کے سے کہ اس کو پڑھتا ہے یا پڑھاتا ہے پھر اگر کوئی کہے کہ پس لازم آتا ہے یہ کہ ہو پڑھانے والا افضل اس شخص سے جو اعظم ہے از روئے غناء کے اسلام میں ساتھ مجاہدے کے اور رباط کے اور امر بالمعروف کے اور نہی عن المنکر کے مثلا تو ہم کہتے ہیں کہ حرف سلہ کا گھومتا ہے اوپر نفع متعدی کے سو جو شخص کہ ہو حصول اس کا نزدیک اس کے اکثر ہوگا وہ افضل سو شاید من مضمر ہے خبر میں اور ضروری ہے باوجود اس کے رعایت اخلاص کی ہر قسم میں ان سے اور احتمال ہے کہ خیریت اگرچہ مطلق ہے لیکن وہ مقید ہے ساتھ خاص لوگوں کے خطاب کیے گئے ساتھ اس کے کہ تھا یہ لائق ساتھ حال ان کے کی یا مراد یہ ہے کہ بہتر سیکھنے والوں میں وہ ہے جو اپنے غیر کو سکھلائے نہ وہ جو خود سیکھ لے اور بس اور رعایت حیثیت کی ہے اس واسطے کہ قرآن سب کلاموں سے بہتر ہے سو سیکھنے والا اس کا بہتر ہے اس کے غیر کے سیکھنے والے سے بہ نسبت خیریت قرآن کے اور بہر حال وہ مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے کہ قرآن سکھائے اور سیکھے ساتھ اس حیثیت کے کہ جانا ہو جو اس پر فرض عین ہے اور یہ جو کہا کہ پڑھایا ابو عبدالرحمٰن نے قرآن کو عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہاں تک کہ حاکم ہوا حجاج عراق پر میں کہتا ہوں کہ درمیان اول خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور اخیر حکومت حجاج کے بہتر سال کا فاصلہ ہے مگر تین مہینے کم اور درمیان اخیر خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور اول حکومت حجاج کے عراق پر اڑتیس سال کا فاصلہ ہے اور مجھ کو معلوم نہیں ہوا کہ ابو عبدالرحمٰن نے کب پڑھانا شروع کیا اور کب چھوڑا ان کی اس کلام کے واسطے بیان طول مدت پڑھانے اس کے کی ہے قرآن کو یعنی اس نے کتنی مدت لوگوں کو قرآن پڑھایا اور اللہ خوب جانتا ہے اس کی مقدار کو اور جو میں نے ذکر کیا اس سے نہایت مدت اور ادنیٰ پہچانی جاتی ہے اور اشارہ ساتھ قول اس کے کی ذلک طرف حدیث مرفوع کے ہے یعنی وہ حدیث کہ بیان کیا ہے اس کو عثمان رضی اللہ عنہ نے بیچ افضلیت اس شخص کے جو قرآن کو سیکھے اور سکھلائے باعث ہوئی ابو عبدالرحمٰن کو اس پر کہ لوگوں کو قرآن پڑھانے کے واسطے بیٹھا واسطے حاصل کرنے اس فضیلت کے اور یہ مطلب ایک روایت میں صریح آچکا ہے یعنی سکھلاتا رہا ابو عبدالرحمٰن قرآن کو عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہاں تک کہ حجاج کا زمانہ پہنچا۔ (فتح)

٤٦٤٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ.

۴۶۴۰۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل تم لوگوں میں وہ ہے جو قرآن کو سیکھے یا اس کو سکھلائے۔

**فائدہ:** اور اس حدیث میں رغبت دلانا ہے اوپر تعلیم قرآن کے اور البتہ کسی نے ثوری سے پوچھا کہ جہاد کرنا افضل

ہے یا قرآن کا پڑھانا تو اس نے کہا قرآن کا پڑھانا اور حجت پکڑی اس نے ساتھ اس حدیث کے کہ روایت کیا ہے اس کو ابن ابی داؤد نے۔ (فتح)

٤٦٤١ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِيْ فِي النِّسَآءِ مِنْ حَاجَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيْهَا قَالَ أَعْطِهَا ثَوْبًا قَالَ لَا أَجِدُ قَالَ أَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ فَاعْتَلَّ لَهُ فَقَالَ مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

۴۶۴۱۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا کہ میں نے اپنی جان اللہ اور اس کے رسول کو بخشی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو تو عورتوں کی کچھ حاجت نہیں تو ایک مرد نے کہا کہ میرا نکاح اس سے کر دیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو کپڑا دے اس نے کہا کہ میں کپڑا نہیں پاتا تو فرمایا کہ اس کو کچھ دے اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو تو اس نے آپ سے عذر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہے تیرے پاس قرآن سے؟ اس نے کہا کہ مجھ کو فلاں فلاں سورت یاد ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جا ہم نے تیرا نکاح اس عورت سے کر دیا قرآن کے یاد کرا دینے پر۔

**فائدہ:** کہا ابن بطال نے کہ وجہ داخل کرنے اس کے کی اس باب میں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد کا نکاح اس سے کر دیا واسطے تعظیم قرآن کے اور اس کے غیر نے کہا کہ وجہ داخل کرنے اس کے کی یہ ہے کہ فضیلت قرآن کی ظاہر ہو اس کے صاحب پر دنیا میں ساتھ اس طور کے کہ قائم ہوا واسطے اس کے مقام مال کے کہ پہنچتا ہے آدمی ساتھ اس کے طرف غرض کے اور بہر حال نفع اس کا آخرت میں سو ظاہر ہے اس میں کچھ پوشیدگی نہیں۔ (فتح)

## بَابُ الْقِرَآءَةِ عَنْ ظَهْرِ الْقَلْبِ.

باب ہے بیان میں کہ قرآن کو زبانی پڑھنا بغیر دیکھنے کے۔

٤٦٤٢ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً جَآءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِيْ فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۶۴۲۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو اس نے کہا یا حضرت! میں آئی ہوں تا کہ اپنی جان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف نظر کی سو نظر کو اس کی طرف اٹھایا اور جھکایا پھر اپنے سر کو نیچے ڈالا جب عورت نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں کچھ حکم نہیں دیا تو بیٹھ گئی

فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اذْهَبْ إِلٰى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ وَّلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِيْ قَالَ سَهْلٌ مَّا لَهُ رِدَآءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَّبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَّإِنْ لَّبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى طَالَ مَجْلِسُهُ ثُمَّ قَامَ فَرَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَآءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ مَعِيَ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا عَدَّهَا قَالَ أَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

تو ایک مرد آپ ﷺ کے اصحاب میں سے اٹھ کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ کو نکاح کر دیجیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ ہے تو اس نے کہا نہیں قسم ہے اللہ کی یا حضرت! فرمایا اپنے گھر والوں کے پاس جا سو دیکھ کیا تو کچھ پاتا ہے سو وہ گیا پھر پھرا تو اس نے کہا قسم ہے اللہ کی یا حضرت! میں نے کچھ نہیں پایا فرمایا تلاش کر اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو پھر وہ گیا پھر پھرا تو اس نے کہا یا حضرت! قسم ہے مجھ کو اللہ کی مجھ کو لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ملی لیکن میرے پاس یہ ایک تہہ بند ہے، کہا سہل رضی اللہ عنہ نے کہ اس کے پاس چادر نہ تھی سو آدھا تہہ بند اس کے واسطے ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنے تہہ بند سے کیا کرے گا اگر تو اس کو پہنے گا تو اس عورت پر کچھ نہ رہے گا اور اگر عورت اس کو پہنے گی تو تجھ پر کچھ نہ رہے گا پھر وہ مرد بیٹھا یہاں تک کہ بہت دیر بیٹھا رہا پھر اٹھا تو حضرت ﷺ نے اس کو پیٹھ پھیرتے دیکھا سو حکم دیا اس کے بلانے کا وہ بلایا گیا پھر جب آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا ہے پاس تیرے قرآن سے؟ اس نے کہا میرے پاس فلانی فلانی سورت ہے اور ان کو گنا حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو ان کو یاد پڑھتا ہے اس نے کہا ہاں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو اس عورت کا مالک کر دیا قرآن کے بدلے جو تم کو یاد ہے یعنی عورت کو وہ قرآن یاد کروا دینا۔

**فائدہ:** یہ حدیث شریف ظاہر ہے اس چیز میں کہ باب باندھا ساتھ اس کے امام بخاری رحمہ اللہ نے واسطے قول حضرت ﷺ کے بیچ اس کے کہ کیا تو ان کو یاد پڑھتا ہے اس نے کہا ہاں پس دلالت کی اس نے اوپر فضیلت پڑھنے قرآن کے یاد حفظ سے اس واسطے کہ اس سے تعلیم کی طرف پہنچنا زیادہ ممکن ہے کہا ابن کثیر نے کہ اگر مراد امام

بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ساتھ حدیث کے دلالت کرتا ہے اس پر کہ تلاوت قرآن کی یاد سے افضل ہے تلاوت اس کی سے قرآن سے دیکھ کر کے تو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے سو احتمال ہے کہ وہ خوب نہ لکھ سکتا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جانا ہو تو نہیں دلالت کرتا یہ کہ زبانی قرآن پڑھنا افضل ہے اس شخص کے حق میں کہ خوب جانتا ہو اور خوب نہ جانتا ہو اور نیز پس سیاق حدیث کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ واسطے طلب ثبوت اس بات کے ہے کہ وہ اول سورتوں کو زبانی یاد رکھتا ہے تا کہ قادر ہو اس کی تعلیم پر واسطے عورت اپنی کے اور نہیں مراد ہے کہ قرآن کو دیکھ کر پڑھنا افضل ہے میں کہتا ہوں اور نہیں وارد ہوتی بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر کوئی چیز اس قسم سے جو مذکور ہوئی اس واسطے کہ مراد ساتھ قول اس کے کی کہ **باب القرآءة عن ظهر القلب** مشروع ہونا اس کا ہے یا مستحب ہونا اس کا اور حدیث مطابق ہے واسطے اس چیز کے کہ ترجمہ باندھا ہے ساتھ اس کے اور نہیں تعرض کیا اس نے واسطے ہونے اس کے افضل دیکھ کر کے پڑھنے سے اور البتہ تصریح کی ہے بہت علماء نے کہ قرآن کو دیکھ کر پڑھنا افضل ہے زبانی یاد پڑھنے سے اور ابو عبید نے بعض اصحاب سے روایت کی ہے کہ دیکھ کر قرآن پڑھنے والے کی فضیلت اس شخص پر جو اس کو یاد پڑھے جیسے فضیلت فرضوں کی ہے نفلوں پر اور اس کی سند ضعیف ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قرآن کو ہمیشہ دیکھ کے پڑھا کرو اور اس کی سند صحیح ہے اور باعتبار معنی کے یہی افضل ہے اس واسطے کہ قرآن کو دیکھ کر پڑھنے میں غلطی نہیں ہوتی لیکن زبان پڑھنا بعید تر ہے ریا سے اور زیادہ قدرت دینے والا ہے اور پر خشوع کے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ مختلف ہونے احوال اور اشخاص کے اور روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے ساتھ سند صحیح کے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے کہ پڑھو قرآن کو اور نہ مغرور کریں تم کو یہ قرآن جو لٹکے ہوئے ہیں اور بے شک اللہ نہیں عذاب کرتا کسی دل کو جس نے قرآن کو یاد رکھا اور گمان کیا ابن بطال نے کہ بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ کیا تو ان کو زبانی پڑھتا ہے رد ہے واسطے اس چیز کے کہ تاویل کیا ہے اس کو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ نکاح کر دینے مرد کے اس پر کہ مہر اس عورت کا اجرت تعلیم اس کی ہے اور نہیں دلالت ہے بیچ اس کے واسطے اس چیز کے کہ ذکر کی بلکہ ظاہر سیاق کا یہ ہے کہ آپ نے اس سے ثبوت چاہا، کما تقدم۔ (فتح)

## بَابُ اِسْتِذْكَارِ الْقُرْاٰنِ وَتَعَاهُدِهٖ.

باب ہے بیان میں یاد کرنے قرآن کے اور ہمیشہ پڑھنے اس کے کی۔

**فائدہ:** استذکار القرآن کے معنی ہیں طلب کرنا نفس اپنے سے یاد کرنے قرآن کے کو اور تعاہد کے معنی ہیں خبر گیری کرنی اس کی یعنی تجدید عہد کی ساتھ اس کے ساتھ ہمیشہ پڑھتے رہنے اس کے کی۔

٤٦٤٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ

۴۶۴۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صاحب قرآن کی مثل

عَنهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ.

ساتھ قرآن کے بند ہے اونٹ والے کی سی مثل ہے اگر اس کا مالک اس کی خبر گیری کرتا رہا تو اس کو اپنے قابو میں بند رکھا اور اگر اس کو رسی سے چھوڑا تو جاتا رہا۔

**فائدہ:** اور مراد ساتھ صاحب کے وہ ہے جس کو قرآن کی الفت ہو یعنی اس کو تلاوت کی الفت ہو اس کو ہمیشہ پڑھتا رہتا ہو اور یہ عام تر ہے اس سے کہ قرآن سے دیکھ کر پڑھتا ہو یا زبانی پڑھتا ہو اس واسطے کہ جو اس پر ہمیشگی کرتا ہے ذلیل ہوتی ہے واسطے اس کے زبان اس کی اور آسان ہوتا ہے اس پر پڑھنا اس کا اور جب اس کو چھوڑ دے تو بھاری ہوتی ہے اس پر تلاوت اس کی اور مشکل ہوتی ہے اور قول اس کا انما تقاضا کرتا ہے حصر کو راجح پر لیکن وہ حصر مخصوص ہے بہ نسبت یاد کرنے اور بھول جانے کے ساتھ تلاوت کرنے اور چھوڑ دینے کے اور یہ جو کہا مثل اونٹ والے کی ہے یعنی ساتھ اونٹ کے اور معقلہ یعنی بندھا ہوا عقال سے اور وہ رسی ہے جو اونٹ کے گھٹنے میں باندھی جاتی ہے تشبیہ دی قرآن کے پڑھنے والے کو اور اس کی تلاوت ہمیشہ کرنے کو ساتھ باندھنے اونٹ کے کہ خوف کیا جاتا ہے اس سے بھاگنا سو جب تک کہ خبر گیری موجود ہے اس کی نگہبانی بھی موجود ہے جیسے کہ اونٹ بندھا ہو قابو میں رہتا ہے اور خاص کیا اونٹ کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ گھر کے پلے ہوئے جانداروں میں زیادہ تر بھڑکنے والا ہے اور وہ بھاگنے کے بعد قابو میں مشکل آتا ہے اور یہ جو کہا کہ اگر اس کو رسی سے چھوڑا تو جاتا رہا تو ایک روایت میں ہے کہ جب قرآن والا کھڑا ہوا اور اس کے رات اور دن میں پڑھا تو اس کو یاد کیا اور اگر نہ کھڑا ہوا تو اس کو بھول گیا۔ (فتح)

٤٦٤٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا لِأَحَدِهِمْ أَنْ يَّقُوْلَ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ نُسِّيَ وَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْاٰنَ فَإِنَّهٗ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِّنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ.

۴۶۴۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بری بات ہے ہر ایک مسلمان کے حق میں کہ یوں کہے کہ میں فلاں فلاں آیت قرآن کی بھول گیا بلکہ یوں کہے کہ وہ شخص بھلا دیا گیا اور یاد کرتے رہا کرو قرآن کو اس واسطے کہ قرآن مردوں کے سینے سے جلد نکل جاتا ہے ان اونٹوں سے بھی زیادہ جو اپنے زانو بند رسی سے چھوٹ بھاگیں۔

**فائدہ:** نسی ایک روایت میں نسی ساتھ تشدید کے آیا ہے اور ایک روایت میں تخفیف کے ساتھ آیا ہے کہا قرطبی نے کہ معنی مشدد کے یہ ہیں کہ وہ سزا دیا گیا ساتھ واقع ہونے بھول کے اوپر اس کے واسطے قصور کرنے اس کے کی بیچ خبر گیری اس کی کے اور یاد کرنے اس کے کی اور معنی مخفف کے یہ ہیں کہ مرد نے اس کو چھوڑا ہے بطور عدم التفات

کے اور اختلاف ہے بیچ متعلق ذم کے اس کے قول بئس سے کئی وجہوں پر یعنی اس کو برا کیوں کہا اور کس سبب سے کہا؟ اول وجہ یہ ہے بعض نے کہا کہ یہ اس بنا پر ہے کہ آدمی نے اپنی بھول کو اپنی جان کی طرف منسوب کیا اور حالانکہ وہ اس کا کام نہیں اور جب اس نے اس کو اپنے نفس کی طرف منسوب کیا تو اس نے وہم دلایا کہ وہ منفرد ہوا ہے ساتھ فعل اس کے کی اللہ کو اس کے فعل میں کچھ دخل نہیں اور لائق یہ تھا کہ یوں کہتا کہ میں بھلایا گیا ساتھ صیغہ مجہول کے یعنی اللہ ہی نے مجھ کو بھلایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی﴾ اور ساتھ اسی وجہ کے جزم کیا ہے ابن بطال نے سو اس نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ جاری ہو بندوں کی زبان پر نسبت افعال کی طرف خالق ان کے کی یعنی ہر کام میں یہی کہنا لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا اس واسطے کہ اقرار ہے واسطے اس کے ساتھ عبودیت کے یعنی بندہ ہونے کے اور مان لینا ہے اس کی قدرت کو اور یہ اولیٰ ہے اس سے کہ افعال کو ان کے کمانے والے کی طرف منسوب کیا جائے باوجود اس کے کہ ان کے کمانے والے کی طرف منسوب کرنا بھی جائز ہے ساتھ دلیل قرآن اور حدیث کے پس منسوب کرنا ان کو اللہ کی طرف ان معنوں سے ہے کہ وہ ان کا خالق ہے اور منسوب کرنا ان کو نفس کی طرف ان معنوں میں ہے کہ آدمی اس کا کمانے والا ہے، کہا قرطبی نے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ منسوب کیا حضرت ﷺ نے بھول کو اپنے نفس کی طرف کما سیاتی اور اسی طرح منسوب کیا اس کو یوشع نے اپنے نفس کی طرف جب کہ کہا انہوں نے کہ میں مچھلی کا قصہ کہنا آپ سے بھول گیا اور اسی طرح منسوب کیا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نفس کی طرف جب کہ کہا مجھ کو نہ پکڑ میری بھول پر اور البتہ بیان کیا ہے قول اصحاب کا ﴿ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا﴾ جگہ مدح کی اور اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ سے فرمایا ﴿سنقرئك فلا تنسی الا ما شآء اللہ﴾ سو جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ ذم اس کے متعلق نہیں اور مائل کی ہے اس نے دوسری وجہ کی طرف اور وہ مانند پہلی وجہ کے ہے لیکن سبب ذم کا وہ چیز ہے کہ بیچ اس کے ہے اشعار سے ساتھ نہ کوشش کرنے کے ساتھ قرآن کے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوتا ہے نسیان مگر ساتھ نہ خبر گیری کرنے اس کے کی اور بہت غفلت کے پس اگر خبر گیری کرے اس کی ساتھ تلاوت اس کی کے اور قائم ہونے کے ساتھ اس کے نماز میں تو اس کو ہمیشہ یاد رہے سو جب آدمی کہے کہ میں فلانی آیت کو بھول گیا تو گویا کہ اس نے شہادت دی اپنے نفس پر ساتھ قصور کے سو ہوگا متعلق ذم کا ترک استذکار اور خبر گیری کا اس واسطے کہ وہی ہے جو بھول کو پیدا کرتا ہے اور تیسری وجہ یہ ہے کہ کہا اسماعیلی نے کہ احتمال ہے کہ برا جانا ہو اس کو کہ کہے آدمی بھول گیا ساتھ ان معنوں کے کہ میں نے چھوڑ دیا نہ ساتھ معنی بھول جانے کے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿نسوا اللہ فنسیھم﴾ اور اسی وجہ کو اختیار کیا ہے ایک جماعت اور ابو عبید نے اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ نیز اسماعیلی نے کہا احتمال ہے کہ ہوں فاعل نسیت کے حضرت ﷺ گویا کہ فرمایا کہ نہ کہے کوئی میری طرف سے کہ میں کوئی آیت بھول گیا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے مجھ کو بھلائی ہے واسطے حکمت منسوخ کرنے اس کے اور اٹھا دینے

تلاوت اس کی کے اور مجھ کو اس میں کوئی دخل نہیں بلکہ اللہ ہی ہے جو مجھ کو بھلاتا ہے سو بھلاتا ہے اللہ اپنے پیغمبر ﷺ کو وہ چیز کہ ارادہ کرتا ہے منسوخ کرنے اس کے کا، پانچویں وجہ یہ ہے کہ کہا خطابی نے کہ احتمال ہے کہ ہو یہ منع خاص ساتھ زمانے حضرت ﷺ کے اور تھا قسم نسخ سے بھول جانا چیز کا جو اتاری گئی پھر منسوخ ہوئی بعد اترنے کے پس جاتی رہی رسم اس کی اور اٹھائی جائے تلاوت اس کی اور ساقط ہو حفظ اس کی یاد رکھنے والوں سے سو کوئی کہنے والا کہے کہ میں فلانی آیت کو بھول گیا سو منع کیے گئے اس سے تا کہ نہ وہم پیدا ہو اوپر محکم قرآن کے ضائع ہونے کا اور اشارہ کیا طرف اس کے کی جوان کے واسطے واقع ہوتا ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اللہ کے حکم سے ہے واسطے اس کے کہ اس میں مصلحت دیکھی اور راجح تر سب وجہوں میں دوسری وجہ ہے اور تائید کرتا ہے اس کی عطف امر کا ساتھ یاد رکھنے قرآن کے اوپر اس کے کہا عیاض نے اولیٰ وہ چیز ہے کہ تاویل کی جائے اوپر اس کے ذم حال کی سے نہ ذم قول کی یعنی برا ہے حال اس شخص کا کہ اس کو یاد کرے پھر اس سے غافل ہو یہاں تک کہ اس کو بھول جائے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کراہت اس میں واسطے تنزیہ کے ہے اور یہ جو کہا کہ یاد کرتے رہا کرو قرآن کو یعنی ہمیشہ اس کو پڑھتے رہو اور طلب کرو اپنے نفسوں سے اس کی مذاکرہ کو کہا طیبی نے کہ وہ عطف ہے باعتبار معنوں کے اوپر قول اس کے کی بئس مالاحدھم یعنی نہ قصور کرو اس کی خبر گیری میں اور یاد رکھنے میں اور ایک روایت میں ہے کہ یہ قرآن وحشی ہے یعنی وحشی کی مانند ہے اور اس حدیث میں زیادتی ہے اوپر حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس واسطے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں تشبیہ ایک امر کی ہے ساتھ دوسرے کے اور اس میں ہے کہ قرآن چھوٹ بھاگنے میں اونٹ سے زیادہ تر ہے اسی واسطے تصریح کی ساتھ باب کے تیسری حدیث میں جس جگہ کہا کہ البتہ وہ سخت تر ہے چھوٹ بھاگنے میں اونٹ سے اپنی رسی میں اس واسطے کہ اونٹ کی شان یہ ہے کہ چاہتا ہے کہ چھوٹ بھاگے جہاں تک کہ ہو سکے سو جب تک اس کو رسی میں نہ باندھے رکھے چھوٹ بھاگتا ہے پس اسی طرح حافظ قرآن کا اگر اس کی خبر گیری نہ کرے تو چھوٹ بھاگتا ہے اور کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث موافق ہے دو آیتوں کے ﴿انا سنلقی علیك قولا ثقیلا﴾ ﴿ولقد یسرنا القرآن﴾ سو جو متوجہ ہو اس کی طرف ساتھ محافظت اور خبر گیری کے تو آسان ہوتا ہے واسطے اس کے اور جو اس سے غافل ہو اس سے چھوٹ بھاگتا ہے۔ (فتح)

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ مِثْلَهُ تَابَعَهُ بِشْرٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ شُعْبَةَ وَتَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ شَقِيْقٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حدیث بیان کی ہم سے عثمان نے کہا کہ اس نے حدیث بیان کی ہم سے جریر نے اس نے روایت کی منصور سے مثل اس کے یعنی مثل حدیث کے جو اس سے پہلے ہے اور یہ مشعر ہے کہ سیاق جریر کا مساوی ہے واسطے سیاق شعبہ کے متابعت کی ہے اس کی بشر نے ابن مبارک سے اس نے شعبہ سے یعنی

عبداللہ بن مبارک نے متابعت کی محمد بن عرعرہ کی بیچ روایت اس حدیث کے شعبہ سے اور متابعت کی ہے اس کی ابن جریج نے عبدہ سے اس نے روایت کی شقیق سے اس نے کہا سنا میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس نے کہا سنا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور شاید مراد ساتھ اس متابعت کے دفع کرنا ہے اس شخص کی علت کا جو معلول ٹھہراتا ہے خبر کو ساتھ روایت حماد بن زید کے اور ابو الاحوص کے واسطے اس کے منصور سے موقوف ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر۔ (فتح)

٤٦٤٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَاهَدُوا الْقُرْاٰنَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِّنَ الْإِبِلِ فِي عُقُلِهَا.

۴۶۴۵۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ پڑھتے رہا کرو قرآن کو سو قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ قرآن زیادہ تر چھوٹ بھاگنے والا ہے ان اونٹوں سے جو اپنی رسی میں بندھے ہیں۔

**فائدہ:** اونٹ جہاں اپنی رسی سے چھوٹا بھاگا اسی طرح حافظ قرآن نے جب دور چھوڑا بھولا۔

**فائدہ:** حاصل یہ ہے کہ تشبیہ واقع ہوئی درمیان تین چیزوں کے ساتھ تین چیزوں کے پس حافظ قرآن کا تشبیہ دیا گیا ہے ساتھ اونٹنی والے کے اور قرآن ساتھ اونٹنی کے اور یاد رکھنا ساتھ باندھنے کے کہا طیبی نے کہ نہیں درمیان قرآن کے اور اونٹنی کے کوئی مناسبت اس واسطے کہ قرآن قدیم ہے اور اونٹنی حادث لیکن واقع ہوئی ہے تشبیہ معنی میں اور ان حدیثوں میں رغبت دلانا ہے اوپر یاد کرنے قرآن کے ساتھ ہمیشہ پڑھتے رہنے اس کے کی اور تکرار تلاوت اس کی کے اور دور اس کے کی اور بیان کرنا مثلوں کا ہے واسطے واضح کرنے مقاصد کے اور اخیر حدیث میں قسم کھائی ہے نزدیک دینے خبر کے جس کے سچے ہونے کا یقین ہو واسطے مبالغہ کرنے کے اس کے ثابت کرنے میں سننے والوں کے سینے میں اور حکایت کی ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں حجت ہے واسطے اس شخص کے کہ دعویٰ کیا گیا اس پر ساتھ مال کے وہ منکر ہوا اور قسم کھائی اس نے پھر اس پر گواہ قائم ہوئے تو اس نے کہا کہ میں بھول گیا تھا تو اس کو اس میں معذور رکھا جائے۔ (فتح)

بَابُ الْقِرَآئَةِ عَلَى الدَّآبَّةِ.

باب ہے سواری پر قرآن پڑھنا۔

**فائدہ:** یعنی واسطے اس کے کہ اس پر سوار ہو اور شاید یہ اشارہ ہے طرف رد کرنے اس شخص کے جو اس کو مکروہ جانتا

ہے چنانچہ نقل کیا ہے اس کو ابن ابی داؤد نے بعض سلف سے اور پہلے گزر چکی ہے یہ بحث بیچ قرأت قرآن کے حمام وغیرہ میں کہا ابن بطال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد بخاری کی ساتھ اس ترجمہ کے یہ ہے کہ بیچ پڑھنے قرآن کے سواری پر سنت موجود ہے اور اصل اس سنت کا اللہ کا یہ قول ہے ﴿لتستوا علی ظهوره ثم تذكروا نعمة ربكم اذا استويتم﴾ ۔

٤٦٤٦ ۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ إِيَاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ سُوْرَةَ الْفَتْحِ.

۴۶۴۶ ۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے دن اور حالانکہ آپ اپنی سواری پر سورۂ فتح پڑھتے تھے۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح سورۂ فتح میں گزر چکی ہے اور آئندہ بھی آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

## بَابُ تَعْلِيْمِ الصِّبْيَانِ الْقُرْاٰنَ. چھوٹے لڑکوں کو قرآن سکھلانے کا بیان۔

**فائدہ:** شاید اشارہ ہے طرف رد کے اس شخص پر جو اس کو مکروہ جانتا ہے اور مروی ہے کراہت اس کی سعید بن جبیر رحمہ اللہ اور ابراہیم نخعی سے اور لفظ ابراہیم کا یہ ہے کہ تھے مکروہ جانتے قرآن سکھلانا چھوٹے لڑکے کو یہاں تک کہ سمجھے بوجھے اور کلام سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا دلالت کرتا ہے کہ مکروہ ہونا اس کا اس جہت سے ہے کہ اس کو ملال حاصل ہوتا ہے اور روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے ساتھ سند صحیح کے اشعث بن قیس سے کہ اس نے ایک لڑکے کو آگے کیا تو لوگوں نے اس پر عیب کیا تو اس نے کہا نہیں آگے کیا میں نے اس کو مگر یہ کہ آگے کیا ہے اس کو قرآن نے اور جو اس کو جائز رکھتا ہے اس کی حجت یہ ہے کہ وہ زیادہ تر باعث ہے طرف ثبوت اس کے کی اور مضبوط ہونے اس کے کی بیچ دل اس کے کی جیسے کہا جاتا ہے کہ لڑکپن میں پڑھنا مانند نقش کے ہے پتھر پر اور کلام سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا دلالت کرتا ہے کہ پہلے لڑکے کو آرام میں چھوڑا جائے پھر اس کو آہستہ آہستہ پکڑا جائے اور یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ اشخاص کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٤٦٤٧ ۔ حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ إِنَّ الَّذِيْ تَدْعُوْنَهُ الْمُفَصَّلَ هُوَ الْمُحْكَمُ قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ

۴۶۴۷ ۔ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جس چیز کو تم مفصل کہتے ہو وہ محکم ہے اس نے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ فوت ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حالانکہ میں دس برس کا تھا اور البتہ میں محکم پڑھ چکا تھا۔

عَشْرِ سِنِيْنَ وَقَدْ قَرَأْتُ الْمُحْكَمَ.

**فائدہ:** اسی طرح ہے اس میں تفسیر مفصل کی ساتھ محکم کے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کی کلام سے اور یہ دلالت کرتا ہے کہ دوسری روایت میں ضمیر لہ کا سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف پھرتی ہے اور فاعل قلت کا ابو بشر ہے برخلاف ظاہر متبادر کے کہ ضمیر واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہے اور فاعل قلت کا سعید رحمۃ اللہ علیہ ہے اور احتمال ہے کہ ہر ایک نے یہ اپنے شیخ سے پوچھا ہو اور مراد ساتھ محکم کے وہ قرآن ہے جس میں کچھ منسوخ نہیں اور بولا جاتا ہے محکم اوپر ضد متشابہ کے اور یہ اصطلاح اہل اصول کی ہے اور مراد ہے ساتھ مفصل کے وہ سورتیں ہیں جن میں بسم اللہ کے ساتھ فصل بہت ہے اور وہ سورۂ حجرات سے آخر قرآن تک ہیں صحیح قول پر اور شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے ترجمے میں طرف قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ تفسیر مجھ سے پوچھا کرو کہ میں نے قرآن کو یاد کر لیا تھا چھوٹی عمر میں اور یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کے وقت دس برس کے تھے اور نماز کے باب میں گزر چکا ہے کہ وہ حجۃ الوداع میں قریب بلوغت کے پہنچے تھے اور یہ بھی آیا ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کے وقت پندرہ برس کے تھے تو کہا عیاض نے احتمال ہے کہ یہ قول ان کا کہ میں دس برس کا تھا راجع ہو طرف یاد کرنے قرآن کے نہ طرف وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ہوگی تقدیر بر کلام کی یہ کہ فوت ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حالانکہ میں محکم قرآن کو پڑھ چکا تھا اور میں دس برس کا تھا سو اس میں تقدیم وتاخیر ہے اور ایک روایت میں تیرہ برس کا ذکر آیا ہے اور ایک میں چودہ برس کا سو تطبیق یہ ہے کہ تیرہ برس کی عمر میں احتلام کے قریب پہنچے پھر بالغ ہوئے جب کہ ان کو کامل کیا اور داخل ہوئے چودھویں سال میں سو اطلاق پندرہ برس کا بنظر اعتبار دونوں کسر کے ہے اور اطلاق تیرہ برس کا ساتھ لغو کرنے کسر کے ہے اور اطلاق چودہ کا ساتھ لغو کرنے ایک کسر کے ہے اور اختلاف ہے بیچ اول مفصل کے باوجود اتفاق ہونے کے اس پر کہ وہ قرآن کا اخیر حصہ ہے دس قول پر۔ (فتح)

٤٦٤٨ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا جَمَعْتُ الْمُحْكَمَ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ وَمَا الْمُحْكَمُ قَالَ الْمُفَصَّلُ.

۴۶۴۸۔ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جمع کیا میں نے محکم قرآن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ابو بشر کہتا ہے میں نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ کیا ہے محکم کہا کہ مفصل۔

بَابُ نِسْيَانِ الْقُرْاٰنِ وَهَلْ يَقُوْلُ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى

باب ہے بھول جانے قرآن کے اور کیا جائز ہے کہ کہے کہ میں فلاں آیت کو بھول گیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى إِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ﴾. ہم تجھ کو پڑھائیں گے سو تو نہیں بھولے گا مگر جو اللہ چاہے۔

**فائدہ:** شاید مراد یہ ہے کہ نہی اس قول سے کہ میں فلانی آیت کو بھول گیا نہیں واسطے زجر کے ہے اس لفظ سے بلکہ واسطے زجر کے ہے اسباب زجر کے لین دین کرنے سے جو تقاضا کرتے ہیں اس لفظ کے بولنے کو اور احتمال ہے کہ منع اور اباحت کو دو حالتوں پر اتارا جائے سو جو شخص کہ پیدا ہو نسیان اس کا مشغول ہونے سے ساتھ امر دینی کے مانند جہاد کے تو اس کے واسطے یہ کہنا منع نہیں اس واسطے کہ نہیں پیدا ہوا ہے بھولنا دینی کام کے چھوڑنے سے اور اس پر محمول ہوگا جو وارد ہوا ہے حضرت ﷺ سے منسوب کرنے بھول کے سے طرف نفس اپنے کے اور جو شخص کہ پیدا ہو نسیان اس کا مشغول ہونے اس کے سے ساتھ کام دنیاوی کے خاص کر جو حرام کام ہو تو اس کو یہ کہنا منع ہے واسطے لین دین کرنے اس کے ساتھ اسباب بھول کے اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم تجھ کو پڑھائیں گے سو تو نہیں بھولے گا تو یہ پھرنا ہے اس سے طرف اختیار کرنے اس چیز کے کہ جس پر اکثر علماء ہیں کہ لا اللہ تعالیٰ کے قول فلا تنسی میں واسطے نفی کے ہے اور یہ کہ اللہ نے آپ کو خبر دی کہ حضرت ﷺ نہیں بھولیں گے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو پڑھایا اور بعض نے کہا کہ لا واسطے نہی کے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے اشباع سین میں واسطے تناسب سر آیتوں کے اور اختلاف ہے استثناء میں یعنی بیچ قول اللہ تعالیٰ الا ماشآء اللہ سو فراء نے کہا کہ وہ تبرک کے واسطے ہے اور یہاں کوئی چیز مستثنیٰ نہیں اور حسن اور قتادہ سے روایت ہے کہ مگر جو مقدر کیا اللہ نے کہ اس کی تلاوت اٹھائی جائے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مگر جو ارادہ کیا اللہ نے یہ کہ تجھ سے بھلا دے تا کہ اس کو بھول جائے اور بعض نے کہا کہ فلا تنسی کے معنی ہیں کہ نہ چھوڑے تو عمل کو ساتھ اس کے مگر جو چاہا اللہ نے کہ اس کو منسوخ کرے سو اس کے ساتھ عمل کے تو چھوڑے۔ (فتح)

٤٦٤٩ ـ حَدَّثَنَا رَبِيعُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا زَآئِدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِيْ كَذَا وَكَذَا اٰيَةً مِنْ سُوْرَةِ كَذَا.

۴۶۴۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو مسجد میں پڑھتے سنا سو فرمایا کہ اللہ اس پر رحمت کرے البتہ اس نے مجھ کو فلانی فلانی آیت فلانی سورت سے یاد دلائی اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ جس آیت کو میں نے فلانی فلانی سورت سے نسیان کے سبب سے ساقط کیا تھا یعنی مجھ کو بھول گئی تھی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا عِيْسٰى عَنْ هِشَامٍ وَقَالَ أَسْقَطْتُهُنَّ مِنْ

روایت ہے محمد بن عبید بن میمون سے کہا حدیث بیان کی مجھ سے عیسیٰ نے ہشام سے اور کہا ساقط کیا تھا میں نے ان کو

سُوْرَةِ كَذَا تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَّعَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ.

فلاں سورۃ سے تابع ہوا علی بن مسہر اور عبدہ ہشام سے۔

٤٦٥٠ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي سُوْرَةٍ بِاللَّيْلِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً كُنْتُ أُنْسِيْتُهَا مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا.

۴۶۵۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو رات میں قرآن پڑھتے سنا سو فرمایا کہ اللہ اس پر رحمت کرے کہ البتہ اس نے مجھ کو فلانی آیت یاد دلائی جو مجھ کو فلانی فلانی سورت سے بھول گئی تھی۔

**فائدہ:** یہ حدیث مفسر ہے واسطے قول آپ کے کی کہ میں نے اس کو ساقط کیا تھا سو گویا کہ فرمایا کہ ساقط کیا تھا میں نے اس کو بھول سے نہ کہ جان بوجھ کر، کہا اسماعیلی نے کہ بھول جانا حضرت ﷺ کا واسطے کسی چیز کے قرآن سے دو قسموں پر ہے ایک وہ قسم ہے جو تھوڑی دیر کے بعد آپ کو یاد آ جاتا ہے اور یہ قائم ہے ساتھ طبع بشری کے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حضرت ﷺ کا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں بھی آدمی ہوں بھول جاتا ہوں جیسا تم بھول جاتے ہو دوسرا قسم یہ ہے کہ اٹھاتا ہے اس کو اللہ آپ کے دل سے اوپر ارادے منسوخ کرنے تلاوت اس کی کے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ استثناء کے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿سنقرئك فلا تنسى الا ما شآء الله﴾ بہرحال پہلی قسم سو عارض ہے جلدی دور ہو جاتی ہے واسطے ذلیل ظاہر اس آیت کے ﴿انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون﴾ اور دوسری قسم سو داخل ہے اس آیت میں ﴿ماننسخ من آية او ننسها﴾ اس شخص کی قرأت کی بنا پر جو اس کو ضمہ اول کے ساتھ پڑھتا ہے بغیر ہمزہ کے اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے بھول کو حضرت ﷺ پر اس چیز میں کہ نہیں طریق اس کا پہنچانا مطلق اور اسی طرح اس چیز میں کہ طریق اس کا پہنچانا ہے لیکن ساتھ دو شرطوں کے ایک یہ کہ وہ اس کے بعد ہے کہ واقع ہو آپ سے تبلیغ اس کی دوسرے یہ کہ نہیں رہتے قائم اپنی بھول پر ہمیشہ بلکہ یا تو خود بخود آپ کو یاد آ جاتا ہے یا کوئی غیر آپ کو یاد دلا دیتا ہے اور کہا اس میں فوری بھی شرط ہے یا نہیں اس میں دو قول ہیں بہرحال اس کی تبلیغ سے پہلے سو اس میں آپ کو بھول جانا اس میں بالکل جائز نہیں اور بعض صوفیوں نے یہ گمان کیا ہے کہ حضرت ﷺ سے بھول جانا بالکل واقع نہیں ہوتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صواب نسیان کی واقع ہوتی ہے، کہا عیاض نے کہ اس کا کوئی قائل نہیں مگر ابو المظفر اور یہ قول ضعیف ہے اور نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بلند کرنا آواز کا ساتھ پڑھنے قرآن کے رات کو اور مسجد

میں اور دعا واسطے اس شخص کے کہ جس کی جہت سے خیر حاصل ہوا گرچہ نہ قصد کیا ہو اس شخص نے جس کی طرف سے نیکی حاصل ہوئی اور اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ بھول جانے قرآن کے سو بعض نے اس کو کبیرہ گناہ ٹھہرایا ہے اور ان کی حجت ایک یہ حدیث ہے جو ترمذی وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ میری امت کے گناہ میرے سامنے لائے گئے سو نہیں دیکھا میں نے کوئی گناہ بہت بڑا اس سے کہ ایک مرد کو قرآن کی سورت ملی سو وہ اس کو بھول گیا اور اس کی سند ضعیف ہے اور ابو العالیہ سے روایت ہے کہ ہم بہت بڑا گناہ دیکھتے تھے کہ آدمی قرآن کو سیکھے پھر اس کو بھول جائے اور اس کی سند جید ہے اور اسی طرح روایت ہے ابن سیرین سے اور ابوداؤد نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو قرآن کو پڑھے پھر اس کو بھول جائے تو ملے گا اللہ تعالیٰ کو اس حالت میں کہ وہ اجذم ہو گا یعنی اس کا ہاتھ کٹا ہو گا یا اس کا ہاتھ خیر سے خالی ہو گا یا حقیقۃ کوڑھی ہو گا اور ساتھ اس کے قائل ہے ابو المکارم اور رویانی شافعیوں میں سے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ تلاوت سے منہ پھیرنا سبب ہے واسطے بھول جانے قرآن کے اور بھول جانا اس کا دلالت کرتا ہے اوپر نہ کوشش کے ساتھ اس کے اور سستی کے ساتھ امر اس کے کی اور کہا قرطبی نے کہ جس نے سارے قرآن یا بعض کو یاد کیا تو بلند ہوا رتبہ اس کا بہ نسبت اس شخص کے جس نے اس کو یاد نہ کیا ہو سو جب اس نے اس مرتبے میں قصور کیا باوجود دینی ہونے کے یہاں تک کہ دور ہوا اس سے تو مناسب ہوا کہ اس کو اس پر عذاب کیا جائے اس واسطے کہ قرآن کی خبر گیری کو چھوڑ دینا پہنچاتا ہے طرف رجوع کرنے کے طرف جہل کی اور رجوع کرنا طرف جہل کے بعد علم کے بہت سخت ہے اور کہا اسحاق نے مکروہ ہے کہ چالیس دن مرد پر گزریں کہ ان میں قرآن کو نہ پڑھے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہ کہے فلانی آیت کو فلانی سورت سے میں نے ساقط کر ڈالا یعنی بھول گیا جب کہ واقع ہو یہ اس سے۔ (فتح)

٤٦٥١ - حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا لِأَحَدِهِمْ يَقُوْلُ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ.

۴۶۵۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بری بات ہے واسطے ہر ایک مسلمان کے یہ کہ کہے میں فلانی فلانی آیت کو بھول گیا بلکہ یوں کہے کہ میں بھلایا گیا۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يَرَ بَأْسًا أَنْ يَّقُوْلَ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَسُوْرَةُ كَذَا وَكَذَا.

باب ہے اس شخص کے بیان میں جو نہیں دیکھتا ڈر اس کہنے کا کہ سورۂ بقرہ اور فلاں سورۃ۔

**فائدہ:** اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے طرف رد کرنے کے اس شخص پر جو اس کو مکروہ جانتا ہے اور کہتا

ہے کہ نہ کہا جائے مگر یوں کہ وہ سورۂ جس میں ایسا ایسا ذکر ہے اور پہلے گزر چکا ہے حج میں اعمش کے طریق سے کہ اس نے سنا حجاج بن یوسف کو کہ کہتا ہے منبر پر وہ سورہ جس میں ایسا ایسا ذکر ہے اور یہ کہ رد کیا اس نے اوپر اس کے ساتھ حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کے کہا قاضی عیاض نے کہ حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی حجت ہے بیچ جواز کہنے سورۂ بقرہ کے اور مانند اس کی کے اور البتہ اس میں اختلاف ہے بعض نے اس کو جائز رکھا ہے اور بعض نے اس کو مکروہ جانا ہے اور کہا کہ کہا جائے وہ سورہ جس میں بقرہ کا ذکر ہے، میں کہتا ہوں اور حج میں گزر چکا ہے کہ ابراہیم نخعی نے انکار کیا حجاج کے اس قول پر کہ مت کہو سورہ بقرہ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ وہ سنت ہے اور وارد کی حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی اور قوی تر اس سے حجت میں وہ چیز ہے جس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وارد کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ سے اور وارد ہوئی ہیں اس میں بہت حدیثیں صحیحہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ سے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اذکار میں جائز ہے یہ کہ کہے سورۂ بقرہ اور سورۂ عنکبوت اور اسی طرح باقی سورتوں کو بھی اور اس میں کوئی کراہت نہیں اور بعض سلف نے کہا کہ یہ مکروہ ہے اور ٹھیک بات پہلی ہے کہ یہ کہنا جائز ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور جو حدیثیں کہ اس میں وارد ہوئی ہیں زیادہ ہیں اس سے کہ گنی جائیں اور اسی طرح اصحاب سے ہے اور جو ان کے بعد ہیں، میں کہتا ہوں اور ان بعض کے قول کے موافق بھی ایک حدیث مرفوع آ چکی ہے اور وہ انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ کہا کرو سورۂ بقرہ اور نہ سورۂ آل عمران اور نہ سورۂ نساء اور اسی طرح سارا قرآن روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اوسط میں اور اس کی سند میں عبیس مرحوی ہے اور وہ ضعیف ہے اور وارد کیا ہے اس کو ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے موضوعات میں اور منقول ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کہ وہ حدیث منکر ہے میں کہتا ہوں اور باب تالیف القرآن میں گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اس آیت کو فلانی سورت میں رکھو جس میں ایسا ایسا ذکر ہے کہا ابن کثیر نے نہیں شک ہے اس میں کہ یہ احوط ہے لیکن قرار پا چکا ہے اجماع اوپر جواز کے مصاحف اور تفاسیر میں، میں کہتا ہوں اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ احتیاط مذکور کے ایک جماعت مفسرین نے اور ان میں سے ہیں ابو محمد اور متقدمین میں سے ہیں کلبی اور نقل کیا ہے اس کو قرطبی نے حکیم ترمذی سے کہ عزت قرآن کی سے ہے یہ کہ نہ کہا جائے سورۂ بقرہ اور سورۂ نحل اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا جائے کہ وہ سورت جس میں ایسا ایسا ذکر ہے اور تعاقب کیا ہے اس کا قرطبی نے ساتھ اس طور کے کہ حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی اس کے معارض ہے اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ نہیں ہے تعارض باوجود ممکن ہونے تطبیق کے سو حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی جواز پر دلالت کرے گی اور حدیث انس رضی اللہ عنہ کی اگر ثابت ہو تو محمول ہوگی خلاف اولیٰ پر۔

٤٦٥٢ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي

۴۶۵۲۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رات کو سورۂ بقرہ کی اخیر کی دو آیتیں پڑھے گا تو وہ اس کو کفایت کرتی ہیں۔

مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاٰيَتَانِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَ بِهِمَا فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ.

**فائدہ:** اس کی شرح عنقریب گزر چکی ہے۔

٤٦٥٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ حَدِيْثِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَآئَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَؤُهَا عَلٰى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَانْتَظَرْتُهُ حَتّٰى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهُ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ قَالَ أَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ كَذَبْتَ فَوَاللّٰهِ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُوَ أَقْرَأَنِيْ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُكَ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقُوْدُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيْهَا وَإِنَّكَ أَقْرَأْتَنِيْ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فَقَالَ يَا هِشَامُ اقْرَأْهَا فَقَرَأَهَا

۴۶۵۳۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورۂ فرقان پڑھتے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تو میں نے اس کی قرأت کی طرف کان لگایا سو اچانک دیکھا کہ وہ اس کو پڑھتا ہے بہت حرفوں پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو نہیں پڑھائے سو میں قریب تھا کہ نماز میں اس پر اچھل پڑوں سو میں نے اس کو مہلت دی یہاں تک کہ اس نے سلام پھیرا تو میں نے اس کو گلے میں چادر ڈال کر کھینچا میں نے کہا کہ تجھ کو یہ سورت کس نے پڑھائی جو میں نے تجھ کو پڑھتے سنا؟ اس نے کہا کہ مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی تو میں اس کو کھینچتا ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلا تو میں نے کہا یا حضرت! میں نے اس کو سنا سورۂ فرقان پڑھتا تھا کئی وجہوں پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو نہیں پڑھائیں اور بے شک آپ نے مجھ کو سورۂ فرقان پڑھائی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ہشام! اس کو پڑھ سو اس نے اس کو پڑھا جس طور سے میں نے اس کو پڑھتے سنا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی طرح اتاری گئی پھر فرمایا پڑھ اے عمر! سو میں نے اس کو پڑھا جس طور سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو پڑھائی تھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی طرح اتاری گئی پھر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بے شک یہ قرآن اتارا گیا سات وجہوں پر سو ان میں سے پڑھو جو تم کو سہل معلوم ہو۔

الْقِرَاءَةَ الَّتِیْ سَمِعْتُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا اُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ اِقْرَأْ یَا عُمَرُ فَقَرَأْتُهَا الَّتِیْ اَقْرَأَنِیْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا اُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ.

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

۴۶۵۴ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ اٰدَمَ اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَارِئًا یَقْرَأُ مِنَ اللَّیْلِ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ یَرْحَمُهُ اللّٰهُ لَقَدْ اَذْكَرَنِیْ كَذَا وَكَذَا اٰیَةً اَسْقَطْتُهَا مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا.

۴۶۵۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو مسجد میں رات کو قرآن پڑھتے سنا سو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے کہ البتہ اس نے مجھ کو یاد دلائی فلانی فلانی آیت جس کو میں نے نسیان کے سبب ساقط کر ڈالا تھا فلانی فلانی سورت سے۔

**فائدہ:** یہ تینوں حدیثیں ترجمہ کے واسطے شہادت دیتی ہیں اور مناسب ہیں واسطے اس کے۔

بَابُ التَّرْتِیْلِ فِی الْقِرَآئَةِ. — قرأت کو کھول کھول کر پڑھنے کا بیان۔

**فائدہ:** یعنی ظاہر کرنا حرفوں اس کے کا اور آہستگی کرنی بیچ ادا کرنے ان کے کی تا کہ وہ زیادہ تر بلانے والا طرف سمجھنے معنی ان کے کی۔

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا﴾. — اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پڑھ قرآن کو کھول کھول کر صاف۔

**فائدہ:** گویا یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے سلف سے بیچ تفسیر اس کی کے سو مجاہد سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ پڑھ بعض کو پیچھے بعض کے ٹھہر ٹھہر کر اور قتادہ سے روایت ہے کہ بیان کر اس کو بیان کرنا اور یہ امر اگر وجوب کے واسطے نہ ہو تو مستحب ہوگا۔

وَقَوْلِهٖ ﴿وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلٰی — یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور قرآن کو جدا جدا بھیجا ہم

النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ﴾. نے تا کہ پڑھے تو اس کو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر۔

**فائدہ:** اس کی توجیہ آئے گی انشاء اللہ تعالی۔

وَمَا يُكْرَهُ أَنْ يُّهَذَّ كَهَذِّ الشِّعْرِ. اور جو مکروہ ہے یہ کہ نہایت جلد پڑھے بغیر تامل کے جیسے شعر پڑھا جاتا ہے۔

**فائدہ:** یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ مستحب ہونا ترتیل کا نہیں لازم پکڑتا ہے جلدی پڑھنے کی کراہت کو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ نہایت جلدی پڑھنا ہے اس طور سے کہ بہت حرف پوشیدہ رہیں یا اپنے مخرجوں سے نہ نکلیں اور البتہ ذکر کیا گیا ہے باب میں انکار ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اس شخص پر جو قرآن کو نہایت جلد جلد پڑھے جیسا کہ شعر پڑھا جاتا ہے اور دلیل جلدی پڑھنے کے جواز کی وہ حدیث ہے جو احادیث الانبیاء میں پہلے گزر چکی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہلکا اور آسان ہو گیا تھا قرآن داؤد علیہ السلام پر سو وہ اپنی سواریوں کے کسنے کا حکم کرتے تھے تو قرآن کو زین کسنے سے پہلے پڑھ چکتے تھے۔ (فتح)

﴿فِيهَا يُفْرَقُ﴾ يُفَصَّلُ. یفرق کے معنی ہیں تفصیل کیا جاتا ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿فَرَقْنَاهُ﴾ فَصَّلْنَاهُ. کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ فرقناہ کے معنی ہیں تفصیل کیا ہم نے اس کو۔

**فائدہ:** مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ایک مرد ہے جو سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کو پڑھتا ہے اور ایک مرد ہے کہ فقط سورۂ بقرہ کو پڑھتا ہے دونوں کا قیام بھی برابر ہے اور رکوع بھی ایک اور سجدہ بھی ایک تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پڑھنا میرا سورۂ بقرہ کو فقط افضل ہے پھر یہ آیت پڑھی اور قرآن کو ہم نے تفریق کے ساتھ اتارا تا کہ پڑھے تو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر اور ایک روایت میں ہے ابو حمزہ سے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں بہت جلد پڑھتا ہوں اور البتہ میں تین دن میں قرآن پڑھتا ہوں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ پڑھنا میرا سورۂ بقرہ کو ساتھ ترتیل اور تدبر کے بہتر ہے یہ کہ پڑھوں جیسے تو کہتا ہے اور ایک روایت میں ہے ابو حمزہ سے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں بہت جلد پڑھتا ہوں البتہ میں ایک رات میں قرآن کو پڑھتا ہوں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ پڑھنا میرا ایک سورۂ کو بہتر ہے اگر تو ضرور پڑھنے والا ہو تو ایسے طور سے پڑھ کہ تیرے کان اس کو سنیں اور تیرا دل اس کو یاد رکھے اور تحقیق یہ ہے کہ ایک جہت سے جلدی پڑھنے کو فضیلت ہے اور ایک جہت سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کو فضیلت ہے بشرطیکہ جلدی پڑھنے والا نہ چھوڑے کسی چیز کو حروف اور حرکات اور سکون سے جو واجب ہیں سو نہیں منع ہے کہ ایک دوسرے سے زیادہ ہو اگرچہ برابر ہیں اس واسطے کہ جو کھول کھول کر پڑھے اور غور کرے اس شخص کی مانند ہے جو ایک موتی قیمتی خیرات کرے اور جو جلد پڑھے تو وہ مثل اس شخص کے جو

چند موتی خیرات کرے لیکن ان کی قیمت اس ایک موتی کے برابر ہو اور کبھی ایک موتی کی قیمت دوسروں سے زیادہ ہوتی ہے اور کبھی عکس۔ (فتح)

٤٦٥٥ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ غَدَوْنَا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ رَجُلٌ قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ الْبَارِحَةَ فَقَالَ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ إِنَّا قَدْ سَمِعْنَا الْقِرَآءَةَ وَإِنِّيْ لَأَحْفَظُ الْقُرَنَآءَ الَّتِيْ كَانَ يَقْرَأُ بِهِنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ سُوْرَةً مِّنَ الْمُفَصَّلِ وَسُوْرَتَيْنِ مِنْ اٰلِ حٰمٓ.

۴۶۵۵۔ حضرت ابووائل سے روایت ہے کہ ہم ایک دن صبح کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو ایک مرد نے کہا کہ میں نے آج رات سب مفصل کو پڑھا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو نے قرآن کو نہایت جلدی پڑھا بغیر تامل کے جیسے شعر پڑھا جاتا ہے البتہ ہم نے قرأت کو سنا اور البتہ میں یاد رکھتا ہوں ہم مثل سورتوں کو جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے وہ اٹھارہ سورتیں ہیں مفصل سے اور دو سورتیں آل حم سے۔

**فائدہ:** یہ روایت مختصر ہے اور روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ہم ایک دن صبح کو فجر کی نماز پڑھنے کے بعد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے سو ہم نے دروازے پر سلام کیا تو ہم کو اجازت ملی پھر ہم تھوڑی دیر دروازے پر ٹھہرے تو لونڈی نکلی سو اس نے کہا کہ کیا اندر نہیں جاتے؟ سو ہم اندر گئے تو اچانک ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیٹھے سبحان اللہ پڑھتے تھے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کس چیز نے تم کو منع کیا اندر آنے سے اور حالانکہ تم کو اجازت ہو چکی تھی؟ ہم نے کہا ہم نے گمان کیا تھا کہ بعض گھر والے سوتے ہوں گے، کہا گمان کیا تم نے ام عبد کو غافل پھر ساری حدیث بیان کی، کہا خطابی نے کہ ھذًا کے معنی ہیں نہایت جلدی پڑھنا بغیر تامل کے جیسے شعر پڑھا جاتا ہے اور یہ جو کہا کہ اٹھارہ سورتیں مفصل سے تو ایک روایت میں ہے کہ بیس سورتیں اول مفصل سے اور تطبیق یہ ہے کہ مراد اٹھارہ سورتیں سوائے سورۂ دخان کے ہیں اور جو اس کے ساتھ ہے اور سب کو مفصل کہا بطور تغلیب کے ہے نہیں تو دخان مفصل میں سے نہیں راجح قول پر لیکن جائز ہے کہ ہو تالیف ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی برخلاف ترتیب عثمانی کے اس واسطے کہ اعمش کی روایت کے اخیر میں ہے کہ آخر ان کا حم دخان ہے اور عم بنا بر اس کے تغلیب نہیں اور یہ جو کہا کہ آل حم سے تو مراد وہ سورتیں ہیں جن کے اول میں حم ہے اور بعض نے کہا کہ خود حم مراد ہے اور غریب بات کہی ہے داؤدی نے سو کہا اس نے کہ قول اس کا من آل حم ابووائل کی کلام سے ہے نہیں تو اول مفصل کا نزدیک ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اول جاثیہ سے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد ہوتا ہے یہ اگر ترتیب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترتیب عثمانی کے موافق ہو اور حالانکہ امر اس کے برخلاف ہے اس واسطے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف کی ترتیب عثمان رضی اللہ عنہ کے مصحف کی ترتیب کے مخالف ہے سو شاید یہ بھی اسی سے ہو اور ہو اول مفصل کا نزدیک اس کے اول جاثیہ کا اور دخان متاخر اس کی

ترتیب میں حاشیہ سے نہیں ہے کوئی مانع اس سے۔ (فتح)

٤٦٥٦ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ أَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ قَوْلِهٖ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ﴾ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ جِبْرِيْلُ بِالْوَحْيِ وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهٖ لِسَانَهٗ وَشَفَتَيْهِ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ وَكَانَ يُعْرَفُ مِنْهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ الْآيَةَ الَّتِيْ فِيْ لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ﴾ فَإِنَّ عَلَيْنَا أَنْ نَّجْمَعَهٗ فِيْ صَدْرِكَ ﴿وَقُرْاٰنَهٗ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ﴾ فَإِذَا أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ﴾ قَالَ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ نُّبَيِّنَهٗ بِلِسَانِكَ قَالَ وَكَانَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيْلُ أَطْرَقَ فَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَهٗ كَمَا وَعَدَهُ اللّٰهُ.

۴۶۵۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیچ تفسیر اس آیت کے کہ نہ ہلا ساتھ اس کے اپنی زبان کو تاکہ تو جلدی کرے ساتھ اس کے کہا کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اترتے جبریل علیہ السلام ساتھ وحی کے یعنی لاتے قرآن کو اور ہلاتے ساتھ اس کے اپنی زبان کو اور دونوں ہونٹوں کو تو آپ پر مشکل ہوتا اور یہ آپ سے پہچانا جاتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری جو سورۂ لا اقسم میں ہے کہ نہ ہلا ساتھ اس کے اپنی زبان کو تاکہ جلدی کرے تو اس کے ساتھ بے شک ہمارا ذمہ ہے جمع کرنا اس کا اور پڑھنا اس کا کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مراد یہ ہے کہ ہمارا ذمہ ہے یہ کہ ہم اس کو تیرے سینے میں جمع کریں اور پڑھنے اس کے کو یہ کہ پڑھیں ہم اس کو اور جب ہم اس کو پڑھیں تو پیروی کر اس کے پڑھنے کی یعنی جب ہم اس کو تجھ پر اتاریں تو کان لگا کر سنا کر پھر ہمارا ذمہ ہے بیان کرنا اس کا یعنی ضروری ہے ہم پر کہ ہم بیان کریں اس کو تیری زبان پر کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پھر اس کے بعد یہ دستور تھا کہ جب جبریل علیہ السلام آتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر نیچے ڈالتے پھر جب جبریل علیہ السلام چلا جاتا تو اس کو پڑھتے جیسے اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کیا تھا۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح سورۂ قیامہ کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور مما یحرک کی توجیہ بدء الوحی میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں ممن یحرك آیا ہے اور متعین ہے کہ من واسطے تبعیض کے ہو اور من موصولہ، واللہ اعلم اور شاہد ترجمہ کا اس سے منع کرتا ہے جلد پڑھنے سے سو یہ تقاضا کرتا ہے کہ مستحب ہے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا اور یہی مناسب ہے واسطے ترتیل کے اور اس باب میں حفصہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھول کھول کر پڑھتے تھے سورت کو یہاں تک کہ نہایت دراز تر ہو جاتے اور روایت ہے کہ علقمہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر قرآن پڑھا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کھول کر پڑھا تو نے میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں اس واسطے کہ وہ زینت ہے قرآن کی۔ (فتح)

بَابُ مَدِّ الْقِرَآءَةِ.

باب ہے بیچ بیان کھینچنے آواز کے ساتھ قرأت قرآن کے۔

**فائدہ:** قرآن پڑھنے کے وقت آواز کو کھینچنا دو طور پر ہے ایک اصلی ہے اور وہ دراز کر کے پڑھنا اس حرف کا ہے جس کے بعد الف یا واؤ یا یا ہو اور ایک غیر اصلی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسے حرف کے بعد جس کی یہ صفت ہے ہمزہ لایا جائے اور وہ متصل ہے اور منفصل سو متصل وہ ہے جو نفس کلمے سے ہو اور منفصل وہ ہے جو دوسرے کلمے سے ہو سو لایا جاتا ہے پہلے میں الف اور واؤ اور یا پورے طور سے ادا کیا ہو بغیر زیادتی کے اور دوسرا زیادہ کی جاتی بیچ تمکین الف اور واؤ اور یا کے زیادتی اوپر اس کے کہ نہیں ممکن ہے بولنا ساتھ اس کے مگر ساتھ مد کے اور مذہب اعدل یہ ہے کہ کھینچا جائے ہر حرف ان میں سے دوگنا اس سے کہ پہلے کھینچا جاتا تھا اور کبھی تھوڑا سا اس سے زیادہ کیا جاتا ہے اور جو اس سے زیادہ ہو وہ محمود نہیں اور مراد ترجمہ میں پہلی قسم ہے۔ (فتح)

٤٦٥٧ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ قِرَآئَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يَمُدُّ مَدًّا.

۴۶۵۷۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کا حال پوچھا تو انہوں نے کہا کہ تھے کھینچتے یعنی قرأت کو۔

٤٦٥٨ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَآءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَتْ مَدًّا ثُمَّ قَرَأَ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ يَمُدُّ بِبِسْمِ اللّٰهِ وَيَمُدُّ بِالرَّحْمٰنِ وَيَمُدُّ بِالرَّحِيْمِ.

۴۶۵۸۔ کسی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کس طرح تھی؟ انہوں نے کہا کہ تھے کھینچتے آواز اپنی کو ساتھ قرأت کے پھر پڑھتے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو کھینچتے بسم اللہ کو پھر کھینچتے رحمٰن کو پھر کھینچتے الرحیم کو۔

**فائدہ:** ظاہر ہوا پہلی روایت سے کہ قتادہ رحمہ اللہ راوی خود ہی سائل ہے اور یہ جو پہلی روایت میں کہا کہ تھے کھینچتے لام کے جو ہا سے پہلے ہے اسم اللہ سے اور ساتھ کھینچنے میم کے جو پہلے نون سے ہے رحمٰن میں اور ساتھ کھینچنے حا کے رحیم سے اور کانت مدا کے معنی ہیں ذات مد یعنی صاحب کھینچنے کے اور ایک روایت میں ہے کہ اپنی آواز کو کھینچتے تھے اور روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے قطبہ بن مالک کے طریق سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فجر کی نماز میں سورۂ ق پڑھی سو گزرے اس لفظ پر طلع نضید سو کھینچا آواز اپنی کو ساتھ نضید کے اور یہ شاہد جید ہے واسطے حدیث انس رضی اللہ عنہ کے اور اصل اس کی مسلم میں ہے۔

**تنبیه**: استدلال کیا ہے بعض نے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ حضرت ﷺ بسم اللہ الرحمن الرحیم نماز میں پڑھتے تھے اور مقصود اس کا ساتھ اس کے معارضہ کرنا ہے نیز انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو جو مسلم میں ہے کہ حضرت ﷺ بسم اللہ کو نماز میں نہیں پڑھتے تھے اور اس استدلال میں نظر ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ یہ جو کہا کہ جب بسم اللہ کو پڑھتے تو اپنی آواز کو اس کے ساتھ کھینچتے تھے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو نماز کی ہر رکعت میں سورۂ الحمد کی ابتدا میں پڑھتے تھے اور نیز سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد ہوتی ہے یہ حدیث بصورت مثال کے سو نہ متعین ہوگی بسم اللہ اور علم اللہ کے پاس ہے۔

بَابُ التَّرْجِيعِ. باب ہے بیچ بیان ترجیع کے۔

**فائدہ**: اور وہ قریب ہونا اقسام حرکتوں کا ہے اور اس کی اصل تردید ہے یعنی پھیرنا آواز کا حلق میں جیسا کہ توحید میں اس حدیث میں اس کی تفسیر آئے گی ساتھ قول اس کے کی کہ اٰ اٰ ساتھ ہمزہ مفتوح کے کہ اس کے بعد الف ساکن ہے پھر دوسرا ہمزہ ہے پھر انہوں نے کہا کہ اس میں دو امروں کا احتمال ہے ایک یہ کہ پیدا ہوا یہ ہلنے اونٹنی کے سے دوسرا یہ کہ اشباع کیا حضرت ﷺ نے مد کو اپنی جگہ میں تو اس سے یہ پیدا ہوا اور یہ دوسرا احتمال مشابہ تر ہے ساتھ سیاق کے کہ اس کے بعض طریقوں میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس کا خوف نہ ہوتا کہ لوگ جمع ہو جائیں گے تو میں تمہارے لیے اس آواز سے پڑھتا اور البتہ اس جگہ کے سوائے اور جگہ میں بھی ترجیع ثابت ہو چکی ہے سو روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے ام ہانی رضی اللہ عنہا سے کہ میں نے حضرت ﷺ کی آواز کو سنا قرآن کو ترجیع کے ساتھ پڑھتے تھے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ ترجیع میں کچھ قدر زیادتی ہے ترتیل پر یعنی کھول کھول کر پڑھنے پر اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ معنی ترجیع کے خوش آوازی سے قرآن کو پڑھنا نہ ترجیع راگ کی اس واسطے کہ پڑھنا قرآن کا ساتھ ترجیع راگ کے مخالف ہے خشوع کو جو مقصود ہے تلاوت قرآن کی سے اور اس حدیث میں ثابت ہونا ملازمت حضرت ﷺ کی کا ہے واسطے عبادت کے یعنی ہر وقت حضرت ﷺ عبادت میں رہتے تھے اس واسطے کہ باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ اونٹنی پر سوار تھے اور وہ چلتے تھے آپ نے عبادت کو نہیں چھوڑا اور اس کو پکار کر پڑھنے میں ارشاد ہے طرف اس کے کہ عبادت کو ظاہر کرنا کبھی ہوتا ہے افضل پوشیدہ کرنے سے اور وہ وقت تعلیم کا ہے اور جگانے غافل کے اور مانند اس کے۔ (فتح)

٤٦٥٩۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو إِيَاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُغَفَّلٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ أَوْ جَمَلِهِ وَهِيَ

۴۶۵۹۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو پڑھتے دیکھا اور حالانکہ آپ اپنی اونٹنی یا اونٹ پر تھے اور وہ چلتی تھی اور وہ سورۂ فتح یا سورۂ فتح اسے پڑھتے تھے قرأت نرم پڑھتے تھے ساتھ ترجیع کے۔

تَسِيْرُ بِهٖ وَهُوَ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفَتْحِ أَوْ مِنْ سُوْرَةِ الْفَتْحِ قِرَآئَةً لَيِّنَةً يَقْرَأُ وَهُوَ يُرَجِّعُ.

بَابُ حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقِرَآءَةِ لِلْقُرْاٰنِ. خوش آوازی سے قرآن مجید کو پڑھنے کا بیان۔

**فائدہ**: باب من لم یتغن بالقرآن میں مذکور ہو چکا ہے کہ اجماع ہے اوپر استحباب سننے قرآن کے خوش آواز سے یعنی خوش آواز سے قرآن سننا مستحب ہے اور روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ خوش آواز جوان کو خوش آوازی کے سبب سے امام بناتے تھے۔ (فتح)

۴۶۶۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ أَبُوْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ يَا أَبَا مُوْسٰى لَقَدْ أُوْتِيْتَ مِزْمَارًا مِّنْ مَّزَامِيْرِ اٰلِ دَاوٗدَ.

۴۶۶۰۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے ابوموسیٰ! البتہ تجھ کو بانسری دی گئی داؤد علیہ السلام کی بانسریوں سے۔

**فائدہ**: یہ حدیث مختصر ہے اور روایت کیا ہے اس کو مسلم نے ساتھ اس لفظ کے کہ اگر تو مجھ کو دیکھتا اور حالانکہ میں تیرے قرآن پڑھنے کو آج رات سنتا تھا اور روایت کی ہے ابویعلی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں رات کے وقت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ پر گزرے اور وہ اپنے گھر میں قرآن پڑھتے تھے سو دونوں اس کی قرأت کے سننے کو کھڑے ہوئے پھر وہاں سے گزرے پھر صبح کے وقت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تجھ پر گزرا تھا سو ذکر کی ساری حدیث اور دارمی نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے اور وہ نہایت خوش آواز تھے کہ البتہ اس کو بانسری دی گئی داؤد علیہ السلام کی بانسریوں سے سو شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے یعنی اس طریق کی طرف اور مراد ساتھ بانسری کے خوب اور خوش ہونا آواز کا ہے اور اصل مزمار آلہ کو کہتے ہیں بولا گیا ہے نام اس کا آواز پر واسطے مشابہت کے اور اس حدیث میں دلالت ظاہر ہے اس پر کہ قرأت غیر اس چیز کے ہے جو پڑھی گئی اور باقی بحث اس کی توحید میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّسْمَعَ الْقُرْاٰنَ مِنْ غَيْرِهٖ. جو چاہے کہ اپنے غیر سے قرآن کو سنے اس کا بیان۔

۴۶۶۱۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِيْ

۴۶۶۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ میرے آگے قرآن پڑھ

إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ عَلَيَّ الْقُرْاٰنَ قُلْتُ اَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ قَالَ اِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَيْرِيْ.

میں نے کہا یا حضرت! میں آپ کے آگے قرآن پڑھوں اور حالانکہ قرآن آپ پر اترا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ قرآن کو اپنے غیر سے سنوں۔

**فائدہ:** وارد کیا ہے اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بطور اختصار کے پھر وارد کیا ہے اس کو دوسرے باب میں ساتھ درازی کے باب ہے قول مقری کا واسطے قاری کے کہ تجھ کو کفایت کرتا ہے اور مراد ساتھ قرآن کے بعض قرآن کا ہے کہ اکثر روایتوں میں لفظ قرآن کا نہیں بلکہ مطلق ہے پاس صادق آتا ہے بعض قرآن پر کہا ابن بطال نے احتمال ہے کہ قرآن کو اپنے غیر سے اس واسطے سننا چاہتے ہوں کہ ہو دور قرآن کا سنت اور احتمال ہے کہ اس واسطے ہو کہ اس کو سمجھیں اور سوچیں اس واسطے سننے والا قوی تر ہے اوپر سوچنے کے اور نفس اس کا خالی ہے اور خوش دل ہے واسطے اس کے قاری سے واسطے مشغول ہونے اس کے کی ساتھ قرأت کے اور احکام اس کے کی اور یہ برخلاف اس چیز کے ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ پر پڑھا جیسا کہ مناقب وغیرہ میں گزر چکا ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے ارادہ کیا تھا کہ سکھلائیں اس کو کیفیت اور قرأت کے اور مخارج حروف کے اور مانند اس کے اور باقی شرح اس کی آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

## بَابُ قَوْلِ الْمُقْرِئِ لِلْقَارِئِ حَسْبُكَ.

کہنا پڑھوانے والے کا پڑھنے والے کو کہ تجھ کو اسی قدر کافی ہے اس کا بیان۔

٤٦٦٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ قَالَ نَعَمْ فَقَرَأْتُ سُوْرَةَ النِّسَآءِ حَتّٰى اَتَيْتُ اِلٰى هٰذِهِ الْاٰيَةِ ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ قَالَ حَسْبُكَ الْاٰنَ فَالْتَفَتُّ اِلَيْهِ

۴۶۶۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے آگے قرآن کو پڑھ، میں نے کہا یا حضرت! میں آپ کے آگے پڑھوں اور حالانکہ قرآن آپ پر اترا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں! سو میں نے سورۂ نساء پڑھی یہاں تک کہ میں اس آیت پر پہنچا کہ کیا حال ہوگا اس وقت جب کہ ہم ہر امت کے گواہ یعنی پیغمبر کو لائیں گے اور تجھ کو اس امت پر گواہ لائیں گے فرمایا بس اب تجھ کو اسی قدر کفایت کرتا ہے تو میں نے آپ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو اچانک آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ.

بَابُ فِي كَمْ يُقْرَأُ الْقُرْآنُ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالٰى ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ﴾.

کتنے دنوں میں قرآن پڑھا جائے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پڑھ جو تم کو آسان معلوم ہو قرآن سے۔

**فائدہ:** شاید یہ اشارہ ہے طرف رد کرنے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ کم سے کم جو چیز کہ ہر دن رات میں کفایت کرتی ہے قرآن کا چالیسواں حصہ ہے یعنی ہر دن رات میں اس سے کم نہ پڑھے اور یہ منقول ہے اسحاق بن راھویہ سے اور حنابلہ سے اس واسطے کہ عموم قول اللہ تعالیٰ کا کہ پڑھو جو تم کو آسان معلوم ہو قرآن سے اس سے کم کو بھی شامل ہے سو جو قرآن کے کچھ حصے کی تعیین کا دعویٰ کرے تو لازم ہے اس پر بیان کرنا اور روایت کی ہے ابو داؤد نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے کہ چالیس دن میں قرآن پڑھا جائے پھر کہا کہ مہینے میں اور نہیں ہے اس میں دلالت مطلوب پر۔ (فتح)

٤٦٦٣ - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ لِي ابْنُ شُبْرُمَةَ نَظَرْتُ كَمْ يَكْفِي الرَّجُلَ مِنَ الْقُرْآنِ فَلَمْ أَجِدْ سُوْرَةً أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ آيَاتٍ فَقُلْتُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقْرَأَ أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ آيَاتٍ قَالَ عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ أَخْبَرَهُ عَلْقَمَةُ عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ وَلَقِيْتُهُ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَذَكَرَ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ.

۴۶۶۳۔ حدیث بیان کی ہم سے علی نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے کہ ابن شبرمہ نے مجھ سے کہا کہ میں نے سوچا کہ آدمی کو کتنا قرآن کفایت کرتا ہے یعنی نماز میں سو میں نے تین آیتوں سے کم تر کوئی سورت نہ پائی تو میں نے کہا کہ نہیں لائق کسی شخص کو کہ تین آیتوں سے کم تر پڑھے، کہا سفیان نے خبر دی ہم کو منصور نے ابراہیم سے اس نے روایت کی عبدالرحمٰن سے خبر دی اس کو علقمہ نے ابو مسعود سے کہا عبدالرحمٰن نے اور میں ابو مسعود سے ملا اور وہ خانے کعبے کا طواف کرتا تھا سو اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رات کو سورۂ بقرہ کے اخیر کی دو آیتیں پڑھے تو وہ اس کو کفایت کرتی ہیں۔

**فائدہ:** اور پہلے گزر چکا ہے کہ کفایت کرنے سے کیا مراد ہے اور جو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے سفیان بن عیینہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ ایک وجہ کی بنا پر ہے جو دونوں آیتوں کے کفایت کرنے کی تاویل میں کہی گئی ہے یعنی بیچ قیام رات کی نماز کے اور البتہ پوشیدہ رہی ہے وجہ مناسبت حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ساتھ ترجمہ کے ابن کثیر پر اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ وہ اس جہت سے ہے کہ جس آیت کے ساتھ ترجمہ باندھا گیا ہے وہ مناسب ہے اس چیز کو کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے ابن عیینہ نے ابو مسعود کی حدیث سے اور جامع درمیان دونوں کے یہ ہے کہ ہر

ایک آیت اور حدیث سے دلالت کرتی ہے اوپر کافی ہونے کے برخلاف اس کے جو ابن شبرمہ نے کہا۔ (فتح)

٤٦٦٤ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ اَنْكَحَنِیْ اَبِیْ امْرَاَةً ذَاتَ حَسَبٍ فَكَانَ يَتَعَاهَدُ كَنَّتَهٗ فَيَسْاَلُهَا عَنْ بَعْلِهَا فَتَقُوْلُ نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَّجُلٍ لَّمْ يَطَاْ لَنَا فِرَاشًا وَّلَمْ يُفَتِّشْ لَنَا كَنَفًا مُنْذُ اَتَيْنَاهُ فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْقَنِیْ بِهٖ فَلَقِيْتُهٗ بَعْدُ فَقَالَ كَيْفَ تَصُوْمُ قَالَ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ وَكَيْفَ تَخْتِمُ قَالَ كُلَّ لَيْلَةٍ قَالَ صُمْ فِیْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةً وَّاقْرَاِ الْقُرْاٰنَ فِیْ كُلِّ شَهْرٍ قَالَ قُلْتُ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فِی الْجُمُعَةِ قُلْتُ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ اَفْطِرْ يَوْمَيْنِ وَصُمْ يَوْمًا قَالَ قُلْتُ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ صُمْ اَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاوٗدَ صِيَامَ يَوْمٍ وَّاِفْطَارَ يَوْمٍ وَّاقْرَاْ فِیْ كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَّرَّةً فَلَيْتَنِیْ قَبِلْتُ رُخْصَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَاكَ اَنِّیْ كَبِرْتُ وَضَعُفْتُ فَكَانَ يَقْرَاُ عَلٰی بَعْضِ اَهْلِهِ السُّبْعَ مِنَ الْقُرْاٰنِ بِالنَّهَارِ وَالَّذِیْ يَقْرَؤُهٗ يَعْرِضُهٗ مِنَ النَّهَارِ لِيَكُوْنَ اَخَفَّ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّتَقَوّٰی اَفْطَرَ اَيَّامًا وَّاَحْصٰی وَصَامَ مِثْلَهُنَّ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَّتْرُكَ شَيْئًا فَارَقَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۴۶۶۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے باپ نے میرا نکاح ایک عورت عمدہ نسب والی سے کروایا یعنی قریش میں سے سو وہ بہو یعنی اپنے بیٹے کی بیوی کی خبر گیری کرتا تھا سو اس سے اس کے خاوند کا حال پوچھتا سو وہ کہتی کہ خوب مرد ہے وہ مرد کہ نہ اس نے ہمارے بستر پر پاؤں رکھا اور نہ اس نے ہمارا پردہ ڈھونڈا جس دن سے ہم اس کے پاس آئے سو جب یہ حال عمر رضی اللہ عنہ پر دراز ہوا تو اس کو حضرت ﷺ سے ذکر کیا یعنی اپنے بیٹے کی شکایت کی تو حضرت ﷺ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجھ کو مل پھر میں اس کے بعد آپ سے اتفاقاً ملا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کس طرح روزہ رکھتا ہے؟ کہا ہر دن حضرت ﷺ نے فرمایا قرآن کو کس طرح ختم کرتا ہے؟ کہا ہر رات میں، فرمایا ہر مہینے میں تین روزے رکھا کر اور ہر مہینے میں ایک بار قرآن پڑھا کر میں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا ہر جمعے میں تین روزے رکھا کر میں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا ایک دن روزہ رکھا کر اور دو دن نہ رکھا کر میں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا روزہ رکھا کر افضل روزہ داؤد علیہ السلام کا ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا اور پڑھ قرآن کو ہر ہفتے میں ایک بار سو کاش کہ میں نے حضرت ﷺ کی رخصت کو قبول کیا ہوتا اور یہ تمنا اس سبب سے ہے کہ میں بوڑھا اور ضعیف ہوا ہوں سو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دن کو اپنے بعض گھر والوں پر ساتواں حصہ قرآن کا پڑھتے اور جو پڑھتے اس کا دور دن سے کرتے تا کہ ہلکا ہو اوپر ان کے پڑھنا اس کا رات کو اور جب

وَسَلَّمَ عَلَيْهِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فِيْ ثَلَاثٍ وَفِيْ خَمْسٍ وَأَكْثَرُهُمْ عَلٰى سَبْعٍ.

چاہتے کہ قوت حاصل کریں تو چند دن روزہ نہ رکھتے اور گنتے اور ان کے برابر اور دن روزہ رکھتے واسطے برا جاننے اس بات کو کہ چھوڑیں کچھ چیز جس پر حضرت ﷺ کو چھوڑا، کہا ابو عبداللہ یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے اور کہا بعض نے تین دن میں اور پانچ دن میں اور اکثر راوی سات دن پر ہیں۔

**فائدہ:** ہمارے بستر پر کبھی پاؤں نہیں رکھا یعنی ہمارے ساتھ کبھی نہیں لیٹا تا کہ ہمارے بستر کو روندے اور نہ اس نے ہمارا پردہ ڈھونڈا یعنی اس نے مجھ سے کبھی جماع نہیں کیا اور یہ جو کہا کہ جب اس پر یہ حال دراز ہوا گویا کہ اس نے دیر کی اس کی شکایت میں واسطے اس امید کے کہ باز آجائے اور تدارک کرے پھر جب وہ بدستور رہا اپنے حال پر تو ڈرے یہ کہ لاحق ہو اس کو گناہ بسبب ضائع کرنے حق بیوی اپنی کے سو حضرت ﷺ سے اس کی شکایت کی اور واقع ہوا ہے اس روایت میں بعد قول اس کے کہ ایک دن روزہ رکھا کر اور ایک دن نہ رکھا کر کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں اور شاید اس میں تقدیم و تاخیر واقع ہوئی ہے یعنی راوی نے اس کلام کو مؤخر کر دیا ہے ورنہ درحقیقت یہ کلام مقدم ہے اور پڑھ قرآن کو ہر ہفتے میں ایک بار یعنی ہر ہفتہ میں قرآن کا ایک بار ختم کیا کر اور یہ جو کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے بعض گھر والوں پر قرآن کا ساتواں حصہ پڑھتے تھے یعنی جس پر ان میں سے میسر ہوتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ کام دن کو کرتے تھے تا کہ یاد کریں وہ چیز جس کو رات کی نماز میں پڑھیں اس خوف سے کہ کوئی چیز ان سے پوشیدہ رہے بسبب بھول جانے کے اور یہ جو کہا کہ جب چاہتے کہ قوت حاصل کریں تو چند دن روزہ نہ رکھتے، الخ تو اس سے لیا جاتا ہے کہ افضل واسطے اس شخص کے کہ روزہ رکھنا چاہے داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن نہ رکھے ہمیشہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اس فعل سے لیا جاتا ہے کہ جو اس سے افطار کرے پھر اتنے روزے اور دنوں میں رکھے تو کفایت کرتا ہے اس کو روزہ رکھنا ایک دن کا اور نہ رکھنا ایک دن کا اور یہ جو کہا کہ کہا بعض نے کہ تین دن میں یا سات دن میں تو شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف روایت شعبہ کے مغیرہ سے ساتھ اس اسناد کے سو فرمایا کہ پڑھو قرآن کو ہر مہینے میں کہا میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں سو ہمیشہ رہے وہ یہی کہتے یہاں تک کہ کہا تین دن میں اس واسطے کہ پانچ پکڑے جاتے ہیں اس سے بطور تضمن کے پھر پایا میں نے مسند دارمی میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ میں نے کہا یا حضرت! میں کتنے دن میں قرآن ختم کیا کروں؟ فرمایا کہ مہینے میں اس کو ختم کیا کر میں نے کہا میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا پچیس دن میں ختم کیا کر میں نے کہا کہ میں اسے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا کہ اس کو بیس دن میں ختم کیا کر میں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا کہ قرآن کو پندرہ دن میں ختم کیا کر میں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا

پانچ دن میں اس کو ختم کر میں نے کہا میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا نہ اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو تین دن میں ختم کیا کر اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں سمجھتا جو قرآن کو تین دن سے کم تر میں پڑھے اور شاھد اس کا نزدیک سعید بن منصور کے ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ قرآن کو تین دن سے کم تر میں ختم نہ کر اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کو تین دن سے کم تر میں ختم نہ کرتے تھے اور اسی کو اختیار کیا ہے احمد اور اسحاق بن راھویہ وغیرھم نے اور ثابت ہو چکا ہے بہت سلف سے کہ انہوں نے قرآن کو تین دن سے کم تر میں پڑھا، کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مختار یہ بات ہے کہ یہ مختلف ہے اشخاص کے ساتھ سو جو شخص کہ ہو اہل فہم اور تدقیق فکر سے تو مستحب ہے واسطے اس کے یہ کہ اسی قدر پڑھے کہ نہ خلل انداز ہو مقصود میں تدبر سے اور استخراج معانی کے سے اور اسی طرح جو شخص کہ ہو واسطے اس کے شغل ساتھ علم کے یا ساتھ غیر اس کے مہمات دین سے اور عام مسلمانوں کی بھلائیوں سے تو مستحب ہے اس کو کہ قرآن کو اسی قدر پڑھا کرے جو نہ خلل انداز ہو ساتھ اس چیز کے کہ وہ اس میں ہے اور جو اس طرح نہ ہو یعنی فارغ البال ہو تو اولیٰ واسطے اس کے بہت پڑھنا قرآن کا ہے جہاں تک کہ ہو سکے سوائے نکلنے کے طرف ماندگی کے اور یہ جو کہ اکثر راوی سات پر ہیں تو یہ اشارہ ہے طرف روایت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے جو اس کے بعد موصول آتی ہے کہ اس کے اخیر میں ہے کہ اس سے زیادہ نہ کرے یعنی نہ بدلے حال مذکور کو طرف حالت دوسرے کے اور یہاں لفظ زیادت کا بولا ہے اور مراد کمی ہے اور زیادتی اس جگہ بطور تدلی کے ہے یعنی نہ پڑھے قرآن سات دن سے کم تر میں اور ترمذی وغیرہ کی روایت میں ساری حدیث کے بعد یہ لفظ ہے کہ سات سے کم نہ کر اور یہ اگر محفوظ ہو تو احتمال ہے کہ قصہ متعدد ہو نہیں مانع ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دو بار فرمایا ہو بطور تاکید کے اور شاید نہی زیادتی سے نہیں ہے واسطے تحریم کے جیسا کہ امر ان سب میں نہیں واسطے وجوب کے اور پہچانا گیا ہے یہ حال کہ قرینوں سے جن کی طرف سیاق راہ دکھاتا ہے اور وہ نظر کرنا ہے طرف عاجز ہونے ان کے کی غیر اس کے سے حال میں یا انجام میں اور غریب بات کہی ہے بعض ظاہریہ نے سو کہا کہ قرآن کو تین دن سے کم تر میں پڑھنا حرام ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اکثر علماء اس پر ہیں کہ اس کا کوئی اندازہ معین نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ باعتبار خوش دلی اور قوت کے ہے اس بنا پر پس مختلف ہے یہ ساتھ اختلاف احوال اور اشخاص کے۔ (فتح)

٤٦٦٥ ـ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ كَمْ تَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ.

۴۶۶۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ قرآن کو کتنے دن میں پڑھتا ہے۔

٤٦٦٦۔ حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰی عَنْ شَیْبَانَ عَنْ یَحْیٰی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلٰی بَنِیْ زُهْرَةَ عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ وَأَحْسِبُنِیْ قَالَ سَمِعْتُ أَنَا مِنْ أَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَإِ الْقُرْاٰنَ فِیْ شَهْرٍ قُلْتُ إِنِّیْ أَجِدُ قُوَّةً حَتّٰی قَالَ فَاقْرَأْهُ فِیْ سَبْعٍ وَّلَا تَزِدْ عَلٰی ذٰلِكَ.

۴۶۶۶۔ اور دوسری روایت میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کو ایک مہینے میں پڑھا کر میں نے کہا میں قوت پاتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو سات دن میں پڑھا کر اور اس سے کم نہ کر۔

**فائدہ:** مراد ساتھ قرآن کے باب کی حدیث میں تمام قرآن ہے اور نہیں وارد ہوتا ہے اوپر اس کے کہ واقع ہوا ہے یہ قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے بہت مدت پہلے اور تھا یہ واقع پہلے اس سے کہ اترے بعض قرآن جو پیچھے اترا اس واسطے کہ ہم کہتے ہیں کہ ہم نے مانا لیکن عبرت ساتھ اس چیز کے ہے جس پر اطلاق دلالت کرتا ہے اور یہی ہے جس کو صحابی نے سمجھا سو کہتا تھا کہ کاش کہ میں نے حضرت کو قبول کیا ہوتا اور نہیں شک ہے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہے گویا کہ جوڑا اس نے اس چیز کو کہ پیچھے اتری ساتھ اس چیز کے کہ اول اتری پس مراد ساتھ قرآن کے تمام وہ چیز ہے جو اس وقت اتر چکی تھی اور وہ اکثر قرآن ہے اور واقع ہوا اشارہ طرف اس چیز کے کہ اس کے بعد اتری تقسیم کی جائے گی ساتھ حصے اس کے۔ (فتح)

## بَابُ الْبُكَآءِ عِنْدَ قِرَآءَةِ الْقُرْاٰنِ. قرآن پڑھنے کے وقت رونے کا بیان۔

**فائدہ:** کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ قرآن پڑھنے کے وقت رونا عارفوں کی صفت ہے اور صالحین کی نشانی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور گرتے ہیں ٹھوڑیوں پر روتے اور حدیثیں اس میں بہت ہیں، کہا غزالی نے کہ مستحب ہے رونا وقت پڑھنے قرآن کے اور نزدیک اس کے یعنی جب خود پڑھتا ہو یا کوئی اس کے نزدیک پڑھتا ہو اور طریق حاصل کرنے اس کے کا یہ ہے کہ حاضر کرے دل اپنے میں غم اور خوف کو ساتھ تامل کرنے اس چیز کے کہ اس میں ہے تہدید اور وعید شدید سے اور عہد و پیمان سے پھر نظر کرے قصور اپنے کو بیچ اس کے اور اگر اس کو غم حاضر نہ ہو تو چاہیے کہ روئے اس کے نہ ہونے پر اور یہ کہ وہ بڑی مصیبت ہے۔ (فتح)

٤٦٦٧ ۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا یَحْیٰی عَنْ سُفْیَانَ عَنْ سُلَیْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَبِیْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ یَحْیٰی بَعْضُ

۴۶۶۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ میرے آگے قرآن پڑھ، میں نے کہا یا حضرت! میں آپ کے آگے قرآن پڑھوں اور

الْحَدِيْثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ الْاَعْمَشُ وَبَعْضُ الْحَدِيْثِ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ وَعَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ عَلَيَّ قَالَ قُلْتُ أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ إِنِّيْ أَشْتَهِيْ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِيْ قَالَ فَقَرَأْتُ النِّسَآءَ حَتّٰى إِذَا بَلَغْتُ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ قَالَ لِيْ كُفَّ أَوْ أَمْسِكْ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَذْرِفَانِ.

حالانکہ قرآن آپ پر اترا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ قرآن کو اپنے غیر آدمی سے سنوں، ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سو میں نے سورہ نساء پڑھی یہاں تک کہ جب میں اس آیت پر پہنچا کہ کیا حال ہوگا اس قت جب کہ ہم امت کے گواہ کو لائیں گے اور تجھ کو اس امت پر گواہ لائیں گے حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا بس سو میں نے دیکھا کہ آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔

**فائدہ:** اور پہچانی گئی اس جگہ سے مراد ساتھ قول اس کے کہ بعض حدیث عمرو بن مرہ سے ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ سنا ہے اعمش نے حدیث مذکور کو ابراہیم نخعی سے اور سنا ہے بعض حدیث کو عمرو بن مرہ سے اس نے ابراہیم سے اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے کہ جو قدر کہ اس حدیث سے اعمش بن مرہ سے سنا ہے وہ اس کے قول (سو میں نے سورۂ نساء پڑھی) سے اخیر حدیث تک ہے اور بہر حال جو اس سے پہلے ہے حضرت ﷺ کے اس قول تک کہ میں اس کو اپنے غیر سے سنوں تو یہ اعمش نے ابراہیم سے سنا ہے جیسا کہ اس باب کے دوسرے طریق میں ہے اور روایت کی ہے ابن مبارک نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے کہ نہیں آتا کوئی دن مگر کہ حضرت ﷺ کی امت آپ کے سامنے لائی جاتی ہے صبح کو اور شام کو سو پہچانتے ہیں ان کو حضرت ﷺ ان کی نشانیوں سے اور عملوں سے سو اسی واسطے گواہی دیں گے اوپر ان کے اور یہ حدیث مرسل ہے اور اس حدیث میں ہے وہ چیز کہ اٹھاتی ہے اس اشکال کو کہ بغل گیر ہے اس کو حدیث فضالہ کی، واللہ اعلم۔ کہا ابن بطال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ روئے حضرت ﷺ وقت پڑھنے اس آیت کے اس واسطے کہ صورت بنائی گئی واسطے نفس آپ کے کی اہوال دن قیامت کے کی اور شدت حال کے جو داعی ہے آپ کو طرف گواہی دینے کے واسطے امت اپنی کے ساتھ تصدیق کے اور سوال کرنے آپ کے کی شفاعت کو

واسطے لوگوں کے اور یہ امر ایسا ہے کہ حق ہے واسطے اس کے بہت رونا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ حضرت ﷺ روئے واسطے رحم کرنے کے اپنی امت پر اس واسطے کہ آپ نے جانا کہ ضرور ہے کہ گواہی دیں حضرت ﷺ اوپر ان کے ساتھ عمل ان کے کی اور عمل ان کے کبھی سیدھے اور درست نہیں ہوں گے تو نوبت پہنچائے گا یہ طرف عذاب کرنے ان کے کی، واللہ اعلم۔ (فتح)

٤٦٦٨ ۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ السَّلْمَانِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ إِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِيْ.

۴۶۶۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا مجھ سے نبی ﷺ نے مجھ پر قرآن پڑھ عرض کی کہ میں آپ پر پڑھوں اور حالانکہ آپ پر اتارا گیا؟ فرمایا حضرت ﷺ نے کہ مجھ کو بہت پسند ہے یہ کہ میں قرآن کو اپنے غیر سے سنوں۔

## بَابُ إِثْمِ مَنْ رَّآئٰى بِقِرَآءَةِ الْقُرْاٰنِ أَوْ تَأَكَّلَ بِهٖ أَوْ فَخَرَ بِهٖ.

جو دکھلانے اور نمود کے واسطے قرآن پڑھے یا طلب کرے روزی کو ساتھ اس کے یعنی وہ اس کو اپنی روزی کا وسیلہ ٹھہرائے یا اس کے ساتھ گناہ کرے۔

٤٦٦٩ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ عَلِيٌّ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَأْتِيْ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَآءُ الْأَسْنَانِ سُفَهَآءُ الْأَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ فَأَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِّمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۴۶۶۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ عنقریب ایک قوم پیدا ہو گی آخر زمانے میں کم عمر ناقص عقل تمسک کریں گے ساتھ بہترین چیز کے کہ تمسک کرتے ہیں ساتھ اس کے لوگ یعنی پڑھیں گے قرآن کو نکل جائیں گے اسلام سے جیسے تیر نکل جاتا ہے شکاری جانور سے ایمان نہ اترے گا ان کے حلقوں کے نیچے یعنی گلے کے نیچے یعنی ان کے دل میں ایمان کا کچھ اثر نہ ہوگا سو جہاں کہیں تم ان سے ملو تو ان کو قتل کرو سو البتہ ان کے قتل کرنے میں قتل کرنے والے کو ثواب ہے قیامت کے دن تک۔

**فائدہ**: اور مراد یہ ہے کہ ایمان ان کے دلوں میں مضبوط نہ ہوگا اس واسطے کہ جو چیز گلے میں ٹھہر جائے اور حلق سے نیچے

نہ اترے وہ دل تک نہیں پہنچتی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ان کے دلوں میں ایمان کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ (فتح)

٤٦٧٠ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَخْرُجُ فِيْكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَكُمْ مَّعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَكُمْ مَّعَ صِيَامِهِمْ وَعَمَلَكُمْ مَّعَ عَمَلِهِمْ وَيَقْرَؤُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يَرٰى شَيْئًا وَّيَنْظُرُ فِي الْقِدْحِ فَلَا يَرٰى شَيْئًا وَّيَنْظُرُ فِي الرِّيْشِ فَلَا يَرٰى شَيْئًا وَّيَتَمَارٰى فِي الْفُوْقِ.

۴۶۷۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ تم میں ایک قوم پیدا ہوگی کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے ساتھ حقیر جانو گے اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے ساتھ ناچیز سمجھو گے اور اپنے عمل کو ان کے عملوں کے ساتھ کچھ نہ جانو گے وہ لوگ قرآن کو پڑھیں گے ان کے گلے کی ہنسلیوں سے نیچے نہ اترے گا یعنی دل میں قرآن کا کچھ اثر نہ ہوگا وہ لوگ نکل جائیں گے اسلام سے جیسے جانور سے تیر پار ہو جاتا ہے اس کے پھالے کو دیکھے گا تو خون کا کچھ اثر نہ پائے گا پھر تیر کی لکڑی کو دیکھے تو کچھ اثر نہ پائے پھر تیر کے پر کو دیکھے تو کچھ اثر نہ پائے اور شک کیا جاتا ہے سونار میں کہ کیا اس میں بھی کوئی چیز ہے یا نہیں یا راوی کو شک ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لفظ فرمایا ہے یا نہیں۔

**فائدہ:** مراد اس حدیث میں خارجی لوگ ہیں جنہوں نے علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا اور امام بحق سے بغاوت کی اور اس کی شرح مرتدوں کے باب میں آئے گی اور مناسبت ان دونوں حدیثوں کی ترجمہ سے یہ ہے کہ جب قرآن کا پڑھنا غیر اللہ کے واسطے ہو تو وہ ریا کے واسطے ہے یا واسطے طلب رزق کے ساتھ اس کے اور مانند اس کے سو تینوں حدیثیں دلالت کرتی ہیں واسطے رکنوں ترجمہ کے اس واسطے کہ بعض ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اس کو ریا اور نمود کے واسطے پڑھا اور اس کی طرف اشارہ ہے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اور بعض نے اس کو طلب رزق کے واسطے پڑھا اور یہ بھی اسی کی حدیث سے نکالا گیا ہے اور بعض نے اس کے ساتھ گناہ کیا اور وہ علی رضی اللہ عنہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے نکالا گیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ سیکھو قرآن کو اور مانگو اللہ تعالیٰ سے ساتھ اس کے پہلے اس سے کہ سیکھے اس کو ایک قوم جو مانگیں ساتھ اس کے دنیا اس واسطے کہ قرآن کو تین آدمی سیکھتے ہیں ایک مرد اس کو فخر کے واسطے پڑھتا ہے اور ایک مرد ساتھ اس کے مال طلب کرتا ہے اور ایک مرد اس کو اللہ کے واسطے پڑھتا ہے۔ (فتح)

٤٦٧١ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ

۴۶۷۱۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَيَعْمَلُ بِهٖ كَالْأُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَّرِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّالْمُؤْمِنُ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَيَعْمَلُ بِهٖ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَّلَا رِيْحَ لَهَا وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَالرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ وَّمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَالْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ أَوْ خَبِيْثٌ وَّرِيْحُهَا مُرٌّ.

نے فرمایا کہ جو ایماندار کہ قرآن کو پڑھتا ہے اور اس کے ساتھ عمل کرتا ہے وہ مثل ترنج کے ہے کہ اس کا مزہ بھی اچھا اور اس کی بو بھی اچھی اور جو ایماندار کہ قرآن کو نہیں پڑھتا اور اس کے ساتھ عمل کرتا ہے وہ مثل چھوہارے کے ہے کہ اس کا مزہ اچھا ہے اور اس کی بو نہیں اور اس منافق کی مثل جو قرآن کو پڑھتا ہے نیاز بو کی سے مثل ہے کہ اس کی بو اچھی ہے اور اس کا مزہ کڑوا اور اس منافق کی مثل جو قرآن نہیں پڑھتا اندرائن کے پھل کی سی مثل ہے کہ اس کا مزہ بھی کڑوا خبیث ہے اور اس کی بو بھی کڑوی ہے۔

**فائدہ:** مناسبت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

## بَابُ اِقْرَءُ وا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوْبُكُمْ.

پڑھو قرآن کو جب تک تمہارے دل جمع ہوں۔

٤٦٧٢ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِقْرَءُ وا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوْبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ.

۴۶۷۲۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پڑھو قرآن کو جب تک تمہارے دل جمع ہوں اور جب کہ تم اس کے معنوں کو سمجھنے میں اختلاف کرو تو اس سے اٹھ کھڑے ہو۔

**فائدہ:** یعنی تا کہ نہ کھینچے تم کو اختلاف طرف فتنے وفساد کے کہا عیاض نے احتمال ہے کہ ہو نہی خاص ساتھ زمانے حضرت ﷺ کے تا کہ نہ ہو یہ سبب واسطے اترنے اس چیز کے کہ ان کو بری لگے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے مت پوچھو بہت چیزوں سے کہ اگر تمہارے واسطے ظاہر کی جائیں تو تم کو بری لگیں اور احتمال ہے کہ معنی یہ ہوں کہ پڑھو اور لازم پکڑو اتفاق کو اس چیز پر کہ دلالت کرے اوپر اس کے قرآن اور کھینچے طرف اس کے اور جب واقع ہو اختلاف یا عارض ہو کوئی شبہ جو تقاضا کرے جھگڑے کو جو بلانے والا ہے طرف جدائی کے تو چھوڑ دو قرأت کو اور تمسک کرو ساتھ حکم کے جو موجب ہے واسطے الفت کے اور اعراض کرے متشابہ سے جو نوبت پہنچانے والا ہے طرف جدائی کے اور احتمال ہے کہ ہو نہی قرأت سے جب کہ واقع ہو اختلاف بیچ کیفیت ادا کے ساتھ اس طور کے کہ جدا جدا

ہوں وقت اختلاف کے اور بدستور رہے ہر ایک اپنی اپنی قرأت پر اور مثل اس کے وہ چیز ہے جو پہلے گزر چکی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جب کہ واقع ہوا درمیان اس کے اور درمیان اور اصحاب کے اختلاف بیچ ادا کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑے کو لے گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب خوب پڑھتے ہو اور ساتھ اس نکتہ کے ظاہر ہو گی حکمت بیچ ذکر کرنے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پیچھے حدیث جندب رضی اللہ عنہ کے۔ (فتح)

٤٦٧٣ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدَبٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوْبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ تَابَعَهُ الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ وَّسَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَأَبَانُ وَقَالَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا قَوْلَهُ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عُمَرَ قَوْلَهُ وَجُنْدَبٌ أَصَحُّ وَأَكْثَرُ.

۴۶۷۳۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پڑھو قرآن کو جب تک تمہارے دل جمع ہوں اور الفت پکڑیں اور جب تم اختلاف کرو تو اس سے اٹھ کھڑے ہو متابعت کی ہے سلام کی حارث اور سعید نے ابو عمران سے یعنی اس حدیث کے مرفوع کرنے میں اور نہیں مرفوع کیا اس کو حماد اور ابان نے اور کہا غندر نے شعبہ سے اس نے روایت کی ابو عمران سے اس نے کہا سنا میں نے جندب سے قول اس کا اور کہا ابن عون نے ابو عمران سے اس نے روایت کی عبداللہ بن صامت سے عمر سے قول اس کا اور جندب اصح اور اکثر ہے یعنی صحیح ہے سند میں اور اکثر ہے باعتبار طریقوں کے یعنی اس واسطے کہ جم غفیر نے اس کو جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

٤٦٧٤ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ اٰيَةً سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَهَا فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ فَاقْرَاٰ أَكْبَرُ عِلْمِي قَالَ فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوْا فَأَهْلَكُوْا.

۴۶۷۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ایک مرد کو ایک آیت پڑھتے سنا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا خلاف سنا تھا سو میں نے اس کا ہاتھ پکڑا تو میں اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لے چلا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں خوب پڑھتے ہو سو تم دونوں پڑھو، شعبہ راوی کہتا ہے کہ میرا اکبر علم یہی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلوں نے اختلاف کیا تھا سو اختلاف نے ان کو ہلاک کر ڈالا۔

**فائدہ:** ایک روایت میں ہے کہ تم سے پہلوں کو اختلاف ہی نے ہلاک کیا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ جس سورۃ

میں اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اختلاف کیا تھا وہ آل حم سے تھی اور خطیب کے مبہمات میں ہے کہ وہ احقاف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اختلاف ان کا اس کے عدد میں تھا کہ کیا وہ پینتیس آیتیں ہیں یا چھتیس ہیں اور اس حدیث میں اور جو اس سے پہلے ہے رغبت دلانا ہے جماعت پر اور الفت پر اور ڈرانا ہے فرقت اور جدائی سے اور اختلاف سے اور نہی ہے جھگڑنے سے قرآن میں ناحق اور اس کے شر سے یہ ہے کہ ظاہر ہو دلالت آیت کی اوپر کسی چیز کے جو رائے کے مخالف ہو سو توسل کیا جائے ساتھ نظر کے اور باریک بینی اس کے کی طرف تاویل اس کی کے اور حمل کرنا اس کا اس رائے پر اور واقع ہوتی ہے کجی بیچ اس کے۔ (فتح)
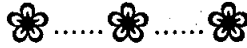
بسم اللہ الرحمن الرحیم

## كِتَابُ النِّكَاحِ کتاب ہے نکاح کے بیان میں

**فائدہ:** نکاح کے معنی لغت میں ہیں جوڑنا اور ایک دوسرے میں داخل ہونا اور کہا فراء نے کہ بہت ہوئی ہے استعمال اس کی بیچ وطی کے اور نام رکھا گیا ہے ساتھ اس کے عقد واسطے ہونے اس کے سبب اس کا اور شرع میں حقیقت ہے عقد میں مجاز ہے وطی میں صحیح قول پر اور حجت اس میں بہت وارد ہونا اس کا ہے قرآن اور حدیث میں واسطے عقد کے یہاں تک کہ کہا گیا ہے کہ نہیں وارد ہوا ہے قرآن میں مگر واسطے عقد کے اور ایک قول شافعیوں کا یہ ہے کہ وہ حقیقت ہے وطی میں مجاز ہے عقد میں اور یہی قول ہے حنفیوں کا اور بعض نے کہا کہ وہ محمول ہے ساتھ اشتراک کے اوپر ایک کے دونوں میں سے اور یہی ہے جو راجح ہے بیچ نظر میری کے اگرچہ بہت ہوا ہے استعمال اس کا عقد میں اور البتہ جمع کیا ہے نکاح کے ناموں کو ابن قطان نے سو زیادہ ہوئے ہزار سے۔ (فتح)

بَابُ التَّرْغِيبِ فِي النِّكَاحِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ الْاٰيَةَ.

باب ہے بیچ بیان رغبت دلانے کے نکاح میں واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے کہ نکاح کرو جو تم کو خوش لگیں عورتوں سے۔

**فائدہ:** وجہ استدلال کی یہ ہے کہ وہ صیغہ امر کا ہے تقاضا کرتا ہے طلب کو اور ادنیٰ درجہ اس کا استحباب ہے پس ثابت ہوا رغبت دلانا کہا قرطبی نے کہ نہیں ہے دلالت بیچ اس کے اس واسطے کہ آیت بیان کی گئی ہے واسطے بیان کرنے اس چیز کے کہ جائز ہے جمع کرنا درمیان اس کے عورتوں کی گنتی سے اور احتمال ہے کہ نکالا ہو اس کو بخاری رحمہ اللہ نے امر کرنے سے ساتھ نکاح طیب کے باوجود وارد ہونے نہی کے ترک کرنے طیب کے سے اور منسوب کرنے فاعل اس کے طرف اعتداء کے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لا تحرموا طيبات ما احل الله لكم ولا تعتدوا﴾ اور البتہ اختلاف کیا گیا ہے نکاح میں سو کہا شافعیوں نے کہ نہیں ہے عبادت اسی واسطے اگر اس کی نذر مانی تو منعقد نہیں ہوتا اور حنفیوں نے کہا کہ وہ عبادت ہے اور تحقیق یہ ہے کہ جس صورت میں کہ نکاح مستحب ہے کما سیاتی بیانہ مستلزم ہے کہ یہ کہ ہو اس وقت عبادت سو جس نے اس کی نفی کی ہے اس نے اس کی حد ذات کی طرف نظر کی ہے اور جس نے اس کو ثابت کیا ہے اس نے اس کی صورت مخصوص کی طرف نظر کی ہے۔ (فتح)

٤٦٧٥ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ

۴۶۷۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین آدمی

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ أَبِىْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلُ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ جَآءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلٰى بُيُوْتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أُخْبِرُوْا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالُوْا وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَحَدُهُمْ أَمَّا أَنَا فَإِنِّىْ أُصَلِّى اللَّيْلَ أَبَدًا وَقَالَ اٰخَرُ أَنَا أَصُوْمُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ وَقَالَ اٰخَرُ أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ أَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّىْ لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ لٰكِنِّىْ أَصُوْمُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّىْ وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِىْ فَلَيْسَ مِنِّىْ.

حضرت ﷺ کی بیویوں کے گھروں کی طرف آئے حضرت ﷺ کی عبادت کا حال پوچھتے تھے سو جب وہ خبر دیئے گئے تو گویا انہوں نے اس کو کم جانا سوانہوں نے کہا کہ ہم کہاں اور حضرت ﷺ کہاں آپ کے تو اگلے پچھلے گناہ سب بخشے گئے یعنی ہم کو اپنا خاتمہ معلوم نہیں تو ہم کو زیادہ عبادت کرنا چاہیے ان میں سے ایک نے کہا کہ میں تو ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا اور دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا کبھی نہ چھوڑا کروں گا اور تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے الگ ہوتا ہوں سو میں کبھی نکاح نہیں کروں گا سو حضرت ﷺ ان کے پاس آئے سو فرمایا کہ تم ہی ہو جنہوں نے ایسا ایسا کہا ہے خبردار! قسم ہے اللہ کی البتہ میں تم سے زیادہ تر اللہ سے ڈرتا ہوں اور تم سے زیادہ تر اللہ کا پرہیز گار ہوں لیکن میں تو روزہ رکھتا بھی ہوں اور نہیں بھی رکھتا اور نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے صحبت بھی کرتا ہوں سو جو میری سنت اور راہ سے پھرا وہ میرا نہیں۔

**فائدہ:** ایک روایت میں ہے کہ وہ تینوں صاحب یہ ہیں علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں ہیں جنہوں نے چاہا کہ خواہشوں کو حرام کریں سو سورہ مائدہ کی آیت اتری اور ایک روایت میں ہے کہ وہ دس اصحاب تھے اور وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہ اور سالم رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ اور سلمان رضی اللہ عنہ وغیرہ ہیں اور اگر یہ محفوظ ہو تو احتمال ہے کہ تین آدمی وہ ہوں جنہوں نے خاص یہ پوچھا سو کبھی خاص ان تین کی طرف منسوب ہوا اور کبھی سب کی طرف واسطے شریک ہونے سب کے بیچ طلب اس کی کے اور تائید کرتی ہے اس کی کہ وہ تین سے زیادہ تھے جو مسلم نے روایت کی ہے کہ چھ آدمیوں نے حضرت ﷺ کی زندگی میں اس بات کا ارادہ کیا تھا سو ان کو اس سے منع ہوا اور یہ جو کہا کہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ سب بخشے گئے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس کے گناہ بخشے گئے یا نہیں تو اس کو چاہیے کہ

عبادت میں مبالغہ کرے اور بہت عبادت کرے امید ہے کہ حاصل ہو برخلاف اس شخص کے کہ حاصل ہو چکا ہے واسطے اس کے یہ لیکن حضرت ﷺ نے بیان کر دیا کہ یہ لازم نہیں سو اشارہ کیا اس کی طرف اس کے ساتھ کہ آپ بہ نسبت ان کے گناہوں سے زیادہ ڈرتے تھے اور یہ نسبت مقام عبودیت کی ہے ربوبیت کی جانب میں اور اشارہ کیا ہے بیچ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے طرف اور معنی کے کہ کیا میں بندہ شکرگزار نہ ہوں اور یہ جو کہا کہ میں رات بھر ہمیشہ نماز پڑھا کروں گا تو اس میں ابدا قید اصلی کی نہیں بلکہ رات کی قید ہے اور یہ جو کہا کہ میں کبھی نکاح نہیں کروں گا تو مصلی اور عورتوں سے الگ ہونے والا ساتھ ہمیشگی کے تاکید کیا گیا ہے اور نہیں تاکید کیا گیا ہے روزہ ساتھ اس کے اس واسطے کہ ضروری ہے کھولنا روزے کا رات کو اور اسی طرح عید کے دنوں میں بھی اور واقع ہوا ہے مسلم کی روایت میں کہ بعض نے کہا کہ میں عورتوں سے نکاح نہیں کروں گا اور بعض نے کہا کہ میں گوشت نہیں کھاؤں گا اور بعض نے کہا کہ میں بستر پر نہیں لیٹوں گا اور ظاہر اس کا تاکید کرنا ہے کہ اس کے قائل تین سے زیادہ تھے اس واسطے کہ گوشت کو نہ کھانا خاص تر ہے ہمیشہ روزہ رکھنے سے اور رات بھر نماز پڑھنا خاص تر ہے ترک سونے سے بستر پر اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس اختیار کرنے کسی قسم کے مجاز سے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا جنہوں نے ایسا ایسا کہا اور تطبیق یہ ہے کہ پہلے ان کو عموما ظاہر میں منع کیا بغیر تعیین کے پھر ان کو خاص کر منع کیا پوشیدہ طور سے اور یہ جو کہا کہ البتہ میں بہ نسبت تمہاری اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرتا ہوں اور زیادہ اللہ تعالیٰ کا پرہیزگار ہوں تو اس میں اشارہ ہے رد کرنے کی طرف اس چیز کے جس پر انہوں نے اپنے کام کو بنا کیا کہ جس کے گناہ بخشے گئے ہوں اس کو زیادہ عبادت کی حاجت نہیں برخلاف اس کے غیر کے سو آپ نے ان کو معلوم کروایا باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ عبادت میں نہایت مبالغہ کرتے ہیں زیادہ تر ڈرنے والے ہیں اللہ سے اور زیادہ تر پرہیزگار ہیں بہ نسبت ان لوگوں کے جو سختی کرتے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ اسی طرح ہوا اس واسطے کہ سختی کرنے والا نہیں بے خوف ہے تھکنے سے برخلاف میانہ رو کے کہ وہ زیادہ تر قادر ہے اس کے ہمیشہ کرنے پر اور بہتر وہ عمل ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے اور یہ جو کہا لیکن میں تو یہ استدارک ہے چیز محذوف سے دلالت کرتا ہے اس پر سیاق یعنی میں اور تم بہ نسبت عبودیت کے برابر ہیں لیکن میں ایسا عمل کرتا ہوں اور یہ جو کہا کہ میرے طریقے سے پھرا تو مراد سنت سے طریقہ ہے نہ وہ جو فرض کے مقابل ہے اور رغبت ایک چیز سے منہ پھیرنا ہے اس سے طرف اس کے غیر کے اور مراد یہ ہے کہ جس نے میرا طریقہ چھوڑا اور غیر کا طریقہ لیا تو وہ مجھ سے نہیں اور اشارہ کیا ساتھ اس کے طرف طریقے رہبانیت کے اس واسطے کہ وہی ہیں جنہوں نے تشدید کو نکالا جیسا کہ اللہ نے ان کو اس کے ساتھ موصوف کیا اور اللہ نے ان پر عیب کیا ساتھ اس کے کہ جس چیز کو اپنے اوپر لازم کیا تھا اس کو پورا نہ کیا اور طریقہ حضرت ﷺ کا حنیف اور آسان

ہے سو افطار کرے تا کہ قوت حاصل کرے روزے پر اور سوئے تا کہ قوت حاصل کرے کھڑے ہونے پر اور نکاح کرے واسطے توڑنے شہوت کے اور بچانے نفس کے حرام سے اور زیادہ کرنے نسل کے اور یہ جو کہا کہ وہ مجھ سے نہیں اگر ہو منہ پھیرنا اس سے ساتھ کسی قسم کے تاویل سے تو اس شخص کو معذور رکھا جائے بیچ اس کے سو معنی لیس منی کے یہ ہیں کہ وہ میرے طریقہ پر نہیں اور نہیں لازم آتا کہ دین سے نکل جائے اور اگر ہو منہ پھیرنا بطور اعراض اور تنطع کے یعنی سخت پرہیز گاری کے جو پہنچائے نوبت طرف راجح تر ہونے عمل اس کے کی تو معنی لیس منی کے یہ ہیں کہ نہیں میری ملت اور دین پر اس واسطے کہ یہ اعتقاد ایک قسم کا کفر ہے اور اس حدیث میں دلالت ہے اوپر فضیلت نکاح کے اور ترغیب کے بیچ اس کے اور اس میں ڈھونڈنا حال بزرگوں کا ہے واسطے پیروی کرنے کے ساتھ کاموں ان کے کی اور یہ کہ جو پکا قصد کرے کسی کام نیک پر جو محتاج ہو طرف ظاہر کرنے اس کے کی کہ جس جگہ ریا سے بے خوف ہو تو یہ منع نہیں اور اس میں مقدم کرنا حمد وثناء کا ہے اللہ پر وقت بتلانے مسائل علم کے اور بیان ہے واسطے احکام مکلفوں کے اور دور کرنا شبہے کے مجتہدوں سے اور یہ کہ مباح چیزیں کبھی پلٹ جاتی ہیں ساتھ قصد کے طرف کراہت اور استحباب کے کہا طبری نے اس میں رد ہے اس شخص پر جو منع کرتا ہے حلال کے استعمال کو کھانے کی چیزوں اور پہننے کی چیزوں سے اور اختیار کرتا ہے موٹے کپڑوں اور سخت کھانوں کو کہا عیاض نے کہ سلف نے اس میں اختلاف کیا ہے بعض طبری کے قول کی طرف مائل ہوئے ہیں اور بعض اس کے برعکس ہیں اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس آیت کے ﴿اذهبتم طيباتكم في حياتكم الدينا﴾ یعنی لے گئے تم اپنی ستھری چیزوں کو دنیا کی زندگی میں کہا اور حق یہ ہے کہ یہ آیت کافروں کے حق میں ہے اور حضرت ﷺ نے دونوں امر کو لیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں دلالت کرتا یہ واسطے کسی ایک کے دونوں فرقوں سے اگر ہو ہمیشگی کرنی اوپر ایک صفت کے اور حق یہ ہے کہ ملازمت استعمال ستھری چیزوں کی نوبت پہنچاتی ہے طرف خواہش عیش اور اترانے کے اور نہیں بے خوف ہوتا پڑنے سے شبہے کی چیزوں میں اس واسطے کہ جس کی یہ عادت ہو وہ کبھی اس کو نہیں پاتا اور اس سے پھر نہیں سکتا تو حرام چیز میں پڑتا ہے جیسا کہ منع تناول اس کا کبھی نوبت پہنچاتی ہے طرف سخت پرہیز گاری کے جو منع ہے اور وارد ہوتا ہے اس پر صریح قول اللہ تعالیٰ کا ﴿قل من حرم زينة الله التي اخرج لعباده والطيبات من الرزق﴾ جیسے کہ عبادت میں سختی کرنی نوبت پہنچاتا ہے طرف تھک جانے کے جو قاطع ہے واسطے اصل اس کے کی اور مثلاً ہمیشہ فقط فرضوں کا پڑھنا اور نفلوں کا چھوڑنا نوبت پہنچاتا ہے طرف بطالت اور نہ خوش دلی کے طرف عبادت کے اور بہتر وہ کام ہے جو متوسط ہو اور نیز اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ اللہ تعالیٰ کو جاننا اور پہچاننا اس چیز کا کہ واجب ہے حق اس کے سے بڑا درجہ ہے مجرد عبادت بدنی سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٤٦٧٦ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ

۴۶۷۶۔ حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس نے

إِبْرَاهِيمَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ أَدْنٰى أَلَّا تَعُوْلُوْا﴾ قَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِي الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِيْ مَالِهَا وَجَمَالِهَا يُرِيْدُ أَنْ يَّتَزَوَّجَهَا بِأَدْنٰى مِنْ سُنَّةِ صَدَاقِهَا فَنُهُوْا أَنْ يَّنْكِحُوْهُنَّ إِلَّا أَنْ يُّقْسِطُوْا لَهُنَّ فَيُكْمِلُوا الصَّدَاقَ وَأُمِرُوْا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَآءِ.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہ اگر تم ڈرو کہ انصاف نہ کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تم کو خوش لگیں عورتوں سے دو دو اور تین تین اور چار چار اور اگر تم ڈرو کہ نہ انصاف کر سکو گے تو نکاح کرو ایک عورت سے یا جو تمہارے ہاتھ کا مال ہے یہ نزدیک تر ہے اس کے کہ نہ ظلم کرو، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے بھتیجے! یتیم لڑکی اپنے ولی کی گود میں ہوتی سو رغبت کرتا وہ اس کے مال میں اور جمال میں اور چاہتا کہ نکاح کرے اس سے ساتھ کم تر مہر کے اس کے مہر کے دستور سے سو منع کیے گئے یہ کہ نکاح کریں ان سے مگر یہ کہ انصاف کریں واسطے ان کے سو ان کو مہر پورا دیں اور حکم کیے گئے ساتھ نکاح کرنے کے ان عورتوں سے جو سوائے ان کے ہیں۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے۔

**بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَآءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ لِأَنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ.**

باب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے بیان میں کہ جو تم میں سے نکاح اور خانہ داری کی طاقت رکھتا ہو تو چاہیے کہ نکاح کرے اس واسطے کہ نکاح نظر کا بڑا روکنے والا اور شرم گاہ کا بڑا بچانے والا ہے۔

**فائدہ:** بعض نسخوں میں منکم کا لفظ نہیں اور شاید یہ اشارہ ہے طرف اس کے کہ مخاطب اس حکم کے ساتھ خاص نہیں اور اس پر اتفاق ہے اور اختلاف تو صرف اس میں ہے کہ عام بطور نص کے ہوتا ہے یا استنباط سے۔

**وَهَلْ يَتَزَوَّجُ مَنْ لَّا أَرَبَ لَهُ فِي النِّكَاحِ.** اور کیا نکاح کرے جس کو نکاح کی حاجت نہیں؟۔

**فائدہ:** شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے درمیان واقع ہوئی سو عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک عورت سے نکاح کرنے کو کہا سو جواب دیا اس نے اس کو ساتھ اس حدیث کے سو احتمال ہے کہ ان کو اس کی حاجت نہ ہو تو انہوں نے اس کی موافقت نہ کی اور احتمال ہے کہ موافقت کی اگرچہ یہ منقول نہیں اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ اختلاف ہے درمیان علماء کے اس شخص کے حق میں جس کو نکاح کی طرف شوق نہ ہو کہ کیا وہ اس کی طرف بلایا جائے یا نہیں اس کا بیان آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٤٦٧٧ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِیْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ إِبْرَاهِیْمُ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ فَلَقِيَهُ عُثْمَانُ بِمِنًى فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّ لِیْ إِلَيْكَ حَاجَةً فَخَلَوَا فَقَالَ عُثْمَانُ هَلْ لَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِیْ أَنْ نُزَوِّجَكَ بِكْرًا تُذَكِّرُكَ مَا كُنْتَ تَعْهَدُ فَلَمَّا رَأٰی عَبْدُ اللّٰهِ أَنْ لَّيْسَ لَهُ حَاجَةٌ إِلٰی هٰذَا أَشَارَ إِلَیَّ فَقَالَ يَا عَلْقَمَةُ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ أَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ لَقَدْ قَالَ لَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَآءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَآءٌ.

۴۶۷۷۔ حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا سو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منیٰ میں ان سے ملے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن! (یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) مجھ کو تجھ سے کچھ کام ہے سو دونوں الگ ہوئے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن! کیا تم کو حاجت ہے اس میں کہ میں تجھ کو ایک کنواری عورت نکاح کر دوں جو تجھ کو تیری جوانی کا زمانہ یاد دلا دے یا تجھ کو تیرا گزرا زمانہ یاد دلا دے سو جب عبداللہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا یہ کہ اس کو حاجت نہیں تو میری طرف اشارہ کیا سو کہا اے علقمہ! آ گے آ! سو میں اس کے پاس پہنچا اور حالانکہ وہ کہتے تھے یعنی عثمان رضی اللہ عنہ سے کہ اگر تو نے یہ کہا تو البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ اے جوانوں کے گروہ! جو تم سے نکاح اور خانہ داری کی طاقت رکھتا ہو تو چاہیے کہ نکاح کرے اور جو خانہ داری کی طاقت نہ رکھے تو لازم ہے اس پر روزہ رکھنا اس واسطے کہ اس کے حق میں روزہ رکھنا خصی کرنا ہے۔

**فائدہ:** یہ جو کہا کہ تجھ کو تیری جوانی کا زمانہ یاد دلا دے تو ایک روایت میں ہے کہ یاد دلا دے تجھ کو جو تجھ سے فوت ہوا اور اس سے لیا جاتا ہے کہ معاشرت جوان عورت کی قوت اور نشاط کو زیادہ کرتی ہے برخلاف عکس اس کے کہ وہ بالعکس ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح تر اور مختار یہ بات ہے کہ شاب اس کو کہتے ہیں جو بالغ ہو اور تیس برس سے آگے نہ بڑھے اور جب تیس برس سے آگے بڑھے تو اس کو کہل کہتے ہیں یہاں تک کہ آگے بڑھے چالیس برس سے پھر اس کو شیخ کہتے ہیں اور خاص کیا ہے جوانوں کو ساتھ خطاب کے اس واسطے کہ جو قوت کہ نکاح کی طرف بلاتی ہے غالب انہیں میں پائی جاتی ہے برخلاف بوڑھوں کے اگرچہ معنی معتبر ہیں یعنی جب بوڑھوں میں سبب پایا جائے تو ان کا بھی یہی حکم ہے اور یہ جو کہا من استطاع منکم البآءۃ تو کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ مراد کے باءۃ سے اس جگہ دو قول پر یعنی باءۃ سے کیا مراد ہے؟ صحیح تر یہ قول ہے کہ مراد اس کے معنی لغوی ہیں اور وہ جماع ہیں پس تقدیر اس کی یہ ہے کہ جو طاقت رکھے تم میں جماع کی واسطے قادر ہونے کے اس کے خرچ پر اور وہ نکاح کے خرچ ہیں تو چاہیے کہ نکاح کرے اور جو نہ طاقت رکھے جماع کی واسطے عاجز ہونے اس کے اس کے خرچ سے تو لازم ہے

اس پر روزہ رکھنا تا کہ دفع کرے اس کی شہوت کو اور کاٹے اس کی منی کے شر کو جیسا کہ کاٹتا ہے اس کو خصی ہونا اور اسی قول کی بنا پر واقع ہوا ہے خطاب ساتھ جوانوں کے جن میں عورتوں کی شہوت کا گمان ہے کہ اکثر اس سے جدا نہیں ہوتے اور دوسرا قول یہ ہے کہ مراد ساتھ باءۃ کے اس جگہ نکاح کے خرچ ہیں یعنی جو نکاح کے خرچ کی طاقت رکھتا ہو تو چاہیے کہ نکاح کرے اور جو نہ طاقت رکھتا ہو تو چاہیے کہ روزہ رکھے واسطے دفع کرنے شہوت اپنی کے اور جو لوگ کہ اس دوسرے قول کے ساتھ قائل ہیں تو ان کو اس پر باعث یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ جو طاقت نہ رکھے تو لازم ہے اس پر روزہ رکھنا کہا انہوں نے جو جماع سے عاجز ہو وہ نہیں محتاج ہے طرف روزہ رکھنے کے واسطے دفع کرنے شہوت اپنی کے پس واجب ہے تاویل باءۃ کی ساتھ خرچ نکاح کے اور نہیں مانع ہے کہ عام تر معنی مراد ہوں ساتھ اس طور کے کہ ارادہ کیا جائے ساتھ باءۃ کے قدرت جماع کی اور خرچ نکاح کے اور جواب دوسرے قول کی تعلیل سے یہ ہے کہ جائز ہے کہ ارشاد کیا جائے اس شخص کو جو نہیں طاقت رکھتا جماع کی جوانوں سے واسطے بہت ہونے شرم کے یا نہ ہونے شہوت کے یا نامردی کے مثلاً طرف اس چیز کے کہ میسر ہو اس کو بدستور رہنا اس حالت کا اس واسطے کہ جوانی جگہ گمان جوش مارنے شہوت کے کی ہے جو بلاتی ہے طرف جماع کے سو اس کی ایک حالت میں توڑنے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ بدستور ٹوٹی رہے پس اسی واسطے ارشاد کیا طرف اس چیز کے کہ بدستور رہے ساتھ اس کے کسر مذکور سو جوان دو قسم کے ہوں گے ایک وہ ہیں کہ ان کو نکاح کی خواہش ہے اور ان کو قدرت ہے سو بلایا ان کو طرف نکاح کرنے کے واسطے دفع کرنے اس خوف کے بخلاف دوسرے لوگوں کے کہ ان کو ایک ایسے امر کی طرف بلایا کہ جس کے ساتھ ان کی حالت بدستور رہے اس واسطے کہ یہ ارفق ہے ساتھ ان کے واسطے اس علت کے کہ مذکور ہوئی اور وہ علت یہ ہے کہ وہ کچھ چیز نہیں پاتے تھے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو نکاح کا سامان نہ پائے اور اس کو اس کی خواہش ہو تو مستحب ہے اس کو نکاح کرنا واسطے دفع کرنے محذور کے اور یہ جو کہا کہ نکاح نظر کا بڑا روکنے والا اور شرم گاہ کا بڑا بچانے والا ہے یعنی منع کرنے والا ہے واقع ہونے سے بیچ حرام کاری کے اور کیا باریک بینی ہے جو مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے تھوڑا سا پیچھے واقع ہوا ہے کہ اس نے اس حدیث کے پیچھے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ذکر کیا ہے کہ جب کسی کو تم میں سے کوئی عورت خوش لگے سو اس کے دل میں واقع ہو تو چاہیے کہ اپنی عورت کی طرف قصد کرے اس واسطے کہ یہ دور کر دے گا جو اس کے دل میں واقع ہوا اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف مراد کے باب کی حدیث سے اور یہ جو فرمایا کہ لازم ہے اس پر روزہ رکھنا تو روزے کے بدلے بھوک کا لفظ نہ بولا اور عدول کیا کم کرنے اس چیز کے سے جو شہوت کو اٹھائے اور استدعا کرے منی کے جوش کو کھانے اور پینے سے اس واسطے کہ نہیں آیا ہے یہ واسطے حاصل کرنے عبادت کے جو در اصل مطلوب ہو اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ مطلوب روزے سے اصل میں توڑنا شہوت کا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جو جماع کی طاقت

نہ رکھتا ہو تو مطلوب اس سے یہ ہے کہ وہ نکاح نہ کرے اس واسطے کہ ارشاد کیا ہے اس کو حضرت ﷺ نے طرف اس چیز کے جو اس کے مخالف ہے اور اس کے باعثوں کو کمزور کرتی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ اس کے حق میں مطلق مکروہ ہے اور تقسیم کیا ہے علماء نے مرد کو نکاح میں کئی قسموں پر اول وہ شخص ہے کہ اس کو غلبۂ شہوت ہو اور وہ اس کے خرچ پر قادر ہو اور اپنے نفس پر زنا کا خوف کرنے والا ہو تو مستحب ہے واسطے اس کے نکاح نزدیک سب علماء کے اور حنبلیوں کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ واجب ہے اور ساتھ اس کے قائل ہے ابو عوانہ شافعیوں میں سے اور یہی قول ہے داؤد کا اور اس کے تابداروں کا اور کہا ابن حزم نے کہ جو جماع پر قادر ہو اس پر فرض ہے اگر پائے جو نکاح کرے ساتھ اس کے یا لونڈی پکڑے یہ کہ ایک دونوں میں سے کرے اور اگر اس سے عاجز ہو تو چاہیے کہ بہت روزے رکھے اور یہ قول ایک جماعت کا ہے سلف میں سے اور کہا ابن بطال نے کہ جو نکاح کرنے کو واجب نہیں کہتا اس نے حجت پکڑی ہے ساتھ اس قول حضرت ﷺ کے کہ جو جماع کی طاقت نہ رکھتا ہو تو لازم ہے اس پر روزہ رکھنا کہا اس نے سو جب روزہ جو اس کا بدل ہے واجب نہ ہوا تو اسی طرح اس کا مبدل بھی واجب نہ ہوگا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ امر ساتھ روزے کے مرتب ہے اوپر نہ ہونے طاقت کے اور نہیں محال ہے یہ کہ کہے قائل کہ میں نے تجھ پر ایسا واجب کیا اور اگر تو اس کی طاقت نہیں رکھتا تو میں تجھ کو ایسے امر کی طرف بلاتا ہوں اور مشہور احمد سے یہ ہے کہ نہیں واجب ہے واسطے قادر غلبہ شہوت والے کے مگر جب کہ خوف کرے گناہ کا اور کہا ماوردی نے کہ مذہب مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ نکاح کرنا مستحب ہے اور کبھی واجب ہوتا ہے نزدیک ہمارے اس شخص کے حق میں جو نہ باز آئے زنا سے مگر ساتھ اس کے اور کہا قرطبی نے کہ اس وقت اس کے واجب ہونے میں کچھ اختلاف نہیں اور کہا ابن دقیق نے کہ واجب ٹھہرایا ہے اس کو بعض علماء نے اس وقت جب کہ گناہ سے خوف کرے اور نکاح پر قادر ہو اور لونڈی نہ مل سکے اور حرام ہے اس کے حق میں جو خلل ڈالے بیچ جماع اپنی بیوی کے اور خرچ کرنے کے باوجود نہ قدرت ہونے کے اوپر اس کے اور نہ غلبہ شہوت ہونے اس کے کی طرف اس کے اور مکروہ اس شخص کے حق میں ہے جس جگہ بیوی کو ضرر نہ ہو اور اگر منقطع ہو ساتھ اس کے کوئی چیز بندگی کے کاموں سے عبادت ہو یا علم کے ساتھ مشغول ہونا ہو تو سخت ہوتی ہے کراہت اور مستحب اس وقت ہے جب کہ حاصل ہو ساتھ اس کے معنی مقصود توڑنے شہوت کے سے اور بچانے نفس کے سے اور نگاہ رکھنے شرم گاہ کے سے اور مانند اس کے اور مباح اس وقت ہے جب کہ نہ باقی رہے کوئی باعث اور مانع اور بعض بدستور استحباب پر رہے ہیں اس شخص کے حق میں جس کی یہ صفت ہو واسطے ظاہر حدیثوں کے جو وارد ہوئی ہیں بیچ اس کے، کہا عیاض نے کہ وہ مستحب ہے اس شخص کے حق میں جس نے نسل کی امید کی ہو اگرچہ اس کو جماع میں شہوت نہ ہو واسطے قول حضرت ﷺ کے فانی مکاثر بکم اور واسطے ظواہر ترغیب کے اور اس طرح اس شخص کے حق میں جس کو عورتوں کے نفع اٹھانے کی رغبت ہو اور بہر حال جس کی نسل نہ ہو اور نہ اس کو

عورتوں کی خواہش ہو اور نہ عورتوں سے متعہ کی تو یہ اس کے حق میں مباح ہے جب کہ عورت اس کو جان لے اور اس کے ساتھ راضی ہو جائے اور کبھی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ مستحب ہے واسطے عام ہونے قول حضرت ﷺ کے کہ نہیں ہے درویشی اسلام میں یعنی عورتوں سے الگ رہنا اور کہا غزالی نے احیاء میں کہ جس شخص کے واسطے نکاح کے فائدے جمع ہوں اور آفات دور ہوں تو مستحب ہے اس کے حق میں نکاح کرنا اور جو ایسا نہ ہو تو اس کے حق میں ترک افضل ہے اور جس کے حق میں امر معارض ہو تو چاہیے کہ کوشش کرے اور راجح پر عمل کرے۔ میں کہتا ہوں کہ اس باب میں حدیثیں بہت وارد ہو چکی ہیں ان میں سے ایک حدیث یہ ہے **تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم یوم القیامة** اور ایک یہ حدیث ہے **تناکحوا تکاثروا فانی اباھی بکم الامم** اور ایک یہ ہے **تزوجوا فانی مکاثر بکم الامم ولا تکونوا کرھبانیة النصاری** اور ایک حدیث یہ ہے **من کان موسرا فلم ینکح فلیس منا** اور ایک حدیث میں ہے جس کو نیک عورت ملے تو آدھا دین بچانے میں اس کی اعانت کی پس چاہیے کہ باقی آدھے میں ڈرے اور یہ حدیثیں اگرچہ اکثر ان میں ضعیف ہیں لیکن مجموع ان کا دلالت کرتا ہے اوپر اس چیز کے کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ اس کے مقصود ترغیب سے نکاح کرنے میں لیکن یہ اس شخص کے حق میں ہے جس سے نسل حاصل ہو اور نیز اس حدیث میں ارشاد ہے اس شخص کو جو نکاح سے عاجز ہو طرف روزے کی اس واسطے کہ شہوت نکاح کی تابع ہے واسطے شہوت کھانے کے قوی ہوتی ہے اس کے قوی ہونے سے اور ضعیف ہوتی ہے اس کے ضعیف ہونے سے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے خطابی نے اوپر جائز ہونے علاج کے واسطے قطع کرنے شہوت نکاح کے ساتھ دواؤں کے اور لائق ہے کہ حمل کیا جائے اس دوا پر جو شہوت کو کم کرے اور ساکن کرے نہ ہو وہ اس کو بالکل قطع کر ڈالے اس واسطے کہ وہ کبھی اس کے بعد قادر ہوتا ہے سو نادم ہوتا ہے واسطے فوت ہونے اس کے کی اس کے حق میں اور البتہ تصریح کی ہے شافعیوں نے ساتھ اس کے کہ نہ توڑے اس کو ساتھ کافور کے اور حجت اس میں یہ ہے کہ اتفاق کیا ہے انہوں نے اوپر منع ہونے کاٹنے سے ذکر کے اور خصی ہونے کے پس ملحق ہوگا ساتھ اس کے جو اس کے معنی میں ہے دوا کرنے سے ساتھ قطع کرنے شہوت کے بالکل اور نیز استدلال کیا ہے ساتھ اس کے خطابی نے اس پر کہ مقصود نکاح سے وطی ہے اس واسطے کہ مشروع ہوا ہے خیار نامردی میں اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر روکنے نظر کے اور بچانے شرم گاہ کے ساتھ ہر چیز کے کہ ممکن ہو اور نہ تکلیف دینے کے ساتھ اس شخص کے جو طاقت نہیں رکھتا اور اس سے لیا جاتا ہے کہ حظوظ نفسوں اور شہوتوں کے نہیں مقدم ہوتے احکام شرع پر بلکہ دائر ہیں ساتھ ان کے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیہ نے اوپر حرام ہونے مشت زنی کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے نکاح سے عاجز ہونے کے وقت روزے کی طرف ارشاد کیا ہے جو شہوت کو کاٹے سو اگر مشت زنی مباح ہوتی تو ہوتا امر طرف سہل تر کے اور تعاقب کیا گیا ہے دعوے اس کے آسان تر ہونے کا اس واسطے کہ ترک سہل تر ہے فعل سے اور البتہ مباح جانا اور

جائز رکھا ہے مشت زنی کو ایک گروہ نے علماء سے اور وہ نزدیک حنابلہ اور بعض حنفیہ کے ہے واسطے تسکین شہوت کے اور یہ جو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھ کو جوان عورت سے نکاح کروا دوں تو اس میں مستحب ہونا نکاح جوان عورت کا ہے خاص کر جب کہ کنواری ہو اور مفصل شرح اس کی آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَسْتَطِعِ الْبَآءَةَ فَلْيَصُمْ.

جو جماع کی طاقت نہ رکھتا ہو تو چاہیے کہ روزے رکھے

٤٦٧٨ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَارَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَابًا لَّا نَجِدُ شَيْئًا فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَآءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَآءٌ.

۴۶۷۸۔ حضرت عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت ہے کہ میں علقمہ اور اسود کے ساتھ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حالت جوانی میں کچھ چیز نہ پاتے تھے یعنی جس سے نکاح کریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا اے جوانوں کے گروہ! جو طاقت رکھتا ہو تم میں سے جماع کی اور خانہ داری کی تو چاہیے کہ نکاح کرے اس واسطے کہ نکاح بڑا نظر کا روکنے والا ہے اور شرم گاہ کا بڑا بچانے والا ہے اور جو جماع کی طاقت نہ رکھتا ہو تو لازم جانے اپنے اوپر روزہ رکھنا اس واسطے کہ روزہ رکھنا اس کے حق میں خصی کرنا ہے۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ كَثْرَةِ النِّسَآءِ.

بہت عورتوں سے نکاح کرنا یعنی چار تک۔

**فائدہ:** یعنی اس شخص کے واسطے جوان کے درمیان عدل کر سکے۔ (فتح)

٤٦٧٩ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ قَالَ حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جِنَازَةَ مَيْمُوْنَةَ بِسَرِفَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذِهٖ زَوْجَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوْهَا وَلَا تُزَلْزِلُوْهَا وَارْفُقُوْا فَإِنَّهُ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعٌ كَانَ يَقْسِمُ

۴۶۷۹۔ حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ مقام سرف میں میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازے میں حاضر ہوئے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے سو جب تم اس کے جنازے کو اٹھاؤ تو اس کو نہ جنبش دو نہ ہلاؤ اور آرام سے چلو سو تحقیق شان یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نو بیویاں تھیں آٹھ بیویوں کے واسطے باری تقسیم کرتے تھے اور ایک کے واسطے نہ کرتے تھے۔

لِتِسْعٍ وَّلَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ.

**فائدہ:** سرف ایک جگہ کا نام ہے بارہ میل مکہ سے اور نعش اس چار پائی کو کہتے ہیں جس پر مردہ رکھا جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دفنایا ہم نے میمونہ رضی اللہ عنہا کو سرف میں اس قبے میں جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے خلوت کی تھی اور ان کی قبر میں عبدالرحمن بن خالد اترا اور یہ جو کہا کہ آرام سے چلو یعنی میانہ روی سے چلو اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ایماندار کی عزت اور تعظیم مرنے کے بعد بھی باقی ہے جیسے کہ اس کی زندگی میں تھی اور اس میں ایک حدیث ہے کہ مسلمان کے مردے کی ہڈی کو توڑنا ایسا ہے جیسے اس کو زندگی میں توڑنا اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نو بیویاں تھیں یعنی وقت وفات پانے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کی اور وہ یہ ہیں سودہ رضی اللہ عنہا، عائشہ رضی اللہ عنہا، حفصہ رضی اللہ عنہا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا، زینب رضی اللہ عنہا، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، جویریہ رضی اللہ عنہا، صفیہ رضی اللہ عنہا اور میمونہ رضی اللہ عنہا اور اس ترتیب کی بنا پر ہے جس ترتیب سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے حالانکہ وہ سب آپ کے نکاح میں تھیں اور اختلاف ہے ریحانہ رضی اللہ عنہا میں کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں یا لونڈی اور آپ سے پہلے فوت ہوئی یا پیچھے اور یہ جو کہا کہ ایک اس کے واسطے تقسیم نہ کرتے تھے تو مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جس کے واسطے باری تقسیم نہیں کرتے تھے وہ صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں، کہا طحاوی نے یہ وہم ہے اور ٹھیک سودہ رضی اللہ عنہا ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دی تھی اور روایت کی ہے ابن سعید نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفیہ رضی اللہ عنہا کے واسطے باری تقسیم کیا کرتے تھے لیکن اس کی سند میں واقدی ہے اور وہ حجت نہیں اور تعقب کیا ہے مغلطائی نے واسطے تقویت واقدی کے سو جس نے اس کو ثقہ کہا ہے اس کی کلام کو اس نے نقل کیا اور جس نے اس کو واہی اور متہم کہا ہے اس سے چپ رہا اور حالانکہ اس کو ضعیف کہنے والے اکثر ہیں گنتی میں اور سخت تر ہیں مضبوطی میں اور قوی تر ہیں معرفت میں پہلوں سے اور راجح نزدیک میرے وہ چیز ہے جو صحیح میں ثابت ہو چکی ہے یعنی سودہ رضی اللہ عنہا اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے حذف کیا ہے اس زیادتی کو جان بوجھ کر اور زندہ رہیں ام سلمہ رضی اللہ عنہا یہاں تک کہ شہید ہوئیں وہ اور حسین بن علی رضی اللہ عنہ عاشورے کے دن سنہ ۶۱ میں۔ (فتح)

٤٦٨٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَآءِهٖ فِيْ لَيْلَةٍ وَّاحِدَةٍ وَّلَهٗ تِسْعُ نِسْوَةٍ.

۴۶۸۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کبھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میں اپنی سب عورتوں پر گھومتے تھے اور حالانکہ آپ کی نو بیویاں تھیں۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور وہ ظاہر ہے اس چیز میں کہ ترجمہ باندھا ساتھ اس کے یعنی مطابقت اس کی ترجمہ باب سے ظاہر ہے اور اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاصہ سے ہے کہ آپ کو چار

سے زیادہ عورتوں سے نکاح میں لانا اور جمع کرنا درست تھا اور اختلاف ہے کہ کیا زیادتی کے واسطے کوئی انتہا بھی ہے یا نہیں اور اس میں دلالت ہے تقسیم حضرت ﷺ پر واجب نہ تھی۔ (فتح)

وَقَالَ لِیْ خَلِیْفَةُ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

مراد ساتھ اس کے بیان کرنا تصریح قتادہ کا ہے ساتھ تحدیث انس رضی اللہ عنہ کے واسطے اس کے۔ (فتح)

٤٦٨١ ـ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحَكَمِ الْأَنْصَارِیُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ رَقَبَةَ عَنْ طَلْحَةَ الْیَامِیِّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ قَالَ لِیَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ لَا قَالَ فَتَزَوَّجْ فَإِنَّ خَیْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَكْثَرُهَا نِسَآءً.

۴۶۸۱۔ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا کیا تو نے نکاح کیا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں کہا کہ نکاح کر اس واسطے کہ بہتر اس امت کا اکثر ہے از روئے عورتوں کے۔

**فائدہ:** قید کی ساتھ اس امت کے تا کہ نکل جائیں سلیمان علیہ السلام کہ ان کی بہت عورتیں تھیں کما تقدم اور اسی طرح ان کے باپ داؤد علیہ السلام کی بھی بہت عورتیں تھیں اور ظاہر یہ ہے کہ مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ساتھ خیر کے حضرت ﷺ ہیں اور مراد ساتھ امت کے خاص اصحاب ہیں اور اشارہ کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے طرف اس بات کے کہ نکاح نہ کرنا مرجوح بات ہے اس واسطے کہ اگر راجح ہوتا تو نہ اختیار کرتے حضرت ﷺ غیر اس کے کو اور حضرت ﷺ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ سے سب لوگوں سے زیادہ ڈرتے تھے اور سب سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ جانتے تھے مگر تاہم بہت ہی نکاح کرتے تھے واسطے مصلحت پہنچانے ان احکام کے کہ نہیں اطلاع پاتے ان پر مرد اور واسطے ظاہر کرنے بڑے معجزے کے خرق عادت میں اس واسطے کہ اکثر اوقات نہ پاتے تھے جو پیٹ بھریں ساتھ اس کے اور اگر پاتے تو اکثر کو خیرات کر ڈالتے اور بہت روزے رکھتے اور طے کے روزے رکھتے اور باوجود اس کے ایک رات میں اپنی سب عورتوں پر گھومتے اور نہیں حاصل ہوتی ہے طاقت اس کی مگر ساتھ قوت بدن کے اور قوت بدن کی تابع ہے واسطے اس چیز کے کہ قائم ہو ساتھ اس کے بدن استعمال کرنے قوت دینے والی چیزوں کے کھانے اور پینے کے چیز سے اور وہ حضرت ﷺ کے پاس نہایت کم تھیں بلکہ معدوم تھیں اور واقع ہوا ہے شفا میں کہ عرب مدح کرتے تھے ساتھ بہت نکاح کرنے کے واسطے دلالت کرنے اس کے کی اوپر کمال مردی کے اور نہ مشغول کرنا آپ کو بہت ہونا ان کا اپنے رب کی عبادت سے بلکہ آپ کی عبادت اس سے زیادہ ہوئی واسطے بچانے ان کے اور قائم ہونے آپ کے کی ساتھ حقوق ان کے کی اور کسب کرنے آپ کے کی واسطے ان کے اور ہدایت کرنے آپ کے کی ان کو اور شاید مراد ساتھ تحصین کے بند کرنا آنکھ ان کی کا ہے اوپر آپ کے سو نہ جھانکیں طرف غیر آپ کے برخلاف نہ خاوند والی عورت کے اس واسطے کہ عفیفہ بھی طمع

بشری کے سبب سے نکاح کرنے کی طرف جھانکتی ہے اور یہ وصف لائق ہے ساتھ ان کے اور جو حاصل ہوتا ہے کلام اہل علم کی سے بیچ حکمت نکاح کرنے حضرت ﷺ کے بہت عورتوں سے دس وجہ ہیں ایک وجہ یہ کہ تا کہ بہت ہو جو آپ کے حال باطن کا مشاہدہ کرے سو دور ہو آپ سے وہ چیز جس کا مشرکین گمان کرتے ہیں کہ وہ جادوگر ہے یا غیر اس کا، دوم یہ کہ تا کہ مشرف ہوں بسبب اس کے قبیلے عرب کے ساتھ سسرال ہونے آپ کے کی بیچ ان کے، سوم واسطے زیادتی کے بیچ الفت پیدا ہونے ان کے کی واسطے اس کے، چہارم واسطے زیادتی کے تکلیف میں اس واسطے کہ تکلیف دی گئی ساتھ اس کے کہ نہ مشغول کرے آپ کو جو آپ کو ان میں زیادہ محبوب ہے مبالغہ کرنے سے حکم پہنچانے میں، پنجم واسطے بہت کرنے قرابتیوں کے اپنی عورتوں کی طرف سے سو زیادہ ہوں مددگار آپ کے۔ چھٹی نقل کرنا احکام شرع کا جن پر مرد اطلاع نہیں پاتے اس واسطے کہ اکثر جو بیوی کے ساتھ واقع ہوتا ہے وہ اس قسم سے ہوتا ہے کہ ویسا پوشیدہ رہتا ہے۔ ساتویں اطلاع پانی ہے اوپر محاسن اخلاق باطنہ کے سو البتہ نکاح کیا حضرت ﷺ نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے اور حالانکہ اس کا باپ اس وقت آپ کا دشمن تھا اور نکاح کیا صفیہ رضی اللہ عنہا سے بعد قتل ہونے اس کے باپ اور خاوند کے سو اگر حضرت ﷺ خوش خلقی میں سب خلقت سے افضل اور کامل تر نہ ہوتے تو البتہ وہ آپ سے نفرت کرتیں بلکہ واقع یہ ہے کہ حضرت ﷺ ان کے نزدیک اپنے سب گھر والوں سے بہت پیارے تھے۔ آٹھویں خرق عادت کا ہے واسطے آپ کے بیچ بہت جماع کرنے کے باوجود نہایت کم کھانے پینے کے اور بہت روزے رکھنے کے اور وصال کے اور البتہ حکم کیا کہ جو نکاح کے خرچ کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے اور اشارہ کیا کہ بہت روزے رکھنا شہوت کو توڑ ڈالتا ہے سو یہ آپ کے حق میں خرق عادت ہوا۔ نواں اور دسواں وہ ہے جو پہلے گزر چکی ہے نقل اس کی صاحب شفا سے اپنی بیویوں کے بچانے سے اور قائم ہونے سے ساتھ حقوق ان کے کی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ هَاجَرَ أَوْ عَمِلَ خَيْرًا لِتَزْوِيْجِ امْرَأَةٍ فَلَهُ مَا نَوٰى.

جو ہجرت کرے یا نیک عمل کرے واسطے نکاح کسی عورت کے تو واسطے اس کے ہے جو اس نے نیت کی۔

٤٦٨٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَمَلُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فَهِجْرَتُهُ

۴۶۸۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عمل کا اعتبار نیت سے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہر آدمی کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی سو جس کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول کے واسطے ہو چکی یعنی اس کا ثواب پائے گا اور جس کہ ہجرت دنیا کے واسطے ہو کہ اس کو پائے یا کسی عورت کے واسطے کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی

إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ إِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَّنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ إِلٰى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ.

ہجرت اس کے واسطے ہوئی جس کے واسطے اس نے ہجرت کی یعنی دنیا یا عورت۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح اول کتاب میں گزر چکی ہے اور جو بخاری رحمہ اللہ نے ہجرت کا باب باندھا سو وہ تو اس میں صریح موجود ہے اور نیک عمل کرنے والا اس سے مستنبط ہے اس واسطے کہ ہجرت نیک عملوں میں سے ہے سو جس طرح کہ عام کیا اس کو خیر میں مطلوب کے شق میں اور تمام کیا اس کو اس لفظ سے سو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہوئی جس کی طرف اس نے ہجرت کی تو اسی طرح طلب کی شق بھی شامل ہے سب نیک عملوں کو ہجرت ہو یا حج مثلاً یا نماز ہو یا خیرات ہو اور قصہ مہاجرام قیس کا روایت کیا ہے اس کو طبری نے ساتھ مسند کرنے کے اور داخل ہوتا ہے بیچ قول اس کے کی اور عمل خیر جو واقع ہوا ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہ وہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کرنے سے باز رہیں یہاں تک کہ وہ مسلمان ہوا اور وہ اس حدیث میں ہے کہ روایت کیا ہے اس کو نسائی نے ساتھ سند صحیح کے انس رضی اللہ عنہ سے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام دیا تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے ابو طلحہ! تجھ سا مرد نہیں پھیرا جاتا لیکن تو کافر مرد ہے اور میں مسلمان عورت ہوں اور مجھ کو حلال نہیں کہ میں تجھ سے نکاح کروں سو اگر تو مسلمان ہو جائے تو یہی ہے مہر میرا سو ابو طلحہ مسلمان ہو گئے اور اس کا مسلمان ہونا مہر قرار پایا اور وجہ داخل اس کے کی یہ ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں رغبت کی لیکن اس کے کفر نے اس کو اس کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کیا سو وہ اپنی غرض کی طرف پہنچ گئی ساتھ خرچ کرنے نفس اپنے کے سو ظفریاب ہوئی ساتھ دونوں نیکیوں کے۔ (فتح)

بَابُ تَزْوِيْجِ الْمُعْسِرِ الَّذِيْ مَعَهُ الْقُرْاٰنُ وَالْإِسْلَامُ فِيْهِ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نکاح کرنا تنگ دست کا جس کے ساتھ قرآن اور اسلام ہو اس حکم میں حدیث سہل رضی اللہ عنہ کی ہے جو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

**فائدہ:** مراد حدیث سہل رضی اللہ عنہ کی ہے اس عورت کے قصے میں جس نے اپنی جان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشی تھی اور ترجمہ ماخوذ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ تلاش کر اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو سو اس نے تلاش کی سو کچھ چیز نہ پائی اور باوجود اس کے اس کو نکاح کر دیا۔ (فتح)

٤٦٨٣ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ

۴۶۸۳۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے تھے ہمارے واسطے عورتیں نہ تھیں سو ہم نے کہا یا حضرت! کیا ہم خصی نہ ہو جائیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس سے منع کیا۔

لَنَا نِسَآءٌ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا نَسْتَخْصِيْ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ.

**فائدہ:** اور البتہ باریک بینی کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ استنباط کرنے حکم کے گویا کہتا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خصی ہونے سے منع کیا باوجود اس کے کہ ان کو عورتوں کی حاجت تھی اور باوجود اس کے کہ ان کے پاس کچھ نہ تھا جیسا کہ تصریح کی ہے ساتھ اس کے نفس اس حدیث میں اور ہر ایک کو ان میں سے کچھ قرآن ضرور یاد تھا تو متعین ہوا نکاح کر دینا ساتھ اس چیز کے کہ ساتھ ان کے ہے قرآن سے سو حکم ترجمہ کا سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے نص کے ساتھ ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کے ساتھ ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی معسر سے وہ شخص ہے جس کے پاس مال نہ ہو ساتھ دلیل قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ ہمارے پاس کچھ چیز نہ تھی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِأَخِيْهِ انْظُرْ أَيَّ زَوْجَتَيَّ شِئْتَ حَتّٰى أَنْزِلَ لَكَ عَنْهَا رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ.

مرد اپنے بھائی مسلمان سے کہے کہ دیکھ تو میری کس بیوی کو چاہتا ہے تا کہ میں اس سے تیرے واسطے اتروں یعنی اس کو طلاق دے دوں، روایت کیا ہے اس کو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے۔

**فائدہ:** یہ باب لفظ حدیث عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا ہے جو بیع میں گزری۔

٤٦٨٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَآخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ الْأَنْصَارِيِّ وَعِنْدَ الْأَنْصَارِيِّ امْرَأَتَانِ فَعَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ يُنَاصِفَهُ أَهْلَهُ وَمَالَهُ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّوْنِيْ عَلَى السُّوْقِ فَأَتَى السُّوْقَ فَرَبِحَ شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ وَشَيْئًا مِنْ سَمْنٍ فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَيَّامٍ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَهْيَمْ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ تَزَوَّجْتُ

۴۶۸۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مدینے میں آئے یعنی مکہ سے ہجرت کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اور سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کو آپس میں بھائی بنایا اور انصاری کی دو عورتیں تھیں سو اس نے اس کے آگے عرض کیا کہ اس کو آدھا اہل اور مال بانٹ دے سو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تیرے اہل اور مال میں برکت دے مجھ کو بازار کی راہ بتلا سو وہ بازار میں آیا سو اس نے کچھ پنیر اور کچھ گھی نفع پایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چند دنوں کے بعد دیکھا اور اس پر زردی کا نشان تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا حال ہے اے عبدالرحمٰن! یعنی اس زردی کا کیا سبب ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اس کو کیا مہر دیا؟ اس نے

أَنْصَارِيَّةٌ قَالَ فَمَا سُقْتَ إِلَيْهَا قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

کہا کہ گٹھلی کے برابر سونا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری ہی سہی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ دیکھ تو میری دونوں عورتوں میں سے کس کو پسند کرتا ہے؟ سو اس کا نام لے کر میں اس کو طلاق دوں سو جب اس کی عدت گزر جائے تو اس سے نکاح کر لینا اور اس حدیث میں وہ چیز ہے کہ تھے اصحاب اوپر اس کے اختیار غیر کے سے اوپر اپنے یہاں تک کہ اپنی جان اور اہل سے اور اس میں جائز ہونا نظر مرد کا ہے طرف عورت کے وقت ارادے نکاح کرنے کے اس سے اور جائز ہے وعدہ کرنا ساتھ طلاق عورت کے اور ساقط ہونا غیرت کا بیچ اس کے اور دور رکھنا مرد کو اپنے نفس کو اس چیز سے کہ خرچ کرے وہ واسطے اس کے اس قسم سے اور راجح ہونا کسب بنفسہ کا ساتھ تجارت کے یا کسی اور پیشے کے اور اس میں تجارت کرنا بزرگوں کا ہے خود اپنے ہاتھ سے باوجود میسر ہونے اس شخص کے کہ ان کو کفایت کرے وکیل وغیرہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے زمانے میں تجارت کے واسطے بصرہ کو گئے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّبَتُّلِ وَالْخِصَاءِ.

جو مکروہ ہے ترک کرنے نکاح کے سے اور خصی ہونے سے۔

فائدہ: مراد ساتھ تبتل کے اس جگہ ترک کرنا نکاح کا ہے اوپر اس کے جو اس کے تابع ہے ملازمت سے طرف عبادت کے اور بہر حال مامور اللہ کے اس قول میں ﴿وتبتل اليه تبتيلا﴾ سو البتہ تفسیر کیا ہے اس کو مجاہد رحمہ اللہ نے سو کہا کہ اخلاص کرو واسطے اس کے اخلاص کرنا اور یہ تفسیر بالمعنی ہیں نہیں تو اصل میں معنی تبتل کے منقطع ہونا ہے اور یہ جو کہا کہ جو مکروہ ہے تبتل اور خصی ہونے سے تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ جو مکروہ ہے تبتل سے وہی ہے جو پہنچائے طرف سخت پرہیز گاری کے اور حرام کرنے اس چیز کے جو اللہ نے حلال کی اور تبتل اصل میں مکروہ نہیں اور معطوف کیا ہے خصی ہونے کو اوپر اس کے اس واسطے کہ بعض اس کا جائز ہے اس حیوان میں جس کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ (فتح)

٤٦٨٥ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ رَدَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ التَّبَتُّلَ وَلَوْ أَذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا.

۴۶۸۵۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ حضرت ﷺ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو تبتل کی اجازت دی یعنی بلکہ اس کو منع کیا اور اگر حضرت ﷺ اس کو اجازت دیتے تو ہم خصی ہو جاتے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُوْلُ لَقَدْ رَدَّ ذٰلِكَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ وَّلَوْ أَجَازَ لَهُ التَّبَتُّلَ لَاخْتَصَيْنَا.

حضرت ﷺ نے تبتل کی اجازت نہ دی اور اگر حضرت ﷺ اس کے واسطے تبتل کو جائز رکھتے تو ہم خصی ہو جاتے۔

**فائدہ**: اور روایت کی ہے طبرانی نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے اس نے کہا یا حضرت! میں مرد ہوں کہ مشکل ہے مجھ پر مجرد رہنا سو حکم ہو تو میں خصی ہو جاؤں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں لیکن روزے رکھ سو احتمال ہے کہ جو عثمان رضی اللہ عنہ نے طلب کیا تھا وہ حقیقتاً خصی ہونا ہو اور تعبیر کیا راوی نے اس سے ساتھ تبتل کے اس واسطے کہ وہ اس سے پیدا ہوتا ہے اور اسی واسطے کہا کہ اگر اس کو اجازت دیتے تو ہم خصی ہو جاتے اور احتمال ہے کہ اس کا عکس ہو اور وہ یہ ہے کہ مراد ساتھ قول اس کے کی کہ ہم خصی ہو جاتے البتہ ہم کرتے فعل اس شخص کا سا جو خصی ہوتا ہے اور وہ الگ ہونا ہے عورتوں سے کہا طبری نے کہ جو تبتل کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا تھا وہ حرام کرنا عورتوں اور ستھری چیزوں کا ہے اور جو چیز کہ لذت پکڑی جاتی ہے ساتھ اس کے اسی واسطے اترا اس کے حق میں یہ قول اللہ تعالیٰ کا کہ اے ایمان والوں! نہ حرام کرو پاک چیزیں جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کیں اور پہلے گزر چکا ہے نام ان لوگوں کا جنہوں نے یہ ارادہ کیا تھا اور کہا طیبی نے کہ حقیقتاً خصی ہونا مراد نہیں بلکہ مراد مبالغہ ہے یعنی ہم مبالغہ کرتے تبتل میں یہاں تک کہ نوبت پہنچاتا امر ساتھ ہمارے طرف خصی ہونے کے اور بعض نے کہا کہ ظاہر یہ ہے یعنی حقیقتاً خصی ہونا مراد ہے اور تھا یہ حکم پہلے منع کرنے سے خصی ہونے سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوئی تعبیر ساتھ خصی ہونے بلیغ تر تعبیر کرنے سے ساتھ تبتل کے اس واسطے کہ وجود آلت کا تقاضا کرتا ہے ہمیشہ موجود رہنے شہوت کے کو اور وجود شہوت کا مخالف ہے اس چیز کو کہ مراد ہے تبتل سے پس متعین ہو گا خصی ہونا طریق طرف حاصل کرنے مطلوب کے غایت یہ کہ اس میں سردست بڑا درد ہے دنیا میں معاف ہے بیچ پہلو اس چیز کے کہ دور ہوتی ہے ساتھ اس کے آخرت میں سو وہ مانند قطع کرنے انگلی کے ہے جب کہ واقع ہو ہاتھ میں گوشت خورہ واسطے بچانے باقی ہاتھ کے اور نہیں ہے ہلاک ساتھ خصی ہونے کے محقق بلکہ نادر ہے اور شہادت دیتا ہے واسطے اس کے بہت موجود ہونا چوپایوں میں باوجود زندہ رہنے ان کے کی بنا بر اس کے سو شاید راوی نے تعبیر کیا ہے ساتھ خصی ہونے کے آلت کے کاٹنے سے اس واسطے کہ وہی ہے جو حاصل کرتا ہے مقصود کو اور حکمت بیچ منع کرنے ان کے خصی ہونے سے ارادہ ہے بہت پیدا ہونے نسل کے تاکہ ہمیشہ رہے جہاد کافروں کا اور نہیں تو اگر اجازت دیتے تو قریب تھا پے در پے وارد ہونا ان کا او پر اس کے پس قطع ہوتی نسل اور کم ہو جاتے مسلمان بسبب قطع ہونے اس کے اور بہت ہو جاتے کفار سو وہ خلاف مقصود کا ہے

حضرت ﷺ کی پیغمبری سے۔(فتح)

٤٦٨٦ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ لَنَا شَيْءٌ فَقُلْنَا أَلَا نَسْتَخْصِيْ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا أَنْ نَنْكِحَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَآ أَحَلَّ اللهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾.

۴۶۸۶۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ جہاد کرتے تھے اور ہمارے پاس کچھ چیز نہ تھی یعنی دنیا کے مال سے سو ہم نے کہا کہ کیا ہم خصی نہ ہو جائیں؟ تو حضرت ﷺ نے ہم کو اس سے منع فرمایا پھر ہم کو اجازت دی کہ نکاح کریں عورت سے کپڑے پر پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ہم پر یہ آیت پڑھی، اے ایمان والو! نہ حرام کرو پاک چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے حلال کیں اور نہ حد سے بڑھو اس واسطے کہ اللہ نہیں چاہتا حد سے بڑھنے والوں کو۔

**فائدہ:** کیا ہم خصی نہ ہو جائیں یعنی کیا ہم نہ بلائیں اس کو جو ہم کو خصی کرے یا ہم خود اپنے آپ کو علاج سے خصی کریں اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے ہم کو منع کیا تو یہ نہی بالاتفاق حرام کرنے کے واسطے ہے آدمیوں میں کما تقدم اور نیز اس میں مفاسد سے عذاب کرنا نفس کا اور تشویہ ساتھ داخل کرنے ضرر کے جو نوبت پہنچتا ہے طرف ہلاک کے اور اس میں باطل کرنا رجولیت کے معنی کا ہے اور تغیر کرنا اللہ تعالیٰ کی پیدائش کو اور کفر نعمت کا اس واسطے کہ آدمی کو مرد پیدا کرنا ایک نعمت ہے بڑی نعمتوں سے اور جب یہ دور ہو تو البتہ مشابہ ہوا ساتھ عورتوں کے اور اختیار کیا نقص کو کمال پر کہا قرطبی نے کہ خصی ہونا آدمیوں کے سوائے اور حیوانوں میں منع ہے مگر واسطے مصلحت کے کہ اس کے ساتھ حاصل ہو مانند ستھرا کرنے گوشت کے یا قطع کرنے ضرر کے اس سے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حرام ہے خصی کرنا غیر ماکول میں مطلق اور بہر حال ماکول میں یعنی جس چیز کا گوشت کھایا جاتا ہے تو جائز ہے چھوٹی عمر میں نہ بڑی عمر میں لیکن اگر کسی ضرور کے دور کرنے کے واسطے ہو تو بڑی عمر میں بھی جائز ہے اور یہ جو کہا کہ نکاح کریں ہم عورتیں سے کپڑے پر یعنی ایک مدت معین تک متعہ کے نکاح میں اور ظاہر شہادت لینا ابن مسعود کا ساتھ اس آیت کے اس جگہ مشعر ہے کہ وہ نکاح متعہ کو جائز رکھتے تھے، کہا قرطبی نے شاید ان کو اس وقت ناسخ نہ پہنچا تھا پھر ان کو ناسخ پہنچا تو انہوں نے اس سے رجوع کیا اور تائید کرتا ہے اس کی جو ذکر کیا ہے اس کو اسماعیلی نے کہ ایک روایت میں واقع ہوا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ کام کیا پھر اس کو چھوڑ دیا اور ایک روایت میں ہے کہ پھر اس کا حرام ہونا آیا۔(فتح)

وَقَالَ أَصْبَغُ أَخْبَرَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا یا حضرت! میں جوان ہوں اور میں اپنے نفس پر زنا سے ڈرتا ہوں اور میں

أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّیْ رَجُلٌ شَآبٌّ وَّأَنَا أَخَافُ عَلٰى نَفْسِی الْعَنَتَ وَلَا أَجِدُ مَا أَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَآءَ فَسَكَتَ عَنِّیْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَسَكَتَ عَنِّیْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَسَكَتَ عَنِّیْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ فَاخْتَصِ عَلٰى ذٰلِكَ أَوْ ذَرْ.

نہیں پاتا جس کے ساتھ عورتوں سے نکاح کروں تو حضرت ﷺ مجھ سے چپ رہے اور مجھ کو کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے اسی طرح کہا پھر بھی حضرت ﷺ چپ رہے اور کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے اسی طرح کہا پھر بھی حضرت ﷺ مجھ سے چپ رہے پھر میں نے اسی طرح کہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! خشک ہو چکا قلم جس سے تو ملنے والا ہے سو خصی بن اس بات پر یا چھوڑ دے خصی ہونے کو۔

**فائدہ:** یعنی جو تیری قسمت میں ہونا ہے سو قلم تقدیر اس کو لکھ چکا تیرا خیال بے فائدہ ہے تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہیں چلتی قلم خشک ہو چکا یعنی تمام ہو چکا مقدور ساتھ اس چیز کے کہ لکھی گئی لوح محفوظ میں سو باقی رہا قلم جس کے ساتھ لکھا گیا خشک اس میں سیاہی نہیں عیاض نے کہا کہ لکھنا اللہ کا اور اس کی لوح اور اس کا قلم اس کے غیب کے علم سے ہے جس کے ساتھ ہم ایمان لائے ہیں اور اس کے علم کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں اور یہ جو کہا کہ اس پر خصی بن یا اس کو چھوڑ دے تو اس کے معنی یہ ہیں سو کر جو تو نے ذکر کیا یا اس کو چھوڑ دے اور پیروی کر اس کی جو میں نے تجھ کو حکم دیا اور نہیں ہے امر اس میں واسطے طلب فعل کے بلکہ وہ تہدید کے واسطے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿قال الحق من ربکم فمن شآء فلیؤمن ومن شآء فلیکفر﴾ اور معنی اس کے یہ ہیں کہ اگر تو کرے یا نہ کرے سو ضروری ہے جاری ہونا تقدیر کا اور نہیں ہے اس میں تعرض واسطے حکم خصی ہونے کے اور محصل جواب کا یہ ہے کہ سب کام اللہ کی تقدیر سے ہیں جو ازل میں لکھے گئے سو خصی ہونا اور نہ ہونا برابر ہے اس واسطے کہ جو مقدر ہو چکا ہے وہ ضرور واقع ہونے والا ہے اور قول اس کا علی ذلک وہ متعلق ہے ساتھ مقدر کے یعنی خصی ہو حال بلندی چاہنے کے علم پر کہ ہر چیز اللہ کی قضا اور قدر سے ہے اور نہیں ہے یہ اذن خصی ہونے میں بلکہ اس میں اشارہ ہے طرف منع کرنے کے اس سے گویا کہ فرمایا کہ جب تو نے جانا کہ ہر چیز اللہ کی تقدیر سے ہے تو نہیں ہے کوئی فائدہ خصی ہونے میں اور پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو اس سے منع کیا جب کہ اس نے آپ سے اجازت مانگی اور اس کا مرنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہجرت کرنے سے بہت مدت پہلے تھا اور روایت کی ہے طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے مجرد ہونے کا گلہ کیا سو اس نے کہا کہ کیا ہم خصی نہ ہو جائیں؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہم میں سے جو خصی ہو یا خصی کرے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خصی ہونا برا ہے وقد تقدم ما فیہ اور یہ کہ تقدیر جب جاری ہو چکی تو حیلے کچھ فائدہ نہیں دیتے اور یہ کہ جائز ہے شکایت کرنا شخص کا آگے بڑے کے جو واقع ہو

واسطے اس کے اگرچہ قبیح ہو اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جو مہر نہ پائے وہ نکاح کے واسطے کسی کو نہ کہے اور یہ کہ جائز ہے شکایت کرنی تین بار اور جواب دینا واسطے اس شخص کے جو نہ قناعت کرے ساتھ چپ رہنے کے اور یہ کہ جائز ہے چپ رہنا جواب سے واسطے اس شخص کے جو گمان کیا جائے کہ سمجھتا ہے مراد کو مجرد سکوت سے اور یہ مستحب ہے کہ حاجت والا اپنی حاجت سے پہلے اپنا عذر بیان کرے سوال میں اور کہا شیخ ابی محمد بن ابی جمرہ نے کہ اس سے لیا جاتا ہے کہ جب تک مکلف اسباب شرع سے کسی چیز کو کر سکے تو نہ توکل کرے مگر بعد عمل اس کے تاکہ حکمت کے مخالفت نہ ہو اور جب اس پر قادر نہ ہو تو ٹھہرائے اپنے نفس کو اوپر راضی ہونے کے ساتھ اس چیز کے کہ مقدر کی ہے اس پر اس کے اللہ نے اور نہ تکلف کرے اسباب سے جس کی اس کو طاقت نہیں اور اس میں ہے کہ جب اسباب تقدیر کے موافق نہ پڑیں تو کچھ فائدہ نہیں دیتے اور اگر کہا جائے کہ کیوں نہ حکم کیے گئے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ساتھ روزہ رکھنے کے واسطے توڑنے شہوت اپنی کے جیسا کہ حکم کیا گیا غیر اس کا تو جواب یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اکثر حال یہ تھا کہ وہ روزہ رکھتے تھے اس واسطے کہ وہ اصحاب صفہ میں سے تھے، میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنی ہو کہ اے جوانوں کے گروہ! جو تم میں سے جماع کی طاقت رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ نکاح کرے، الحدیث لیکن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تو یہ جہاد کے وقت میں پوچھا تھا جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے واسطے واقع ہوا اور تھے جہاد کی حالت میں اختیار کرتے روزہ نہ رکھنے کو روزہ رکھنے پر یعنی جہاد میں روزہ نہیں رکھتے تھے سو پہنچایا ان کو ان کے اجتہاد نے طرف اکھاڑنے مادے شہوت کی کے کو ساتھ خصی ہونے کے جیسا کہ ظاہر ہوا واسطے عثمان رضی اللہ عنہ کے سو منع کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہ ارشاد کیا اس کو طرف متعہ کی جس میں اس کے غیر کو رخصت دی اس واسطے کہ اس نے ذکر کیا کہ وہ کچھ چیز نہیں پاتا اور جو بالکل کچھ چیز نہ پائے نہ کپڑا اور نہ غیر اس کا تو کس طرح متعہ کرے اور جس کے ساتھ متعہ کیا جاتا ہے اس کے واسطے کچھ چیز کا ہونا ضروری ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مجھ کو اجازت ہو تو میں خصی ہو جاؤں اور ساتھ اس کے مطابق ہوگا جواب سوال سے۔ (فتح)

## بَابُ نِكَاحِ الْأَبْكَارِ.

باب ہے بیچ بیان نکاح کرنے کنواریوں کے۔

**فائدہ:** کنواری وہ ہے جس سے کسی مرد نے جماع نہ کیا ہو اور اپنی پہلی حالت میں بدستور ہو۔

وَقَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِعَائِشَةَ لَمْ يَنْكِحِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكْرًا غَيْرَكِ.

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے سوا کسی کنواری سے نکاح نہیں کیا۔

**فائدہ:** یہ حدیث پوری سورۂ نور کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔

٤٦٨٧ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

۴۶۸۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا

قَالَ حَدَّثَنِیْ أَخِیْ عَنْ سُلَیْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَیْتَ لَوْ نَزَلْتَ وَادِیًا وَّفِیْهِ شَجَرَةٌ قَدْ أُكِلَ مِنْهَا وَوَجَدْتَ شَجَرًا لَّمْ یُؤْكَلْ مِنْهَا فِیْ أَیِّهَا كُنْتَ تُرْتِعُ بَعِیْرَكَ قَالَ فِی الَّذِیْ لَمْ یُرْتَعْ مِنْهَا تَعْنِیْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَتَزَوَّجْ بِكْرًا غَیْرَهَا.

حضرت! بھلا بتلاؤ تو کہ اگر آپ کسی نالے میں اتریں اور اس میں ایک درخت ہو کہ اس سے کھایا گیا ہو یعنی کوئی اس کو چر گیا ہو اور آپ ایک درخت پائیں کہ اس سے کسی نے نہ چرا ہو تو آپ اپنے اونٹ کو کس میں چرائیں گے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس درخت میں جس میں کوئی نہیں چرا، مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کے سوا کسی کنواری سے نکاح نہیں کیا۔

**فائدہ:** اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے سو میں وہ ہوں اور اس حدیث میں مشروع ہونا ضرب المثل کا ہے اور تشبیہ دینا ہے ایک چیز کو جو موصوف ہے ایک صفت ہے ساتھ ایسی چیز کے کہ وہ مثل اس کے ہے اور اس میں وہ صفت نہیں اور اس میں بلاغت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور خوبی نرمی ان کے کی کاموں میں اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس میں جس میں کوئی نہیں چرا یعنی مقدم کروں گا اس کو اختیار میں غیر پر سو نہ ہوگا وارد یہ اعتراض کہ واقع حضرت ﷺ سے یہ ہے کہ آپ نے بیوہ عورتوں سے نکاح کیا اور احتمال ہے کہ مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس سے محبت ہو۔ (فتح)

٤٦٨٨ - حَدَّثَنَا عُبَیْدُ بْنُ إِسْمَاعِیْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أُرِیْتُكِ فِی الْمَنَامِ مَرَّتَیْنِ إِذَا رَجُلٌ یَّحْمِلُكِ فِیْ سَرَقَةِ حَرِیْرٍ فَیَقُوْلُ هٰذِهِ امْرَأَتُكَ فَأَكْشِفُهَا فَإِذَا هِیَ أَنْتِ فَأَقُوْلُ إِنْ یَّكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ یُمْضِهٖ.

۴۶۸۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو مجھ کو خواب میں دکھلائی گئی دو بار کہ اچانک تجھ کو ایک مرد یعنی فرشتہ ریشمی ٹکڑے میں اٹھاتا ہے سو وہ کہتا ہے کہ یہ تیری عورت ہے سو میں اس کو کھولتا ہوں تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ صورت تیری ہے سو میں کہتا ہوں کہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو اللہ یوں ہی کرے گا یعنی تو میرے نکاح میں آئے گی۔

**فائدہ:** ترمذی کی روایت میں ہے کہ وہ فرشتہ جبریل علیہ السلام تھا جو عائشہ رضی اللہ عنہا کی صورت کو لایا تھا اور اس کی شرح چھ باب کے بعد آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

## بَابُ تَزْوِیْجِ الثَّیِّبَاتِ.

بیوہ عورتوں سے نکاح کرنے کا بیان۔

وَقَالَتْ أُمُّ حَبِیْبَةَ قَالَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَعْرِضْنَ عَلَیَّ

یعنی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنی لڑکیوں اور بہنوں کو نکاح کرنے کو مجھ سے

بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ. نہ کہا کرو۔

**فائدہ:** یہ حدیث پوری آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور استنباط کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قول حضرت ﷺ کے سے اپنی بیٹیوں کو اس واسطے کہ خطاب کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے اپنی بیویوں کو تو یہ تقاضا کرتا ہے کہ ان کے واسطے بیٹیاں ہوں اور خاوند ہے سوائے حضرت ﷺ کے اور یہ مستلزم ہے اس کے کہ وہ بیوہ ہوں جیسا کہ وہ اکثر اور غالب ہے۔ (فتح)

٤٦٨٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَفَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةٍ فَتَعَجَّلْتُ عَلٰى بَعِيْرٍ لِّيْ قَطُوْفٍ فَلَحِقَنِيْ رَاكِبٌ مِّنْ خَلْفِيْ فَنَخَسَ بَعِيْرِيْ بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهٗ فَانْطَلَقَ بَعِيْرِيْ كَأَجْوَدِ مَا أَنْتَ رَآءٍ مِّنَ الْإِبِلِ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يُعْجِلُكَ قُلْتُ كُنْتُ حَدِيْثَ عَهْدٍ بِعُرُسٍ قَالَ أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قَالَ فَلَمَّا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ قَالَ أَمْهِلُوْا حَتّٰى تَدْخُلُوْا لَيْلًا أَيْ عِشَآءً لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ.

۴۶۸۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک جنگ سے پلٹے تو میں نے جلدی کی اپنے اونٹ پر جو سست قدم تھا تو ایک سوار مجھ کو پیچھے سے ملا تو اس نے میرے اونٹ کو اپنے نیزے سے چھیڑا سو میرا اونٹ چلا کہ جیسے کہ تو نہایت تیز قدم اونٹ دیکھے تو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ ہیں سو فرمایا کہ تیرے جلدی چلنے کا کیا سبب ہے؟ میں نے کہا کہ میری شادی کا زمانہ قریب ہے یعنی میں نے تازہ شادی کی ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے کنواری سے نکاح کیا ہے یا بیوہ سے؟ میں نے کہا کہ بیوہ سے فرمایا کہ تو نے کنواری سے نکاح کیوں نہ کیا کہ وہ تجھ سے کھیلتی اور تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ کو ہنساتی اور تو اس کو ہنساتا پھر جب ہم مدینے میں داخل ہونے لگے تو فرمایا کہ ٹھہر جاؤ تا کہ عشاء کو داخل ہونا تا کہ کنگھی کرے عورت پریشان بال والی اور زیر ناف کے بال صاف کر لے غائب خاوند والی۔

**فائدہ:** ایک روایت میں ہے کہ کیا ہے واسطے تیرے اور کنواریوں کے اور لب اس کے کی اس میں اشارہ ہے طرف چوسنے زبان اس کی کے اور دونوں ہونٹ اس کے کی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میرا باپ فوت ہوا اور اس نے سات بیٹیاں چھوڑیں سو میں نے چاہا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو ان کو جمع رکھے اور ان کو کنگھی کرے اور ان کی کارساز ہو اور میں نے مکروہ جانا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو ان کی طرح بے وقوف ہو اور اس حدیث میں ترغیب ہے بیچ نکاح کرنے کے کنواری عورت سے اور اس سے صریح تر یہ حدیث ہے کہ لازم جانو اپنے اوپر کنواریوں کو اس واسطے کہ ان کی کلام میٹھی ہوتی ہے اور ان کی رحم پاک ہوتی ہے اور تھوڑی چیز سے راضی ہو جاتی ہیں

اورنہیں معارض ہے اس کو حدیث سابق کہ بہت جننے والی عورتوں سے نکاح کرو اس واسطے کہ کنواری ہونے سے اس کا بہت اولاد والی ہونا معلوم نہیں ہوتا اور جواب یہ ہے کہ کنورای جگہ ظن کی ہے واسطے بہت ہونے اولاد کے تو مراد ساتھ ولود کے یہ ہے کہ بہت اولاد والی ہو ساتھ تجربہ کے یا گمان کے اور بہر حال جو تجربہ سے بانجھ ظاہر ہو تو دونوں حدیثیں متفق ہیں اوپر مرجوع ہونے اس کے کی اور اس میں فضیلت ہے واسطے جابر رضی اللہ عنہ کے واسطے شفقت اس کی کے اپنی بہنوں پر اور واسطے مقدم کرنے مصلحت ان کی کے اوپر حظ نفس اپنے کے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جب دو مصلحتیں جمع ہوں تو اہم کو مقدم کیا جائے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر رضی اللہ عنہ کے فعل کو اچھا جانا اور اس کے واسطے دعا کی اور اس سے لیا جاتا ہے دعا کرنا واسطے اس شخص کے کہ نیک کام کرے اگرچہ کام داعی سے متعلق نہ ہو اور اس میں سوال امام کا ہے اپنے یاروں کو ان کے کاموں سے اور تلاش کرنا ان کے احوال کو اور ان کو انکی بھلائیوں کی طرف راہ دکھلانا اور تنبیہ کرنی ان کو اوپر وجہ مصلحت کے اگرچہ نکاح کے باب میں ہو اور اس چیز میں کہ اس کے ذکر سے شرم آتی ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے عورت کے خدمت کرنا اپنے خاوند کی اور اس شخص کی کہ اس کو اس سے کچھ تعلق ہو مانند بھائی اور بیٹے اس کے کی اور یہ کہ اگر مرد اپنی عورت سے اس کام کا قصد کرے تو کچھ حرج نہیں کہ جابر رضی اللہ عنہ نے قصد کیا کہ وہ اس کی بہنوں کی خدمت کرے اگرچہ یہ عورت پر واجب نہیں لیکن پکڑا جاتا ہے اس سے کہ عادت جاری ہے ساتھ اس کے اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار نہ کیا اور دوسری روایت میں خرقاء کا لفظ آیا ہے اور خرقاء اس عورت کو کہا جاتا ہے جو اپنے ہاتھ سے کچھ کام نہ کرے نہ اپنی بھلائی کو جانے نہ اپنے غیر کی بھلائی کو اور تستحد کے معنی ہیں استعمال کرے لوہے کو یعنی استرے کو اور مراد دور کرنا بال زیر ناف کا ہے اور تعبیر کیا ساتھ استعمال کرنے استرے کے اس واسطے کہ غالب ہوا ہے استعمال اس کا بیچ دور کرنے بالوں کے اور نہیں ہے اس میں دلیل کہ استرے کے سوا اور چیز سے بالوں کا دور کرنا منع ہے اور یہ جو کہا تا کہ داخل ہو رات کو تو یہ مخالف ہے اس حدیث کو جو طلاق میں آئے گی کہ کوئی رات کو اپنے گھر والوں کے پاس نہ آئے اور تطبیق یہ ہے کہ جو باب میں ہے یہ اس شخص کے واسطے ہے جس کے آنے کی خبر معلوم ہو اور اس کے آنے کی خبر پہنچ جائے اور جو حدیث آئندہ آتی ہے وہ اس شخص کے حق میں ہے جو اچانک آپہنچے اور اس کے گھر والوں کو کچھ خبر معلوم نہ ہو۔ (فتح)

٤٦٩٠ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَارِبٌ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ تَزَوَّجْتُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَزَوَّجْتَ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا فَقَالَ مَا لَكَ

۴۶۹۰۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نکاح کیا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے کیسی عورت سے نکاح کیا؟ پس میں نے عرض کیا (یا رسول اللہ) میں نے بیوہ عورت سے نکاح کیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کنواریوں (کے نکاح کرنے) سے اور ان کے ساتھ

وَلِلْعَذَارٰی وَلِعَابِهَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ فَقَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ.

کھیلنے سے تجھے کیا (مانع درپیش) ہوا۔ شعبہ راوی کہتا ہے میں نے عمرو بن دینار سے اس بات کا ذکر کیا تو عمر نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا کہتے تھے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے نوجوان لڑکی سے کیوں نکاح نہ کیا؟ وہ تجھ سے کھیلتی اور تو اس سے کھیلتا۔

## بَابُ تَزْوِيْجِ الصِّغَارِ مِنَ الْكِبَارِ.

چھوٹی لڑکیوں کو بڑوں سے نکاح میں دینا جو عمر میں بڑا ہو یعنی اس شخص کے نکاح میں دینا۔

٤٦٩١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ عَائِشَةَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ لَهٗ أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّمَا أَنَا أَخُوْكَ فَقَالَ أَنْتَ أَخِيْ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ وَكِتَابِهٖ وَهِيَ لِيْ حَلَالٌ.

۴۶۹۱۔ حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی درخواست کی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا کہ میں تو آپ کا بھائی ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو میرا بھائی ہے اللہ کے دین میں اور اس کی کتاب میں اور تیری بیٹی مجھ کو حلال ہے۔

**فائدہ:** کہا اسماعیلی نے کہ یہ حدیث ترجمہ کے موافق نہیں اور جواب یہ ہے کہ ممکن ہے یہ کہ پکڑا جائے قول ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سے کہ میں تو تمہارا بھائی ہوں اس واسطے کہ اکثر اوقات یہی حال ہے کہ بھائی کی بیٹی اپنے چچا سے چھوٹی ہوتی ہے اور نیز پس کافی ہے جو ذکر کیا اس نے بیچ موافق ہونے حدیث کے واسطے ترجمہ کے اگرچہ خارج معلوم ہو یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کا کم عمر ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے سوائے اور حدیث سے معلوم ہے کہا ابن بطال نے کہ جائز ہے نکاح کر دینا چھوٹی لڑکی کا بڑی عمر والے مرد سے بالا جماع اگرچہ ہنڈولے میں ہو لیکن نہ قابو دیا جائے اوپر اس کے یہاں تک کہ لڑکی جماع کے لائق ہو سو اشارہ کیا اس نے اس طرف کہ نہیں ہے کوئی فائدہ واسطے ترجمہ کے اس واسطے کہ اس امر پر اجماع ہو چکا ہے کہا اس نے اور لیا جاتا حدیث سے کہ باپ نکاح کر دے چھوٹی لڑکی کنواری کو بغیر اذن لینے کے اس سے میں کہتا ہوں شاید لیا ہے اس نے اس کو نہ مذکور ہونے سے اور نہیں ہے یہ ظاہر دلالت میں بلکہ احتمال ہے کہ ہو یہ حکم پہلے وارد ہونے حکم کے ساتھ اجازت مانگنے کے کنواری سے اور یہی ظاہر ہے اس واسطے کہ واقع ہوا یہ قصہ مکے میں پہلے ہجرت سے اور یہ جو کہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہ میں تو تمہارا بھائی ہوں تو یہ حصر مخصوص ہے بہ نسبت حرام ہونے نکاح بھائی کی بیٹی کے اور یہ جو کہا کہ میں تمہارا بھائی ہوں اللہ کی کتاب میں تو یہ اشارہ ہے طرف اس آیت کے ﴿انما المؤمنون اخوة﴾ اور جو اس کے مانند ہے اور جو فرمایا کہ وہ مجھ کو حلال ہے

تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ باوجود یہ کہ میرے بھائی کی بیٹی ہے حلال ہے واسطے میرے نکاح کرنا ساتھ اس کے اس واسطے کہ جو برادری کہ نکاح سے مانع ہے وہ برادری نسب اور رضاعت کی ہے نہ برادری دین کی اور کہا مغلطائی نے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے پیغام کے واسطے خولہ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور یہ حدیث اس کے مخالف ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ پہلے اس کو بھیجا پھر اس کے بعد خود بھی حضرت ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سامنے ہو کر کہا۔ (فتح)

بَابُ إِلَى مَنْ يَنْكِحُ وَأَيُّ النِّسَآءِ خَيْرٌ وَّمَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يَّتَخَيَّرَ لِنُطَفِهِ مِنْ غَيْرِ إِيْجَابٍ.

باب ہے بیان میں اس کے کہ کس سے نکاح کرے اور کون قوم کی عورتوں سے نکاح کرنا بہتر ہے اور کیا مستحب ہے کہ اختیار کرے واسطے نطفے اپنے کے بغیر اس کے واجب کرنے کے۔

**فائدہ:** باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ ارادہ نکاح کا کرے منتہی ہوتا ہے امر اس کا کہ کس عورت سے نکاح کرے (تنبیہ) شامل ہے یہ بات تین احکام پر اور لینا اول اور دوسرے حکم کا باب کی حدیث سے ظاہر ہے اور یہ کہ جو شخص کہ ارادہ نکاح کرنے کا رکھتا ہو اس کو لائق ہے کہ قریش میں نکاح کرے اس واسطے کہ ان کی عورتیں بہتر ہیں سب عورتوں سے اور یہ حکم دوسرا ہے اس پر تیسرا سو لیا جاتا ہے اس سے بطور لزوم کے اس واسطے کہ جب ثابت ہوا کہ وہ بہتر ہیں اپنے غیر سے تو مستحب ہوا اختیار کرنا ان کا واسطے اولاد کے اور البتہ وارد ہو چکی ہے تیسرے حکم میں حدیث صریح روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے کہ اختیار کرو اپنے نطفے کے واسطے اور نکاح کرو ہم کفو سے۔ (فتح)

٤٦٩٢ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ نِسَآءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ صَالِحُ نِسَآءِ قُرَيْشٍ أَحْنَاهُ عَلٰى وَلَدٍ فِيْ صِغَرِهٖ وَأَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِيْ ذَاتِ يَدِهٖ.

۴۶۹۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو عورتیں کہ اونٹ کی سواری کرتی ہیں ان میں قریشیوں کی نیک عورتیں بہتر ہیں یعنی سب عرب کی عورتوں سے قوم قریش کی عورتیں بہتر ہیں نہایت مہربان چھوٹے لڑکوں پر اور بڑی نگہبانی کرنے والی اپنے خاوند کے مال کی۔

**فائدہ:** ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مریم عمران کی بیٹی اونٹ پر کبھی سوار نہیں ہوئیں سو شاید اس نے ارادہ کیا نکالنے اس کے کا اس تفضیل سے اس واسطے کہ وہ کبھی اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں سو نہ ہو گی اس میں تفضیل واسطے عورتوں قریش کے اوپر اس کے اور نہیں شک ہے کہ مریم کے واسطے فضیلت ہے اور وہ افضل ہے قریش کی سب

عورتوں سے اگر ثابت ہو کہ وہ پیغمبر ہے یا ان کی اکثر عورتوں سے اگر پیغمبر نہ ہو اور مناقب میں پہلے گزر چکا ہے کہ سب عورتوں میں بہتر مریم ہے اور سب عورتوں میں بہتر خدیجہ رضی اللہ عنہا ہے اور یہ کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر ایک دونوں میں سے بہتر ہے دنیا کی عورتوں سے اپنے زمانے میں اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ ظاہر یہ ہے کہ حدیث بیان کی ہے بیچ جگہ ترغیب کے قریشی عورتوں کے نکاح میں سوا نہیں ہے اس میں تعرض واسطے مریم کے اور نہ واسطے غیر اس کے کی ان عورتوں میں سے جن کا زمانہ گزر چکا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ قریش کی نیک عورتیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ قریش کی عورتیں تو یہ مطلق محمول ہے مقید پر سو قریش کی بہتر عورتیں وہ ہیں جو نیک ہیں نہ عام عورتیں اور مراد ساتھ اصلاح کے اس جگہ صلاح دین کی ہے اور حسن معاشرت کی ساتھ خاوند کے اور اپنے خاوند کے مال کی نگہبانی کرنے والے یعنی ساتھ امانت کے اور صیانت کے اور بے جا خرچ کرنے کے اور اس حدیث میں رغبت دلانا ہے اوپر نکاح اشراف عورتوں کے خاص کر قریش کی عورتوں سے اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ عورت کا نسب جس قدر اعلیٰ ہو اتنا ہی زیادہ مستحب ہے اور پکڑا جاتا ہے اس سے اعتبار کفو کا نسب میں اور یہ کہ جو قریش کے سوائے عورتیں ہیں وہ ان کے کفو نہیں ہیں اور فضیلت ہے مہربانی اور شفقت کے اور خوب پالنے کے اور قائم ہونے کے اولاد پر اور خاوند کے مال کی نگہبانی کرنے اور اس میں نیک تدبیر کرنی ہے اور لیا جاتا ہے اس سے خرچ کرنا خاوند کا بیوی پر اور اس حدیث کا سبب آئندہ آئے گا۔ (فتح)

بَابُ اتِّخَاذِ السَّرَارِيِّ وَمَنْ أَعْتَقَ جَارِيَتَهُ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا.

رکھنا لونڈیوں کا اور جو لونڈی کو آزاد کرے پھر اس سے نکاح کرے۔

**فائدہ:** سراری جمع ہے سریہ کی اور سریہ ماخوذ ہے سِرّ سے اور سر جماع کو کہتے ہیں اور نام رکھا گیا ہے لونڈی کا سریہ اس واسطے کہ اکثر اوقات چھپایا جاتا ہے امر اس کا بیوی سے اور مراد ساتھ اتخاذ کے اقتناء ہے یعنی رکھنا اور البتہ وارد ہو چکا ہے امر ساتھ اس کے صریح ابو درداء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ لازم پکڑو اپنے اوپر لونڈیوں کو اس واسطے کہ ان کے رحموں میں برکت ہے اور عطف کیا ہے آزاد کرنے کو اوپر اقتناء کے اس واسطے کہ کبھی واقع ہوتا ہے بعد لونڈی رکھنے کے اور کبھی پہلے اس کے اور باب کی پہلی حدیث موافق ہے ساتھ اس شق دوسری کے۔

٤٦٩٣ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ صَالِحٍ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ

۴۶۹۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس مرد کے پاس لونڈی ہو سو اس کو شرع کے حکم بتلائے اور اس کی اچھی تعلیم کرے اور اس کو ادب سکھلائے سو بہت اچھی طرح ادب سکھلائے پھر اس کو آزاد کرے اس کے بعد اس سے نکاح کرے تو اس کو دوہرا ثواب ہے اور جو مرد اہل کتاب

كَانَتْ عِنْدَهُ وَلِيْدَةٌ فَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا وَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيْبَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ وَأَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهٖ وَاٰمَنَ بِيْ فَلَهُ أَجْرَانِ وَأَيُّمَا مَمْلُوْكٍ أَدّٰى حَقَّ مَوَالِيْهِ وَحَقَّ رَبِّهٖ فَلَهُ أَجْرَانِ قَالَ الشَّعْبِيُّ خُذْهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ قَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيْمَا دُوْنَهَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَهَا ثُمَّ أَصْدَقَهَا.

میں سے یعنی یہودی اور نصرانی اپنے پیغمبر کے ساتھ ایمان لائے اور میرے ساتھ ایمان لائے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے اور جو غلام کہ اپنے مالکوں کا حق اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے۔ کہا شعبی راوی نے اپنے شاگرد صالح سے کہ لے اس کو بغیر عوض کسی چیز کے یعنی میں نے تجھ کو یہ حدیث مفت سکھلا دی اور البتہ مرد اس سے کم کے واسطے مدینے کی طرف کوچ کرتا تھا اور کہا ابو بکر نے ابو حصین اس نے روایت کی ابو بردہ سے اس نے اپنے باپ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو آزاد کرے پھر اس کو مہر دے۔

**فائدہ:** اس حدیث میں تین قسم کے لوگ مذکور ہیں جن کو دوہرا ثواب ہے اور ان کے سوا اور بھی بہت لوگ ایسے ہیں جن کو دوہرا ثواب ہے چنانچہ پہلے گزر چکا ہے کہ جو قرآن پڑھے اور وہ اس پر دشوار ہو تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے اور جب کوئی حاکم اجتہاد کرے سو ٹھیک بات کو پا جائے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے اور جو تیمم کر کے نماز پڑھے پھر پانی پائے پھر نماز کو دوہرائے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے اور جو اسلام میں نیک راہ نکالے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے اور تلاش کرنے سے اور بھی کئی آدمی پائے جاتے ہیں اور یہ سب دلالت کرتا ہے کہ نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے عدد کے جو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو فقط تین ہی آدمیوں کا ذکر ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان تین کے سوا کسی اور کو دوہرا ثواب نہ ہو اور اس میں دلیل ہے او پر زیادہ فضیلت اس شخص کے جو اپنی لونڈی کو آزاد کرے پھر اس سے نکاح کرے برابر ہے کہ اس کو ابتدا کے واسطے آزاد کرے یا کسی اور سبب سے اور بعض نے اس کو مکروہ جانا ہے سو شاید ان کو یہ حدیث نہیں پہنچی یعنی بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر لونڈی کو آزاد کرے تو پھر اس سے نکاح نہ کرے یہی روایت ہے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم نخعی سے اور عطاء اور حسن سے روایت ہے کہ اس کا کچھ ڈر نہیں اور یہ جو دوسری روایت میں کہا کہ اس کو آزاد کرے پھر اس کو مہر دے تو شاید اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس روایت کے کہ مراد تزویج سے دوسری روایت میں یہ ہے کہ واقع ہو ساتھ مہر جدید کے سوائے آزاد کرنے کے نہ جیسا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں واقع ہوا ہے سو اس طریق نے مہر کو ثابت کیا اس واسطے کہ نہیں واقع ہوئی تصریح ساتھ اس کے پہلے طریق میں بلکہ ظاہر اس کا یہ ہے کہ آزاد کرنا نفس مہر ہے اور یہ لفظ ایک روایت میں صریح آ چکا ہے چنانچہ ابو داؤد طیالسی نے روایت کی ہے کہ جب مرد اپنی لونڈی کو آزاد کرے پھر اس کو

نکاح میں لائے اور مہر جدید دے تو اس کو دوہرا ثواب ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ لونڈی کا آزاد کرنا نفس مہر نہیں ہوتا اور نہیں ہے دلالت بیچ اس کے بلکہ وہ شرط ہے واسطے اس چیز کے کہ مترتب ہوتا ہے اس پر ثواب دوہرا جو مذکور ہے اور نہیں ہے قید جواز میں۔ (فتح)

٤٦٩٤ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيْمُ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ بَيْنَمَا إِبْرَاهِيْمُ مَرَّ بِجَبَّارٍ وَّمَعَهُ سَارَةُ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ فَأَعْطَاهَا هَاجَرَ قَالَتْ كَفَّ اللّٰهُ يَدَ الْكَافِرِ وَأَخْدَمَنِي اٰجَرَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَتِلْكَ أُمُّكُمْ يَا بَنِيْ مَآءِ السَّمَآءِ.

۴۶۹۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام پیغمبر کبھی ایسی بات نہیں بولے جو حقیقت میں سچی ہو اور ظاہر میں جھوٹی سوائے تین بار کے جس حالت میں کہ ابراہیم علیہ السلام ایک ظالم پر گزرے اور ان کے ساتھ ان کی بیوی سارہ تھیں پھر ذکر کی ساری حدیث تو اس بادشاہ نے ان کو خدمت کے لیے ہاجرہ دی تو سارہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کا ہاتھ روکا اور اس نے مجھ کو آجر خدمت کے لیے دی، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سو یہ تمہاری ماں ہے اے آسمان کے پانی کی اولاد! یعنی اے عرب۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے، کہا ابن منیر نے کہ مطابقت حدیث ہاجرہ کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ وہ مملوکہ تھیں اور البتہ صحیح ہو چکا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس کو جنوایا بعد اس کے کہ اس کے مالک ہوئے سو وہ لونڈی تھیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر اس کی مراد یہ ہے کہ یہ واقع ہوا ہے صحیح میں صریح تو یہ صحیح نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جو صحیح میں ہے کہ سارہ اس کی مالک ہوئیں اور اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نطفے سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو جنا اور یہ کہنا کہ نہیں جائز ہے اپنی عورت کی لونڈی سے اولاد طلب کرنی مگر ساتھ مالک ہونے کے تو یہ حکم اس حدیث کے سوا اور حدیث سے لیا گیا ہے چنانچہ فاکہی نے روایت کی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے سارہ سے چاہا کہ ہاجرہ کو ہبہ کر دیں تو سارہ نے ھاجرہ ابرہیم علیہ السلام کو ہبہ کر دی اور شرط کی سارہ نے کہ اس سے صحبت نہ کریں پھر ان کو اس پر رشک آیا سو ہوا یہ بہ سبب بیچ جلا وطنی اس کی کے ساتھ بیٹے اس کے اسماعیل علیہ السلام کی طرف مکے کے۔ (فتح) اور آسمان کے پانی کی اولاد عرب کو اس واسطے کہا کہ اکثر وہ لوگ جنگلوں اور بیابانوں میں رہتے تھے اور اکثر گزران ان کی آسمان کے پانی پر تھی اور بعض نے کہا کہ یہ نام اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کا ہے واسطے پاک

ہونے نسب ان کی کے اور شرافت ذاتی ان کی کے۔

٤٦٩٥ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِيْنَةِ ثَلَاثًا يُبْنٰى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ إِلٰى وَلِيْمَتِهٖ فَمَا كَانَ فِيْهَا مِنْ خُبْزٍ وَّلَا لَحْمٍ أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ فَأَلْقٰى فِيْهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْأَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيْمَتَهٗ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ إِحْدٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهٗ فَقَالُوْا إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَإِنْ لَّمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهٗ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطّٰى لَهَا خَلْفَهٗ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ.

۴۶۹۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے اور خیبر کے درمیان تین دن ٹھہرے صفیہ رضی اللہ عنہا زینت کر کے آپ کے پاس لائی گئیں سو میں نے مسلمانوں کو آپ کے ولیمہ کی طرف بلایا سو نہ اس میں روٹی تھی اور نہ گوشت تھا حکم کیا چمڑے کے دستر خوان بچھانے کا اور ڈالا گیا اس میں کچھ کھجوروں میں سے اور پنیر سے اور گھی سے سو یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا تو مسلمانوں نے کہا کہ یہ مسلمانوں کی ایک ماں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے آزاد عورتوں سے یا لونڈی ہے اور اگر آپ نے اس کو پردہ نہ کیا تو وہ لونڈی ہے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کیا تو اس کے واسطے اپنے پیچھے اونٹ پر بیٹھنے کی جگہ تیار کی اور اس کے اور لوگوں کے درمیان پردہ ڈالا۔

**فائدہ:** ایک روایت میں ہے کہ لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نکاح کیا یا اس کو لونڈی بنایا اور شاید ترجمہ کا اس سے تردد کرنا اصحاب کا ہے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا بیوی ہے یا لونڈی سو مطابق ہو گی یہ حدیث ترجمہ کے ایک رکن کو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر صحیح ہونے نکاح کے بغیر گواہوں کے اس واسطے کہ اگر صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں گواہ ہوتے تو نہ پوشیدہ رہتا یہ اصحاب پر تا کہ تردد کرتے اور اس میں اس پر دلالت نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ جو نکاح کے وقت حاضر تھے وہ اور لوگ ہوں اور جنہوں نے تردد کیا تھا وہ اور لوگ ہوں اور اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ سب نے تردد کیا تو یہ مذکور ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے کہ نکاح کریں بغیر ولی اور گواہوں کے جیسا کہ زینب رضی اللہ عنہا کے قصے میں واقع ہوا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ جَعَلَ عِتْقَ الْأَمَةِ صَدَاقَهَا.

باب ہے اس شخص کے بیان میں جو لونڈی کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرائے۔

**فائدہ:** امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں کسی حکم کے ساتھ جزم نہیں کیا اور لیا ہے اس کے ظاہر کو اگلے لوگوں سے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے اور ابراہیم نخعی نے اور طاؤس نے اور زہری نے اور شہروں کے فقہاء سے ثوری نے اور ابو یوسف

نے اور احمد نے اور اسحاق نے ان سب کا یہ قول ہے کہ جب کوئی اپنی لونڈی کو آزاد کرے اس شرط پر کہ اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرائے تو صحیح ہو جاتا ہے نکاح اور آزاد کرنا اور مہر بنا بر ظاہر حدیث کے اور باقی لوگوں نے ظاہر حدیث سے کئی طرح جواب دیا ہے قریب تر طرف لفظ حدیث کے یہ جواب دیا ہے کہ آزاد کیا اس کو حضرت ﷺ نے اس شرط پر کہ اس سے نکاح کریں تو واجب ہوئی واسطے حضرت ﷺ کے اوپر صفیہ رضی اللہ عنہا کے قیمت اس کی اور وہ معلوم تھی سو نکاح کیا اس سے اوپر اس کے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اس کا عبدالعزیز کی روایت میں کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو قیدیوں میں پکڑا سو اس کو آزاد کیا اور اس سے نکاح کیا اور اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا تو کہا عبدالعزیز نے ثابت ہے کہ اے ابو محمد تو نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا کہ حضرت ﷺ نے اس کو مہر کیا دیا؟ اس نے کہا کہ اس کا نفس اس کو مہر دیا تو اس نے تبسم کیا سو یہ ظاہر ہے کہ جو مہر ٹھہرایا گیا تھا وہ نفس کا آزاد کرنا ہے سو پہلی تاویل کا کچھ ڈر نہیں اس واسطے کہ اس کے اور قواعد کے درمیان کوئی مخالفت نہیں یہاں تک کہ اگر اس کی قیمت مجہول ہو اس واسطے کہ بیچ صحیح ہونے عقد کے ساتھ شرط مذکور کے ایک وجہ ہے نزدیک شافعیہ کے اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ نفس آزاد کرنا مہر ٹھہرایا گیا لیکن وہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے ماوردی نے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کو آزاد کیا پھر اس سے نکاح کیا یعنی ساتھ مہر جدید کے اور جب انس رضی اللہ عنہ کو معلوم نہ ہوا کہ حضرت ﷺ نے اس کو مہر دیا تو کہا کہ اس کا نفس اس کے مہر میں دیا یعنی میرے علم میں حضرت ﷺ نے اس کو کچھ چیز مہر میں نہیں دی اور نہیں نفی کی اس نے اصل صداق کی اور اسی واسطے ابو الطیب طبری شافعی اور ابن مرابط مالکی نے کہا کہ یہ قول انس رضی اللہ عنہ کا مرفوع نہیں بلکہ یہ انہوں نے گمان کے ساتھ اپنی طرف سے کہا ہے اور اکثر اوقات تائید لی جاتی ہے واسطے اس کے اس حدیث سے جو بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور اس کو نکاح کیا اور اس کو مہر میں لونڈی دی جس کا نام رزینہ تھا اور یہ حدیث ضعیف ہے اس کے ساتھ حجت قائم نہیں ہوتی اور اس سے معارض ہے جو خود صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو آزاد کیا اور میری آزادی کو میرا مہر ٹھہرایا روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اور یہ موافق ہے واسطے حدیث انس رضی اللہ عنہ کے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ یہ انس رضی اللہ عنہ نے اپنے گمان سے کہا اور نیز یہ حدیث مخالف ہے اس چیز کو جس پر سب اہل سیر ہیں کہ صفیہ رضی اللہ عنہا خیبر کے دن بندیوں میں تھیں اس واسطے کہ اس حدیث میں ہے وہ قریظہ کے بندیوں میں سے تھیں اور احتمال ہے کہ اس کو آزاد کیا ہو اس شرط پر کہ اس سے مہر کے بغیر نکاح کریں سو لازم ہوا صفیہ کو وفا کرنا ساتھ اس کے اور یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے آپ کے سوا اور کسی کو جائز نہیں اور بعض نے کہا کہ احتمال ہے کہ آزاد کیا ہو اس کو بغیر عوض کے اور نکاح کیا ہو اس سے بغیر مہر کے فی الحال اور نہ انجام میں کہا ابن صلاح نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آزاد کرنا اترتا ہے جگہ مہر کے اگرچہ مہر نہیں اور یہ وجہ صحیح تر

ہے سب وجہوں سے اور قریب تر ہے طرف لفظ حدیث کے اور شافعیوں میں سے ابن حبان بھی احمد کے ساتھ ہے اور کہا ابن دقیق العید نے کہ ظاہر حدیث کا ساتھ احمد کے ہے اور جو اس کے موافق ہے اور قیاس ساتھ دوسروں کے ہے سو متردد ہے حال درمیان اس گمان کے کہ ظاہر حدیث سے پیدا ہوا اور اس گمان کے کہ قیاس سے پیدا ہوا باوجود اس کے کہ واقعہ خصوصیت کا احتمال رکھتا ہے اور یہ احتمال خصوصیت کا اگرچہ اصل کے خلاف ہے لیکن قوی ہوتا ہے یہ حضرت ﷺ کے خصائص سے نکاح میں خاص کر خصوصیت آپ کی ساتھ نکاح کرنے اس عورت کے جس نے حضرت ﷺ کو جان بخشی اللہ کے اس قول سے کہ اگر کوئی عورت اپنی جان پیغمبر ﷺ کو بخشے ، الآیۃ اور اسی طرح نقل کیا ہے اس کو مزنی نے شافعی سے کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے آپ کے سوا اور کسی کو جائز نہیں کہا اس نے اور جگہ خصوصیت یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو آزاد کیا مطلق اور نکاح کیا اس سے مہر کے بغیر اور بغیر ولی کے اور بغیر گواہوں کے اور یہ حضرت ﷺ کے سوا اور کسی کو جائز نہیں اور روایت کیا ہے جائز ہونا اس کا عبدالرزاق نے علی سے اور رایک جماعت تابعین سے اور ابراہیم نخعی کے طریق سے کہ تھے مکروہ جانتے یہ کہ آزاد کرے لونڈی کو پھر نکاح کرے اس سے اور کہتے تھے کہ اس میں کوئی ڈر نہیں کہ اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرا دے اور کہا قرطبی نے کہ منع کیا ہے اس کو مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے واسطے محال ہونے اس کے کی اور تقریر محال ہونے کی دو وجہ سے ہے ایک یہ کہ اگر نکاح کرے اس سے اس کے نفس پر تو یہ یا تو واقع ہوگا اس کے آزاد کرنے سے پہلے اور یہ محال ہے واسطے معارض ہونے دو حکموں کے آزادی اور غلامی کے اس واسطے کہ آزادی کا حکم مستقل ہونا ہے اور غلامی اس کی ضد ہے اور یا یہ واقع ہوگا عقد بعد آزاد کرنے کے اور یہ بھی محال ہے واسطے دور ہونے حکم مہر کے اس سے ساتھ آزاد ہونے کے سو جائز ہے کہ نہ راضی ہو اور اس وقت نہ نکاح کی جائے مگر اس کی رضا مندی سے وجہ دوسری یہ ہے کہ جب ہم آزادی کو مہر ٹھہرائیں تو یا قرار پائے گا عتق حالت غلامی کی اور وہ محال ہے واسطے معارض ہونے ان کے کی یا بیچ حالت آزاد ہونے کے تو لازم آئے گا آگے بڑھنا اس کا نکاح سے پس لازم آئے گا وجود آزاد ہونے کا حالت فرض کرنے اس کے عدم کے اور وہ محال ہے اس واسطے کہ ضروری ہے کہ متقدم ہو تقرر مہر کا خاوند پر یا نصاً یا حکماً تا کہ مالک ہو وہ بیوی اس کے طلب کرنے کی اور اگر علت بیان کریں ساتھ نکاح تفویض کے تو پرہیز کی ہے ہم نے اس سے ساتھ قول اپنے کے حکما اس واسطے کہ اگرچہ نہیں متعین ہوئی واسطے عورت کے بیچ حالت عقد کے کوئی چیز لیکن وہ مالک ہے مطالبہ کی سو ثابت ہوا کہ ثابت ہے واسطے اس کے حالت عقد کے کوئی چیز کہ مطالبہ کرے ساتھ اس کے خاوند سے اور ایسا مہر میں میسر نہیں ہو سکتا پس محال ہے کہ ہو مہر اور تعاقب کیا گیا ہے جو دعویٰ کیا ہے اس نے محال ہونے کا ساتھ جائز ہونے تعلیق مہر کے شرط پر کہ جب پائی جائے تو مستحق ہوتی ہے اس کو عورت جیسے کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا اس چیز پر کہ مستحق ہوگی واسطے میرے نزدیک فلانے کے اور وہ ایسی ہے سو جب میسر ہو مال جس پر

عقد واقع ہوا ہے تو مستحق ہوتی ہے اس کو عورت اور تائید کرتی ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو جو طحاوی نے جویریہ کے قصہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے سردار کو نکاح کرنا اپنی لونڈی سے ساتھ اپنے جب کہ آزاد کر دے اس کو اور نہیں حاجت ہے اس کو طرف ولی کے اور نہ حاکم کے، کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر کہا جائے کہ آزاد کرنے کا ثواب بڑا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح اس کو فوت کیا اور حالانکہ اور چیز کا مہر ٹھہرانا ممکن تھا اور جواب یہ ہے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا بادشاہ کی بیٹی تھی اور ویسی عورت نہیں قناعت کرتی ہے مگر ساتھ بہت مہر کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس قدر مال نہ تھا جس سے اس کو راضی کریں اور نہ مناسب جانا آپ نے کہ اس کو کم مہر دیں سو اس کی جان کو اس کا مہر ٹھہرایا اور یہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک اشرف تھا بہت مال سے۔ (فتح)

٤٦٩٦ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ وَّشُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا.

۴۶۹۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور آزاد کرنے کو اس کا مہر مقرر کیا۔

## بَابُ تَزْوِيْجِ الْمُعْسِرِ.

باب ہے بیان میں نکاح کرنے تنگ دست کے۔

**فائدہ:** نکاح کی ابتدا میں یہ ترجمہ گزر چکا ہے نکاح کرنا تنگ دست کا جس کے ساتھ قرآن اور اسلام ہو اور یہ باب اس سے خاص تر ہے۔

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿إِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾.

واسطے دلیل اس آیت کے کہ اگر محتاج ہوں گے تو اللہ ان کو مال دار کر دے گا۔

**فائدہ:** یہ تعلیل ہے واسطے حکم ترجمہ کے اور محصل اس کا یہ ہے کہ محتاج ہونا بالفعل نہیں مانع ہے نکاح کرنے کو واسطے حاصل ہونے مال کے انجام میں، واللہ اعلم۔

٤٦٩٧ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُ أَهَبُ لَكَ نَفْسِيْ قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۴۶۹۷۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! میں آئی ہوں تا کہ اپنی جان آپ کو بخشوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف نظر کی اور اس کے اوپر اور نیچے کے دھڑ کو دیکھا یعنی اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا پھر اپنے سر کو نیچے ڈالا سو جب اس عورت نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

وَسَلَّمَ فَصَعَّدَ النَّظَرَ فِيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيْهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيْهَا فَقَالَ وَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اذْهَبْ إِلٰى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ وَّلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِيْ قَالَ سَهْلٌ مَّا لَهُ رِدَآءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَّبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَّإِنْ لَّبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ فَرَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَآءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ مَعِيَ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا عَدَّدَهَا فَقَالَ تَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

کے حق میں کچھ حکم نہیں کیا تو بیٹھ گئی تو ایک مرد حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ کو نکاح کر دیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا اور کیا تیرے پاس کچھ چیز ہے؟ یعنی واسطے مہر کے اس نے کہا نہیں قسم ہے اللہ کی یا حضرت! تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے پاس جا سو دیکھ کیا تو کچھ چیز پاتا ہے سو وہ گیا اور پھر پھرا سو کہا کہ قسم ہے اللہ کی یا حضرت! میں نے کچھ چیز نہیں پائی، حضرت ﷺ نے فرمایا تلاش کر اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو سو وہ گیا پھر پھرا سو اس نے کہا قسم ہے اللہ کی یا حضرت! اور میں نے لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں پائی لیکن میرا یہ تہہ بند ہے میں اس کو آدھا تہہ بند دیتا ہوں، کہا سہل رضی اللہ عنہ نے کہ اس کے پاس چادر نہ تھی سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کیا کرے گا اپنے تہہ بند کو اگر وہ اس کو پہنے گی تو تیرے پاس اس سے کچھ نہ رہے گا اور اگر تو اس کو پہنے گا تو اس پر کچھ نہ رہے گا پھر وہ مرد بیٹھ گیا یہاں تک کہ جب بہت دیر بیٹھا رہا تو اٹھ کھڑا ہوا سو جب حضرت ﷺ نے اس کو پیٹھ پھیرتے دیکھا تو حکم دیا اس کے بلانے کا سو بلایا گیا جب آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کیا ہے تیرے پاس قرآن سے؟ اس نے کہا کہ مجھ کو فلانی فلانی سورت یاد ہے، اس نے ان کو گنا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو ان کو یاد پڑھتا ہے؟ اس نے کہا ہاں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا میں نے تجھ کو اس عورت کا مالک کر دیا قرآن یاد کروانے کے بدلے پر۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ الْأَكْفَآءِ فِي الدِّيْنِ. باب ہے بیچ معتبر ہونے کفو کے دین میں۔

**فائدہ:** اکفاء جمع کفو کی ہے اس کے معنی ہیں مثل اور نظیر اور اعتبار کفو کا دین میں متفق علیہ ہے سو مسلمان عورت کو کافر کے واسطے بالکل حلال نہیں۔ (فتح)

وَقَوْلُهُ ﴿وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَّكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا﴾. اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور وہی ہے جس نے پیدا کیا پانی سے آدمی پھر ٹھہرایا واسطے اس کے نسب اور سسرال کو اور ہے رب تیرا قادر۔

**فائدہ:** کہا فراء نے نسب اس کو کہتے ہیں جس سے نکاح حلال نہ ہو اور صہر وہ ہے جس کے ساتھ نکاح کرنا حلال ہو سو گویا کہ جب بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ حصر واقع ہوا ہے ساتھ دو قسموں کے تو صحیح ہوا تمسک کرنا ساتھ عموم کے واسطے موجود ہونے صلاحیت کے مگر جس کے معتبر ہونے پر دلیل دلالت کرے اور وہ مستثنیٰ ہونا کافر کا ہے اور بعض نے کہا کہ اعتبار کفو کا خاص ہے ساتھ دین کے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے مالک نے اور منقول ہے یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے اور تابعین میں سے محمد بن سیرین اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے اور کہا جمہور نے کہ نسب میں بھی کفو معتبر ہے ان کے نزدیک کفو نسبی کا اعتبار کرنا ضروری ہے اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ قریش آپس میں ایک دوسرے کی نسب ہیں اور اسی طرح عرب بھی ایک دوسرے کے کفو ہیں اور نہیں کوئی عرب میں سے کفو واسطے قریش کے جیسا کہ کوئی غیر عرب میں سے عرب کے کفو نہیں اور وہ ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ کے اور صحیح یہ ہے کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب مقدم ہیں غیروں پر اور جو ان کے سوائے ہیں اور وہ ایک دوسرے کے کفو ہیں اور کہا ثوری نے کہ جب نکاح کرے غلام آزاد عربی عورت کو توڑا جائے نکاح اور یہی قول ہے احمد کا اور میانہ روی اختیار کی ہے شافعی نے سو کہا کہ نہیں نکاح کرنا غیر کفو میں حرام کہ میں اس کے ساتھ نکاح کو پھیروں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ تقصیر ہے ساتھ عورت کے اور ولیوں کے سو جب سب راضی ہوں تو صحیح ہوتا ہے نکاح اور ان کا حق ہے جس کو انہوں نے چھوڑا اور اگر سب راضی ہوں اور ایک نہ ہو تو جائز ہے واسطے اس کے فسخ کرنا اور ذکر کیا گیا ہے کہ معنی بیچ شرط ہونے ولایت کے نکاح میں یہ ہیں کہ تا کہ نہ ضائع کرے عورت نفس اپنے کو غیر کفو میں انتہیٰ۔ اور کفو نسبی کے معتبر ہونے میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی اور لیکن جو بزار نے روایت کی ہے کہ عرب آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہیں اور غلام آزاد ایک دوسرے کے کفو ہیں سو اس کی سند ضعیف ہے اور حجت پکڑی ہے بیہقی نے ساتھ حدیث واثلہ رضی اللہ عنہ کے جو مرفوع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے بنی کنانہ کو اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے اور یہ حدیث صحیح ہے لیکن یہ حدیث اس کے واسطے حجت نہیں ہوسکتی لیکن بعض نے اس کے ساتھ اس حدیث کو جوڑا ہے کہ قریش کو آگے کرو اور پیچھے نہ کرو اور نقل کیا ہے ابن منذر نے بویطی سے کہ کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اعتبار کفو دینی کا ہے۔

٤٦٩٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ وَّكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَنّٰى سَالِمًا وَّأَنْكَحَهُ بِنْتَ أَخِيْهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَهُوَ مَوْلًى لِامْرَأَةٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ كَمَا تَبَنَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا وَّكَانَ مَنْ تَبَنّٰى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ إِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِّيْرَاثِهِ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿وَمَوَالِيْكُمْ﴾ فَرُدُّوْا إِلٰى اٰبَآئِهِمْ فَمَنْ لَّمْ يُعْلَمْ لَهٗ أَبٌ كَانَ مَوْلًى وَّأَخًا فِي الدِّيْنِ فَجَآءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ ثُمَّ الْعَامِرِيِّ وَهِيَ امْرَأَةُ أَبِيْ حُذَيْفَةَ بْنِ عُتْبَةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا نَرٰى سَالِمًا وَّلَدًا وَّقَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.

۴۶۹۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے (اور وہ ان لوگوں میں سے ہے جو جنگ بدر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے) سالم کو بیٹا لے پالک بنایا اور اس کا نکاح اپنی بھتیجی ہند بنت ولید سے کروایا اور وہ غلام آزاد تھا ایک انصاری عورت کا جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ کو بیٹا بنایا اور جاہلیت کے زمانے کا دستور تھا کہ جو کوئی کسی مرد کو لے پالک بناتا لوگ اس کو اس کا بیٹا کہتے اور وہ اس کے بعد اس کی میراث کا وارث ہوتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری پکارو لے پالکوں کو اپنے باپ یعنی ان کو ان کے باپوں کی طرف نسبت کرو اللہ کے اس قول تک اور تمہارے غلام آزاد سو رد کے گئے اپنے باپوں کی طرف یعنی اپنے باپوں کی طرف منسوب کیے گئے اور جس کا باپ معلوم نہ تھا تو اس کو مولیٰ یعنی غلام آزاد اور دین کا بھائی پکارا جاتا سو سہلہ رضی اللہ عنہا سہیل رضی اللہ عنہ کی بیٹی ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! ہم سالم رضی اللہ عنہ کو بیٹا اعتقاد کرتے تھے اور البتہ اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں اتارا جو آپ کو معلوم ہے پس ذکر کی ساری حدیث۔

**فائدہ:** اور یہ جو کہا غلام آزاد اور دینی بھائی تو اس میں اشارہ ہے طرف قول ان کے کی کہ کہتے تھے مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا اس واسطے کہ اس کا باپ معلوم نہ تھا اور یہ جو کہا کہ جو آپ کو معلوم ہے یعنی جو آیت کہ پہلے بیان کی اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے پکارو لے پالکوں کو اپنے باپ کا اور قول اللہ تعالیٰ کا کہ لے پالکوں کو تمہارے بیٹے نہیں ٹھہرایا اور باقی حدیث ابو داؤد نے اس طرح سے بیان کی ہے سو آپ کیا فرماتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اپنا دودھ پلا دے تو اس نے اس کو پانچ گھونٹ دودھ پلایا تو وہ بجائے اس کے رضاعی بیٹے کے ہوا سو عائشہ رضی اللہ عنہا

کا دستور تھا کہ اپنے بھتیجوں اور بھانجوں کو حکم کرتیں یہ کہ دودھ پلائیں جس کو عائشہ رضی اللہ عنہا چاہیں یہ کہ اس کو دیکھیں اور اس پر داخل ہوں اگرچہ بڑا ہو پانچ گھونٹ پھر وہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوتا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی بیویوں نے انکار کیا کہ کوئی آدمی اس رضاعت سے ان پر داخل ہو یہاں تک کہ لڑکپن میں دودھ پیئے یعنی دو برس کے اندر اور انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ یہ رخصت خاص سالم رضی اللہ عنہ کے واسطے تھی اور ایک روایت میں یہ لفظ ہے کہ اس نے کہا یا حضرت! بے شک سالم رضی اللہ عنہ بالغ ہو چکا ہے اور البتہ وہ ہم پر داخل ہوتا ہے اور میں ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے میں اس سے کچھ چیز دیکھتی ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اپنا دودھ پلا دے اس پر حرام ہو جا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! وہ داڑھی والا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور کہا کہ مجھ کو معلوم ہے اس کو دودھ پلا دے اس سے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی غیرت جاتی رہے گی اس نے کہا قسم ہے اللہ کی سو میں نے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے میں کچھ چیز نہیں پہچانی اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی بیویوں نے اس سے انکار کیا تو حفصہ رضی اللہ عنہا اس عموم سے مخصوص ہیں اور یہ مسئلہ بڑے مرد کو دودھ پلانے کا آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٤٦٩٩ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهَا لَعَلَّكِ أَرَدْتِ الْحَجَّ قَالَتْ وَاللهِ لَا أَجِدُنِيْ إِلَّا وَجِعَةً فَقَالَ لَهَا حُجِّيْ وَاشْتَرِطِيْ وَقُولِيْ اَللّٰهُمَّ مَحِلِّيْ حَيْثُ حَبَسْتَنِيْ وَكَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ.

۴۶۹۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ضباعہ زبیر رضی اللہ عنہ کی بیٹی پر داخل ہوئے تو اس سے فرمایا کہ شاید تو نے حج کا ارادہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا قسم ہے اللہ کی میں اپنے آپ کو بیمار پاتی ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حج کر اور شرط کر لے اور یوں کہہ کہ الٰہی! جہاں تو مجھ کو روک دے گا یعنی جہاں بیماری غالب ہو جائے گی تو میں وہیں احرام اتار ڈالوں گی اور وہ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور اس حدیث میں جواز قسم کا ہے درج کلام میں بغیر قصد کے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نہیں واجب ہے عورت پر یہ کہ اجازت مانگے اپنے خاوند سے حج کے فرض میں اس طرح کہا گیا ہے اور یہ جو حکم ہے کہ نہیں جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہ منع کرے اپنی بیوی کو حج سے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا استئذان بھی ساقط ہو جائے اور مرد سے اجازت مانگنے کی حاجت نہ ہو اور یہ جو حدیث کے اخیر میں کہا کہ وہ مقداد رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی تو ظاہر سیاق حدیث کا یہ ہے کہ یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی کلام سے ہے اور یہی مقصود ہے اس حدیث سے اس باب میں اس واسطے کہ مقداد بن عمر کندی ہے منسوب ہے طرف اسود کے اس واسطے کہ اس نے اس کو لے پالک بیٹا بنایا تھا سو وہ قریش کے حلیفوں میں تھا اور نکاح کیا اس نے ضباعہ رضی اللہ عنہا سے اور وہ ہاشم کی

اولاد سے تھی سو اگر کفو نسبی کا اعتبار ہوتا تو مقداد رضی اللہ عنہ کو اس سے نکاح کرنا جائز نہ ہوتا یعنی تو پس ثابت ہوا کہ کفو نسبی کا اعتبار نہیں اس واسطے کہ ضباعہ رضی اللہ عنہا نسب میں اس سے اوپر ہے اور جو کفو نسبی کو معتبر جانتا ہے اس کے واسطے جائز ہے یہ کہ کہے وہ خود بھی راضی ہوگئی تھی اور اس کے ولی لوگ بھی راضی ہو گئے تھے پس ساقط ہوا حق ان کا کفارت سے اور یہ جواب صحیح ہے اگر ثابت ہو اصل اعتبار کفوء کا نسب میں لیکن وہ ثابت نہیں۔ (فتح)

۴۷۰۰ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ.

۴۷۰۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح کیا جاتا ہے چار سبب سے اس کے مال کے سبب سے اور اس کے حسب نسب کے سبب سے اور اس کی خوبصورتی کے سبب سے اور اس کی دینداری کے سبب سے سو تو دیندار عورت کو طلب کر تیرے ہاتھوں میں خاک آ گر تو نے دیندار کو چھوڑا۔

**فائدہ:** حسب کے معنی ہیں شرافت اور بزرگی اور اس حدیث سے لیا جاتا ہے کہ شریف نسب والا مستحب ہے واسطے اس کے یہ کہ نکاح کرے شریف نسب والی عورت کو مگر یہ کہ معارض ہو نسب والی جو دیندار نہ ہو اور غیر نسب جو دیندار ہو سو مقدم کی جائے دیندار اور اسی طرح ہے ہر صفت میں اور کہا بعض شافعیوں نے کہ مستحب ہے قریبی رشتہ کی عورت سے نکاح نہ کرے سو اگر اس کی سند ہے تو اس کو کوئی اصل نہیں اور اگر تجربہ سے ہے کہ دو قریبیوں کے درمیان جو لڑکا پیدا ہو وہ احمق ہوتا ہے تو یہ باوجہ ہے اور احمد اور نسائی نے روایت کی ہے کہ دینداروں کی نسب مال ہے سو احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ مال نسب ہے اس شخص کی جس کی کوئی نسب نہیں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس نے جو اعتبار کرتا ہے کفو کو ساتھ مال کے اور یہ جو کہا اور اس کی خوبصورتی کے سبب سے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ مستحب ہے نکاح کرنا خوب صورت عورت سے مگر یہ کہ معارض ہو خوبصورت بے دین اور دیندار جو خوبصورت نہ ہو ہاں اگر دونوں دین میں مساوی ہوں تو خوبصورت اولیٰ ہے اور ملحق ہے ساتھ خوبصورت کے وہ عورت جس کی صفتیں خوب ہوں اور اس قسم سے ہے جس کا مہر تھوڑا ہو اور یہ جو فرمایا کہ تو دیندار کو طلب کر تو اس کے معنی یہ ہیں لائق ساتھ دیندار کے یہ ہے کہ اس کو ہر چیز میں دین مدنظر ہو خاص کر اس چیز میں جس کی صحبت دراز ہو سو حکم کیا اس کو ساتھ حاصل کرنے دیندار عورت کے جو نہایت مقصود ہے اور ابن ماجہ میں ہے کہ نہ نکاح کرو عورتوں سے ان کی خوبصورتی کے سبب سے پس قریب ہے کہ ان کی خوبصورتی ان کو ہلاک کر دے اور نہ نکاح کرو ان سے ان کے مال کے سبب سے اس واسطے کہ قریب ہے کہ ان کا مال ان کو سرکشی اور گمراہی میں ڈالے لیکن نکاح کرو دیندار عورتوں سے اور البتہ کالی لونڈی دیندار افضل ہے اور یہ جو کہا کہ تیرا ہاتھ خاک میں ملے تو مراد فقر اور محتاجی سے ہے اور وہ خبر ہے ساتھ معنی دعا کے لیکن اس کی حقیقت مراد نہیں اور

ساتھ اس کے جزم کیا ہے صاحب عمدہ نے اور اس کے غیر نے اتنا زیادہ کیا ہے کہ صادر ہونا اس کا حضرت ﷺ سے مسلمان کے حق میں قبول نہیں ہوتا اور کہا قرطبی نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ دستور ہے کہ عورت کے نکاح کی رغبت انہیں چار خصلتوں کے سبب سے ہوتی ہے سو یہ خبر ہے واقع سے یہ معنی نہیں کہ اس کے ساتھ امر واقع ہوا ہے بلکہ ظاہر اس کا مباح ہونا نکاح کا ہے واسطے ہر ایک کے ان خصلتوں میں سے لیکن قصد کرنا دین کا اولیٰ ہے کہا اس نے کہ نہ گمان کیا جائے اس حدیث سے کہ ان چار خصلتوں سے کفو پکڑی جاتی ہے یعنی کفو منحصر ہے بیچ ان کے اس واسطے کہ اس کا کوئی قائل نہیں میرے علم میں اگرچہ اختلاف کیا ہے علماء نے کہ کفارت ہے کہا مہلب نے کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے خاوند کو فائدہ اٹھانا ساتھ مال بیوی کے سو اگر عورت کا دل خوش ہو تو مرد کو وہ مال حلال ہوتا ہے نہیں تو جائز ہے اس کو اس قدر کہ خرچ کرے واسطے مہر کے اور تعاقب کیا گیا ہے کہ نہیں ہے یہ تفصیل حدیث میں اور نہیں منحصر ہے قصد نکاح عورت کا اس کے مال کے سبب سے بیچ فائدہ اٹھانے خاوند کے بلکہ کبھی قصد کرتا ہے مالدار عورت کے نکاح کا واسطے اس چیز کے کہ امید رکھتا ہے کہ حاصل ہو واسطے اس کے اس سے اولاد سو عود کرے طرف اس کے یہ مال بطور وراثت کے اگر واقعہ ہو یا اس واسطے کہ بے پرواہ ہو عورت ساتھ اپنے مال کے بہت مطالبہ کرنے اس چیز کے سے جو محتاج ہوتی ہے طرف اس کے عورت اور مانند اس کے۔ (فتح)

۴۷۰۱ ۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ هٰذَا قَالُوْا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُّنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُّشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ يُّسْتَمَعَ قَالَ ثُمَّ سَكَتَ فَمَرَّ رَجُلٌ مِّنْ فُقَرَآءِ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ هٰذَا قَالُوْا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لَّا يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَّا يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ لَّا يُسْتَمَعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ مِّلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هٰذَا.

۴۷۰۱۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ پر گزرا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کے حق میں کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا لائق ہے کہ اگر نکاح کا پیغام کرے تو نکاح کیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول ہو اور اگر بات کہے تو اس کی بات سنی جائے پھر حضرت ﷺ چپ رہے پھر ایک مرد ان کے محتاجوں میں سے گزرا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کے حق میں کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ لائق ہے اس کے کہ اگر نکاح کا پیغام کرے تو نہ نکاح کیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ ہو اور اگر بات کہے تو اس کی بات کوئی نہ سنے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ فقیر بہتر ہے پر ہونے زمین کے سے ساتھ مثل اس مال دار کے یعنی اگر زمین ایسے مال داروں سے بھر جائے تو یہ فقیر ان سب سے بہتر ہے۔

**فائدہ:** کہا کرمانی نے کہ اگر پہلا مرد کافر تھا تو اس کی وجہ ظاہر ہے اور اگر مسلمان تھا تو یہ حضرت ﷺ کو وحی سے معلوم ہوا ہوگا میں کہتا ہوں کہ پہچانی جاتی ہے مراد دوسرے طریق سے جو کتاب الرقاق میں ہے کہ ایک مرد نے رئیسوں میں سے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یہ لائق ہے الخ، سو حاصل جواب کا یہ ہے کہ اس نے مطلق فضیلت دی محتاج مذکور کو اوپر مال دار مذکور کے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر فقیر کو ہر مالدار پر فضیلت ہو اور اس مسئلے کی بحث رقاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ الْأَكْفَآءِ فِي الْمَالِ وَتَزْوِيجِ الْمُقِلِّ الْمُثْرِيَةَ.

مال میں کفو کا بیان اور نکاح کرنا مفلس مرد کا مال دار عورت سے۔

**فائدہ:** بہر حال اعتبار کفو کا مال میں سو یہ مختلف فیہ ہے نزدیک ان لوگوں کے جو شرط کرتے ہیں کفو کو اور مشہور تر نزدیک شافعیوں کے یہ ہے کہ وہ معتبر نہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ کفو معتبر ہے دین میں اور مال میں اور نسب میں اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابو الطیب اور ایک جماعت نے اور اعتبار کیا ہے اس کو ماوردی نے شہروں کے لوگوں میں اور خاص کیا ہے اس نے خلاف کو جنگلوں اور دیہات کے لوگوں میں جو باہم فخر کرنے والے ہیں ساتھ نسب کے سوائے مال کے۔

٤٧٠٢ ـ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى﴾ قَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِيْ هٰذِهِ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِيْ جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيْدُ أَنْ يَّنْتَقِصَ صَدَاقَهَا فَنُهُوْا عَنْ نِّكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُّقْسِطُوْا فِيْ إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَأُمِرُوْا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ قَالَتْ وَاسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ﴾ إِلٰى ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ

۴۷۰۲۔ حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کے معنی پوچھے کہ اگر تم خوف کرو کہ نہ عدل کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے بھتیجے! مراد یتیم لڑکی ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو سو وہ رغبت کرتا ہے اس کے جمال میں اور مال میں اور چاہتا ہے کہ اس کو کم مہر دے سو منع کیے گئے ان کے نکاح سے مگر یہ کہ ان کو پورا مہر دیں اور حکم کیے گئے ساتھ نکاح کرنے ان عورتوں سے جو ان کے سوائے ہیں یعنی تو لوگوں نے اس سے مطلق منع سمجھ کر یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنا چھوڑ دیا، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو لوگوں نے اس کے بعد حضرت ﷺ سے اجازت مانگی یعنی اس بنا پر کہ اس سے مطلق منع سمجھ لیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اجازت مانگتے ہیں تجھ سے عورتوں کے مقدمے میں اللہ تعالیٰ کے اس قول تک کہ تم

لَهُمْ أَنَّ الْيَتِيمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ وَّمَالٍ رَغِبُوْا فِيْ نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا وَسُنَّتِهَا فِيْ إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوْبَةً عَنْهَا فِيْ قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكُوْهَا وَأَخَذُوْا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَآءِ قَالَتْ فَكَمَا يَتْرُكُوْنَهَا حِيْنَ يَرْغَبُوْنَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَّنْكِحُوْهَا إِذَا رَغِبُوْا فِيْهَا إِلَّا أَنْ يُّقْسِطُوْا لَهَا وَيُعْطُوْهَا حَقَّهَا الْأَوْفٰى فِي الصَّدَاقِ

رغبت کرتے ہو کہ ان سے نکاح کرو تو اللہ نے ان کے واسطے یہ حکم اتارا کہ یتیم لڑکی جب خوبصورت اور مالدار ہو تو اس کے نکاح اور نسب میں رغبت کرتے ہیں کہ اس کو پورا مہر مثل دیں اور جب اس کی رغبت نہیں ہوتی تو بسبب کم اس کے مال اور جمال کے تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں اور ان کے سوائے اورعورتوں سے نکاح کرتے ہیں کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو جس طرح کہ رغبت نہ ہونے کے وقت اس سے نکاح نہیں کرتے اسی طرح ان کو اس میں رغبت کرنے کے وقت بھی اس سے نکاح کرنا جائز نہیں مگر یہ کہ اس کے واسطے انصاف کریں اور اس کو پورا مہر دیں۔

**فائدہ:** اور لیا جاتا ہے یہ مسئلہ اس حدیث سے عام ہونے تقسیم کے ۔ سے بیچ اس کے واسطے شامل ہونے اس کے کی اوپر مالدار اور مفلس مرد کے اور مالدار اور مفلس عورت کے سو یہ دلالت کرتا ہے اس کے جائز ہونے پر اور نہیں وارد ہوتا اس شخص پر جو اس کو شرط کرتا ہے واسطے احتمال پوشیدہ ہونے رضا مندی عورت کے اور ولیوں کے اور اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے واسطے ولی کے یہ کہ نکاح کرے اپنی پرورش کردہ یتیم لڑکی سے اور اس کی بحث عنقریب آئے گی اور اس سے ثابت ہوا کہ واسطے ولی کے حق ہے نکاح کر دینے میں اس واسطے کہ اللہ نے اولیاء کو اس کے ساتھ خطاب کیا، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ مَا يُتَّقٰى مِنْ شُؤْمِ الْمَرْأَةِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ﴾.

جو پرہیز کی جاتی ہے عورت کی بے برکتی اور نحوست سے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری بیویاں اور اولادمیں تمہارے دشمن ہیں۔

**فائدہ:** شاید یہ اشارہ ہے طرف خاص ہونے بے برکتی کے ساتھ بعض عورتوں کے سوائے بعض کے اس واسطے کہ آیت بعض پر دلالت کرتی ہے کہ حرف من کا واسطے تبعیض کے ہے۔

٤٧٠٣ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ وَسَالِمٍ ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

۴۷۰۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نحوست اور بے برکتی عورت میں ہے اور گھر میں اور گھوڑے میں۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلشُّؤْمُ فِي الْمَرْأَةِ وَالدَّارِ وَالْفَرَسِ.

٤٧٠٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَسْقَلَانِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرُوا الشُّؤْمَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ.

۴۷۰۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اصحاب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نا مبارکی کا ذکر کیا یعنی کس چیز میں نحوست ہے اور کس میں نہیں؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نامبارکی کسی چیز میں ہے تو گھر میں ہے اور عورت میں اور گھوڑے میں۔

٤٧٠٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالْمَسْكَنِ.

۴۷۰۵۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نامبارکی کسی چیز میں ہو تو گھوڑے میں ہے اور عورت میں اور گھر میں۔

**فائدہ:** ان دونوں حدیثوں کی شرح کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے بعض حدیثوں میں وہ چیز جو شاید کہ اس کی تفسیر ہو اور وہ یہ حدیث ہے جس کو روایت کیا ہے احمد نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے سعد کی حدیث سے مرفوعا کہ آدمی کی نیک بختی تین چیزیں ہیں عورت نیک اور گھر نیک اور گھوڑا نیک اور آدمی کی بدبختی تین چیزیں ہیں عورت بد اور گھر بد اور گھوڑا بد اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ بدبختی آدمی کی دنیا میں بد ہونا گھر کا ہے اور عورت کا اور چوپائے اور گھر کی بدی اس کی صحن کا تنگ ہونا اور اس کے ہمسائیوں کا خبیث ہونا اور بدی چوپائے کی یہ ہے کہ شریر ہو اور کسی کو اپنے اوپر سوار نہ ہونے دے اور عورت کی بدی یہ ہے کہ بانجھ اور بدخو ہو۔ (فتح)

٤٧٠٦ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى

۴۷۰۶۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں چھوڑا میں نے اپنے بعد کوئی فتنہ جو زیادہ ضرر پہنچانے والا ہو مردوں پر عورتوں سے۔

الرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ.

**فائدہ:** یعنی مردوں کے حق میں عورتوں کے برابر کوئی فتنہ نہیں اس واسطے کہ ان کا گھورنا اور حرام کاری اور ان کی اطاعت دین میں خلل ڈالتی ہے۔

**فائدہ:** کہا شیخ تقی الدین سبکی نے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جو اس حدیث کو ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعد ذکر کیا تو اس میں اشارہ ہے طرف خاص کرنے نامبارکی کے ساتھ اس شخص کے کہ حاصل ہو اس سے دشمنی اور فتنہ نہ جیسا سمجھا ہے بعض نے نامبارکی سے ساتھ تخنے اس کے کی یا یہ کہ واسطے اس کے بیچ اس کے تاثیر ہے اور یہ ایسی چیز ہے کہ کوئی علماء میں سے اس کا قائل نہیں اور جو کہتا ہے کہ وہ اس کا سبب ہے تو وہ جاہل ہے اور جو مینہ کو ستاروں کی تاثیر سے جانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کافر کہا سو کیا حال ہے اس شخص کو جو بدی کو کہ واقع ہو عورت کی طرف منسوب کرے اس قسم سے کہ نہیں ہے اس کو اس میں کوئی دخل اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قضاء اور قدر اتفاقاً آپس میں موافق پڑتے ہیں سو نفرت کرتا ہے نفس اس سے سو جس کے واسطے یہ واقع ہو تو نہیں کوئی ضرر اس کے چھوڑ دینے میں اس کے اعتقاد کے بغیر کہ یہ فعل اس کا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ فتنہ عورتوں کا سخت تر ہے ان کے غیر کے فتنے سے اور شہادت دیتا ہے واسطے اس کے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿زین للناس حب الشھوات من النسآء﴾ سو ٹھہرایا ان کو اللہ تعالیٰ نے عین شہوتوں کا اور شروع کیا ساتھ ان کے پہلے سب قسموں سے واسطے اشارہ کے طرف اس کے کہ وہی ہیں اصل بیچ اس کے اور مشاہدے میں واقع ہوا ہے کہ جو عورت مرد کے پاس موجود ہو اس کی اولاد سے مرد کو زیادہ محبت ہوتی ہے بہ نسبت اس اولاد کے کہ اس کے سوائے اور عورت سے ہے اور اس کی مثال میں سے قصہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا ہبہ کے باب میں ہے اور بعض حکماء نے کہا کہ عورتیں کامل فتنہ ہیں اور زیادہ تر بد چیز ان میں یہ ہے کہ اُن سے بے پرواہی نہیں ہو سکتی اور باوجود اس کے کہ وہ کم عقل اور ناقص دین ہوتی ہیں باعث ہوتی ہیں مرد کو اس چیز کے کرنے پر کہ اس میں توڑنا عقل اور دین کا ہے مانند مشغول ہونے اس کے کی دین کے کاموں سے اور باعث ہونے اس کے کی اوپر ہلاک ہونے کے دنیا کے طلب میں اور یہ سخت تر فساد ہے اور مسلم نے ابو سعید سے روایت کی ہے کہ بچو عورتوں سے کہ پہلا فتنہ جو قوم بنی اسرائیل میں واقع ہوا عورتوں ہی میں ہوا۔ (فتح)

## بَابُ الْحُرَّةِ تَحْتَ الْعَبْدِ. عورت کا غلام کے نکاح میں ہونا۔

**فائدہ:** یعنی جائز ہے نکاح کرنا غلام کا آزاد عورت سے اور وارد کیا ہے اس میں امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک ٹکڑا بریرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے جب کہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار دیا بعد آزاد ہونے کے اور یہ پھرنا ہے بخاری رحمہ اللہ سے طرف اس کی کہ جب بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی آزاد ہوئی تو اس وقت اس کا خاوند غلام تھا اور اس کی بحث آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

٤٧٠٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ رَّبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ فِيْ بَرِيْرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ عَتَقَتْ فَخُيِّرَتْ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبُرْمَةٌ عَلَى النَّارِ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَّأُدْمٌ مِّنْ أُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ أَلَمْ أَرَ الْبُرْمَةَ فَقِيْلَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ.

۴۷۰۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں شرع کے تین حکم تھے یعنی اس کی تقریب سے شرع کے تین حکم معلوم ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو آزاد کیا تو وہ اختیار دی گئی یعنی خواہ اپنے خاوند کے نکاح میں رہے یا نہ رہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آزاد کرنے کا حق اسی کا ہے جس نے آزاد کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے اور ہانڈی آگ پر تھی سو روٹی اور گھر کا سالن آپ کے آگے لایا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں ہانڈی نہیں دیکھتا؟ سو کسی نے کہا کہ وہ گوشت ہے جو بریرہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ کیا گیا اور آپ صدقہ نہیں کھاتے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اس پر خیرات ہے اور ہمارے واسطے اس کی طرف سے ہدیہ ہے۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح کتاب الطلاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ لَا يَتَزَوَّجُ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعٍ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾.

نہ نکاح کرے چار سے زیادہ عورتوں کو واسطے دلیل اس آیت کے کہ نکاح کرو جو تم کو خوش لگیں عورتیں دو دو اور تین تین اور چار چار۔

**فائدہ:** بہر حال حکم ترجمہ سو اجماع سے ثابت ہے یعنی اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ چار سے زیادہ عورتوں کو نکاح کرنا جائز نہیں مگر قول اس شخص کا کہ نہیں اعتبار کیا جاتا ساتھ خلاف اس کے کی رافضی سے اور مانند اس کے سے اور لیکن نکالنا اس کا آیت سے سو اس واسطے کہ ظاہر اس سے اختیار دینا ہے درمیان عدد مذکور کے ساتھ دلیل قول اللہ تعالیٰ کے خود اسی آیت سے کہ اگر تم ڈرو کہ انصاف نہ کرو گے تو ایک ہی بس ہے اور اسی واسطے کہ جو کہے کہ آئی قوم مثنیٰ مثنیٰ وثلاث ورباع تو اس کی مراد یہ ہے کہ آئے دو دو اور تین تین اور چار چار سو مراد ان کے آنے کی حقیقت کا بیان کرنا ہے اور یہ کہ وہ اکٹھے نہیں آئے اور نہ اکیلے اکیلے اس بنا پر پس معنی آیت کے یہ ہیں کہ نکاح کرو دو دو اور تین تین اور چار چار سو مراد جمع ہیں نہ مجموع اور اگر اعداد مذکورہ کا مجموع ہونا مراد رکھا جائے تو البتہ ہوتا قول اس کا مثلاً تسعا نہایت مناسب اور بلیغ تر اور نیز پس لفظ مثنیٰ کا معدول ہے اثنین اثنین سے یعنی جیسا کہ علم نحو میں مذکور ہے سو دلالت کرتا ہے وارد کرنا اس کا کہ مراد اختیار دینا ہے درمیان اعداد مذکور کے اور حجت پکڑنی ان کی ساتھ اس کے کہ واؤ

واسطے جمع کے ہے فائدہ نہیں دیتی باوجود قرینہ کے جو دلالت کرتا ہے اوپر نہ جمع ہونے کے اور نیز حجت پکڑنی اس کی ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے نو عورتوں کو اکٹھا کیا معارض ہے ساتھ حکم حضرت ﷺ کے اس واسطے سنن میں ثابت ہو چکا ہے کہ جب غیلان مسلمان ہوا تو اس کے نکاح میں دس عورتیں تھیں تو حضرت ﷺ نے اس کو حکم فرمایا کہ چار عورتوں کو رکھ لے اور جو چار سے زیادہ ہوں ان کو چھوڑ دے سو اس نے دلالت کی اس پر کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے حضرت ﷺ کے سوا اور کسی کو چار سے زیادہ عورتوں کو نکاح میں اکٹھا کرنا جائز نہیں۔

وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ يَعْنِيْ مَثْنٰى أَوْ ثُلَاثَ أَوْ رُبَاعَ.

یعنی کہا علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ نے کہ واؤ اللہ کے اس قول میں ساتھ معنی او کے ہے سو وہ واسطے نوع نوع کرنے کے ہے۔

**فائدہ:** اور یہ بڑی خوب دلیل ہے رافضیوں کے رد میں اس واسطے کہ یہ تفسیر امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور وہ ان کے اماموں میں سے ہیں کہ رجوع کرتے ہیں طرف قول ان کے کی اور اعتقاد رکھتے ہیں ان کے معصوم ہونے کا۔ (فتح)

وَقَوْلُهٗ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿أُولِيْ أَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾ يَعْنِيْ مَثْنٰى أَوْ ثُلَاثَ أَوْ رُبَاعَ.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بنایا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو دو دو پر والے اور تین تین پر والے اور چار چار پر والے یعنی دو دو پر والے یا تین تین پر والے یا چار چار پر والے۔

**فائدہ:** اور یہ ظاہر ہے کہ مراد ساتھ اس کے نوع نوع کرنا عددوں کا ہے نہ یہ کہ ہر ایک فرشتے کے واسطے مجموع عدد مذکور کا ہے۔

۴۷۰۸ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى﴾ قَالَتِ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ عِنْدَ الرَّجُلِ وَهُوَ وَلِيُّهَا فَيَتَزَوَّجُهَا عَلٰى مَالِهَا وَيُسِيْءُ صُحْبَتَهَا وَلَا يَعْدِلُ فِيْ مَالِهَا فَلْيَتَزَوَّجْ مَا طَابَ لَهٗ مِنَ النِّسَآءِ سِوَاهَا مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ.

۴۷۰۸۔ حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے اس نے روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر تم ڈرو کہ نہ انصاف کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مراد یتیم لڑکی ہے کہ ایک مرد کے پاس ہوتی ہے اور وہ اس کا ولی ہے سو نکاح کرتا ہے اس کے مال کے واسطے اور برا کرتا ہے اس کی صحبت کو یعنی اس کے ساتھ سختی کرتا ہے اور نہیں انصاف کرتا اس کے مال میں یعنی سو اس کو حکم ہوا کہ نکاح کرے جو خوش لگے اس کو اس کے سوائے اور عورتوں سے دو دو اور تین تین اور چار چار۔

**فائدہ:** یہ حدیث پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ﴾ وَيَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور تمہاری مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا اور حرام ہو جاتا ہے نکاح دودھ پینے سے جو نکاح کہ حرام ہے رشتہ داری سے۔

**فائدہ:** یہ باب اور تین باب جو اس کے بعد ہیں یہ رضاعت کے احکام کے ساتھ متعلق ہیں اور یہ جو کہا کہ حرام ہوتا ہے رضاعت سے، الخ تو اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس قول کے طرف اس کے جو آیت میں ہے وہ بیان ہے بعض شخص کا جو دودھ پینے سے حرام ہو جاتا ہے اور البتہ بیان کیا ہے اس کو سنت نے۔ (فتح)

۴۷۰۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ فَقَالَ نَعَمْ اَلرَّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ.

۴۷۰۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے اور یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرد کی آواز سنی جو حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر آنے کی اجازت مانگتا ہے میں نے کہا یا حضرت! یہ مرد آپ کے گھر آنے کی اجازت مانگتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس کو گمان کرتا ہوں فلانا مرد اور کہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے چچا سے جو دودھ کے رشتہ سے تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر فلانا زندہ ہوتا اپنے رضاعی چچا سے تو مجھ پر داخل ہوتا؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! دودھ پینا حرام کرتا ہے جو رشتہ حرام کرتا ہے۔

**فائدہ:** یعنی اور مباح کرتا ہے دودھ پینا جو مباح کرتا ہے رشتہ اور وہ ساتھ اجماع کے ہے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ حرام کرنے نکاح کے اور جو اس کے تابع ہے اور پھیلنے حرمت کے درمیان رضیع یعنی لڑکے دودھ پینے والے کے اور درمیان اولاد اس عورت کے جو دودھ پلاتی رہے اور اتارنے ان کے جگہ قریبی رشتہ داروں کی بیچ جائز ہونے نظر کے اور خلوت کے اور سفر کرنے کے لیکن نہیں مترتب ہیں ان پر باقی احکام ماں ہونے کے باہم وارث ہونے سے اور وجوب انفاق سے اور عتق سے ساتھ مالک ہونے کے اور گواہی دینے سے اور دیت سے اور ساقط کرنے قصاص کے سے اور ایک روایت میں ہے کہ حرام ہوتا ہے نکاح دودھ پینے سے جو نکاح کہ حرام ہو جاتا ہے نسب سے ماموں سے یا چچا سے یا بھائی سے کہا قرطبی نے کہ حدیث میں دلالت ہے کہ دودھ پینا پھیلا دیتا ہے حرمت کو درمیان

رضیع یعنی دودھ پینے والے لڑکے کے اور درمیان دودھ پلانے والی کے اور اس کے خاوند کے یعنی وہ شخص کہ واقع ہوا ہے دودھ پلانا ساتھ دودھ لڑکے اس کے کی یا سردار کے سو حرام ہو جاتی ہے وہ عورت اس لڑکے پر اس واسطے کہ وہ اس کی ماں ہو جاتی ہے اور مرضعہ کی ماں بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ اس لڑکے کی نانی ہے اور اسی طرح جو اوپر ہے یعنی پڑنانی وغیرہ اور اسی طرح دودھ پلانے والی عورت کی بہن بھی اس لڑکے پر حرام ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ اس کی خالی ہوئی اور اس کی بیٹی بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ اس کی بہن ہوئی اور س کی نواسی بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اور جو اس سے نیچے کے درجے کی ہے اس واسطے کہ وہ اس کی بھانجی ہوئی اور دودھ والے مرد کی بیٹی بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ بھی اس کی بہن ہے اور اس کی نواسی بھی اور جو اس سے نیچے ہے اس واسطے کہ وہ اس کی بھانجی ہے اور وہ دودھ کی ماں بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اور جو اس سے اوپر ہے اس واسطے کہ وہ اس کی دادی ہوئی اور اس کی بہن بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ اس کی پھوپھی ٹھہری اور نہیں بڑھتی حرمت طرف کسی کے رضیع کے قرابتیوں سے جو اس کی رضاعی بہن ہے یعنی جو اوپر گزری وہ اس کے بھائی کی بہن نہیں اور نہ اس کے باپ کی بیٹی اس واسطے کہ ان کے درمیان دودھ کا حکم جاری نہیں ہو سکتا اور حکمت اس میں یہ ہے کہ سبب نکاح کے حرام ہونے کا وہ چیز ہے جو جدا ہوتی ہے عورت کے بدن سے اور اس کے خاوند سے اور وہ دودھ ہے سو جب دودھ پینے والے لڑکے نے اس کے ساتھ غذا پائی تو ہو گیا وہ ایک جزء ان دونوں کی جزوں سے سو حکم حرمت کا ان کے درمیان پھیل گیا برخلاف رضیع کے قرابتیوں کے اس واسطے کہ ان کے اور دودھ پلانے والی عورت اور اس کے خاوند کے درمیان نہ کوئی نسب ہے اور نہ کوئی سبب، واللہ اعلم۔

۴۷۱۰ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تَتَزَوَّجُ ابْنَةَ حَمْزَةَ قَالَ إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ وَقَالَ بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ مِثْلَهُ.

۴۷۱۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کیا آپ حمزہ کی بیٹی سے نکاح نہیں کرتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تو مجھ کو حلال نہیں اس واسطے کہ وہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے کہا بشر نے حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے اس نے کہا سنا میں نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے کہا سنا میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے یعنی سماع شعبہ کا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور سماع قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا جابر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔

**فائدہ:** جس نے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یہ علی رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے کہا کہ یا حضرت! کیا ہے واسطے آپ کے کہ آپ قریش کو اختیار کرتے ہیں اور ہم کو چھوڑتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ کیا آپ اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے

نکاح نہیں کرتے کہ وہ قریش کی سب جوان لڑکیوں سے خوبصورت ہے اور علی رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم نہ تھا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ شریک بھائی ہیں یا جائز رکھا انہوں نے خصوصیت کو یا حکم کی تقریر سے پہلے تھا، کہا قرطبی نے اور بعید ہے یہ کہ کہا جائے کہ علی رضی اللہ عنہ کو اس کا حرام ہونا معلوم نہ تھا اور یہ جو کہا کہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نکاح حرام ہو جاتا ہے دودھ پینے سے جو نکاح کہ حرام ہو جاتا ہے رشتہ داری سے اور اسی طرح ہے نزدیک مسلم کے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور یہی ہے مطابق واسطے لفظ ترجمہ کے کہا علماء نے کہ یہ جو فرمایا کہ حرام ہو جاتا ہے نکاح دودھ پینے سے جو نکاح کہ حرام ہو جاتا ہے رشتہ سے تو اس حدیث کے عموم سے چار عورتیں مخصوص ہیں کہ وہ نسب کے سبب سے مطلق حرام ہیں اور دودھ پینے میں کبھی حرام نہیں ہوتیں اول بھائی کی ماں ہے کہ وہ نسب میں حرام ہے اس واسطے کہ یا تو وہ ماں ہے یا باپ کی بیوی ہے اور رضاعت میں کبھی اجنبی ہوتی ہے سو دودھ پلاتی ہے بھائی کو سو نہیں حرام ہوتا ہے نکاح اس کا اس کے بھائی پر دوسرے نواسے کی ماں حرام ہے نسب میں اس واسطے کہ یا تو بیٹی ہے یا بیٹے کی بیوی اور رضاعت میں کبھی اجنبی ہوتی ہے سو نواسے کو دودھ پلاتی ہے سو نہیں حرام ہوتی اس کے دادا پر تیسری لڑکی کی جدہ نسب میں حرام ہے اس واسطے کہ یا تو ماں ہے یا بیوی کی ماں اور رضاعت میں کبھی اجنبی ہوتی ہے اور لڑکے کو دودھ پلاتی ہے سو اس کے باپ کو جائز ہے کہ اس سے نکاح کرے چوتھی بہن لڑکے کی حرام ہے نسب میں اس واسطے کہ ہو یا تو بیٹی ہے یا ربیبہ یعنی بیوی کی لڑکی دوسرے خاوند سے اور رضاعت میں کبھی کوئی اجنبی عورت دودھ پلاتی ہے لڑکے کو سو نہیں حرام ہوتی داماد پر اس کی بیٹی اور بعض نے کہا کہ چچا کی ماں اور پھوپھی کی ماں اور ماموں کی ماں اور خالہ کی ماں کا بھی یہی حکم ہے اس واسطے کہ وہ نسب میں حرام ہیں اور رضاعت میں حرام نہیں اور نہیں ہے یہ عموم پر اور ثویبہ نے یعنی جس کا ذکر آئندہ حدیث میں آئے گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا اس کے بعد اس نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا پھر اس نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا اور حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا نام امامہ تھا۔ (فتح)

٤٧١١ ۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ انْكِحْ أُخْتِيْ بِنْتَ أَبِيْ سُفْيَانَ فَقَالَ أَوَتُحِبِّيْنَ ذٰلِكِ فَقُلْتُ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَّأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِيْ فِيْ خَيْرٍ أُخْتِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۴۷۱۱۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے روایت ہے کہ اس نے کہا یا حضرت! میری بہن ابوسفیان کی بیٹی سے نکاح کیجئے یعنی جس کا نام درہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو اس بات کو چاہتی ہے؟ میں نے کہا ہاں! نہیں میں تنہا ساتھ آپ کے اور نہ خالی سوکن سے یعنی جب میں سوکن سے خالی نہیں ہوں تو پھر رشک کرنا بے فائدہ ہے اور محبوب تر نزدیک میرے جو مجھ کو خیر میں شریک ہو میری بہن ہے یعنی اس کا میری سوکن ہونا مجھ کو بہت پیارا ہے اور

وَسَلَّمَ إِنَّ ذٰلِكِ لَا يَحِلُّ لِيْ قُلْتُ فَإِنَّا نُحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيْدُ أَنْ تَنْكِحَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لَوْ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِيْبَتِيْ فِيْ حَجْرِيْ مَا حَلَّتْ لِيْ إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِيْ وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ قَالَ عُرْوَةُ وثُوَيْبَةُ مَوْلَاةٌ لِأَبِيْ لَهَبٍ كَانَ أَبُوْ لَهَبٍ أَعْتَقَهَا فَأَرْضَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا مَاتَ أَبُوْ لَهَبٍ أُرِيَهُ بَعْضُ أَهْلِهِ بِشَرِّ حِيْبَةٍ قَالَ لَهُ مَاذَا لَقِيْتَ قَالَ أَبُوْ لَهَبٍ لَمْ أَلْقَ بَعْدَكُمْ غَيْرَ أَنِّيْ سُقِيْتُ فِيْ هٰذِهِ بِعَتَاقَتِيْ ثُوَيْبَةَ.

سوکنوں سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک یہ مجھ کو حلال نہیں میں نے کہا ہم گفتگو سنتے ہیں کہ آپ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی سے؟ میں نے کہا ہاں! سو فرمایا کہ اگر میری بیوی کی لڑکی میری گود میں پالی نہ ہوتی تو بھی میرے واسطے حلال نہ ہوتی بے شک وہ تو میرے دودھ بھائی کی بیٹی ہے مجھ کو اور اس کے باپ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو ثویبہ ابولہب کی لونڈی نے دودھ پلایا تھا، سوائے میری بیویوں! اپنی لڑکیوں اور بہنوں کے نکاح کرنے کو مجھ سے نہ کہا کرو، کہا عروہ رحمہ اللہ نے اور ثویبہ ابولہب کی لونڈی آزاد کی ہوئی تھی ابولہب نے اس کو آزاد کر دیا ہوا تھا سو اس نے حضرت ﷺ کو دودھ پلایا پھر جب ابولہب مر گیا تو اس کے بعد گھر والوں نے اس کو خواب میں بدتر حال میں دیکھا سو اس سے کہا کہ مرنے کے بعد تجھ کو کیا چیز پیش آئی تو ابولہب نے کہا کہ میں نے تمہارے بعد کچھ آرام نہیں پایا سوائے اس کے کہ مجھ کو پانی ملا اس میں (اور اشارہ کیا طرف گڑھے کی کہ انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان ہے) بسبب آزاد کرنے میرے ثویبہ کو۔

**فائدہ:** مراد خیر سے حضرت ﷺ کی ذات شریف ہے اور یہ جو کہا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی تو یہ استفہام ثبوت مانگنے کے واسطے ہے یا استفہام انکاری ہے کہ اور معنی یہ ہیں کہ اگر ہو وہ بیٹی ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ سے تو وہ دو وجہ سے مجھ پر حرام ہے کما سیاتی اور اگر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سوا اور عورت سے ہو تو وہ ایک وجہ سے حرام ہے اور شاید ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اس کے حرام ہونے کی خبر نہ ہوئی تھی یا تو اس واسطے کہ تھا یہ واقعہ پہلے اترنے آیت تحریم کے اور یا بعد اس کے اور گمان کیا اس نے اس کو حضرت ﷺ کے خصائص سے اسی طرح کہا ہے کرمانی نے اور دوسرا احتمال معتمد ہے اور پہلے احتمال کو سیاق حدیث کا رد کرتا ہے اور شاید ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے استدلال کیا اوپر جواز جمع کرنے دو بہنوں کے ساتھ جمع کرنے کے درمیان عورت کے اور بیٹی اس کی کے بطریق اولیٰ اس واسطے کہ ربیبہ ہمیشہ کے واسطے حرام ہے اور بہن فقط جمع کرنے کی صورت میں حرام ہے سو حضرت ﷺ نے اس کو جواب دیا کہ یہ مجھ کو حلال نہیں

اور جو چیز کہ اس کو پہنچی وہ حق نہیں اور یہ کہ وہ آپ پر دو وجہ سے حرام ہے اور یہ جو فرمایا کہ اگر میری بیوی کی لڑکی میری گود میں پالی نہ ہوتی تو بھی میرے واسطے حلال نہ ہوتی تو ظاہر یہ ہے کہ یہ تنبیہ ہے اس پر کہ اگر ہوتا ساتھ اس کے ایک مانع تو البتہ کفایت کرتا حرام ہونے میں سو کیا حال ہے اور مجھ کو کیونکر حلال ہوئی حالانکہ اس کے ساتھ دو مانع ہیں یعنی اول تو میری ربیبہ ہے یعنی میری بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہے دوسرے دودھ کے رشتے کی میری بھتیجی ہے اور نہیں ہے یہ معلوم ساتھ دو علتوں کے اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ حرام ہونا ساتھ ربیبہ کے سخت تر ہے حرام ہونے سے ساتھ رضاعت کے اور یہ جو کہا کہ میری گود میں تو اس میں آیت کے لفظ کی رعایت کی ہے نہیں تو جمہور کے نزدیک اس کا کوئی مفہوم نہیں یعنی اگر ربیبہ گود میں نہ ہو تو بھی حرام ہے اور یہ جو کہا کہ ثویبہ نے تو سیر النبی میں ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کرتی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تکریم کیا کرتے تھے اور وہ مدینے سے اس کو تحفہ بھیجا کرتے تھے اور یہ جو کہا کہ اس کے بعض گھر والوں نے اس کو خواب میں دیکھا تو ذکر کیا ہے سہیلی نے کہ کہا عباس نے کہ جب ابولہب مر گیا تو میں نے اس کو ایک سال کے بعد خواب میں دیکھا بدتر حال میں تو ابولہب نے کہا کہ میں نے تمہارے بعد کوئی آرام نہیں پایا سوائے اس کے کہ سوموار کے دن مجھ سے عذاب ہلکا کیا جاتا ہے اور یہ اس سبب سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوموار کے دن پیدا ہوئے اور ثویبہ نے ابولہب کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی تھی سو اس نے اس کو آزاد کر دیا تھا اور اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ کبھی نفع دیتا ہے عمل نیک کافر کو آخرت میں لیکن یہ مخالف ہے واسطے ظاہر قرآن کے اللہ نے فرمایا اور متوجہ ہوئے ہم طرف اس چیز کے کہ عمل کیا انہوں نے سو ہم نے کر دیا اس کو اڑتی خاک اور جواب دیا گیا ہے اول ساتھ اس طور کے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور بر تقدیر موصول ہونے کے کہا جائے گا کہ یہ خواب کا واقعہ ہے سو نہیں ہے اس میں حجت اور ثانی بر تقدیر قبول کے احتمال ہے کہ جو چیز کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق رکھتی ہے وہ اس سے مخصوص ہو ساتھ دلیل قصے ابو طالب کے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ ابو طالب سے عذاب ہلکا کیا گیا کہا بیہقی نے جو وارد ہوا ہے کہ کافروں کے نیک عمل باطل ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کے واسطے آگ سے خلاصی نہ ہو گی اور نہ ان کو بہشت میں داخل ہونا نصیب ہو گا اور جائز ہے کہ ہلکا کیا جائے ان سے عذاب جس کے وہ مستحق ہیں اس چیز کی بنا پر کہ اختیار کی انہوں نے گناہوں سے سوائے کفر کے بسبب اس چیز کے کہ کیا انہوں نے نیکیوں سے اور کہا عیاض نے کہ اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ نہ فائدہ دیں گے کافروں کو عمل ان کے اور نہ ثواب پائیں گے اوپر اس کے ساتھ نعمتوں کے اور نہ ساتھ ہلکا کرنے عذاب کے اگرچہ بعض کو بعض سے سخت تر عذاب ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں اور نہیں رد کرتا یہ اس احتمال کو بیہقی نے ذکر کیا ہے اس واسطے کہ کل جو چیز کہ وارد ہوئی ہے اس قسم سے اس چیز میں ہے کہ تعلق رکھتی ہے ساتھ گناہ کفر کے اور بہر حال جو گناہ کہ کفر کے سوائے ہے نہیں ہے کوئی مانع اس کے ہلکا ہونے کو کہا قرطبی نے کہ یہ تخفیف خاص ہے ساتھ اس کے اور

ساتھ اس شخص کے کہ وارد ہوئی ہے اس میں نص، کہا ابن منیر نے کہ اس جگہ دو حکم ہیں ایک تو محال ہے اور وہ معتبر ہونا کافر کی بندگی کا ہے باوجود کفر اس کے کی اس واسطے کہ شرط بندگی کی یہ ہے کہ قصہ صحیح سے واقع ہو اور یہ امر کافر میں پایا نہیں جاتا دوسرا ثواب دینا ہے کافر کو بعض عملوں پر بطور فضل کے اللہ کی طرف سے اور اس کو عقل محال نہیں جانتی اور جب یہ بات قرار پائی تو ابولہب کا ثویبہ کو آزاد کرنا قربت معتبرہ نہ ہو گی اور جائز ہے کہ فضل کرے اللہ اوپر اس کے جو چاہے جیسا کہ فضل کیا ابو طالب پر اور پیروی اس میں توقیف ہے نفی میں اور اثبات میں، میں کہتا ہوں اور تتمہ اس کا یہ ہے کہ واقع ہو فضل مذکور واسطے اکرام اس شخص کے کہ واقع ہوئی ہے کافر سے نیکی واسطے اس کے اور مانند اس کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَالَ لَا رَضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں ہے رضاعت بعد دو برس کے واسطے دلیل اس آیت کے کہ دو برس پورے واسطے اس شخص کے کہ ارادہ کرے یہ کہ پورا کرے رضاعت کو۔

**فائدہ:** اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے طرف قول حنفیوں کے کہ نہایت مدت دودھ پلانے کی تیس مہینے ہیں اور ان کی دلیل اللہ کا یہ قول ہے ﴿وحمله وفصاله ثلاثون شهرا﴾ یعنی مدت مذکور واسطے ہر ایک کے ہے حمل اور دودھ چھڑانے سے یعنی حمل کی مدت بھی تیس مہینے ہیں اور دودھ چھڑانے کی مدت بھی تیس مہینے ہیں اور یہ تاویل ضعیف ہے اور مشہور نزدیک جمہور کے یہ ہے کہ وہ اندازہ ادنیٰ مدت حمل اور اکثر مدت رضاع کا ہے اور اس کی طرف رجوع کیا ہے ابو یوسف اور محمد بن حسین نے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نہایت مدت حمل کی اڑھائی برس ہیں اور مالکیوں کی ایک روایت بھی حنفیوں کے قول کے موافق ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ دو برس کے بعد ایک مدت چھوڑی جائے جس میں لڑکا طعام کھانے کا عادی ہو اور وہ مدت بھی دو برس کے ساتھ ملحق ہے یہ بعض نے کہا کہ وہ آدھا سال ہے اور بعض نے کہا کہ وہ دو مہینے اور بعض نے کہا کہ ایک مہینہ اور بعض نے کہا کہ دو برس سے زیادہ نہ کی جائے اور یہی ایک روایت ہے مالک سے اور یہی قول جمہور کا ہے اور ان کی دلیل یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے رضاعت مگر جو دو برس میں ہو یعنی اگر دو برس کے بعد دودھ پیئے تو حکم رضاعت کا ثابت نہیں ہوتا اور دو برس کے اندر ثابت ہوتا ہے روایت کیا ہے اس کو دارقطنی نے اور کہا کہ نہیں مسند کیا اس کو ابن عیینہ سے مگر ہیثم نے اور وہ ثقہ حافظ ہے اور روایت کیا ہے اس کو ابن عدی نے اور کہا کہ ہیثم کے سوائے اور راویوں نے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف بیان کیا ہے اور یہی ہے محفوظ اور ان کے نزدیک جب واقع ہو دودھ پینا دو برس کے بعد اگرچہ ایک لحظہ ہو تو نہیں مترتب ہوتا اس پر کوئی حکم اور شافعیوں کے نزدیک ہے کہ

اگر مہینے کے درمیان بچہ جنے تو جتنے دن اس مہینے سے کم ہوں اتنے دن اور مہینے سے پورے کیے جائیں اور کہا زفر نے کہ بدستور تین برس تک حکم رضاعت کا ثابت ہوتا ہے جب کہ دودھ کے ساتھ کفایت کرے اور طعام کے ساتھ کفایت نہ کرے اور اوزاعی سے اسی طرح مروی ہے لیکن شرط ہے کہ چھوڑے نہیں سو جب بیچ میں چھوڑ دے اگرچہ دو برس سے پہلے ہو تو اس کے بعد اگر پھر دودھ پیئے تو نہیں ہوتی ہے رضاعت اور نہیں ثابت ہتا ہے حکم رضاعت کا۔

وَمَا يُحَرِّمُ مِنْ قَلِيْلِ الرَّضَاعِ وَكَثِيْرِهٖ. اور جو حرام ہے تھوڑی رضاعت سے اور بہت سے۔

**فائدہ:** اور یہ پھرنا ہے بخاری رحمہ اللہ سے طرف تمسک کے ساتھ عموم کے جو وارد ہے حدیثوں میں مثل حدیث باب وغیرہ کے اور یہی ہے قول مالک اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ثوری اور اوزاعی اور لیث کا اور یہی مشہور ہے نزدیک احمد کے اور دوسرے لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ حرام وہ ہے جو ایک گھونٹ سے زیادہ ہو پھر اختلاف ہے سو عائشہ رضی اللہ عنہا سے دس گھونٹ پینے کی روایت آئی ہے اور انہیں سے سات بار پینے کی بھی روایت آئی ہے اور انہیں سے پانچ بار پینے کی روایت بھی آئی ہے کہ پانچ بار سے کم پینا حرام نہیں کرتا اور یہی مذہب ہے شافعی کا اور یہی ہے ایک روایت احمد سے اور ساتھ اسی کے قائل ہوا ہے ابن حزم اور اسحاق اور ابو عبید اور ابو ثور اور ابن منذر اور داؤد اور اس کے تابعداروں کا یہ مذہب ہے کہ تین بار پینا حرام کرتا ہے اس سے کم نہیں واسطے دلیل قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نہیں حرام کرتا ہے ایک بار چوسنا اور دو بار چوسنا اس واسطے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ تین بار چوسنا حرام کرتا ہے اور ثابت حدیثوں سے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے پانچ بار چوسنے میں اور بہر حال یہ حدیث کہ نہیں حرام کرتا ایک گھونٹ اور دو گھونٹ سو شاید یہ مثال ہے واسطے اس چیز کے کہ پانچ سے کم ہے نہیں تو حرام ہوتا ہے ساتھ تین بار چوسنے کے اور جو اس سے زیادہ ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لیا جاتا ہے حدیث سے ساتھ مفہوم کے اور البتہ معارض ہے اس کو مفہوم حدیث دوسری کا جو مسلم میں ہے اور وہ پانچ ہیں سو مفہوم لا تحرم المصة ولا المصتان کا یہ ہے کہ تین بار چوسنا حرام کرتا ہے اور مفہوم خمس رضعات کا یہ ہے کہ چار بار سے کم چوسنا حرام نہیں کرتا سو یہ دونوں مفہوم آپس میں معارض ہیں سو رجوع کیا جائے گا طرف ترجیح کے اور حدیث پانچ بار کے چوسنے کی صحیح طریقوں سے آئی ہے اور حدیث المصتان کی بھی صحیح طریقوں سے آئی ہے لیکن کہا بعض نے کہ یہ مضطرب ہے لیکن نہیں قدح کیا اس اضطراب نے نزدیک مسلم کے کہا قرطبی نے کہ یہ بڑی نص ہے باب میں مگر ممکن ہے حمل کرنا اس کا اس پر جب کہ نہ تحقیق ہو پہنچنا اس کا رضیع کے پیٹ میں اور قوی کیا ہے اس نے جمہور کے مذہب کو ساتھ اس طور کے کہ حدیثیں عدد میں مختلف ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا جس نے اس کو روایت کیا ہے البتہ اس پر اختلاف کیا گیا ہے اس چیز میں کہ معتبر ہے اس سے سو واجب ہوا رجوع کرنا طرف اول اس چیز کے کہ بولا جاتا ہے اس پر اسم اور قوی کرتا ہے اس کو باعتبار نظر کے یہ کہ وہ ایک معنی ہیں عارض تائید کرنے میں تحریم کی سو نہ شرط ہوگا اس میں عدد مانند سسرال کے یا کہا جائے ایک پتلی چیز ہے پیٹ میں داخل

ہوتی ہے سو حرام کرتی ہے سو نہ شرط کیا جائے گا اس میں عدد مانند منی کے، واللہ اعلم۔ اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پہلے دس بار پینا معلوم تھا پھر پانچ پینے سے منسوخ ہوا تو یہ حجت پکڑنے کے واسطے قائم نہیں ہوسکتا بنا بر صحیح قول اہل اصول کے اس واسطے کہ نہیں ثابت ہوتا ہے قرآن مگر ساتھ تواتر کے اور راوی نے یہ روایت کی ہے کہ یہ قرآن ہے نہ خبر سو نہ ثابت ہوگا ہونا اس کا قرآن اور نہ خبر۔ (فتح)

۴۷۱۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ فَكَأَنَّهُ تَغَيَّرَ وَجْهُهُ كَأَنَّهُ كَرِهَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ إِنَّهُ أَخِيْ فَقَالَ انْظُرْنَ مَنْ إِخْوَانُكُنَّ فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ.

۴۷۱۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے اور ان کے پاس کوئی مرد تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوا گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برا جانا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ میرا بھائی ہے دودھ کے رشتے سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوچا کرو اور تامل کیا کرو کہ کون ہیں تمہارے بھائی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دودھ پینا حرام نہیں کرتا مگر بھوک سے۔

**فائدہ:** اور معنی اس کے یہ ہیں کہ تامل کرو جو واقع ہو اس سے کہ کیا وہ رضاعت صحیح ہے ساتھ شرط اپنی کے واقع ہونے اس کے رضاعت کے زمانے میں اور اندازے دودھ پینے کے سے اس واسطے کہ جو حکم کہ پیدا ہوتا ہے دودھ پینے سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے جب کہ واقع ہو رضاعت ساتھ شرط کے کہا مہلب نے معنی اس کے یہ ہیں کہ سوچو کیا سبب ہے اس برادری کا اس واسطے کہ حرام ہونا رضاعت کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ چھوٹی عمر میں ہوتا ہے یہاں تک کہ بند کرے دودھ پینا بھوک کو اور یہ جو کہا کہ رضاعت بھوک سے ہے تو یہ علت ہے جو باعث ہے اوپر سوچنے اور غور کرنے کے اس واسطے کہ رضاعت ثابت کرتی ہے نسب کو اور کرتی ہے رضیع کو حرام اور قول اس کا من المجاعۃ یعنی وہ رضاعت کہ ثابت ہوتی ہے ساتھ اس کے حرمت اور حلال ہوتی ہے ساتھ اس کے خلوت وہ اسی وقت ہے جب کہ ہو رضیع چھوٹا بچہ کہ بند کرے دودھ اس کی بھوک کو اس واسطے کہ اس کا معدہ ضعیف ہے اس کو دودھ کفایت کرتا ہے اور اس کے ساتھ اس کا گوشت اگتا ہے سو ہوتا ہے مانند جزء کے دودھ پلانے والے سے سو یہ شریک ہوتا ہے حرمت میں ساتھ اولاد اس کی کے سو گویا کہ نہیں ہے رضاع معتبر مگر جو بے پرواہ کرے بھوک سے اور اس کے شواہد سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نہیں ہے رضاع مگر جو مضبوط کرے ہڈی کو اور اگائے گوشت کو اور ممکن ہے یہ کہ استدلال کیا جائے ساتھ اس کے اس پر کہ ایک بار دودھ چوسنا حرام نہیں کرتا اس واسطے کہ وہ بھوک سے بے پرواہ نہیں کرتا اور جب کہ وہ ایک اندازے کے طرف محتاج ہوا تو اولیٰ لائق عمل کرنے کے وہ چیز ہے جس کا اندازہ شریعت نے ٹھہرایا ہے اور وہ پانچ بار دودھ پینا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ عورت کے دودھ

کے ساتھ غذا کھانی حرام کرتی ہے برابر ہے کہ ہو ساتھ پینے کے یا کھایا جائے جس طور سے کہ ہو یہاں تک کہ ساتھ نسوار وغیرہ کے بھی جب کہ واقع ہو یہ ساتھ شرط مذکور کے عدد سے اس واسطے کہ یہ مٹاتا ہے بھوک کو اور وہ موجود ہے ہر طور میں پس موافق ہوگا جز اور معنی کو اور یہی قول ہے جمہور کا لیکن استثناء کیا ہے حنفیوں نے حقنہ کو کہ اس سے حرمت رضاعت کی ثابت نہیں ہوتی اور خلاف کیا ہے اس میں اہل ظاہر اور لیث نے سو انہوں نے کہا کہ رضاعت حرام کرنے والی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتی ہے جب کہ رضیع عورت کے پستان کو اپنے منہ سے پکڑے اور اس سے دودھ چوسے اور وارد کیا گیا ہے ابن حزم پر یہ کہ لازم آتا ہے ان کے قول پر اشکال اور وہ یہ ہے کہ سالم نے سہلہ رضی اللہ عنہا کے پستان کو اپنے منہ میں لیا اور حالانکہ وہ اس سے اجنبی تھے سو البتہ عیاض نے جواب دیا ہے اشکال سے ساتھ اس طور کے کہ احتمال ہے کہ سہلہ رضی اللہ عنہا نے اپنے پستان سے دوہا ہو پھر سالم رضی اللہ عنہ نے اس کو پیا ہو بغیر اس کے کہ اس کے پستان کو چھوا ہو کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ احتمال خوب لیکن نہیں فائدہ دیتا ابن حزم کو اس واسطے کہ نہیں کفایت کرتا وہ رضاع میں مگر ساتھ منہ میں لینے پستان کے لیکن جواب دیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس طور کے کہ اس میں حاجت کے واسطے معاف ہو گیا تھا اور بہر حال ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ سو استدلال کیا ہے اس نے ساتھ قصے سالم رضی اللہ عنہ کے اس پر کہ جائز ہے واسطے اجنبی مرد کے کہ بیگانی عورت کے پستان کو ہاتھ لگائے اور اس کے پستان کو منہ میں لے جب کہ ارادہ کرے کہ اس کا دودھ پیئے مطلق اور استدلال کیا اس نے ساتھ اس کے اس پر کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ رضاعت کا اعتبار تو چھوٹی عمر میں ہے اس واسطے کہ وہ حال ہے کہ ممکن ہے اس میں بند کرنا بھوک کا ساتھ دودھ کے برخلاف حال بڑی عمر کے اور اس کا ضابطہ دو برس ہیں **كما تقدم في الترجمة وعليه دل حدث ابن عباس المذكور**، کہا قرطبی نے کہ یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رضاعت بھوک سے ہے کہ اس میں ثابت کرنا ہے ایک قاعدہ کلیہ کا جو صریح ہے بیچ اعتبار ہونے رضاع کے اس زمانے میں کہ بے پرواہ ہوتا ہے ساتھ اس کے رضیع طعام کھانے سے ساتھ دودھ کے اور قوی ہوتا ہے یہ ساتھ اس قول اللہ تعالیٰ کے ﴿**لمن اراد ان يتم الرضاعة**﴾ اس واسطے کہ یہ قول اللہ تعالیٰ کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ یہ مدت نہایت مدت رضاع کی ہے جس کی عادت میں حاجت پڑتی ہے اور شرع میں معتبر ہے اور جو اس پر زیادہ ہو تو اس کی عادۃً حاجت نہیں ہوتی تو شرع میں اس کا اعتبار نہ ہوگا اس واسطے کہ نہیں ہے حکم واسطے نادر کے اور بیچ اعتبار کرنے رضاع بڑی عمر والے مرد کے توڑنا ہے عورت کی حرمت کا ساتھ دودھ پینے اجنبی مرد کے اس سے واسطے جھانکنے اس کے کی اوپر چھپی چیز عورت کے اگرچہ اس کے پستان کو منہ میں پکڑنے کے ساتھ ہو اور یہ اخیر بنا بر غالب کے ہے اور اس شخص کے مذہب پر جو شرط کرتا ہے پستان کے منہ میں لینے کو اور پانچ باب سے پہلے گزر چکا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نہیں فرق کرتی تھیں بیچ حکم رضاع کے درمیان چھوٹی عمر اور بڑی عمر کے اور مشکل ہے یہ باوجود اس کے کہ یہ حدیث اس کی روایت سے ہے یعنی باب کی حدیث اور حجت پکڑی

ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ قصے سالم کے جو ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مولیٰ تھا سو شاید عائشہ رضی اللہ عنہا نے سمجھا ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے کہ رضاعت معتبر بھوک سے ہے اعتبار کرنا مقدار اس چیز کا کہ بند کرے بھوک مرضعہ کے دودھ سے واسطے اس کے جو اس سے پیئے اور یہ عام تر ہے اس سے کہ دودھ پینے والا چھوٹا ہو یا بڑا سو نہ ہوگی حدیث نص بیچ منع ہونے اعتبار رضاع کبیر کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث بر تقدیر ثابت ہونے اس کے کی نہیں ہے نص بیچ اس کے اور نہ حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی یعنی نہیں ہے رضاع مگر جو انتڑیوں کو کھولے اور ہو بعد فطام کے واسطے جائز ہونے اس بات کے کہ مراد یہ ہو کہ رضاع بعد دودھ چھوڑنے کے منع ہے پھر اگر واقع ہو تو مرتب ہوگا اس پر حکم تحریم کا سو نہیں ہے حدیث مذکور میں جو دفع کرے اس احتمال کو اس واسطے عمل کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ اس کے اور نقل کیا ہے قرطبی نے داؤد ظاہر سے کہ رضاع بڑی عمر والے مرد کا فائدہ دیتا ہے اس کا کہ اس سے پردہ نہ کیا جائے اور اس نقل میں نظر ہے اس واسطے کہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے داؤد سے کہ وہ اس مسئلے میں جمہور کے ساتھ ہے اور وہ زیادہ پہچاننے والا ہے ساتھ مذہب اپنے کے غیر سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں جس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے مذہب کی مدد کی ہے وہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ ہے اور روایت کیا ہے اس نے اس کو علی رضی اللہ عنہ سے اور اس کی سند میں حارث اعور ہے اسی واسطے ضعیف کہا ہے اس کو ابن عبدالبر نے اور کہا عبدالرزاق نے ابن جریج سے کہ ایک مرد نے عطاء سے کہا کہ ایک عورت نے مجھ کو دودھ پلایا تھا بعد اس کے کہ میں بڑا ہوا سو کیا میں اس سے نکاح کروں؟ اس نے کہا نہ، ابن جریج نے کہا کہ میں نے اس سے کہا کہ یہ تیری رائے ہے؟ اس نے کہا ہاں! عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے ساتھ حکم کرتی تھیں اپنی بھتیجیوں کو اور یہ قول لیث بن سعد کا ہے اور ذکر کیا ہے طبری نے تہذیب الآثار میں اس مسئلے کو اور بیان کیا ہے ساتھ سند صحیح کے حفصہ رضی اللہ عنہا سے مثل قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور وہ اس مسئلے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہیں برخلاف باقی سب بیویوں کے کہ وہ سب انکار کرتی تھیں کہ اس رضاعت کے سبب سے کوئی ان پر داخل ہو اور یہی قول ہے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور قاسم بن محمد اور عروہ کا اور لوگوں میں کہ بڑی عمر میں دودھ پینے سے حرمت رضاعت کی ثابت نہیں ہوتی اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ رضاع محرم وہی ہے جو چھوٹی عمر میں ہو اور سالم کے قصے سے انہوں نے کئی طور سے جواب دیا ہے ایک یہ ہے کہ یہ منسوخ ہے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے محب طبری نے لیکن یہ دعویٰ ضعیف ہے اس واسطے کہ نہیں لازم آتا متاخر ہونے اسلام راوی کے سے اور چھوٹی ہونے عمر اس کی سے یہ کہ نہ ہو جو روایت کی ہے اس نے متقدم اور نیز سالم کے قصے کے سیاق میں وہ چیز ہے جو مشعر ہے ساتھ اس کے کہ حولین کے اعتبار کرنے کا حکم متقدم ہے واسطے قول ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی عورت کے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا کہ اس کو دودھ پلائے کہ وہ داڑھی والا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو معلوم ہے اس کو دودھ پلائے اور یہ مشعر ہے کہ وہ عورت پہچانتی تھی کہ رضاع حرام میں چھوٹی عمر کا ہونا معتبر ہے اور ایک یہ دعویٰ ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ سالم کے اور عورت اس کی کے اور اصل اس

میں قول ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کا ہے کہ ہم نہیں دیکھتے مگر یہ رخصت ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص سالم رضی اللہ عنہ کو دی اور بعض نے کہا کہ یہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے سو اس میں خصوصیت کا احتمال ہے سو واجب ہے توقف کرنا بیچ استدلال کرنے کے ساتھ اس کے اور نیز اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر عورت اعتراف کرے کہ فلانے شخص نے اس کے ساتھ دودھ پیا ہے تو اس مرد کو اس پر داخل ہونا جائز ہے اور یہ کہ وہ بھائی ہو جاتا ہے اور قبول کرنا عورت کے قول کا اس شخص کے حق میں کہ اقرار کرے ساتھ اس کے اور یہ کہ اگر کوئی مرد کسی مرد کے گھر میں داخل ہو تو گھر والے کو چاہیے کہ اپنی عورت سے پوچھے کہ یہ مرد گھر میں کس سبب سے داخل ہوا (کہ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے؟) اور احتیاط کرنی بیچ اس کے اور اس میں نظر کرنی اور سالم رضی اللہ عنہ کے قصے میں جائز ہونا ارشاد کا ہے طرف حیلوں کے اور اس سے لیا جاتا ہے جواز لین دین اس چیز کا کہ حاصل ہو ساتھ اس کے حلت آئندہ زمانے میں اگرچہ حال میں حلال نہ ہو۔ (فتح)

## بَابُ لَبَنِ الْفَحْلِ. نر کا دودھ یعنی مرد کا۔

**فائدہ:** اور نسبت دودھ کی طرف اس کے مجازی ہے یعنی اس کو مرد کا دودھ کہنا بطور مجاز کے ہے اس واسطے کہ وہ اس کے سبب سے اترا اور نہ درحقیقت اس کی عورت کا دودھ ہے۔

٤٧١٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ جَآءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ بَعْدَ أَنْ نَّزَلَ الْحِجَابُ فَأَبَيْتُ أَنْ اٰذَنَ لَهُ فَلَمَّا جَآءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ بِالَّذِيْ صَنَعْتُ فَأَمَرَنِيْ أَنْ اٰذَنَ لَهُ.

۴۷۱۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک افلح ابوالقعیس کا بھائی آیا عائشہ رضی اللہ عنہا سے اندر آنے کی اجازت مانگتا تھا بعد اترنے آیت پردے کے اور وہ ان کا دودھ کے سبب سے چچا تھا سو میں نے اس کو اجازت دینے سے انکار کیا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ کو خبر دی اس کی جو میں نے کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا کہ میں اس کو اجازت دوں۔

**فائدہ:** ابوقعیس کی عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دودھ پلایا تو ابوقعیس ان کا رضاعی باپ ہوا اور افلح ابوقعیس کا سگا بھائی تھا تو وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا چچا ہوا ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا کہ میں اجازت نہیں دوں گی یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھوں اس واسطے کہ اس کے بھائی نے مجھ کو دودھ نہیں پلایا بلکہ ابوالقعیس کی عورت نے مجھ کو دودھ پلایا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے کہ وہ تیرا چچا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے پردہ نہ کر اس واسطے کہ حرام ہو جاتا ہے نکاح دودھ پینے سے جو نکاح کہ حرام ہو جاتا ہے رشتے سے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ دودھ مرد کا حرام کرتا ہے سو پھیل جاتی ہے حرمت

واسطے اس شخص کے جس کا دودھ چھوٹا بچہ پیئے سو جس عورت نے اس کو دودھ پلایا ہو اس کے خاوند کی لڑکی اس لڑکے پر حرام ہو جاتی ہے جو اس کے سوائے اور عورت سے ہو مثلا اور اس میں قدیم سے اختلاف ہے حکایت کیا گیا ہے یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے اور زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور تابعین میں سے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور قاسم سے او سالم سے اور سلیمان بن یسار سے اور عطاء بن یسار اور شعبی سے اور ابراہیم نخعی سے اور ابو قلابہ سے اور ایاس سے روایت کیا ہے ان اقوال کو ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق وغیرہ نے اور زینب بنت ام سلمہ سے روایت ہے کہ اس نے سوال کیا اور حالانکہ اصحاب بہت تھے اور امہات المؤمنین بھی موجود تھیں سو اصحاب نے کہا کہ دودھ پینا مرد کی طرف سے کسی چیز کو حرام نہیں کرتا اور اس کے ساتھ قائل ہے فقہاء سے ربیعہ اور ابراہیم بن علیہ اور ابن بنت شافعی اور داؤد ظاہری اور اس کے تابعداروں سے اور حجت ان کی بیچ اس کے یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وامهاتكم الاتی ارضعنكم﴾ اور نہیں ذکر کیا ہے پھوپھی اور بیٹی کو اور ان کا جواب دیا گیا ہے ان کو یہ کہ خاص کرنا چیز کا ساتھ ذکر کے نہیں دلالت کرتا او پر نفی کرنے حکم کے اس چیز سے کہ اس کے سوائے ہے خاص کر یہ کہ صحیح حدیثیں آ چکی ہیں اور حجت پکڑی ہے بعض نے ساتھ قیاس کے بایں طور کے دودھ نہیں جدا ہوتا ہے مرد سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ جدا ہوتا ہے عورت سے سو کس طرح پھیلے گی حرمت طرف مرد کے اور جواب یہ ہے کہ یہ قیاس ہے بیچ مقابلے نص کے سو نہ التفات کیا جائے گا اس کی طرف اور نیز پس سبب دودھ کا وہ منی مرد اور عورت دونوں کی ہے سو واجب ہے کہ دودھ پینا بھی دونوں سے ہو مانند دادا کے جب کہ تھا وہ سبب ولد کا تو اس نے پوتے کو حرام ہونے کو واجب کیا واسطے تعلق اس کے کی ساتھ بیٹے اپنے کے اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ساتھ قول اپنے کے اس مسئلے میں کہ لقاح ایک ہے اور نیز پس وطی جاری کرتی ہے دودھ کو مرد کے واسطے بھی اس میں حصہ ہے اور مذہب جمہور اصحاب اور تابعین اور فقہاء امصار کا مانند اوزاعی کے اہل شام میں اور ثوری اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے دونوں ساتھیوں کے اہل کوفہ میں اور ابن جریج کے اہل مکہ میں اور مالک کے مدینہ والوں میں اور شافعی اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور ان کے تابعداروں کا یہ ہے کہ دودھ مرد کا حرام کرتا ہے اور ان کی حجت یہ حدیث صحیح ہے اور الزام دیا ہے شافعی نے مالکیوں کو ساتھ رد کرنے ان کے اصل کے اور ان کا اصل یہ ہے کہ مدینے والوں کا عمل مقدم ہے اگرچہ صحیح حدیث کے مخالف ہو جب کہ ہو احاد سے واسطے اس چیز کے کہ روایت کیا ہے اس کو عبدالعزیز بن محمد سے اس نے روایت کی ہے ربیعہ سے کہ دودھ مرد کا حرام نہیں کرتا کہا عبدالعزیز نے کہ یہ ہے رائے ہمارے فقہاء کی یعنی اہل مدینہ کی سوائے زہری کے کہا شافعی نے کہ نہیں جانتا میں کوئی چیز علم خاصہ سے لائق تر ہو یہ کہ ہو عام ظاہر اس سے یعنی اہل مدینہ کا عمل یہ ہے کہ حرام نہیں دودھ مرد کا اور حالانکہ چھوڑا ہے انہوں نے اس کو واسطے حدیث وارد کے سو بنا بر اس کے لازم ہے اوپر ان کے کہ یا تو اس حدیث کو رد کریں اور حالانکہ انہوں نے اس کو رد نہیں کیا یا رد کریں اس چیز کو

کہ حدیث کے مخالف ہو اور ہر حال میں مطلوب حاصل ہے کہا قاضی عبدالوہاب نے کہ مرد کے دودھ کی صورت یہ ہے کہ ایک مرد ہے کہ اس کی دو عورتیں ہیں ایک عورت ایک لڑکے کو دودھ پلاتی ہے اور دوسری عورت ایک لڑکی کو دودھ پلاتی ہے سو جمہور کہتے ہیں کہ حرام ہے اس لڑکے پر نکاح کرنا اس لڑکی سے اور جو ان کے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ جائز ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ تھوڑا دودھ پینا بھی حرام کرتا ہے جیسا کہ بہت پینا حرام کرتا ہے واسطے نہ تفصیل طلب کرنے کے بیچ اس کے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ عدم ذکر نہیں دلالت کرتا اوپر عدم محض کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کسی حکم میں شک کرے تو قف کرے وہ عمل سے یہاں تک کہ علماء سے اس کا حکم پوچھے اور یہ کہ جس شخص پر کوئی چیز مشتبہ ہو وہ مدعی سے اس کے بیان کا مطالبہ کرے تاکہ ایک دونوں میں سے اس کی طرف رجوع کرے اور یہ کہ عالم جب پوچھا جائے تو سچا کرے اس کو جو اس میں ٹھیک کہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو بیگانے مردوں سے پردہ کرنا واجب ہے اور محرم کا اپنے محرم سے اندر آنے کے لیے اجازت مانگنا مشروع ہے اور یہ کہ عورت کسی مرد کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دے مگر اپنے خاوند کی اجازت سے اور یہ کہ جائز ہے نام رکھنا ساتھ افلح کے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ مسئلہ پوچھنے والا جب جلدی کرے ساتھ تعلیل کے فتویٰ سننے سے پہلے تو اس پر انکار کیا جائے واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ تیرا دایاں ہاتھ خاک میں ملے اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر حق یہ تھا کہ فقط حکم سے سوال کرتیں اور علت بیان نہ کرتیں کہ ابوقعیس نے مجھ کو دودھ نہیں پلایا بلکہ اس کی عورت نے مجھ کو دودھ پلایا اور الزام دیا ہے ساتھ اس کے بعض نے حنفیوں کو جو قائل ہیں کہ جب صحابی حضرت ﷺ سے کوئی حدیث روایت کرے اور صحیح ہو جائے وہ حدیث اس سے پھر صحیح ہوا اس سے عمل برخلاف اس حدیث کے تو عمل کیا جائے ساتھ رائے اس کی کے نہ ساتھ اس حدیث کے جو اس نے روایت کی اس واسطے کہ صحیح ہو چکا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نہیں ہے اعتبار ساتھ دودھ مرد کے ذکر کیا ہے اس کو مالک نے مؤطا میں اور مذہب جمہور علماء کا اور حنفیوں کا برخلاف اس کے ہے اور عمل کیا ہے انہوں نے ساتھ روایت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ابوقعیس کے بھائی کے قصے میں اور حرام کیا ہے انہوں نے نکاح کو ساتھ دودھ مرد کے ان کے قاعدے کے موافق ان پر لازم تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے عمل کی پیروی کرتے اور اس کی روایت سے منہ پھیرتے اور اگر اس حدیث کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی اور نے روایت کیا ہوتا تو ان کے واسطے عذر ہوتا لیکن اس کے سوائے کسی نے اس کو روایت نہیں کیا اور یہ الزام پکا ہے۔ (فتح)

**بَابُ شَهَادَةِ الْمُرْضِعَةِ.** باب ہے بیان میں شہادت دودھ پلانے والی کے۔

**فائدہ:** یعنی فقط اسی کی گواہی کافی ہے دودھ پلانے کے باب میں اس سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے اور جو اس میں اختلاف ہے اس کا بیان شہادات میں گزر چکا ہے اور عجب بات کہی ہے ابن بطال نے اس جگہ سو کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ رضاعت میں اکیلی عورت کی گواہی جائز نہیں اور یہ بات اس کی عجیب ہے اس واسطے کہ یہی قول

ایک جماعت کا ہے سلف سے یہاں تک کہ مالکیہ کے نزدیک ایک روایت یہ ہے کہ اکیلی عورت کی گواہی قبول کی جائے لیکن بشرط مشہور ہونے اس کے کی ہمسایوں میں۔ (فتح)

٤٧١٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ عُقْبَةَ لٰكِنِّيْ لِحَدِيْثِ عُبَيْدٍ أَحْفَظُ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَجَآءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَآءُ فَقَالَتْ أَرْضَعْتُكُمَا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ فُلَانَةَ بِنْتَ فُلَانٍ فَجَآءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَآءُ فَقَالَتْ لِيْ إِنِّيْ قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا وَهِيَ كَاذِبَةٌ فَأَعْرَضَ عَنِّيْ فَأَتَيْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهٖ قُلْتُ إِنَّهَا كَاذِبَةٌ قَالَ كَيْفَ بِهَا وَقَدْ زَعَمَتْ أَنَّهَا قَدْ أَرْضَعَتْكُمَا دَعْهَا عَنْكَ وَأَشَارَ إِسْمَاعِيْلُ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى يَحْكِيْ أَيُّوْبَ.

۴۷۱۴۔ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ایک سیاہ عورت ہمارے پاس آئی سو اس نے کہا کہ میں نے تم دونوں میاں بیوی کو دودھ پلایا ہے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا سو میں نے کہا کہ میں نے فلانی عورت فلانی کی بیٹی سے نکاح کیا تھا پھر ایک سیاہ عورت ہمارے پاس آئی سو اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے تم دونوں میاں بیوی کو دودھ پلایا ہے اور حالانکہ وہ جھوٹی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے منہ پھیرا سو میں آپ کے منہ کی طرف سے آپ کے سامنے آیا میں نے کہا کہ وہ جھوٹی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس عورت کے ساتھ کس طرح رہے گا اور حالانکہ وہ کہتی ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے اس عورت کو اپنے نکاح سے چھوڑ دے اشارہ کیا اسماعیل نے اپنی دونوں انگلیوں شہادت اور بیچ کی انگلی سے حکایت کرتا تھا ایوب سے۔

**فائدہ:** یعنی حکایت کرتا تھا ایوب کہ اشارے کی اور قائل اس کا علی ہے اور حکایت کرنے والا اسماعیل ہے اور مراد حکایت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی ہے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور زبان سے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے تو ہر راوی نے اپنے ماتحت کے واسطے اس کو حکایت کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ رضاعت میں کوئی عدد شرط نہیں کہ اتنی بار اتنے گھونٹ ہو اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نہ ذکر کرنے سے نہ شرط ہونا لازم نہیں آتا اس واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ حکم شرط عدد کے مقرر کرنے سے پہلے ہو یا بعد مشہور ہونے اس کے کی سو نہ حاجت تھی ذکر کرنے اس کے کی ہر واقعہ میں اور لیا جاتا ہے اس حدیث سے نزدیک اس شخص کے جو قائل ہے کہ حکم ساتھ جدا کرنے اس کے نہ تھا واسطے حرام ہونے اس کے اوپر اس کے ساتھ قول دودھ پلانے والی عورت کے بلکہ واسطے احتیاط کے یہ کہ احتیاط کرے جو نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا ہو یا نکاح کرے پھر مطلع ہو کسی امر پر تو اس میں

علماء کو اختلاف ہے مانند اس شخص کے کہ اس کے ساتھ زنا کرے یا شہوت کے ساتھ اس کے بدن سے بدن لا گئے یا زنا کرے ساتھ اس کے اصل اس کی یا فرع اس کی یا پیدا ہوئی ہو زنا کرنے اس کے سے ساتھ ماں اس کی کے یا شک کرے بیچ حرام ہونے اس کے اوپر اپنے سسرال کی جہت سے یا قرابت سے اور مانند اس کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ مَا يَحِلُّ مِنَ النِّسَآءِ وَمَا يَحْرُمُ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ﴾ إِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَتَيْنِ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾.

باب ہے بیچ بیان ان عورتوں کے جو حلال ہیں اور جو حرام ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں دونوں آیتوں کے اخیر تک یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول تک بے شک اللہ ہے جاننے والا حکمت والا۔

**فائدہ**: اور یہ شامل ہے دونوں آیتوں کو اس واسطے کہ پہلی آیت غفور رحیما تک ہے۔

وَقَالَ أَنَسٌ ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ﴾ ذَوَاتُ الْأَزْوَاجِ الْحَرَآئِرُ حَرَامٌ ﴿إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ لَا يَرٰى بَأْسًا أَنْ يَّنْزِعَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهٗ مِنْ عَبْدِهٖ.

اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ مراد اللہ تعالیٰ کے قول ﴿والمحصنات﴾ سے خاوند والیاں آزاد عورتیں ہیں اور ﴿الا ما ملکت ایمانکم﴾ کی تفسیر میں نہ دیکھتے تھے ڈر یہ کہ کھینچے مرد اپنی لونڈی کو اپنے غلام سے یعنی مراد ﴿ما ملکت ایمانکم﴾ سے اپنی لونڈی ہے جو اپنے غلام کے نکاح میں ہو کہ اس کو اس سے صحبت کرنی جائز ہے۔

**فائدہ**: اور کہتے تھے کہ اس کا بیچ ڈالنا اس کی طلاق ہے اور اکثر اس پر ہیں کہ مراد محصنات سے خاوند والیاں ہیں یعنی ان سے نکاح کرنا حرام ہے اور یہ کہ مراد ساتھ استثناء کے اللہ تعالیٰ کے قول میں ﴿الا ما ملکت ایمانکم﴾ وہ عورتیں ہیں جو بندیوں میں پکڑی آئیں جب کہ خاوند والیاں ہوں یعنی ان کے اگلے خاوند موجود ہوں کہ وہ بھی حلال ہیں واسطے اس کے جو ان کو قید کر کے لائے۔

وَقَالَ ﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ﴾.

یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ نکاح کرو مشرک عورتوں سے یہاں تک کہ ایمان لائیں۔

**فائدہ**: اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف تنبیہ کے اس عورت پر کہ حرام ہے نکاح اس سے زیادہ ان عورتوں پر جو دونوں آیتوں میں مذکور ہیں یعنی علاوہ ان عورتوں کے جو ان دونوں آیتوں میں مذکور ہیں مشرکہ عورتوں سے بھی نکاح

کرنا حرام ہے اور کتابیہ یعنی یہود اور نصاریٰ کی عورتیں مشرکہ سے مستثنیٰ ہیں اور اسی طرح جو چار سے زیادہ ہو وہ بھی حرام ہے سو اس نے دلالت کی اس پر کہ جو عدد کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آئندہ قول میں مذکور ہے اس کے واسطے کوئی مفہوم نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس کی حصر کرنا ان عورتوں کا ہے جو دونوں آیتوں میں ہیں۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا زَادَ عَلٰی أَرْبَعٍ فَهُوَ حَرَامٌ كَأُمِّهِ وَابْنَتِهِ وَأُخْتِهِ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جو چار سے زیادہ ہو تو وہ حرام ہے مانند ماں اس کی کے اور بیٹی اس کی کے اور بہن اس کی کے۔

وَقَالَ لَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي حَبِيبٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَرُمَ مِنَ النَّسَبِ سَبْعٌ وَّمِنَ الصِّهْرِ سَبْعٌ ثُمَّ قَرَأَ ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ﴾ الْآيَةَ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ سات عورتیں نسب سے حرام ہیں اور سات سسرال سے حرام ہیں پھر پڑھی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت کہ حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں اخیر آیت تک۔

**فائدہ:** اور اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دونوں آیتیں پڑھیں اور اسی روایت کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں کہ کہا علیما حکیما تک اس واسطے کہ وہ اخیر ہے دونوں آیتوں کا۔

**فائدہ:** اور طبرانی میں اس حدیث کے اخیر میں اس طرح واقع ہوا ہے کہ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی کہ حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں یہاں تک کہ جب بنات الاخت پر پہنچے تو کہا یہ کہ عورتیں نسب کے سبب سے حرام ہیں پھر پڑھا اور تمہاری مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا یہاں تک کہ پہنچے اللہ تعالیٰ کے اس قول پر اور یہ کہ جمع کرو دو بہنوں کو اور پڑھا اور نہ نکاح کرو جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہے پھر کہا کہ یہ عورتیں سسرالی کے علاقے سے حرام ہیں اور جب دونوں روایتوں کو جمع کیا جائے تو مکمل پندرہ عورتیں ہوں گی اور جو رضاع کے سبب سے حرام ہیں اس کو صہر کہنا بطور مجاز کے ہے اور اس طرح غیر کی عورت کو صہر کہنا بطور مجاز کے ہے اور یہ سب عورتیں ہمیشہ کو حرام ہیں مگر دو بہنوں کو جمع کرنا اور اسی طرح غیر کی عورت بھی ملحق ہے ساتھ ان عورتوں کے جو مذکور ہوئیں وہ عورت جس سے دادا نے وطی کی اگرچہ اوپر کے درجے کا ہو اور نانی اگرچہ اوپر کے درجے کی ہو اور اسی طرح دادی اور پوتی اگرچہ نیچے کے درجہ کی ہو اور اسی طرح نواسی اور بھانجی کی بیٹی اگرچہ نیچے کے درجہ کی ہو اور اسی طرح ربیب کی بیٹی اور پوتے کی بیوی اور نواسے کی بیوی اور اسی طرح بھتیجی کی بیٹی اور بھتیجے کی بیٹی اور بھانجے کی بیٹی اور باپ کی پھوپھی اگرچہ اوپر کے درجہ کی ہو اور اسی طرح ماں کی پھوپھی اور ماں کی خالہ اگرچہ اوپر کے درجے کی ہو اور اسی طرح باپ کی خالہ اور بیوی کی دادی اگرچہ اوپر کے درجے کی ہو اور ربیبہ کی بیٹی اگرچہ نیچے کے درجے کی ہو اور جمع کرنا درمیان عورت کے اور اس کی پھوپھی کے اور

اس کی خالہ کے وسیاتی فی باب مفرد ویحرم من الرضاع ما یحرم من النسب.

وَجَمَعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ بَيْنَ ابْنَةِ عَلِيٍّ وَّامْرَأَةِ عَلِيٍّ.

اور جمع کیا عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے علی کی بیٹی اور اس کی عورت کو یعنی دونوں کو اپنے نکاح میں اکٹھا کیا۔

**فائدہ:** شاید اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے طرف رد کرنے کے اس شخص پر جو خیال کرتا ہے کہ علت بیچ منع جمع کرنے کے درمیان دونوں بہنوں کے وہ چیز ہے جو واقع ہوتی ہے درمیان دونوں کے قطعیت سے یعنی ناتے کے توڑنے سے پس عام ہوگا یہ حکم ہر دو عورتوں کو جو رشتے میں قریب ہوں اگرچہ سسرال کے علاقہ سے ہو سو اسی قسم سے ہے جمع کرنا درمیان عورت کے اور اس کے خاوند کی بیٹی کے اور ان کی بیٹی کا نام زینب تھا اور ان کی عورت کا نام لیلیٰ تھا۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ لَا بَأْسَ بِهٖ.

اور کہا ابن سیرین نے کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اس کے

**فائدہ:** عکرمہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن صفوان نے نکاح کیا ایک ثقفی مرد کی عورت سے اور اس کی بیٹی سے جو اس کے سوائے اور عورت سے تھی سو یہ مسئلہ ابن سیرین سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں اور کہا کہ مجھ کو خبر ہوئی کہ ایک مرد مصر میں تھا اس نے بھی اسی طرح کیا تھا۔

وَكَرِهَهُ الْحَسَنُ مَرَّةً ثُمَّ قَالَ لَا بَأْسَ بِهٖ.

اور حسن بصری رحمہ اللہ نے ایک بار اس کو مکروہ جانا پھر کہا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں۔

**فائدہ:** اور سلیمان بن یسار اور مجاہد اور شعبی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ اس میں کچھ ڈر نہیں۔

وَجَمَعَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَيْنَ ابْنَتَيْ عَمٍّ فِيْ لَيْلَةٍ.

اور جمع کیا حسن بن حسن بن علی نے دو چچیری بہنوں کو ایک رات میں یعنی وہ دونوں عورتیں آپس میں چچیری بہنیں تھیں ایک بیٹی محمد بن علی کی اور ایک بیٹی عمر بن علی کی۔

وَكَرِهَهُ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ لِلْقَطِيْعَةِ.

اور مکروہ جانا ہے اس کو جابر بن زید نے واسطے قطعیت کے کہ۔

**فائدہ:** اس میں رشتہ توڑنا لازم آتا ہے اس واسطے کہ عادت ہے کہ سوکنوں کے درمیان حسد ہوتا ہے جو واجب کرتا ہے رشتہ توڑنے کو اور آئندہ آئے گی تصریح ساتھ اس علت کے بیچ حدیث نہی کے جمع کرنے سے درمیان عورت کے اور پھوپھی اس کی کے بلکہ آئی ہے یہ علت منصوص سب قرابتوں میں سو روایت کی ابو داؤد نے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے یہ کہ نکاح کی جائے عورت اپنے رشتہ دار عورت پر واسطے خوف قطعیت کے اور اسی طرح روایت کی ہے خلال نے ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے کہ مکروہ جانتے تھے وہ جمع کرنے کو درمیان قرابتیوں کے واسطے خوف

کینے کے اور اسی کے ساتھ منقول ہے عمل ابن ابی لیلیٰ اور زفر سے لیکن منعقد ہو چکا ہے اجماع اس کے خلاف پر یعنی جائز ہے جمع کرنا نکاح میں دو عورتوں کو جو آپس میں رشتہ دار ہوں نقل کیا ہے اس کو ابن عبدالبر وغیرہ نے۔ (فتح)

وَلَيْسَ فِيْهِ تَحْرِيْمٌ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾.

اور نہیں ہے اس صورت میں حرام ہونا واسطے دلیل اللہ تعالیٰ کے اس قول کے کہ حلال ہیں تم کو جو سوائے ان عورتوں کے ہیں۔

**فائدہ:** یہ تفقہ ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا کہا ابن منذر نے کہ میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس نکاح کو باطل کہا ہو اور جو اس میں قیاس کے داخل ہونے کا قائل ہے اس پر لازم آتا ہے کہ اس کو حرام کرے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِذَا زَنٰى بِأُخْتِ امْرَأَتِهٖ لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهٗ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جب اپنی عورت کی بہن سے زنا کرے تو اس کی عورت اس پر حرام نہیں ہوتی۔

**فائدہ:** یہ پھرنا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے طرف اس کی کہ یہ جو آیا ہے کہ دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے تو مراد اس نہی سے جمع کرنا ان کا اس وقت ہے جب کہ ہو جمع کرنا ان کا ساتھ عقد نکاح کے اور یہی قول ہے جمہور کا اور مخالفت کی ہے اس میں ایک گروہ نے کما سیاتی۔ (فتح)

وَيُرْوٰى عَنْ يَحْيَى الْكِنْدِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَأَبِيْ جَعْفَرٍ فِيْمَنْ يَّلْعَبُ بِالصَّبِيِّ إِنْ أَدْخَلَهٗ فِيْهِ فَلَا يَتَزَوَّجَنَّ أُمَّهٗ وَيَحْيٰى هٰذَا غَيْرُ مَعْرُوْفٍ وَّلَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ.

اور مروی ہے یحییٰ کندی سے اس نے روایت کی ہے شعبی اور ابو جعفر سے اس شخص کے حق میں جو لڑکے سے کھیلتا ہے کہ اگر آلت کو اس کی دبر میں داخل کرے یعنی اس سے لواطت کرے تو وہ اس کی ماں سے نکاح نہ کرے اور یہ یحییٰ غیر معروف ہے کسی نے اس کی اس پر متابعت نہیں کی۔

**فائدہ:** یعنی اس کی عدالت معروف نہیں نہ یہ کہ مجہول ہے اور یہ قول جس کو یحییٰ نے روایت کیا ہے البتہ منسوب کیا گیا ہے طرف سفیان ثوری اور اوزاعی کے اور ساتھ اسی کے قائل ہے احمد اور اسی طرح اگر لواطت کرے اپنے سسر سے یا سالے سے یا کسی شخص سے پھر اس شخص کی لڑکی ہو تو ہر ایک ان میں سے حرام ہوتی ہے لواطت کرنے والے پر واسطے ہونے اس کے کی بیٹی یا بہن اس شخص کی جس سے اس نے لواطت کی اور مخالفت کی ہے اس کی جمہور نے سو خاص کیا ہے انہوں نے اس کو ساتھ اس عورت کے جس سے نکاح کیا جائے اور یہی ثابت ہوتا ہے ظاہر قرآن سے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وامهات نسآء كم وان تجمعوا بين الاختين﴾ اور مرد عورتوں میں سے نہیں ہے اور نہ بہن اور جو شخص کہ نکاح کرے کسی عورت سے سو لواطت کرے ساتھ اس کے تو کیا اس مرد پر اس عورت کی بیٹی

حرام ہوتی ہے یا نہیں سو شافعیوں کے اس میں دو قول ہیں، واللہ اعلم۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا زَنٰى بِهَا لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهٗ.

اور کہا عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب اپنی عورت کی ماں سے حرام کاری کرے تو اس کی عورت اس پر حرام نہیں ہوتی۔

**فائدہ:** اور اس باب میں ایک حدیث مرفوع ہے روایت کیا ہے اس کو دار قطنی اور طبرانی نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد سے کہ ایک عورت زنا کرے پھر اس کی بیٹی سے نکاح کرے یا بیٹی سے زنا کرے پھر اس کی ماں سے نکاح کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حرام کرتا حرام حلال کو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حرام کرتی ہے وہ چیز جو حلال نکاح سے ہو اور اس کی سند میں ایک راوی متروک ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں حرام کرتا حرام حلال کو اور اس کی سند پہلی حدیث سے اصح ہے۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي نَصْرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَرَّمَهٗ وَأَبُوْ نَصْرٍ هٰذَا لَمْ يُعْرَفْ بِسَمَاعِهٖ مِنَ ابْنِ عَبَّاسٍ.

اور ذکر کیا جاتا ہے ابو نصر سے اس نے روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ انہوں نے اس کو حرام کہا اور اس ابو نصر کا سماع ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت نہیں۔

**فائدہ:** موصول کیا ہے اس کو ثوری نے اپنی جامع میں کہ ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر کوئی مرد اپنی ساس سے زنا کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کی عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے اور ابن ابی شیبہ نے ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت کی ہے کہ جو کسی عورت کی شرم گاہ کی طرف دیکھے تو اس مرد کو نہ اس کی ماں حلال ہوتی ہے اور نہ اس کی بیٹی کہا بیہقی نے کہ اس کی سند مجہول ہے۔

وَيُرْوٰى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَّجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَّالْحَسَنِ وَبَعْضِ أَهْلِ الْعِرَاقِ تَحْرُمُ عَلَيْهِ.

اور روایت کی گئی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے اور جابر بن زید اور حسن اور بعض اہل عراق سے کہ اس کی عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

**فائدہ:** عبدالرزاق نے حسن بصری سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی مرد اپنی ساس سے زنا کرے تو دونوں اس پر حرام ہو جاتی ہیں اور قتادہ نے کہا کہ حرام نہیں ہوتی لیکن اس سے صحبت نہ کرے جب تک کہ نہ گزرے عدت اس عورت کی جس سے زنا کیا اور کہا یحییٰ بن یعمر نے شعبی سے کہ قسم ہے اللہ کی کہ حرام نے کبھی حلال کو حرام نہیں کیا تو کہا شعبی نے کیوں نہیں! اگر تو شراب کو پانی میں ڈالے تو اس پانی کا پینا حرام ہو جاتا ہے اور شاید مراد ساتھ بعض اہل عراق کے ثوری ہے کہ وہ بھی اسی قول کے ساتھ قائل ہے اور کہا شعبی نے کہ اگر کوئی کسی عورت کی ماں سے زنا کرے تو دونوں اس پر حرام ہو جاتی ہیں اور یہی ہے قول ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ساتھیوں کا کہا انہوں نے کہ جب کوئی مرد کسی عورت

سے زنا کرے تو اس عورت کی ماں اور بیٹی اس پر حرام ہو جاتی ہے اور ساتھ اس کے قائل ہے اوزاعی اور احمد اور عطاء اور یہی ہے ایک روایت مالک سے اور جمہور نے اس سے انکار کیا ہے انہوں نے کہا کہ یہ عورت اس پر حرام نہیں ہوتی اور جمہور کی حجت یہ ہے کہ نکاح شرع میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بولا جاتا ہے عقد پر نہ محض وطی پر اور نیز زنا میں نہ مہر ہے اور نہ عدت اور نہ میراث ہے کہا ابن عبدالبر نے کہ اجماع کیا ہے اہل فتویٰ نے شہروں سے اس پر کہ نہیں حرام ہے زانی پر نکاح کرنا اس عورت سے جس سے زنا کیا ہو سو اس کی ماں اور بیٹی کا نکاح بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ (فتح)

وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَا تَحْرُمُ حَتّٰى يُلْزِقَ بِالْاَرْضِ يَعْنِيْ يُجَامِعَ.

اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں حرام ہوتی اوپر اس کے یہاں تک کہ زمین سے ملائی جائے یعنی جماع کیا جائے ساتھ اس کے۔

**فائدہ:** اور شاید یہ اشارہ ہے طرف خلاف حنفیوں کے اس واسطے کہ انہوں نے کہا کہ حرام ہوتی ہے اس پر عورت اس کی ساتھ مجرد چھونے ماں اس کی کے اور نظر کرنے کے طرف شرم گاہ اس کی کے سو حاصل یہ کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کلام کا ظاہر یہ ہے کہ وہ حرام نہیں ہوتی مگر یہ کہ واقع ہو جماع سو اس مسئلے میں تین قول ہوں گے سو جمہور کا مذہب یہ ہے کہ نہیں حرام ہوتی مگر ساتھ جماع کے جو عقد شرعی سے ہو اور حنفیہ کا قول یہ ہے کہ جو مباشرت کہ شہوت سے ہو وہ بھی جماع کے ساتھ ملحق ہے واسطے ہونے اس کے نفع اٹھانا اور محل اس کا یہ ہے کہ جب کہ ہو مباشرت ساتھ سبب مباح کے اور بہر حال حرام سبب سو وہ اثر نہیں کرتا مانند زنا کے اور تیسرا مذہب یہ ہے کہ جب واقع ہو جماع حلال یا زنا تو اثر کرتا ہے بخلاف مقدمات اس کے۔ (فتح)

وَجَوَّزَهُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ وَالزُّهْرِيُّ.

اور جائز رکھا ہے اس کو ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور عروہ رحمۃ اللہ علیہ اور زہری رحمۃ اللہ علیہ نے۔

**فائدہ:** یعنی جائز رکھا ہے انہوں نے واسطے مرد کے یہ کہ رہے ساتھ اپنی عورت کے اگرچہ زنا کیا ہو اس کی ماں سے یا بہن سے برابر ہے کہ جماع کیا ہو یا جماع کے مقدمات کو کیا ہو اسی واسطے جائز رکھا ہے انہوں نے یہ کہ نکاح کرے اس عورت کی ماں یا بیٹی سے جس کے ساتھ زنا کیا ہو اور عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ کسی نے اس سے پوچھا کہ اگر کوئی مرد کسی سے زنا کرے تو اس کی ماں اس کو حلال ہے یا نہیں؟ عروہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نہیں حرام کرتا حرام حلال کو۔ (فتح)

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ قَالَ عَلِيٌّ لَا تَحْرُمُ وَهٰذَا مُرْسَلٌ.

زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کی عورت اس پر حرام نہیں ہوتی یعنی اپنی ساس کے ساتھ زنا کرنے سے اور یہ منقطع ہے۔

بَابُ ﴿وَرَبَآئِبُكُمُ اللَّاتِيْ فِيْ

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کہ تمہاری بیویوں کی

حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ﴾. لڑکیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں ان عورتوں سے جن سے تم نے دخول کیا۔

**فائدہ:** یہ ترجمہ معقود ہے واسطے تفسیر ربیبہ کے اور یہ کہ دخول سے کیا مراد ہے بہر حال ربیبہ سو مرد کی عورت کی بیٹی ہے اور خاوند سے کہا گیا اس کو یہ اس واسطے کہ یہ مربوبہ ہے اور بہر حال دخول سو اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ مراد ساتھ اس کے جماع ہے اور یہ صحیح تر قول شافعی کا ہے اور دوسرا قول اور وہ قول تین اماموں کا ہے کہ مراد ساتھ اس کے خلوت ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلدُّخُوْلُ وَالْمَسِيْسُ وَاللِّمَاسُ هُوَ الْجِمَاعُ اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد دخول اور مسیس اور لماس سے جماع ہے اور اسی طرح مباشرت اور رفث اور افضاء۔

وَمَنْ قَالَ بَنَاتُ وَلَدِهَا مِنْ بَنَاتِهِ فِي التَّحْرِيْمِ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّ حَبِيْبَةَ لَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ. اور بیان ہے اس شخص کا جو کہتا ہے کہ عورت کی پوتیاں وہ اس کی بیٹیاں ہیں حرام ہونے میں یعنی اپنی عورت کی پوتی سے بھی نکاح کرنا حرام ہے جیسے کہ اس کی بیٹی سے جس کو ربیبہ کہا جاتا ہے واسطے دلیل قول حضرت ﷺ کے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے اے بیویوں! اپنی بیٹیوں اور بہنوں کا نکاح مجھ سے کرنے کو نہ کہا کرو۔

**فائدہ:** اور یہ وجہ دلالت کی حضرت ﷺ کے اس قول کے عموم سے ہے کہ اپنی بیٹیوں کو اس واسطے کہ بیٹے کی بیٹی بھی بیٹی ہے۔

وَكَذٰلِكَ حَلَائِلُ وَلَدِ الْأَبْنَآءِ هُنَّ حَلَائِلُ الْأَبْنَآءِ. اور اسی طرح تمہارے پوتوں کی عورتیں وہ بیٹوں کی عورتیں ہیں یعنی وہ بھی ان کی طرح حرام ہیں اور اس پر سب کا اتفاق ہے اور اسی طرح بیٹوں کی بیٹیاں اور بیٹیوں کی بیٹیاں۔

وَهَلْ تُسَمَّى الرَّبِيْبَةَ وَإِنْ لَّمْ تَكُنْ فِي حَجْرِهٖ. اور کیا نام رکھا جاتا ہے ربیبہ اگرچہ اس کی گود میں نہ ہو۔

**فائدہ:** اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس بات کے کہ تقیید ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے فی حجورکم کیا وہ غالب کے واسطے ہے یا اس میں مفہوم مخالف معتبر ہے اور جمہور کا مذہب پہلا ہے اور اس مسئلے میں قدیم سے اختلاف ہے اور صحیح

ہو چکا ہے علی رضی اللہ عنہ سے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے فتویٰ دیا کہ اگر لڑکی گود میں نہ ہو تو اس سے نکاح کرنا درست ہے روایت کیا ہے اس کو ابن منذر وغیرہ نے اور یہ مسئلہ اگرچہ جمہور اس کے مخالف ہیں سو البتہ حجت پکڑی ہے ابو عبید نے واسطے جمہور کے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اپنی بیٹیوں کا نکاح کرنے کو میرے ساتھ نہ کہا کرو اس واسطے کہ یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عام ہے حجر کے ساتھ مقید نہیں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ مطلق محمول ہے مقید پر اور اگر نہ ہوتا اجماع حادث اس مسئلے میں اور کم یاب ہونا مخالف کا تو البتہ اس کو لینا اولیٰ ہوتا اس واسطے کہ حرام ہونا مشروط ہے ساتھ دو امروں کے یہ کہ ہو پرورش میں اور یہ کہ جو نکاح کا ارادہ رکھتا ہے اس نے اس کی ماں کے ساتھ دخول کیا ہو سو نہ حرام ہوگی ساتھ پائی جانے ایک شرط کے اور حدیث کے اکثر طریقوں میں بھی حجر کی قید آ چکی ہے جیسے کہ قرآن میں ہے سو قوی ہوا اعتبار کرنا اس کا۔ (فتح)

وَدَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبِيْبَةً لَهُ إِلٰى مَنْ يَّكْفُلُهَا.

اور دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ربیبہ اس شخص کو جو اس کو پالے۔

**فائدہ:** زینب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نوفل کو دی اور فرمایا کہ اس کو پرورش کر سو وہ اس کو لے گیا پھر آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لڑکی کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ اپنی ماں رضاعی کے پاس ہے۔

وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ ابْنَتِهِ ابْنًا.

اور نام رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹی کے بیٹے کو بیٹا۔

**فائدہ:** یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا جو مناقب میں گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے طرف قوی کرنے اس چیز کے جس کو ترجمہ میں ذکر کیا ہے کہ بیوی کی پوتی اس کی بیٹی کے حکم میں ہے۔ (فتح)

٤٧١٥ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لَكَ فِيْ بِنْتِ أَبِيْ سُفْيَانَ قَالَ فَأَفْعَلُ مَاذَا قُلْتُ تَنْكِحُ قَالَ أَتُحِبِّيْنَ قُلْتُ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَّأَحَبُّ مَنْ شَرِكَنِيْ فِيْكَ أُخْتِيْ قَالَ إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِيْ قُلْتُ بَلَغَنِيْ أَنَّكَ تَخْطُبُ قَالَ ابْنَةَ أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيْبَتِيْ

۴۷۱۵۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! کیا آپ کو ابو سفیان کی بیٹی کی رغبت ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کیا کروں؟ میں نے کہا نکاح کیجیے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو چاہتی ہے؟ میں نے کہا ہاں! میں آپ کے پاس اکیلی نہیں ہوں اور میں سوکنوں سے خالی نہیں ہوں اور محبوب تر جو مجھ کو آپ کی ذات میں شریک ہو میری بہن ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مجھ کو حلال نہیں میں نے کہا مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ آپ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے

مَا حَلَّتْ لِيْ أَرْضَعَتْنِيْ وَأَبَاهَا ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ دُرَّةُ بِنْتُ أَبِيْ سَلَمَةَ.

جس درہ نام ہے نکاح کرنا چاہتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی سے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا کہ اگر وہ میری گود میں پالی نہ ہوتی تو بھی مجھ کو حلال نہ ہوتی کہ مجھ کو اور اس کے باپ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا سو اپنی بیٹیوں اور بہنوں کا نکاح کرنے کو مجھ سے نہ کہا کرو۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابٌ ﴿وَأَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں یہ کہ جمع کرو دو بہنوں کو مگر جو پہلے گزر چکا۔

٤٧١٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ انْكِحْ أُخْتِيْ بِنْتَ أَبِيْ سُفْيَانَ قَالَ وَتُحِبِّيْنَ قُلْتُ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِيْ فِيْ خَيْرٍ أُخْتِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ ذٰلِكِ لَا يَحِلُّ لِيْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ إِنَّا لَنَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيْدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ فِيْ حَجْرِيْ مَا حَلَّتْ لِيْ إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِيْ وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ.

۴۷۱۶۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! میری بہن ابو سفیان کی بیٹی سے نکاح کیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو چاہتی ہے؟ میں نے کہا ہاں! میں آپ کے پاس تنہا نہیں ہوں اور محبوب تر جو مجھ کو خیر میں شریک ہو میری بہن ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک وہ مجھ کو حلال نہیں میں نے کہا یا حضرت! البتہ ہم چرچا سنتے ہیں کہ آپ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے جس کا نام درہ ہے نکاح کرنا چاہتے ہیں فرمایا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی سے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا قسم ہے اللہ کی اگر وہ میری گود میں پالی نہ ہوتی تو بھی مجھ کو حلال نہ ہوتی اس واسطے کہ وہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے مجھ کو اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا، سوائے میری بیویو! اپنی بیٹیوں اور بہنوں کا نکاح کرنے کو میرے ساتھ نہ کہا کرو۔

**فائدہ:** دو بہنوں کا نکاح میں ساتھ ہی جمع کرنا بالاجماع حرام ہے برابر ہے کہ دونوں بہنیں عینی ہوں یعنی دونوں کا ماں باپ ایک ہو یا صرف باپ کی طرف سے ہوں یا صرف ماں کی طرف سے ہوں اور برابر ہے کہ نسب کے سبب

ہوں یا دودھ کے سبب سے اور اگر دو سگی بہنیں لونڈیاں ہوں تو بعض سلف نے اس کو جائز رکھا ہے اور جمہور اور شہروں کے فقہاء اس پر ہیں کہ منع ہے اور اس کی نظیر جمع کرنا ہے درمیان عورت اور پھوپھی اس کی کے اور خالہ اس کی کے اور حکایت کیا ہے اس کو ثوری نے شیعہ سے۔ (فتح)

## بَابُ لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا.

نہ نکاح کیا جائے عورت کا اس کی پھوپھی پر یعنی اور نہ اس کی خالہ پر۔

٤٧١٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا وَقَالَ دَاوُدُ وَابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

۴۷۱۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ نکاح کیا جائے عورت کا اس کی پھوپھی پر یا اس کی خالہ پر اور کہا داؤد اور ابن عون نے شعبی سے اس نے روایت کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

**فائدہ:** بہر حال روایت داؤد کی سو موصول کیا ہے اس کو ترمذی اور دارمی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ نکاح کیا جائے عورت کا اس کی پھوپھی پر یا اس کی خالہ پر یا پھوپھی اور اپنی بھتیجی پر یا خالہ کا اپنی بھانجی پر نہ چھوٹی کا بڑی پر اور نہ بڑی کا چھوٹی پر اور یہ حدیث بہت طریقوں سے آئی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے مکروہ جانا یہ کہ جمع کیا جائے درمیان پھوپھی اور خالہ کے اور درمیان دو پھوپھیوں اور دو خالاؤں کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر تم نے ایسا کیا تو تم نے اپنا ناتا توڑ ڈالا کہا شافعی رحمہ اللہ علیہ نے کہ حرام ہونا جمع کا درمیان عورت کے اور پھوپھی اس کی کے یا خالہ اس کی کے یہی قول ہے جس کو میں بلا مفتیوں سے یعنی سب عالموں کا یہی قول ہے ان کو اس میں اختلاف نہیں اور کہا ترمذی رحمہ اللہ علیہ نے بعد روایت کرنے اس حدیث کے کہ عمل اس پر ہے نزدیک اہل علم کے ہم ان کے درمیان اختلاف نہیں جانتے کہ نہیں حلال ہے واسطے مرد کے یہ کہ نکاح میں عورت اور اس کی پھوپھی یا خالہ کو ایک ساتھ جمع کرے اور نہ یہ کہ نکاح کیا جائے عورت کا اس کی پھوپھی پر یا خالہ پر کہا ابن منذر نے کہ میں اس کے منع ہونے میں اب کچھ اختلاف نہیں جانتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خارجیوں کے ایک فرقے نے اس کو جائز رکھا ہے اور جب ثابت ہو حکم ساتھ سنت کے اور اتفاق کریں اہل علم اوپر قائل ہونے کے ساتھ اس کے تو نہیں ضرر کرتا اس کو خلاف مخالف کا اور اسی طرح نقل کیا ہے اجماع کو ابن عبدالبر اور ابن حزم اور قرطبی وغیرہ نے لیکن استثناء کیا ہے اس نے ایک گروہ کو خارجیوں سے اور شیعہ سے اور نقل کیا ہے ابن دقیق العید نے اس کو جمہور سے اور نہیں معین کیا اس نے مخالف کو۔ (فتح)

٤٧١٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا.

۴۷۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح میں ایک عورت کو اور اس کی پھوپھی کو ایک ساتھ جمع نہ کیا جائے اور نہ بھانجی اور اس کی خالہ کو جمع کیا جائے۔

٤٧١٩ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي قَبِيصَةُ بْنُ ذُؤَيْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَالْمَرْأَةُ وَخَالَتُهَا فَنُرٰى خَالَةَ أَبِيهَا بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ لِأَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَرِّمُوا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ.

۴۷۱۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ نکاح کیا جائے عورت کا اس کی پھوپھی پر اور عورت کا اس کی خالہ پر سو ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے باپ کی خالہ کا بھی یہی حکم ہے اس واسطے کہ عروہ نے حدیث بیان کی مجھ سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ حرام جانو رضاعت سے جو حرام ہے نسب سے۔

**فائدہ:** یہ جو کہا کہ کہ اس کی پھوپھی پر تو ظاہر اس کا خاص کرنا منع کا ہے ساتھ اس کے جب کہ ایک کو دوسرے پر نکاح کرے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ دونوں سے اکٹھا نکاح کرنا بھی منع ہے سو اگر دونوں کو نکاح میں اکٹھا کرے تو دونوں کا نکاح باطل ہو جاتا ہے یا باترتیب نکاح کرے تو دوسرا باطل ہو جاتا ہے اور تری کے معنی ہیں کہ ہم اعتقاد کرتے ہیں اور یہ جو کہا کہ اس کے باپ کی خالہ کا بھی یہی حکم ہے یعنی حرام ہے تو یہ حکم اس حدیث سے لینا مشکوک فیہ ہے اور شاید اس نے ارادہ کیا ہے کہ الحاق کرے جو حرام ہے سسرال کے علاقے سے ساتھ اس کے جو حرام ہے نسب سے جیسا کہ حرام ہوتا ہے دودھ پینے سے جو حرام ہوتا ہے نسب سے اور جب باپ کی خالہ رضاعی سے نکاح کرنا حلال نہیں تو اسی طرح باپ کی خالہ نکاح میں اس کو اور اس کی بھانجی کی بیٹی کو ایک ساتھ جمع نہ کیا جائے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حجت پکڑی ہے جمہور نے ساتھ ان حدیثوں کے اور خاص کیا ہے انہوں نے ساتھ ان کے عموم قرآن کو یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے عموم کو ﴿واحل لکم ما وراء ذلکم﴾ یعنی اور حلال ہوئیں تم کو جو سوائے ان کے ہیں اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے خاص کرنا عموم قرآن کا ساتھ خبر واحد کے اور جدا ہوا ہے صاحب ہدایہ حنفیہ میں سے اس بات کے ساتھ اس طور کے کہ یہ حدیث مشہور حدیثوں سے ہے جن کے ساتھ کتاب اللہ پر زیادتی جائز ہے۔ (فتح)

بَابُ الشِّغَارِ.

باب ہے بیچ بیان کرنے شغار کے۔

۴۷۲۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ أَنْ يُّزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهٗ عَلٰى أَنْ يُّزَوِّجَهُ الْاٰخَرُ ابْنَتَهٗ لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ.

۴۷۲۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا اور شغار یہ ہے کہ مرد اپنی بیٹی دوسرے کو نکاح کر دے اس شرط پر کہ وہ دوسرا اپنی بیٹی کو اس کو نکاح کر دے ان کے درمیان کوئی مہر نہ ہو۔

**فائدہ:** اور ایک روایت میں ہے کہ شغار یہ ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد سے کہے کہ تو اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دے اور میں اپنی بیٹی کا نکاح تجھ سے کر دیتا ہوں اور تو اپنی بہن مجھ کو نکاح کر دے اور میں اپنی بہن تجھ کو نکاح کر دیتا ہوں، روایت کیا ہے مسلم نے اور ایک روایت میں ہے کہ شغار یہ ہے کہ نکاح کیا جائے اس عورت کا بدلے اس عورت کے بغیر مہر کے کہ اس کا فرج اس کا مہر ہو اور اس کا فرج اس کا مہر ہو کہا قرطبی نے کہ تفسیر شغار کی صحیح ہے موافق ہے واسطے قول اہل لغت کے سو اگر مرفوع ہو تو یہی ہے مقصود اور اگر صحابی کا قول ہو تو بھی قبول ہے اس واسطے کہ وہ زیادہ تر جاننے والا ہے ساتھ کلام کے اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے کہ کیا اعتبار کیا جائے شغار ممنوع میں ظاہر حدیث کا بیچ تفسیر اس کی کے اس واسطے کہ اس میں دو وصفیں ہیں ایک یہ کہ ہر ایک ولی دونوں میں سے اپنی بیٹی یا بہن دوسرے کو نکاح کر دے بشرطیکہ دوسرا اس کو اپنی بیٹی یا بہن نکاح کر دے دوسری خالی ہونا ہر ایک کی فرج کا ہے مہر سے سو بعض نے تو دونوں کو اکٹھا اعتبار کیا ہے یہاں تک کہ نہیں ہے منع مثلا جب کہ ہر ایک دونوں میں سے دوسرے کو نکاح کر دے بغیر شرط کے اگرچہ مہر کو ذکر نہ کرے یا ہر ایک دوسرے کو شرط نکاح کر دے اور مہر کو ذکر کرے اور اکثر شافعیوں کا یہ مذہب ہے کہ علت نہی کی شریک ہونا ہے بضع میں اس واسطے کہ فرج ہر ایک کا دونوں میں سے ہوتا ہے مورد عقد کا اور ٹھہرانا بضع کا مہر مخالف ہے واسطے دراز کرنے عقد نکاح کے اور مہر کا ذکر نہ کرنا نہیں تقاضا کرتا بطلان کو اس واسطے کہ نکاح بغیر مہر مقرر کرنے کے بھی صحیح ہوتا ہے اور اختلاف ہے جب کہ نہ ذکر کریں دونوں بضع یعنی شرم گاہ کو صریح سو صحیح نزدیک ان کے صحیح ہونا نکاح کا ہے لیکن نص شافعی کی اس کے برخلاف پائی گئی ہے کہ اس نے کہا کہ یہی ہے وہ شغار جس سے حضرت ﷺ نے منع فرمایا اور یہ منسوخ ہے اور مختلف ہے نص شافعی کے جب کہ مقرر کرے ساتھ اس کے مہر کو سو نص کی ہے اس نے املا میں بطلان پر اور نص کی ہے اس نے مختصر میں صحت پر اور کہا قفال نے کہ علت بطلان میں تعلیق ہے اور توقیف سو گویا کہ کہتا ہے کہ نہیں منعقد ہوگا نکاح میری بیٹی کا واسطے تیرے یہاں تک کہ منعقد ہو نکاح بیٹی تیری کا واسطے میرے اور خطابی نے کہا کہ ابن ابی ہریرہ تشبیہ دیتا تھا ساتھ اس مرد کے جو کسی عورت سے نکاح کرے اور کسی عضو کو اس

کے اعضاء سے مستثنیٰ کرے اور تقریر اس کی یہ ہے کہ نکاح کر دے اپنی بیٹی کو اور مستثنیٰ کرے اس کی شرم گاہ کو جب کہ ٹھہرائے اس کو مہر واسطے دوسرے کے کہا غزالی نے وسیط میں کہ اس کی پوری صورت یہ ہے کہ میں نے تجھ کو اپنی بیٹی نکاح کر دی اس شرط پر کہ تو مجھ کو اپنی بیٹی نکاح کر دے اس شرط پر کہ دونوں میں سے ہر ایک کا بضع دوسری کا مہر ہو اور جب میری بیٹی کا نکاح منعقد ہو گا تو اس وقت تیری بیٹی کا نکاح بھی منعقد ہو جائے گا اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ لائق ہے کہ اتنا اور زیادہ کیا جائے یہ کہ نہ ہو ساتھ بضع کے کوئی چیز اور تا کہ بالاتفاق حرام ہو مذہب میں اور نقل کیا ہے خرقی نے کہ احمد نے نص کی ہے کہ علت نکاح شغار کے باطل ہونے کی نہ ذکر کرنا مہر کا ہے کہا ابن عبدالبر نے کہ اجماع ہے علماء کا اس پر کہ نکاح شغار کا جائز نہیں لیکن اختلاف ہے اس کی صحت میں کہ صحیح ہوتا ہے یا نہیں جمہور علماء کے نزدیک باطل ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت ہے کہ فسخ کیا جائے پہلے دخول کے نہ بعد اس کے اور حکایت کیا ہے ابن منذر نے اوزاعی سے اور حنفیوں کا مذہب یہ ہے کہ نکاح شغار صحیح ہے اور واجب ہے مہر مثل کا اور یہ قول زہری اور مکحول اور ثوری اور لیث کا ہے اور ایک روایت ہے احمد اور اسحاق اور ابو ثور سے اور یہ قول ہے اوپر مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے مختلف ہونے جہت کے اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عورتیں حرام ہیں مگر جو حلال کیں اللہ تعالیٰ نے یا لونڈی سو جب وارد ہو نہی نکاح سے تو پکی ہو جاتی ہے تحریم، کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اجماع ہے کہ بہنوں اور بھتیجیوں وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (فتح)

## بَابٌ هَلْ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِأَحَدٍ.

کیا جائز ہے واسطے کسی عورت کے کہ اپنی جان کسی کو بخشے۔

**فائدہ:** یعنی پس حلال ہو واسطے اس کے نکاح اس عورت کا اور یہ شامل ہے دو صورتوں کو ایک مجرد ہبہ کرنا اپنی جان کو بغیر ذکر مہر کے اور دوسرا عقد ساتھ لفظ ہبہ کے سو پہلی صورت میں جمہور کا مذہب یہ ہے کہ نکاح باطل ہے اور کہا حنفیوں نے کہ جائز ہے اور یہی قول ہے اوزاعی کا لیکن انہوں نے کہا کہ واجب ہوتا ہے مہر مثل کا اور کہا اوزاعی نے کہ اگر نکاح کرے لفظ ہبہ سے اور شرط کرے کہ مہر نہیں تو نکاح صحیح نہیں ہوتا اور حجت جمہور کی یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿**خالصة لك من دون المؤمنين**﴾ سو انہوں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے گنا ہے اور یہ کہ جائز ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نکاح کرنا بغیر مہر کے حال میں اور انہ انجام میں اور جو اس کو جائز رکھتے ہیں وہ اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جان بخشنے والی خاص ہوتی ہے ساتھ آپ کے نہ مطلق ہبہ اور لیکن دوسری صورت سو شافعیوں اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ نہیں صحیح ہوتا ہے نکاح مگر ساتھ لفظ نکاح کے تزویج کے اس واسطے کہ وہ دونوں لفظ صریح ہیں جن کے ساتھ وارد ہوا ہے قرآن اور حدیث اور اکثر کا مذہب یہ ہے کہ صحیح ہوتا ہے نکاح کنایات سے اور محبت پکڑی ہے واسطے ان کے طحاوی نے ساتھ قیاس کے طلاق پر کہ وہ جائز ہے صریح لفظوں سے اور کنایات سے ساتھ قصد کے۔ (فتح)

٤٧٢١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيمٍ مِّنَ اللَّائِي وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَمَا تَسْتَحِي الْمَرْأَةُ أَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِلرَّجُلِ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿ تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ ﴾ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَرٰى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَاكَ رَوَاهُ أَبُو سَعِيدٍ الْمُؤَدِّبُ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَّعَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ يَزِيدُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ.

۴۷۲۱۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا خولہ بنت حکیم ان عورتوں میں سے تھی جنہوں نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا عورت نہیں شرماتی یہ کہ اپنی جان مرد کو بخشے؟ سو جب یہ آیت اتری کہ پیچھے ہٹا تو جس کو چاہے عورتوں میں سے، میں نے کہا یا حضرت! نہیں دیکھتی میں آپ کے رب کو مگر کہ آپ کی رضا مندی میں جلدی کرتا ہے۔

اور روایت کیا ہے اس کو ابو سعید مؤدب اور محمد بن بشر اور عبدہ نے ہشام سے اس نے روایت کی ہے اپنے باپ سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بعض بعض پر زیادہ کرتے تھے۔

**فائدہ:** یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا نے غیرت کے سبب سے کہا نہیں تو منسوب کرنا ھوی کا طرف حضرت ﷺ کے ظاہر پر محمول نہیں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وما ینطق عن الھوی﴾ اور اگر عائشہ رضی اللہ عنہا رضا کا لفظ بولتیں تو لائق تر ہوتا لیکن غیرت کے سبب سے ایسے لفظ کا بولنا معاف ہے۔ (فتح)

## بَابُ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ. باب ہے بیچ نکاح کرنے محرم کے۔

**فائدہ:** شاید بخاری رحمہ اللہ حجت پکڑتا ہے طرف جواز کے یعنی احرام کی حالت میں نکاح کرنا جائز ہے اس واسطے کہ اس نے باب میں کوئی حدیث ذکر نہیں کی سوائے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور نہیں روایت کیا اس نے منع کی حدیث کو شاید وہ اس کی شرط کے موافق صحیح نہیں ہوئی۔ (فتح)

٤٧٢٢ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۴۷۲۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نکاح کیا میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں۔

**فائدہ:** ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنے امر کو عباس رضی اللہ عنہ کی طرف گردانا تو عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کا نکاح اس سے کر دیا اور ایک روایت میں ہے کہ خلوت کی حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے اس حال میں کہ وہ حلال تھیں اور فوت ہوئیں سرف میں کہا اثرم نے میں نے احمد سے کہا کہ ابو ثور کہتا ہے کہ کس طرح

جائے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو باوجود صحیح ہونے اس کے کی تو کہا اس نے اللہ ہے مددگار، ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وہم کیا اور حالانکہ میمونہ رضی اللہ عنہا خود کہتی ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا اور آپ حلال تھے یعنی احرام میں نہ تھے اور البتہ معارض ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کی کہ نہ نکاح کرے محرم اپنا اور نہ نکاح کرے کسی دوسرے کا، روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور تطبیق یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث محمول ہے اس پر یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ حدیثیں اس حکم میں مختلف آئی ہیں لیکن حلال ہونے کی حالت میں نکاح کرنے کی راویت بہت طریقوں سے آئی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث صحیح الاسناد ہے لیکن احتمال ہے وہم کا ایک کی طرف قریب تر ہے وہم سے طرف جماعت کے سوا دنیٰ درجہ دونوں حدیثوں کا یہ ہے کہ معارض ہوں سو طلب کی جائے حجت ان کے غیر سے یعنی کوئی اور حدیث طلب کی جائے جو ان دونوں کا فیصلہ کرے اور حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کی محرم کے نکاح کے منع ہونے میں صحیح ہے پس اسی پر ہے اعتماد اور ترجیح دی جاتی ہے عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ساتھ اس طور کے کہ وہ ایک قاعدہ ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے اس میں کئی قسم کے احتمالات ہیں ایک یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے یہ ہے کہ جو ہدی کے گلے میں جوتیوں کا ہار ڈالے وہ محرم ہو جاتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عمرے میں میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس میں ہدی کے گلے میں ہار ڈالا تھا تو اس کے اس قول سے کہ نکاح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میمونہ رضی اللہ عنہا سے حالت احرام میں یہ مراد ہے عقد کیا اس سے اس کے بعد کہ ہدی کے گلے میں ہار ڈالا اگرچہ ابھی احرام نہ باندھا تھا اور اس کا سبب یوں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع کو نکاح کا پیغام دے کر میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تو اس نے اپنی طرف سے عباس رضی اللہ عنہ کو مختار کیا عباس رضی اللہ عنہ نے اس کا نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا اور روایت کی ہے ابن خزیمہ اور ابن حبان اور ترمذی نے ابو رافع سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا میمونہ رضی اللہ عنہا سے اور حالانکہ آپ حلال تھے اور بنا کی اس سے اس حال میں کہ حلال تھے اور میں دونوں کے درمیان قاصد تھا اور ایک یہ کہ مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محرم ہونے سے یہ ہے یعنی داخل ہونے والے تھے حرم یا مہینے حرام میں اور اس تاویل کی طرف مائل کی ہے ابن حبان نے اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے معارض ہے حدیث یزید بن اصم کی کہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا اور حالانکہ حلال تھے اور وہ میری خالہ تھیں اور کہا طبری نے ٹھیک بات ہمارے نزدیک یہ ہے کہ نکاح محرم کا فاسد ہے واسطے صحیح ہونے حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کے اور بہر حال قصہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا سو اس میں حدیثیں متعارض ہیں پھر بیان کیا اس نے ایوب کے طریق سے کہ مجھ کو خبر ہوئی کہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں اختلاف اس وجہ سے واقع ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا تھا تاکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح میمونہ رضی اللہ عنہا سے کر دیں سو عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح اس سے کر دیا سو بعض نے کہا کہ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام سے پہلے نکاح کر دیا

اور بعض نے کہا کہ احرام کی حالت میں اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ عمر اور علی رضی اللہ عنہما وغیرہ اصحاب نے جدا کیا ایک مرد کو اس کی عورت سے جس نے احرام کی حالت میں نکاح کیا تھا اور نہیں ہوتا یہ مگر ثبوت سے۔

**فائدہ:** ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے مطابق عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے روایت کیا ہے اس کو نسائی اور دارقطنی نے اور اس میں رد ہے ابن عبدالبر پر کہ اس نے کہا کہ اصحاب میں سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سوائے کسی نے اس حدیث کو روایت نہیں کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور مجاہد اور شعبی سے بھی اسی طرح روایت آئی ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور انس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت آئی ہے روایت کیا ہے اس کو طحاوی نے اور شاید انس رضی اللہ عنہ کو عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث نہیں پہنچی کہ احرام کی حالت میں نکاح کرنا حلال نہیں۔ (فتح)

## بَابُ نَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ اٰخِرًا.

باب ہے اس بیان میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح متعہ سے اخیر میں منع فرمایا۔

**فائدہ:** نکاح متعہ یہ ہے کہ کہے مرد اس عورت کو کہ موانع سے خالی ہو کہ فائدہ اٹھاؤں گا میں ساتھ تیرے مدت دس روز تک مثلاً یا کہے کہ چند روز یا نہ ذکر کے دنوں کا بدلے اتنے مال کے خواہ مدت دراز ہو یا کم پھر جب وہ مدت گزر جائے تو واقع ہو جدائی درمیان مرد اور عورت کے اور یہ جو ترجمہ میں کہا اخیراً تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ وہ پہلے مباح تھا اور یہ کہ اس سے نہی اخیر زمانے میں واقع ہوئی اور باب کی حدیثوں میں اس کی تصریح نہیں کہ نہی اخیر زمانے میں واقع ہوئی لیکن باب کے اخیر میں کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نکاح متعہ منسوخ ہو چکا ہے اور البتہ وارد ہو چکی ہیں چند حدیثیں صحیحہ جو صریح ہیں اس میں کہ پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی پھر اس کے بعد اس سے منع فرمایا اور جو نہایت قریب تر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ہے وہ یہ حدیث ہے جو ابو داؤد نے زہری کے طریق سے روایت کی ہے کہ ہم عمر بن عبدالعزیز کے پاس تھے سو ہم نے آپس میں نکاح متعہ کا ذکر کیا تو ایک مرد نے جس کو ربیع بن سبرہ کہا جاتا تھا کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اپنے باپ پر کہ اس نے حدیث بیان کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں نکاح متعہ سے منع کیا۔ (فتح)

٤٧٢٣ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَأَخُوْهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِمَا أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

۴۷۲۳۔ حضرت محمد بن علی سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن نکاح متعہ اور گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت سے منع کیا۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ وَعَنْ
لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ.

**فائدہ:** ایک روایت میں ہے کہ کسی نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نکاح متعہ میں کچھ ڈرنہیں دیکھتے کما سیاتی فی الحیل اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہما پر گزرے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فتوی دیتے تھے نکاح متعہ میں کہ اس کا کچھ ڈرنہیں اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ٹھہرا اے ابن عباس! اور علی رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں ایک اشکال ہے اس واسطے کہ اس میں ہے کہ نکاح متعہ سے خیبر کے دن ممانعت واقع ہوئی اور حالانکہ اس بات کو کوئی اہل سیرنہیں پہنچانتا سو ظاہر یہ ہے کہ زہری کے لفظ میں تقدیم وتاخیر واقع ہوئی ہے اور مسند حمیدی میں اس حدیث کے روایت کرنے کے بعد یہ ہے کہ ابن عیینہ نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت سے منع کیا اور نکاح متعہ سے اس دن منع نہیں کیا یعنی بلکہ دن جنگ خیبر کے سوائے اور دن میں منع کیا کہا ابن عبدالبر نے کہ اسی پر ہیں اکثر لوگ، کہا بیہقی نے لائق ہے کہ ہو جیسا ابن عیینہ نے کہا واسطے صحیح ہونے حدیث کے بیچ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے بعد نکاح متعہ کی رخصت دی پھر اس سے منع کیا سو نہ تمام ہوگی حجت پکڑنی علی رضی اللہ عنہ کی مگر جب کہ واقع ہو نہی اخیر تا کہ قائم ہو ساتھ اس کے حجت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اور ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں کہا کہ میں نے اہل علم سے سنا کہ علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معنی یہ ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت سے منع کیا اور نکاح متعہ سے چپ رہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نکاح متعہ فتح مکہ کے دن منع کیا اور ان لوگوں کو باعث اس پر یہ چیز ہوئی ہے کہ خیبر کی جنگ کے بعد بھی نکاح متعہ کی اجازت ثابت ہو چکی ہے جیسا کہ اشارہ کیا ہے اس کی طرف بیہقی نے لیکن ممکن ہے کہ کہا جائے کہ شاید علی رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے دن نکاح متعہ کی اجازت نہیں پہنچی واسطے واقع ہونے نہی کے اس سے عنقریب اور کہا ماوردی نے کہ نکاح متعہ کئی بار مباح ہوا اسی واسطے اخیر بار میں کہا قیامت تک واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کے کہ تحریم ماضی تھی خبر دینے والی کہ اس کے بعد مباح ہوگا برخلاف اس بار کے کہ وہ تحریم مؤبد یعنی قیامت تک حرام ہے اس کے بعد کبھی مباح نہیں ہوگا اور یہی معتمد ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ ٹھیک بات یہ ہے کہ نکاح متعہ دو بار مباح ہوا اور دو بار حرام ہوا سو جنگ خیبر سے پہلے مباح تھا پھر اس میں حرام ہوا پھر مباح ہوا دن فتح مکہ کے اور وہ سال جنگ اوطاس کا ہے پھر حرام ہوا قیامت تک اور نہیں ہے کوئی مانع کہ کئی بار مباح ہوا ہو اور امام شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ نکاح متعہ دو بار منسوخ ہوا اور پہلے گزر چکی ہے اول نکاح میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیچ سبب اجازت کے نکاح متعہ میں اور یہ کہ جب وہ جنگ کرتے تھے تو ان پر مجرد رہنا مشکل ہوتا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نکاح متعہ کی اجازت دی سو شاید نہی دوہرائی جاتی تھی ہر جگہ میں اجازت کے بعد سو جب اخیر بار میں واقع ہوا

کہ نکاح متعہ قیامت تک حرام ہوا تو اس کے بعد اجازت واقع نہ ہوئی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں امر کی رخصت دیتے تھے نکاح متعہ کی بھی اور گدھوں کے گوشت کی بھی کما سیاتی سو یہی حکم ہے اس میں کہ علی رضی اللہ عنہ نے دونوں امروں کو جمع کیا اور دونوں حکم میں ان پر رد کیا اور یہ کہ یہ خیبر کے دن واقع ہوا سو یا تو یہ حدیث ظاہر پر محمول ہوگی اور یہ کہ دونوں ایک وقت میں منع ہوئے اور یا جواذن کہ فتح مکہ کے دن واقع ہوا وہ علی رضی اللہ عنہ کو نہیں پہنچا واسطے چھوٹے ہونے مدت اجازت کے اور وہ تین دن ہیں کما تقدم اور مسلم میں سمرہ بن معبد سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! البتہ میں نے تم کو اجازت دی تھی عورتوں سے متعہ کرنے کی اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اس متعہ کو حرام کیا ہے قیامت تک سو جس کے پاس کوئی متعہ والی عورت ہو تو چاہیے کہ اس کو چھوڑ دے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ہم کو حکم دیا ساتھ نکاح متعہ کے جب کہ ہم مکے میں داخل ہوئے پھر نہ نکلے مکے سے یہاں تک کہ ہم کو اس سے منع کیا اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا وہ حرام ہے تمہارے اس دن سے قیامت تک اور سبب مباح ہونے متعہ کا حاجت جماع کی ہے باوجود نہ میسر ہونے کسی چیز کے اور سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ رخصت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح متعہ میں اس واسطے کہ لوگوں پر مجرد رہنا مشکل ہوا پھر اس سے منع کیا پھر جب خیبر فتح ہوا اور مال اور بندیوں کی فراخی ہوئی تو مناسب ہوا منع کرنا متعہ سے واسطے دور ہونے سبب مباح ہونے کے اور تھا یہ تمامی شکر سے اللہ کی نعمت پر کہ اللہ نے لوگوں کو تنگی کے بعد وسعت دی یا اباحت صرف ان جنگوں میں واقع ہوتی تھی جن میں مسافت دور ہوتی اور مشقت ہوتی اور خیبر مدینے سے قریب ہے سو واقع ہوئی نہی متعہ سے بیچ اس کے واسطے اشارہ کے طرف اس کے بغیر متقدم ہونے اجازت کے بیچ اس کے پھر جب پھرے طرف سفر دور دراز مدت والے کے اور وہ جنگ فتح مکہ کا تھا اور ان پر مجرد رہنا دشوار ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فقط تین دن متعہ کی اجازت دی واسطے دفع کرنے حاجت کے پھر تین دن کے گزرنے کے بعد ان کو اس سے منع کیا اور اسی طرح جواب دیا جاتا ہے ہر سفر سے کہ ثابت ہوئی ہے اس میں نہی اجازت کے بعد اور راجح تر یہ بات ہے کہ نکاح متعہ فتح مکہ کے دن حرام ہوا۔ (فتح)

٤٧٢٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَآءِ فَرَخَّصَ فَقَالَ لَهُ مَوْلًى لَهُ إِنَّمَا ذٰلِكَ فِي الْحَالِ الشَّدِيْدِ وَفِي النِّسَآءِ قِلَّةٌ أَوْ نَحْوَهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَعَمْ.

۴۷۲۴۔ حضرت ابو جمرہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ کسی نے ان سے نکاح متعہ کا حکم پوچھا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی رخصت دی سو ان کے غلام آزاد نے ان سے کہا کہ یہ حکم سخت حال میں تھا اور عورتیں کم تھیں یا مانند اس کے کہا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں۔

**فائدہ:** ایک روایت میں ہے کہ یہ رخصت جہاد میں تھی اور عورتیں کم تھیں اور یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہاں تو ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا متعہ رخصت بیچ ابتدا اسلام کے واسطے اس شخص کے جو اس کی طرف بے بس ہو مانند مردار کے اور خون کے اور سور کے گوشت کے اور تائید کرتی ہے اس کی جو خطابی اور فاکہی نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ البتہ چلے تیرے فتوے کے ساتھ سوار اور اس میں شاعروں نے شعر کہے یعنی نکاح متعہ میں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں نے اس کے ساتھ فتویٰ نہیں دیا اور نہیں ہے وہ مگر مانند مردار کے نہیں حلال ہے مگر بے بس کو اور ایک روایت میں ہے کہ خبردار ہو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ مانند مردار اور لہو اور سور کے گوشت کے ہے اور یہ آثار قوی کرتے ہیں بعض بعض کو اور حاصل ان کا یہ ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اجازت دی گئی ہے نکاح متعہ میں بسبب مجرد ہونے کے حالت سفر میں اور یہ موافق ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حدیث کو جو ابتدا نکاح میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٤٧٢٥ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَا كُنَّا فِي جَيْشٍ فَأَتَانَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُمْ أَنْ تَسْتَمْتِعُوْا فَاسْتَمْتِعُوْا وَقَالَ ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ تَوَافَقَا فَعِشْرَةُ مَا بَيْنَهُمَا ثَلَاثُ لَيَالٍ فَإِنْ أَحَبَّا أَنْ يَتَزَايَدَا أَوْ يَتَتَارَكَا تَتَارَكَا فَمَا أَدْرِيْ أَشَيْءٌ كَانَ لَنَا خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ وَبَيَّنَهُ عَلِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَنْسُوْخٌ.

۴۷۲۵۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک لشکر میں تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایلچی ہمارے پاس آیا سو اس نے کہا کہ بے شک تم کو اجازت ہوئی کہ تم فائدہ اٹھاؤ سو تم فائدہ اٹھاؤ یعنی عورتوں سے متعہ کرو اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مرد اور عورت موافقت کریں نکاح میں یعنی مطلق بغیر ذکر مدت کے تو عشرت ان دونوں کے درمیان تین دن ہیں پھر اگر تین دن گزرنے کے بعد چاہیں کہ زیادہ کریں مدت میں زیادہ کریں اور اگر چاہیں کہ جدا جدا ہوں تو جدا جدا ہوں سو میں نہیں جانتا کہ کیا یہ چیز ہمارے واسطے خاص تھی یا سب لوگوں کے واسطے عام تھی ۔ کہا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ بیان کیا ہے اس کو علی رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نکاح متعہ منسوخ ہے۔

**فائدہ:** یہ جو کہا کہ ہم ایک لشکر میں تھے تو اس سے تعیین معلوم نہیں لیکن روایت کی ہے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اوطاس کے سال تین دن متعہ کی اجازت دی پھر اس سے منع کیا اور ایک وایت میں جابر رضی اللہ عنہ

سے آیا ہے کہ متعہ کیا ہم نے حضرت ﷺ کے زمانے میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور ایک روایت میں اس کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے کہ یہاں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا عمرو بن حریث کے حال میں اور اس کا قصہ یوں ہے کہ کہا جابر رضی اللہ عنہ نے کہ عمرو بن حریث کوفے میں آیا اور ایک لونڈی آزاد سے متعہ کیا سو وہ اس سے حاملہ ہوئی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا اس نے اقرار کیا کہا سو اسی وقت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا اور یہ نہی عمر رضی اللہ عنہ کی موافق ہے حضرت ﷺ کی نہی کو۔ میں کہتا ہوں اور جابر رضی اللہ عنہ اور سلمہ رضی اللہ عنہ وغیرہ جو لوگ کہ حضرت ﷺ کے بعد نکاح متعہ کے جواز پر بدستور رہے تو شاید ان کو نہی نہیں پہنچی یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو منع کیا اور نیز مستفاد ہوتا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے اجتہاد کے ساتھ منع نہیں کیا بلکہ منع کیا ان کو ساتھ سند کے حضرت ﷺ سے اور البتہ واقع ہوئی ہے تصریح ساتھ اس کے اس حدیث میں کہ روایت کیا ہے اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو خطبہ پڑھا اور کہا کہ حضرت ﷺ نے ہم کو نکاح متعہ کی تین دن اجازت دی پھر اس کو حرام کر ڈالا اور ایک روایت میں ہے کہ حمد وثناء کے بعد کہا کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ نکاح متعہ کرتے ہیں بعد منع کرنے حضرت ﷺ کے اس سے روایت کیا ہے اس کو بیہقی وغیرہ نے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ڈھا دیا ہے متعہ کو نکاح اور طلاق اور عدت اور میراث نے روایت کیا ہے اس کو ابن حبان نے۔ (فتح) اور یہ جو کہا کہ مرد اور عورت موافقت کریں نکاح پر تو ان کی گزران تین دن ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ مدت کا مطلق ہونا محمول ہے مقید پر ساتھ تین دنوں کے سمیت ان کی راتوں کے اور یہ جو کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کیا یہ چیز ہمارے واسطے خاص تھی یا عام لوگوں کے واسطے تھی تو واقع ہوئی ہے تصریح ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ساتھ خاص ہونے کے روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے اس سے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حلال ہوا واسطے ہمارے یعنی واسطے اصحاب حضرت ﷺ کے متعہ کرنا عورتوں سے تین دن پھر حضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور یہ جو کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت ﷺ سے بیان کیا ہے کہ وہ منسوخ ہے تو مراد اس کی ساتھ اس کے تصریح علی رضی اللہ عنہ کی ہے حضرت ﷺ سے ساتھ نہی کے اس سے بعد اجازت دینے کے بیچ اس کے اور اس کا بیان بسط کے ساتھ پہلی حدیث میں گزر چکا ہے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ منسوخ کیا رمضان نے ہر روزے کو اور منسوخ متعہ کو طلاق اور عدت اور میراث نے اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ نکاح متعہ کے کہا ابن منذر نے کہ پہلوں سے اس کی رخصت آئی ہے اور میں نہیں جانتا کہ کوئی اس کو اب جائز رکھتا ہو مگر بعض رافضی اور نہیں ہیں کوئی معنی واسطے اس قول کے جو قرآن اور حدیث کے مخالف ہو اور کہا عیاض نے کہ پھر واقع ہوا ہے اجماع سب علماء کا اوپر حرام ہونے اس کے مگر رافضیوں نے اس کو جائز رکھا ہے اور بہر حال ابن عباس رضی اللہ عنہما سو مروی ہے اس سے مباح ہونا اس کا اور بھی مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے رجوع کیا کہا ابن بطال نے کہ روایت رجوع کی اس سے ضعیف

سندوں کے ساتھ آئی ہے اور اجازت متعہ کی اس سے صحیح تر ہے اور یہی ہے مذہب شیعہ کا اور اجماع ہے علماء کا اس پر کہ جب واقع ہو جواب تو باطل کیا جائے برابر ہے کہ دخول سے پہلے ہو یا پیچھے مگر قول زفر کا کہ ٹھہرایا اس نے اس کو مانند شرط فاسد کے اور رد کرتا ہے اس کو قول حضرت ﷺ کا کہ جس شخص کے پاس کوئی متعہ والی عورت ہو تو چاہیے کہ اس کو چھوڑ دے اور یہ حدیث مسلم میں ہے، کہا خطابی نے کہ حرام ہونا نکاح متعہ کا مانند اجماع کے ہے مگر بعض شیعہ سے اور نہیں صحیح ہے ان کے قاعدے پر اس واسطے کہ ان کا قاعدہ یہ ہے کہ مختلف مسئلوں میں علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل بیت کی طرف رجوع کیا جائے سو البتہ صحیح ہو چکا ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ متعہ منسوخ ہوا اور نقل کیا ہے بیہقی نے جعفر بن محمد سے کہ وہ متعہ سے پوچھے گئے تو کہا کہ وہ ہو بہو زنا ہے کہا ابن دقیق العید نے کہ جو بعض حنفیوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے اس کا جواز نقل کیا ہے تو وہ خطا ہے اس واسطے کہ مبالغہ کیا ہے مالکیوں نے بیچ منع کرنے نکاح موقت کے یہاں تک کہ باطل کہا ہے انہوں نے توقیت حل کو اس کے سبب سے سو کہا انہوں نے کہ اگر معلق کرے ایسے وقت پر کہ اس کا آنا ضرور ہے تو واقع ہوتی ہے طلاق اب اس واسطے کہ یہ توقیت ہے واسطے حل کے یعنی موقت کرنا پس ہوگا بیچ منع متعہ نکاح کے کہا عیاض نے اور اجماع ہے اس پر کہ شرط بطلان کی تصریح کرتی ہے ساتھ شرط کے سوا گر نیت کرے وقت عقد کے یہ کہ چھوڑے بعد مدت کے تو صحیح ہو جاتا ہے نکاح مگر اوزاعی نے اس کو باطل کہا ہے اور اختلاف ہے کہ اگر کوئی نکاح متعہ کرے تو اس کو حد ماری جائے یا تعزیر اس میں دو قول ہیں ماخذ ان کا یہ ہے کہ اتفاق بعد خلاف کے کیا اٹھا دیتا ہے خلاف پہلے کو اور کہا قرطبی نے کہ سب روایتوں کا اتفاق ہے اس پر کہ زمانہ اباحت متعہ کا دراز نہیں ہوا اور یہ کہ وہ حرام ہوا پھر اجماع کیا ہے سلف اور خلف نے اس کے حرام ہونے پر مگر جس کی طرف التفات نہیں کیا جاتا رافضیوں سے اور جزم کیا ہے ایک جماعت نے کہ اکیلے ہوئے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما ساتھ مباح جاننے اس کے کی سو وہ مسئلہ مشہورہ سے ہے اور وہ کمیاب ہونا مخالف کا ہے فقط ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی نے اس کو مباح کہا ہے ان کے سوائے کسی نے اس کو مباح نہیں کہا لیکن کہا ابن عبدالبر نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھی مکے والوں اور یمن والوں سے اس کو مباح کہتے ہیں پھر اتفاق کیا ہے شہروں کے فقہاء نے اس پر کہ وہ حرام ہے اور کہا ابن حزم رحمہ اللہ نے کہ ثابت ہو چکی ہے اباحت اس کی بعد حضرت ﷺ کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ سے لیکن اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اس کی سند صحیح نہیں اور باوجود اس کے کہ اعتراف کیا ہے ابن حزم رحمہ اللہ نے ساتھ حرام ہونے اس کے کی واسطے ثابت ہونے اس کے کی حضرت ﷺ سے کہ وہ حرام ہے قیامت تک۔ (فتح)

## بَابُ عَرْضِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا عَلَى الرَّجُلِ الصَّالِحِ.

جائز ہے واسطے عورت کے پیش کرنا اپنی جان کا نیک مرد پر۔

**فائدہ:** کہا ابن منیر نے حاشیہ میں کہ بخاری کے لطائف سے ہے جب اس نے معلوم کیا خصوصیت کو بیچ قصے اس

عورت کے جس نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی تھی تو استنباط کی حدیث سے وہ چیز جس میں خصوصیت نہیں اور وہ جواز عرض کرنا عورت کا ہے اپنی جان کو نیک مرد پر واسطے رغبت کے اس کی پرہیز گاری اور نیکوکاری میں سو یہ عورت کو جائز ہے اور جب رغبت کرے مرد بیچ اس کے تو نکاح کرے اس سے ساتھ شرط اس کی کے۔ (فتح)

٤٧٢٦ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مَرْحُوْمُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا الْبُنَانِيَّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ أَنَسٍ وَّعِنْدَهٗ ابْنَةٌ لَّهٗ قَالَ أَنَسٌ جَآءَتِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَكَ بِيْ حَاجَةٌ فَقَالَتْ بِنْتُ أَنَسٍ مَا أَقَلَّ حَيَآئَهَا وَا سَوْأَتَاهُ وَا سَوْأَتَاهُ قَالَ هِيَ خَيْرٌ مِّنْكِ رَغِبَتْ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا.

۴۷۲۶۔ حضرت ثابت بنانی سے روایت ہے کہ میں انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور ان کے پاس ان کی ایک بیٹی تھی کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی عرض کرتی تھی کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخشی کہا یا حضرت! کیا آپ کو میری حاجت ہے؟ تو انس رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے کہا کہ کیا کم شرم تھی اے فعل بد! اے فعل بد! انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تجھ سے بہتر تھی کہ اس نے حضرت ﷺ کے نکاح کی رغبت کی سو اپنی جان حضرت ﷺ پر عرض کی۔

**فائدہ:** میں اس عورت کی تعیین پر واقف نہیں ہوا اور شاید یہ ان عورتوں میں ہے جنہوں نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی تھی اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ کہ یہ عورت اور ہے جس عورت کا سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ذکر ہے اور وہ اور ہے۔ (فتح)

٤٧٢٧ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَوِّجْنِيْهَا فَقَالَ مَا عِنْدَكَ قَالَ مَا عِنْدِيْ شَيْءٌ قَالَ اِذْهَبْ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَّلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ وَّلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِيْ وَلَهَا نِصْفُهٗ

۴۷۲۷۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی سو ایک مرد نے کہا یا حضرت! مجھ کو نکاح کر دیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ ہے اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں فرمایا جا اور تلاش کر اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو سو وہ مڑ گیا پھر پھرا سو اس نے کہا قسم ہے اللہ کی میں نے کچھ چیز نہیں پائی اور نہ لوہے کی ایک انگوٹھی لیکن میرا یہ تہہ بند ہے میں اس کو آدھا دیتا ہوں سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے پاس چادر نہ تھی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کیا کرے گا تہہ بند سے اگر تو اس کو پہنے گا تو

قَالَ سَهْلٌ وَّمَا لَهُ رِدَآءٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَّبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَّإِنْ لَّبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ فَرَاٰهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُ أَوْ دُعِيَ لَهُ فَقَالَ لَهُ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَقَالَ مَعِيْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا لِسُوَرٍ يُّعَدِّدُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْلَكْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

اس عورت پر کچھ نہ رہے گا اور اگر وہ اس کو پہنے گی تو تجھ پر اس سے کچھ نہ رہے گا سو وہ مرد بیٹھ گیا یہاں تک کہ جب اس کو بیٹھے بہت دیر ہوئی تو اٹھ کھڑا ہوا سو حضرت ﷺ نے اس کو دیکھ کر بلایا یا آپ کے پاس بلایا گیا سو فرمایا کہ کیا ہے تیرے پاس قرآن سے؟ اس نے کہا کہ مجھ کو فلاں فلاں سورت یاد ہے اس نے چند سورتوں کو گنا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے تجھ کو اس کا مالک کر دیا قرآن (یاد کروانے) کے بدلے جو تیرے پاس ہے۔

**فائدہ:** ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے عورت کہ کہ مرد کو کہے کہ تو مجھ سے نکاح کر لے یا میں نے اپنی جان نکاح کر دی اور اس کو معلوم کروانا کہ مجھ کو تجھ سے رغبت ہے اور یہ کہ نہیں ہے کوئی نقص اس پر بیچ اس کے اور یہ کہ جس مرد پر عورت اپنی جان کو پیش کرے اس کو اختیار ہے نکاح کرنے اور نہ کرنے میں لیکن مرد کو لائق نہیں کہ اس کو صریحًا کہے کہ میں تجھ سے نکاح نہیں کرتا یا مجھ کو تیری حاجت نہیں بلکہ کافی ہے چپ رہنا اور اس میں چپ رہنا عالم کا ہے اور جو کسی حاجت سے سوال کیا جائے جب کہ نہ ارادہ کرے اسعاف کا اور یہ نرم تر ہے سائل کے پھیرنے میں۔ (فتح)

## بَابُ عَرْضِ الْإِنْسَانِ ابْنَتَهٗ أَوْ أُخْتَهٗ عَلٰى أَهْلِ الْخَيْرِ.

## عرض کرنا آدمی کا اپنی بیٹی یا بہن کو نیک لوگوں پر۔

۴۷۲۸ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِيْنَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنْ

۴۷۲۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حفصہ رضی اللہ عنہا عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی یعنی میری بہن خنیس سے بیوہ ہوئی یعنی ان کا خاوند مر گیا اور وہ حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے تھا سو مدینے میں فوت ہو اسو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو میں نے اس سے کہا کہ تو حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لے سو اس نے کہا کہ میں اپنے کام یعنی اس بات میں سوچوں گا سو میں چند دن ٹھہرا پھر مجھ سے ملا

أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتُوُفِّيَ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقَالَ سَأَنْظُرُ فِيْ أَمْرِيْ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ لَقِيَنِيْ فَقَالَ قَدْ بَدَا لِيْ أَنْ لَّا أَتَزَوَّجَ يَوْمِيْ هٰذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِيْتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ زَوَّجْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ أَبُوْ بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا وَّكُنْتُ أَوْجَدَ عَلَيْهِ مِنِّيْ عَلٰى عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ فَلَقِيَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ وَجَدْتَّ عَلَيَّ حِيْنَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ شَيْئًا قَالَ عُمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِيْ أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيْمَا عَرَضْتَ عَلَيَّ إِلَّا أَنِّيْ كُنْتُ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ لِّأُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبِلْتُهَا.

سو اس نے کہا مجھ کو مناسب معلوم ہوا کہ میں آج نکاح نہ کروں، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا سو میں نے کہا کہ اگر تو چاہے تو میں تجھ کو اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کر دوں سو ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی چپ رہے اور مجھ کو کچھ جواب نہ دیا سو مجھ کو ان پر عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ غصہ تھا (کہ اس نے مجھ کو صاف جواب دیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو مطلق کچھ جواب نہ دیا) پھر میں چند دن ٹھہرا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے اس کا نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا پھر مجھ کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ملے سو کہا کہ جب تو نے حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کرنے کو میرے ساتھ کہا تھا اور میں نے تجھ کو کچھ جواب نہ دیا تو شاید تو مجھ پر غصے ہوا ہوگا؟ میں نے کہا ہاں! ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ شان یہ ہے کہ نہ منع کیا مجھ کو کسی چیز نے تیرے جواب دینے سے اس چیز میں کہ تو نے مجھ پر عرض کی مگر اس نے کہ البتہ میں نے جانا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ذکر کیا سو مجھ کو لائق نہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو ظاہر کروں اور اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو چھوڑ دیتے تو میں اس کو قبول کرتا۔

**فائدہ:** اس حدیث میں عرض کرنا بیٹی کا ہے نیک مرد پر اور یہ جو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ کہ مجھ کو مناسب معلوم ہوا کہ میں آج نکاح نہ کروں تو شاید عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی وہ خبر پہنچی ہوگی جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پہنچی ذکر کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے واسطے حفصہ رضی اللہ عنہا کے سو کیا اس نے جس طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیا راز کے ظاہر نہ کرنے سے اور جواب دیا عمر رضی اللہ عنہ کو ساتھ خوب طرح کے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر زیادہ غضبناک ہونا دو وجہ سے تھا ایک یہ کہ ان کو آپس میں نہایت دوستی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو آپس میں بھائی بنایا ہوا تھا دوم یہ کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے پہلی

بار جواب دیا اور دوسری بار عذر کیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مطلق کچھ جواب نہ دیا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ میں سخت غضبناک تھا ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے غضب سے عثمان رضی اللہ عنہ پر اور یہ جو کہا کہ اگر حضرت اس کو چھوڑ دیتے تو میں اس کو نکاح کرتا تو ایک روایت میں ہے کہ اگر یہ عذر نہ ہوتا تو میں اس کو قبول کرتا تو اس سے مستفاد ہوتا ہے عذر اس کا بیچ اس کے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نہ کہا جیسے عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو ظاہر ہوا کہ میں آج نکاح نہ کروں اور اس حدیث میں فضیلت ہے راز کے چھپانے کی اور جب خود راز والا اس کو ظاہر کر دے تو سامع سے اس کا جرح اٹھ جاتا ہے اور اس میں عتاب کرنا مرد کا ہے واسطے بھائی اپنے کے اور عذر کرنا اس کا ہے طرف اس کی اور یہ آدمی کی پیدائشی بات ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جو اس راز کو چھپایا تو احتمال ہے کہ وہ ڈرے ہوں اس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہر ہو کہ اس سے نکاح نہ کریں تو اس سے عمر رضی اللہ عنہ کا دل ٹوٹ جائے اور شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس کی خبر دی ہو گی کہ میں حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنا چاہتا ہوں یا بطور مشورے کے یا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کوئی چیز نہ چھپاتے تھے جس کا ارادہ کرتے یہاں تک کہ وہ چیز بھی جس پر عادت میں نقص ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے نکاح میں تھی اور اس بات کو بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ سے نہ چھپایا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین تھا کہ وہ آپ کو اپنی جان پر مقدم کرتے ہیں اور اسی واسطے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے اس پر اطلاع ہوئی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ نہیں لائق ہے چھوٹے کو یہ کہ نکاح کا پیغام کرے اس عورت کو جس سے کوئی بزرگ نکاح کرنا چاہتا ہو اگرچہ اس کی طرف سے نکاح کا پیغام نہ واقع ہوا ہو چہ جائیکہ اس طرف جھکے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے نکاح اس عورت سے جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا پیغام کیا ہو یا اس سے نکاح کا ارادہ کیا ہو واسطے قول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو چھوڑ دیتے تو میں اس کو قبول کرتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے آدمی کے یہ کہ عرض کرے اپنی بیٹی وغیرہ کو جس کا وہ ولی ہو اس شخص پر کہ اعتقاد رکھتا ہو اس کی خیر اور بزرگی کا واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے نفع سے جو پھرنے والا ہے طرف اس عورت کے جس کو عرض کیا گیا اور یہ کہ اس میں شرم کرنی لائق نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے عرض کرنا اس کا اس مرد پر اگرچہ اس کے نکاح میں آگے کوئی عورت ہو اس واسطے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں اس وقت عورت تھی اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی قسم کھائے کہ فلانے کا راز ظاہر نہیں کرے گا پھر راز والا خود اپنا راز ظاہر کر دے پھر وہ قسم کھانے والا اس کو ظاہر کرے تو وہ حانث نہیں ہوتا اور اس پر کفارہ قسم کا نہیں آتا اس واسطے کہ راز والے نے خود اپنا راز ظاہر کیا ہے قسم کھانے والے نے ظاہر نہیں کیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بیوہ کے نکاح کا پیغام اس کے باپ کو کیا جائے جیسا کہ کنواری کے نکاح کا پیغام اس کے باپ کو کیا جاتا ہے اور خود اس عورت کو نکاح کا پیغام نہ کیا جائے اور نہیں ہے حدیث میں وہ چیز جو دلالت کرے اس پر کہ خود عورت کو نکاح کا پیغام نہ کیا جائے کہا ابن بطال نے کہ جائز ہے واسطے باپ کے یہ کہ نکاح کر دے اپنی بیٹی کو جو بیوہ

ہو بغیر اس کے مشورے کے جب کہ جانتا ہو کہ وہ اس بات کو برا نہیں جانتی اور پیغام کرنے والا اس کے کفو سے ہو اور نہیں ہے حدیث میں تصریح ساتھ نفی مذکور کے مگر یہ کہ لیا جاتا ہے یہ اس کے غیر سے اور البتہ باب باندھا ہے واسطے اس کے نسائی نے کہ نکاح کر دینا مرد کا اپنی بیٹی کو جو بڑی ہو یعنی بالغہ ہو سو اگر مراد ساتھ رضا مندی کے ہے تو نہیں مخالف ہے قواعد کے اور اگر مراد اس کے ساتھ خبر کرنے کے ہے تو منع کیا جائے، واللہ اعلم۔ (فتح)

۴۷۲۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّكَ نَاكِحٌ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ لَوْ لَمْ أَنْكِحْ أُمَّ سَلَمَةَ مَا حَلَّتْ لِيْ إِنَّ أَبَاهَا أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ.

۴۷۲۹۔ حضرت زینب بنت ابو سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ البتہ ہم نے آپس میں چرچا کیا کہ بے شک آپ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے جس کا نام درہ ہے نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر اگر میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح نہ کیا ہوتا تو بھی وہ مجھ کو حلال نہ تھی کہ بے شک اس کا باپ میرا دودھ شریک بھائی ہے۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور نہیں ذکر کیا مقصود ترجمہ کو یعنی جو جملہ اس کا ترجمہ کے موافق ہے اس کو ذکر نہیں کیا واسطے بے پرواہ ہونے کے ساتھ اشارے کے طرف اس کے اور وہ قول ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ میری بہن سے نکاح کر لیجیے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ جَلَّ وَعَزَّ ﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِيْٓ أَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللّٰهُ﴾ اَلْاٰيَةَ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ گناہ نہیں تم پر کہ پردہ میں کہو پیغام نکاح کا عورتوں کو یا چھپا رکھو اپنے دل میں اللہ کو معلوم ہے غفور حلیم تک۔

**فائدہ:** کہا ابن تین نے کہ شامل ہے یہ آیت چار احکام کو دو مباح ہیں تعریض یعنی کنایت کرنا اور چھپانا اپنے جی میں اور دو منع ہیں نکاح عدت میں اور وعدہ کرنا بیچ اس کے۔

﴿أَوْ أَكْنَنْتُمْ﴾ أَضْمَرْتُمْ وَكُلُّ شَيْءٍ صُنْتَهٗ وَأَضْمَرْتَهٗ فَهُوَ مَكْنُوْنٌ.

او اکننتم کے معنی ہیں چھپا رکھو تم اپنے دل میں اور ہر چیز کہ نگاہ رکھے تو اس کو سو وہ مکنون ہے۔

**فائدہ:** مراد یہ ہے کہ یہ دونوں صورتیں عورت کی عدت کے دنوں میں مباح ہیں کچھ حرج نہیں۔

وَقَالَ لِيْ طَلْقٌ حَدَّثَنَا زَآئِدَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول

عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ﴾ يَقُوْلُ إِنِّيْ أُرِيْدُ التَّزْوِيْجَ وَلَوَدِدْتُ أَنَّهٗ تَيَسَّرَ لِيْ امْرَأَةٌ صَالِحَةٌ.

کی تفسیر میں فیما عرضتم کہا کہ کہے میں نکاح کا ارادہ رکھتا ہوں اور میں دوست رکھتا ہوں کہ مجھ کو کوئی نیک عورت میسر ہو۔

**فائدہ:** یہ تفسیر ہے واسطے تعریض کے جو مذکور ہے آیت میں کہا زمخشری نے کہ تعریض یہ ہے کہ ذکر کرے متکلم کسی چیز کو کہ دلالت کرے ساتھ اس کے دوسری چیز پر جس کو ذکر نہیں کیا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ تعریف مجاز کو نہیں نکالتی اور جواب دیا ہے سعد الدین نے کہ اس نے تعریف کا قصد نہیں کیا پھر تحقیق کیا ہے اس نے تعریض کو ساتھ اس کے کہ وہ ذکر کرنا ہے ایک چیز مقصود کا ساتھ لفظ حقیقی یا مجازی یا کنائے کے کہ دلالت کرے ساتھ اس کے دوسری چیز پر جو کلام میں مذکور نہیں مثل اس کے کہ ذکر کرے کہ میں سلام کو آیا ہوں اور مقصد اس کا تقاضا کرنا ہو اور اقتصار کیا ہے بخاری نے اس باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث موقوف پر اور باب میں حدیث مرفوع بھی آئی ہے اور وہ فرمانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے کہ جب تو عدت سے حلال ہو تو مجھ کو خبر کرنا اور اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ مراد ساتھ اس حکم کے وہ عورت ہے جس کا خاوند مر گیا ہو اور جو عورت کہ طلاق بائن کی عدت میں ہو تو اس میں اختلاف ہے اور اسی طرح جس کا نکاح موقوف ہو اور بہر حال رجعی طلاق والی عورت تو کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے اس کو عدت میں نکاح کی تعریض کرے اور حاصل یہ ہے کہ صریح نکاح کا پیغام سب عدت والی عورتوں کو حرام ہے اور تعریض مباح ہے واسطے پہلی کے حرام ہے پچھلی میں مختلف ہے بائن میں۔ (فتح)

وَقَالَ الْقَاسِمُ يَقُوْلُ إِنَّكِ عَلَيَّ كَرِيْمَةٌ وَّإِنِّيْ فِيْكِ لَرَاغِبٌ وَّإِنَّ اللّٰهَ لَسَآئِقٌ إِلَيْكِ خَيْرًا أَوْ نَحْوَ هٰذَا.

اور کہا قاسم نے کہ کہے کہ بے شک تو مجھ پر بزرگ ہے اور البتہ میں تجھ میں رغبت کرنے والا ہوں اور اللہ ہانکنے والا ہے تیری طرف خیر کو یا مانند اس کے۔

**فائدہ:** یہ دوسری تفسیر ہے واسطے تعریض کے اور یہ سب مثالیں ہیں اسی واسطے اس کے اخیر میں کہا یا مانند اس کے اور ایک روایت میں ہے کہ یہ اس کے خاوند کی موت میں کہے اور یہ جو مثالوں میں کہا کہ البتہ میں تجھ میں رغبت کرنے والا ہوں تو یہ دلالت کرتا ہے کہ اگر عدت میں صریح رغبت کا لفظ بولے تو منع نہیں اور نہیں ہوتا ہے صریح اس کے نکاح کے پیغام میں یہاں تک کہ تصریح کرے ساتھ متعلق رغبت کے جیسے کہے میں تیرے نکاح میں رغبت کرنے والا ہوں اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جو قاسم نے ذکر کیا ہے یہ تعریض کی صورت ہے اور تصریح کی صورتوں میں سے یہ ہے کہ کہے کہ اپنی جان کو مجھ سے آگے نہ بڑھا کہ میں تجھ سے نکاح کرنے والا ہوں اور اگر یہ نہ کہے کہ میں تجھ سے نکاح کرنے والا ہوں تو یہ تعریض کی صورت ہے۔

وَقَالَ عَطَآءٌ يُعَرِّضُ وَلَا يَبُوحُ يَقُولُ إِنَّ لِيْ حَاجَةً وَّأَبْشِرِيْ وَأَنْتِ بِحَمْدِ اللهِ نَافِقَةٌ وَّتَقُوْلُ هِيَ قَدْ أَسْمَعُ مَا تَقُوْلُ وَلَا تَعِدُ شَيْئًا وَّلَا يُوَاعِدُ وَلِيُّهَا بِغَيْرِ عِلْمِهَا وَإِنْ وَاعَدَتْ رَجُلًا فِيْ عِدَّتِهَا ثُمَّ نَكَحَهَا بَعْدُ لَمْ يُفَرَّقْ بَيْنَهُمَا.

یعنی اور کہا عطاء نے کہ تعریض کرے اور صریح نہ کہے یعنی یوں کہے کہ مجھ کو حاجت ہے اور تو ساتھ حمد اللہ کے ہر شخص کو محبوب ہے اور تجھ کو ہر شخص چاہتا ہے اور وہ عورت کہے کہ البتہ میں سنتی ہوں جو تو کہتا ہے اور نہ وعدہ کرے کچھ اور نہ وعدہ کرے اس کا ولی بغیر اس کے علم کے اور اگر عورت اپنی عدت میں کسی شخص سے نکاح کا وعدہ کرے پھر وہ مرد اس کے بعد یعنی عدت گزرنے کے بعد اس سے نکاح کرے تو ان کے درمیان تفریق نہ کی جائے۔

**فائدہ:** یعنی نکاح کے صحیح ہونے میں کچھ نقصان نہیں آتا اگرچہ گناہ واقع ہوتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ بہتر ہے واسطے تیرے یہ کہ تو اس سے جدا ہو جائے اور اگر عدت میں نکاح کا پیغام صریح کرے لیکن عقد عدت گزرنے کے بعد کرے تو اس میں اختلاف ہے سو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس سے جدا ہو جائے اس کے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نکاح صحیح ہو جاتا ہے اگرچہ مرتکب ہوا ہے نہی کو ساتھ تصریح مذکور کے واسطے مختلف ہونے جہت کے اور کہا مہلب نے کہ علت منع کی تصریح سے عدت میں یہ ہے کہ یہ ذریعہ ہے طرف جماع کے عدت میں اور وہ رد کی گئی ہے اس میں مردے کے پانے پر یا مطلق اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ یہ علت صرف عقد کے منع ہونے کی قابلیت رکھتی ہے مجرد تصریح کی نہیں رکھتی مگر یہ کہ کہا جائے کہ تصریح ذریعہ ہے عقد کا اور عقد ذریعہ ہے جماع کا اور اگر عقد عدت میں واقع ہو اور دخول کرے تو اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ ان کے درمیان تفریق کی جائے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ اور لیث اور اوزاعی نے کہ نہیں حلال ہے اس کو نکاح کرنا اس عورت سے اس کے بعد اور باقی لوگوں نے کہا کہ اس کو حلال ہے کہ جب عدت گزر جائے تو اس سے نکاح کرے جب چاہے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿لَا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا﴾ اَلزِّنَا.

یعنی اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مراد سرًّا سے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ولا تواعدوھن سرًّا﴾ میں زنا ہے۔

**فائدہ:** اور قول اس کا سرًّا کہا قتادہ نے اس کی تفسیر میں کہ عدت میں عورت سے عہد و پیمان نہ لے یہ کہ عورت اس کے سوائے کسی اور کو نکاح نہ کرے اور یہ احسن ہے اس شخص کے قول سے جو اس کو زنا کے ساتھ تفسیر کرتا ہے اس واسطے کہ کلام کا ماقبل اور مابعد اس پر دلالت نہیں کرتا اور جائز ہے لغت میں یہ کہ نام رکھا جائے جماع کا سرًّا اور اس واسطے جائز ہے اطلاق اس کا عقد پر اور نہیں شک ہے کہ وعدہ کرنا زیادہ ہے تعریض باذون فیہ سے اور استدلال کیا گیا

ہے ساتھ آیت کے اس پر کہ تعریض قذف میں نہیں واجب کرتی حد کو اس واسطے کہ عدت والی عورت کو نکاح کا پیغام کرنا حرام ہے اور اس میں تصریح اور تعریض کے ساتھ فرق کیا گیا ہے سو تصریح منع ہے اور تعریض جائز ہے باوجود اس کے کہ مقصود مفہوم ہے دونوں سے پس اسی واسطے فرق کیا جاتا ہے بیچ واجب کرنے حد قذف کے درمیان تصریح اور تعریض کے۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهٗ﴾ تَنْقَضِيَ الْعِدَّةُ.

اور ذکر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مراد اللہ تعالیٰ کے قول حتی یبلغ الکتاب اجلہ سے یہ ہے کہ عدت گزر جائے یعنی نہ قصد کرو نکاح کا یہاں تک کہ عدت گزر جائے۔

## بَابُ النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ قَبْلَ التَّزْوِيْجِ.

باب ہے نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنا۔

**فائدہ:** استنباط کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس کا جائز ہونا باب کی دونوں حدیثوں سے اس واسطے کہ جن حدیثوں سے اس بات کی تصریح ہے وہ بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں اگرچہ صحیح ہیں اور اس باب میں بہت حدیثیں آ چکی ہیں ان میں زیادہ تر صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کا ارادہ کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے اس کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جا اس کو دیکھ لے اس واسطے کہ انصاریوں کی آنکھ میں کچھ چیز ہے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور مراد چیز سے آنکھ کا چھوٹا ہونا ہے اور مراد مرد سے احتمال ہے کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ ہو اس واسطے کہ ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ اس نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو دیکھ لے اس واسطے کہ یہ لائق تر ہے کہ الفت ڈالے درمیان تمہارے اور ابو داؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجے سو اگر اس سے ہو سکے کہ نظر کرے اس چیز کی طرف یعنی اس کے اعضاء کے جو اس کو اس کے نکاح کی باعث ہو تو چاہیے کہ کرے اور اس کی سند حسن ہے اور واسطے اس کے شاہد ہے محمد بن سلمہ کی حدیث سے صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے۔ (فتح)

٤٧٣٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُكِ فِي الْمَنَامِ يَجِيْءُ بِكِ الْمَلَكُ فِيْ سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيْرٍ فَقَالَ لِيْ

۴۷۳۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے کہ میں نے تجھ کو خواب میں دیکھا کہ فرشتہ تجھ کو میرے پاس لاتا ہے ریشمی ٹکڑے میں سو وہ یوں کہتا ہے کہ یہ تیری بیوی ہے سو میں نے تیرے چہرے سے کپڑا کھولا تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ صورت تیری ہے سو میں کہتا

هٰذِهِ امْرَأَتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكِ الثَّوْبَ فَإِذَا أَنْتِ هِيَ فَقُلْتُ إِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ.

ہوں کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو واقع کرے گا یعنی تو میرے نکاح میں آئے گی یعنی اگر اس خواب کی کوئی تعبیر نہیں ہوئی تو بے شک نکاح ہو گا اس واسطے کہ پیغمبر ﷺ کی خواب میں کچھ شک اور تردد نہیں۔

**فائدہ:** ایک روایت میں اکشفا ساتھ لفظ مضارع کے ہے اور تعبیر لفظ مضارع کی واسطے حاضر کرنے صورت حال کے ہے کہا ابن منیر نے کہ احتمال ہے کہ دیکھی ہو حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اعضاء سے وہ چیز جس کا خاطب کو دیکھنا جائز ہے اور ضمیر اکشفھا میں واسطے سرقہ کے ہے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے محمول کیا ہے اس کو اس پر کہ پیغمبروں کا خواب وحی ہے اور یہ کہ وہ جس طرح جاگتے معصوم ہیں اسی طرح خواب میں بھی معصوم ہیں اور نیز اس نے کہا کہ اس حدیث سے ترجمہ پر استدلال کرنا ٹھیک نہیں بلکہ اس میں نظر ہے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت لڑکپن کی عمر میں تھیں سو البتہ ان میں کوئی مستور چیز نہ تھی لیکن لگاؤ طلب کیا جاتا ہے ساتھ اس کے فی الجملہ کہ نکاح سے پہلے عورت کے دیکھنے میں ایک مصلحت ہے جو راجع ہے طرف عقد کے اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ اس کو واقع کرے گا تو کہا عیاض نے احتمال ہے کہ یہ واقعہ پیغمبر ہونے سے پہلے ہو سو اس میں کچھ اشکال نہیں اور اگر پیغمبر ہونے کے بعد ہو تو اس میں تین احتمال ہیں ایک تردد ہے اس میں کہ کیا وہ دنیا اور آخرت دونوں میں آپ کی بیوی ہے یا فقط دنیا میں؟ دوسرا یہ شک ہے اس کا ظاہر مراد نہیں، تیسرا وجہ تردد کی یہ ہے کہ آیا وہ خواب وحی ہے اپنے ظاہر اور حقیقت پر ہے یا خواب وحی ہے کہ اس کے واسطے کوئی تعبیر ہے اور دونوں کام پیغمبروں کے حق میں جائز ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اخیر احتمال معتمد ہے اور اس کے سوائے کوئی احتمال ٹھیک نہیں اور پہلے احتمال کو رد کرتا ہے سیاق حدیث کا اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں کہ ظاہر حضرت ﷺ کے اس قول کا کہ اچانک وہ صورت تیری تھی مشعر ہے کہ حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کے پہلے دیکھا ہو اور پہچانا تھا اور واقع یہ ہے کہ وہ پیغمبر ہونے کے بعد پیدا ہوئیں اور تین احتمال کے پہلے احتمال کو رد کرتی ہے حدیث ابن حبان کی کہ وہ تیری بیوی ہے دنیا اور آخرت میں اور دوسرا احتمال بعید ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٤٧٣١ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِي فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۴۷۳۱۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے عرض کیا کہ یا حضرت! میں آئی ہوں تا کہ اپنی جان آپ کو بخشوں سو حضرت ﷺ نے اس کی طرف نظر کی یعنی اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا پھر اپنے سر کو نیچے ڈالا سو جب اس عورت نے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ لَّمْ تَكُنْ لَّكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اذْهَبْ إِلٰى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ وَّلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِيْ قَالَ سَهْلٌ مَّا لَهُ رِدَآءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَّبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَّإِنْ لَّبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى طَالَ مَجْلِسُهُ ثُمَّ قَامَ فَرَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَآءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ مَعِيْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا عَدَّدَهَا قَالَ أَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

دیکھا کہ حضرت ﷺ نے اس کے حق میں کچھ حکم نہیں کیا تو بیٹھ گئی پھر ایک مرد حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے اٹھا سو اس نے کہا یا حضرت! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ کو نکاح کر دیجیے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا قسم ہے اللہ کی یا حضرت! میں نے کچھ چیز نہیں پائی فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے پاس جا سو تلاش کر کیا تو کچھ پاتا ہے سو وہ گیا پھر پھرا سو کہا کہ قسم ہے اللہ کی یا حضرت! میں نے کچھ چیز نہیں پائی، حضرت ﷺ نے فرمایا جا اور تلاش کر اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو سو وہ گیا پھر پھرا سو کہا قسم ہے اللہ کی یا حضرت! اور میں نے لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں پائی لیکن میرا تہہ بند ہے سو آدھا اس کو دیتا ہوں سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے پاس چادر نہ تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کیا کرے گا اپنے اس تہہ بند کو اگر تو اس کو پہنے گا تو اس پر اس سے کچھ نہ رہے گا اور اگر وہ اس کو پہنے گی تو تجھ پر کچھ نہ رہے گا سو وہ مرد بیٹھ گیا یہاں تک کہ اس کو بیٹھے بہت دیر ہوئی پھر اٹھا سو حضرت ﷺ نے اس کو پیٹھ پھیرتے دیکھا تو حضرت ﷺ نے اس کے بلانے کا حکم کیا سو وہ بلایا گیا پھر جب آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا کہ مجھ کو فلانی فلانی سورت یاد ہے اس نے ان کو گنا فرمایا کہ کیا تو ان کو یاد پڑھ سکتا ہے؟ اس نے کہ ہاں، حضرت ﷺ نے فرمایا جا کہ ہم نے تجھ کو اس عورت کا مالک کر دیا قرآن یاد کروانے کے بدلے پر جو تجھ کو یاد ہے۔

**فائدہ:** اور شاہد ترجمہ کا اس حدیث سے یہ قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو پاؤں تک دیکھا اور اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور کہا جمہور نے کہ جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہ دیکھے اس عورت کو جس کو نکاح کا پیغام بھیجا ہو کہا انہوں نے اور اس کی دونوں ہتھیلیوں اور منہ کے سوا اور کسی چیز کو نہ دیکھے اور کہا اوزاعی نے

کہ اس کا جو عضو چاہے دیکھے سوائے شرم گاہ کے اور کہا ابن حزم نے کہ جائز ہے کہ اس کے آگے پیچھے کو دیکھے اور احمد کی اس میں تین روایتیں ہیں پہلی مانند جمہور کے ہے دوسری یہ کہ جو عضو اکثر اوقات کھلا رہتا ہے اس کو دیکھے تیسری یہ ہے کہ اس کو ننگی دیکھے اور نیز جمہور نے کہا کہ جائز ہے کہ اس کو دیکھے جب چاہے اس کی اجازت کے بغیر اور مالک سے ایک روایت ہے کہ اس کی اجازت شرط ہے اور نقل کیا ہے طحاوی نے ایک قوم سے کہ نکاح سے پہلے مخطوبہ عورت کو دیکھنا کسی حال میں درست نہیں اس واسطے کہ وہ اس وقت ابھی بیگانی ہے اور رد کیا ہے اس نے اوپر ان کے ساتھ حدیثوں مذکورہ کے۔ (فتح) اور یہی مذہب ہے ابو حنیفہ اور ان کے دونوں ساتھیوں کا اور یہی قول ہے شافعی کا۔

**بَابُ مَنْ قَالَ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ.** باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں ہے نکاح مگر ساتھ ولی کے۔

**فائدہ:** استنباط کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس حکم کو آیتوں اور حدیثوں سے جن کو اس باب میں بیان کیا ہے اس واسطے کہ جس حدیث میں ترجمہ کا لفظ وارد ہوا ہے وہ اس کی شرط پر نہیں اور مشہور اس میں حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی ہے مرفوع ساتھ لفظ اس کے کی روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم اور ابن حبان نے لیکن کہا ترمذی نے اس کے بعد کہ ذکر کیا اختلاف کو کہ منجملہ ان لوگوں کے جنہوں نے اس کو موصول کیا ہے اسرائیل ہے ابو اسحاق سے اس نے روایت کی ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے اس نے اپنے باپ سے اور منجملہ ان لوگوں کے جنہوں نے اس کو مرسل روایت کیا ہے شعبہ اور سفیان ہے ابو اسحاق سے اس نے روایت کی ہے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے نہیں ہے اس میں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور جس نے اس کو موصول کیا ہے وہ صحیح تر ہے اس واسطے کہ سنا ہے انہوں نے اس کو مختلف اوقات میں اور شعبہ اور سفیان اگرچہ زیادہ تر حافظ ہیں سب راویوں سے جنہوں نے اس کو ابو اسحاق سے روایت کیا ہے لیکن دونوں نے اس کو ایک وقت میں سنا ہے پھر بیان کیا ابوداؤد طیالسی کے طریق سے اس نے روایت کی شعبہ سے کہا سنا میں سفیان ثوری سے کہ ابو اسحاق سے پوچھتا تھا کہ کیا تو نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح نہیں ہے مگر ساتھ ولی کے؟ اس نے کہا ہاں اور اسرائیل ثابت ہے ابو اسحاق میں پھر بیان کیا مہدی کے طریق سے اور اس نے کہا کہ نہیں فوت ہوا مجھ سے جو فوت ہوا مجھ سے ثوری کی حدیث سے ابو اسحاق سے مگر اس واسطے کہ اعتماد کیا میں نے اسرائیل پر اس واسطے کہ وہ اس کو پورے طور سے بیان کرتا تھا اور روایت کی ہے ابن عدی نے عبدالرحمٰن بن مہدی سے کہ اسرائیل ابو اسحاق میں اثبت ہے شعبہ اور سفیان سے اور مسند کیا ہے حاکم نے علی بن مدینی اور بخاری اور ذہلی وغیرہم کی حدیث سے کہ انہوں نے اسرائیل کی حدیث کو صحیح کہا ہے اور جو تامل کرے جو میں نے ذکر کیا تو پہچان لے کہ جنہوں نے اس کے موصول ہونے کو صحیح کہا ہے تو ان کی سند فقط یہی نہیں ہے کہ وہ زیادتی ثقہ کی ہے بلکہ واسطے قرینوں کے جو تقاضا کرتی ہیں واسطے ترجیح روایت اسرائیل کے کہ موصول کیا ہے اس کو

اس کے غیر پر اور اس حدیث کے باقی طریقوں کی طرف آئندہ اشارہ آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ علاوہ یہ ہے کہ استدلال کرنا ساتھ لا نکاح کے اوپر منع ہونے نکاح کے بغیر ولی کے منظور فیہ ہے اس واسطے کہ وہ محتاج ہے طرف تقدیر کے سو جو نفی صحت کی مقدر کرتا ہے تو قائم ہوتا ہے واسطے اس کے یہ استدلال اور جو نفی کمال کی مقدر کرتا ہے اس پر اعتراض ہوتا ہے سو وہ محتاج ہے طرف تائید احتمال اول کے ساتھ ان دلیلوں کے جو باب میں مذکور ہیں اور جو اس کے مابعد ہیں۔ (فتح)

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ﴾ فَدَخَلَ فِيْهِ الثَّيِّبُ وَكَذٰلِكَ الْبِكْرُ.

یعنی نہیں صحیح ہے نکاح بغیر ولی کے واسطے دلیل اس آیت کے کہ جب طلاق دو تم عورتوں کو سو پہنچ جائیں اپنی عدت کو تو نہ روکو ان کو یہ کہ نکاح کر لیں اپنے خاوندوں سے سو داخل ہوئی اس میں عورت شوہر دیدہ اور اسی طرح کنواری۔

**فائدہ:** اور یہ ظاہر ہے واسطے عام ہونے لفظ نساء کے اور وجہ حجت پکڑنے کی آیت سے واسطے ترجمہ کے آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

وَقَالَ ﴿وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ نکاح کر دو مشرکوں کو یہاں تک کہ ایمان لائیں۔

**فائدہ:** وجہ حجت پکڑنے کی اس آیت سے اور جو اس کے بعد ہے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خطاب کیا ساتھ نکاح کر دینے کے مردوں کو اور نہیں خطاب کیا ساتھ اس کے عورتوں کو سو گویا کہا کہ نہ نکاح کر دو اے ولیو! مشرکوں کو وہ عورتیں جن کے تم ولی ہو۔

وَقَالَ ﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامٰى مِنْكُمْ﴾.

یعنی اور نکاح کر دو اپنی بیوہ عورتوں کو۔

۴۷۳۲۔ قَالَ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ ح و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النِّكَاحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ عَلٰى أَرْبَعَةِ أَنْحَاءٍ فَنِكَاحٌ مِّنْهَا نِكَاحُ النَّاسِ الْيَوْمَ يَخْطُبُ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ وَلِيَّتَهٗ أَوِ

۴۷۳۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے روایت ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں نکاح چار قسم پر تھا اس میں سے ایک قسم یہ نکاح ہے جو آجکل لوگ کرتے ہیں ایک مرد دوسرے مرد کو اس کی ولیہ یا بیٹی کے نکاح کا پیغام بھیجتا سو اس کے مہر کو معین کرتا (اور اس کی تعداد کا نام لیتا) پھر اس سے نکاح کرتا دوسری قسم یہ ہے کہ دستور تھا کہ کوئی مرد اپنی عورت سے کہتا جب وہ اپنے حیض سے پاک ہوتی کہ فلانے مرد کو بلائے اور اس سے جماع طلب کر یعنی اس کو کہہ کہ تجھ

ابْنَتَهُ فَيُصْدِقُهَا ثُمَّ يَنْكِحُهَا وَنِكَاحٌ اٰخَرُ
كَانَ الرَّجُلُ يَقُوْلُ لِاِمْرَاَتِهٖ اِذَا طَهُرَتْ مِنْ
طَمْثِهَا اَرْسِلِيْ اِلٰى فُلَانٍ فَاسْتَبْضِعِيْ مِنْهُ
وَيَعْتَزِلُهَا زَوْجُهَا وَلَا يَمَسُّهَا اَبَدًا حَتّٰى
يَتَبَيَّنَ حَمْلُهَا مِنْ ذٰلِكَ الرَّجُلِ الَّذِيْ
تَسْتَبْضِعُ مِنْهُ فَاِذَا تَبَيَّنَ حَمْلُهَا اَصَابَهَا
زَوْجُهَا اِذَا اَحَبَّ وَاِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ رَغْبَةً
فِيْ نَجَابَةِ الْوَلَدِ فَكَانَ هٰذَا النِّكَاحُ نِكَاحَ
الْاِسْتِبْضَاعِ وَنِكَاحٌ اٰخَرُ يَجْتَمِعُ الرَّهْطُ
مَا دُوْنَ الْعَشَرَةِ فَيَدْخُلُوْنَ عَلَى الْمَرْاَةِ
كُلُّهُمْ يُصِيْبُهَا فَاِذَا حَمَلَتْ وَوَضَعَتْ وَمَرَّ
عَلَيْهَا لَيَالٍ بَعْدَ اَنْ تَضَعَ حَمْلَهَا اَرْسَلَتْ
اِلَيْهِمْ فَلَمْ يَسْتَطِعْ رَجُلٌ مِّنْهُمْ اَنْ يَمْتَنِعَ
حَتّٰى يَجْتَمِعُوْا عِنْدَهَا تَقُوْلُ لَهُمْ قَدْ
عَرَفْتُمُ الَّذِيْ كَانَ مِنْ اَمْرِكُمْ وَقَدْ
وَلَدْتُ فَهُوَ ابْنُكَ يَا فُلَانُ تُسَمِّيْ مَنْ
اَحَبَّتْ بِاسْمِهٖ فَيَلْحَقُ بِهٖ وَلَدُهَا لَا يَسْتَطِيْعُ
اَنْ يَمْتَنِعَ بِهِ الرَّجُلُ وَنِكَاحُ الرَّابِعِ يَجْتَمِعُ
النَّاسُ الْكَثِيْرُ فَيَدْخُلُوْنَ عَلَى الْمَرْاَةِ لَا
تَمْتَنِعُ مِمَّنْ جَآءَهَا وَهُنَّ الْبَغَايَا كُنَّ يَنْصِبْنَ
عَلٰى اَبْوَابِهِنَّ رَايَاتٍ تَكُوْنُ عَلَمًا فَمَنْ
اَرَادَهُنَّ دَخَلَ عَلَيْهِنَّ فَاِذَا حَمَلَتْ
اِحْدَاهُنَّ وَوَضَعَتْ حَمْلَهَا جُمِعُوْا لَهَا
وَدَعَوْا لَهُمُ الْقَافَةَ ثُمَّ اَلْحَقُوْا وَلَدَهَا
بِالَّذِيْ يَرَوْنَ فَالْتَاطَ بِهٖ وَدُعِيَ ابْنَهٗ لَا

سے جماع کرے اور اس کا خاوند اس سے الگ ہو جاتا اور
اس سے کبھی صحبت نہ کرتا یہاں تک کہ ظاہر ہوتا حمل اس کا
اس مرد سے جس سے جماع کرانا چاہتی پھر جب اس کا حمل
ظاہر ہوتا تو اس کا خاوند اس سے صحبت کرتا جب چاہتا اور
سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کرتا وہ مرد یہ کام واسطے رغبت کے
اولاد کی شرافت اور نجابت میں یعنی واسطے حاصل کرنے کے
مرد کی منی سے اس واسطے کہ تھے طلب کرتے اس کو اپنے
سرداروں اور رئیسوں سے دلاوری اور سخاوت وغیرہ سے تا
کہ اولاد نجیب اور شریف ہو تو اس نکاح کا نام نکاح استبضاع
تھا تیسری قسم یہ ہے کہ دس سے کم مرد جمع ہوتے پھر ایک
عورت پر داخل ہوتے اور سب اس سے صحبت کرتے سو جب
وہ حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی اور اس پر چند روز گزرتے بچہ جننے
کے بعد تو ان مردوں کو بلا بھیجتی سو کوئی مرد ان میں سے باز
نہ رہ سکتا یہاں تک کہ اس کے پاس جمع ہوتے وہ ان سے
کہتی کہ البتہ تم نے اپنے کام کو پہچانا جو تم نے کیا اور البتہ میں
نے بچہ جنا سوائے فلانے وہ تیرا بیٹا ہے نام لیتی جس کا چاہتی
سو اس عورت کا بیٹا اس مرد کے ساتھ لاحق ہوتا یعنی وہ اسی کا
بیٹا سمجھا جاتا وہ مرد اس سے انکار نہ کر سکتا، چوتھی قسم یہ ہے کہ
بہت لوگ جمع ہو کر ایک عورت پر داخل ہوتے نہ باز رہتی
اس شخص سے جو اس کے پاس آتا اور وہ حرام کار عورتیں تھیں
کہ اپنے دروازوں پر جھنڈے کھڑے کرتی تھیں یعنی تا کہ
ان کو ہر کوئی پہچانے سو جو ان کا ارادہ کرتا ان پر داخل ہوتا
پھر جب کوئی ان میں سے حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو وہ سب
اس کے پاس جمع کیے جاتے اور اپنے واسطے قیافہ شناس کو
بلاتے سو لاحق کرتے اس کے بچے کو جس کے ساتھ اس کی

يَمْتَنِعُ مِنْ ذٰلِكَ فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ هَدَمَ نِكَاحَ الْجَاهِلِيَّةِ كُلَّهُ إِلَّا نِكَاحَ النَّاسِ الْيَوْمَ.

مشابہت دکھلائی جاتی سو وہ اس کے ساتھ لاحق ہوتا اور اس کا بیٹا بلایا جاتا اس سے ہٹ نہ سکتا پھر جب حضرت ﷺ سچے پیغمبر ہوئے تو جاہلیت کے سب نکاحوں کو ڈھا دیا گیا مگر جو نکاح کہ لوگ آج کرتے ہیں۔

**فائدہ:** یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا کہ جاہلیت کے زمانے میں نکاح چار قسم تھا تو کہا داؤدی نے کہ چند قسمیں نکاح کی باقی رہیں ان کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکر نہیں کیا ایک نکاح خدن ہے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿ولا متخذات اخدان﴾ کہتے تھے کہ جو چھپے یاری لگائے اس کا کچھ ڈر نہیں اور جو ظاہر ہو وہ ملامت ہے دوسرا نکاح متعہ کا وقد تقدم بیانہ تیسرا نکاح بدل ہے اور روایت کی دارقطنی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نکاح بدل جاہلیت کے زمانے میں تھا ایک مرد دوسرے مرد کو کہتا کہ تو میرے واسطے اپنی عورت کو چھوڑ دے اور میں تیرے واسطے اپنی عورت کو چھوڑ دیتا ہوں اور کچھ زیادہ دیتا ہوں اور اس کی سند ضعیف ہے۔ میں کہتا ہوں اور پہلا قسم وارد نہیں ہوتا اس واسطے کہ مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی اُن عورتوں کا بیان کرنا ہے جن کے خاوند تھے یا جس کو خاوند نے اس کی اجازت دی تھی اور احتمال ہے کہ دوسرا قسم بھی وارد نہ ہو اس واسطے کہ ممنوع اس سے ہونا اس کا ہے مقدمہ ساتھ وقت معین کے نہ یہ کہ ولی کا نہ ہونا اس میں شرط ہے اور نہ وارد ہونا تیسرے کا سب سے زیادہ تر ظاہر ہے اور یہ جو کہا کہ جب حیض سے پاک ہوتی تو راز اس میں یہ ہے کہ تا کہ اس کو جلدی سے اس کا نطفہ ٹھہر جائے اور یہ جو کہا کہ یہ تیرا بیٹا ہے یعنی جب لڑکا نرینہ ہو اور جب لڑکی ہوتی تو کہتی یہ تیری بیٹی ہے لیکن احتمال ہے کہ نہ کرتی ہو یہ کام مگر جب کہ لڑکا ہوتا ہو اس واسطے کہ معلوم ہے کہ وہ بیٹی کو برا جانتے تھے اور بعض بیٹیوں کو مار ڈالتے تھے اور قافہ اس شخص کو کہتے ہیں جو پہچانے مشابہت بچے کی ساتھ والد کے پوشیدہ نشانیوں سے اور یہ جو کہا سب نکاحوں کو ڈھا ڈالا تو داخل ہے اس میں جس کو ذکر کیا اور جس کو نہ ذکر کیا اور یہ جو کہا مگر یہ نکاح جو لوگ آج کل کرتے ہیں یعنی جس کو میں نے اول ذکر کیا اور وہ یہ ہے کہ ایک مرد دوسرے کو نکاح کا پیغام بھیجے اور حجت پکڑی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے اوپر شرط ہونے ولی کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا جو اس حدیث کی راوی ہیں وہ بغیر ولی کے نکاح کو جائز رکھتی ہیں جیسے کہ مالک نے روایت کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بھتیجی یعنی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو نکاح کر دیا اور وہ موجود نہ تھا اور جواب یہ دیا گیا ہے کہ حدیث میں اس کی تصریح وارد نہیں ہوئی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود اپنی زبان سے عقد نکاح کروایا تھا البتہ احتمال ہے کہ ان کی وہ بھتیجی شوہر دیدہ ہو اور کفو کی طرف بلایا ہو اور اس کا باپ موجود نہ تھا سو منتقل ہوئی ولایت طرف ولی ابعد کے یا طرف بادشاہ کے اور البتہ صحیح ہو چکا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نکاح کروایا ایک مرد کو اپنے بھائی کی اولاد سے سو ان کے درمیان پردہ ڈالا پھر کلام کیا یہاں تک کہ جب عقد کے سوائے کچھ باقی نہ رہا تو انہوں نے ایک

مرد کو حکم کیا اس نے نکاح پڑھا پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ عورتوں کو نکاح باندھنے کا اختیار نہیں روایت کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے۔ (فتح)

٤٧٣٣ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ ﴿ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِيْ يَتَامَى النِّسَآءِ اللَّاتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ ﴾ قَالَتْ هٰذَا فِي الْيَتِيْمَةِ الَّتِيْ تَكُوْنُ عِنْدَ الرَّجُلِ لَعَلَّهَا أَنْ تَكُوْنَ شَرِيْكَتَهُ فِيْ مَالِهِ وَهُوَ أَوْلٰى بِهَا فَيَرْغَبُ عَنْهَا أَنْ يَنْكِحَهَا فَيَعْضُلَهَا لِمَالِهَا وَلَا يُنْكِحَهَا غَيْرَهُ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَشْرَكَهُ أَحَدٌ فِيْ مَالِهَا.

۴۷۳۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں اور جو پڑھا جاتا ہے تم پر کتاب میں یتیم لڑکیوں کے حق میں کہ نہیں دیتے تم ان کو جو ان کے واسطے لکھا گیا ہے اور تم چاہتے ہو کہ تم ان کے نکاح کرو، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ یہ آیت یتیم لڑکی کے حق میں ہے جو کسی مرد یعنی ولی کی گود میں ہو شاید وہ اس کو اس کے مال میں شریک ہوتی ہو اور وہ قریب تر ہے طرف اس کے یعنی اور ولیوں سے بیچ نکاح کرنے اس کے ساتھ اپنے سو منہ پھیرتا ہے کہ اس کے ساتھ نکاح کرے سو روکتا ہے اس کو اس کے مال کے سبب سے اور اس کو غیر کے نکاح میں نہیں دیتا واسطے برا جانتے ہوئے اس بات کو کہ کوئی اس کو اس کے مال میں شریک ہو۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٤٧٣٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ حِيْنَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنَ ابْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ تُوُفِّيَ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ عُمَرُ لَقِيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ فَقَالَ سَأَنْظُرُ فِيْ أَمْرِيْ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ لَقِيَنِيْ فَقَالَ بَدَا لِيْ أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِيْ هٰذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ

۴۷۳۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حفصہ رضی اللہ عنہا عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی خنیس سے بیوہ ہوئیں اور وہ ان اصحاب میں سے تھا جو جنگ بدر میں موجود تھے مدینے میں فوت ہوا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو اس پر عرض کیا سو میں نے کہا کہ اگر تو چاہے تو میں تجھ کو حفصہ رضی اللہ عنہا نکاح کر دوں؟ اس نے کہا کہ میں اپنے کام میں سوچوں گا، سو میں چند دن ٹھہرا پھر مجھ کو ملا سو اس نے کہا مجھ کو ظاہر ہوا کہ میں آج نکاح نہ کروں پھر میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملا سو میں نے کہا کہ اگر تو چاہے تو میں تجھ کو حفصہ رضی اللہ عنہا نکاح کر دوں۔

إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ.

**فائدہ:** دلالت کی اس حدیث نے اعتبار کرنا ولی کا فی الجملہ اور اس کی شرح عنقریب گزر چکی ہے۔ (فتح)

٤٧٣٥ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ ﴿ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ ﴾ قَالَ حَدَّثَنِي مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِيْهِ قَالَ زَوَّجْتُ أُخْتًا لِّي مِنْ رَّجُلٍ فَطَلَّقَهَا حَتّٰى إِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا جَآءَ يَخْطُبُهَا فَقُلْتُ لَهُ زَوَّجْتُكَ وَفَرَشْتُكَ وَأَكْرَمْتُكَ فَطَلَّقْتَهَا ثُمَّ جِئْتَ تَخْطُبُهَا لَا وَاللّٰهِ لَا تَعُوْدُ إِلَيْكَ أَبَدًا وَّكَانَ رَجُلًا لَّا بَأْسَ بِهِ وَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تُرِيْدُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ ﴾ فَقُلْتُ الْاٰنَ أَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ.

۴۷۳۵۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ روکو ان کو یہ کہ نکاح کریں اپنے خاوندں سے کہا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہ یہ آیت اس کے حق میں اتری کہا کہ میں نے اپنی بہن ایک مرد کو نکاح کر دی اور اس نے اس کو طلاق دی یہاں تک کہ جب اس کی عدت گزر چکی تو آیا اس کے نکاح کا پیغام کرتا یعنی اس کے ولی سے کہ وہ میں تھا تو میں نے کہا میں نے تجھ کو اپنی بہن نکاح کر دی اور میں نے اس کو تیرا بچھونا ٹھہرایا اور میں نے تجھ کو اکرام کیا سو تو نے اس کو طلاق دی پھر تو اس کے نکاح کے پیغام کو آیا قسم ہے اللہ کی وہ تیری طرف کبھی نہیں پھرے گی یعنی میں تجھ کو کبھی نکاح نہیں کروں گا اور وہ کھرا آدمی تھا یا نیک آدمی تھا اور وہ عورت یہی چاہتی تھی کہ اس کی طرف پلٹ جائے یعنی مرد کو اس کی حاجت تھی اور عورت کو اس کی حاجت تھی سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ ان کو نہ روکو سو میں نے کہا کہ میں اب کرتا ہوں یا حضرت! سو اسی سے اس کا نکاح کر دیا۔

**فائدہ:** یہ جو کہا کہ حدیث بیان کی مجھ کو معقل رضی اللہ عنہ نے تو یہ صریح ہے اس حدیث کے مرفوع اور موصول ہونے میں اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری تو یہ صریح ہے کہ یہ آیت اس قصے میں اتری اور نہیں منع کرتا اس کو یہ کہ ظاہر خطاب کا سیاق سے خاوندوں کے واسطے ہو جس جگہ واقع ہوا ہے اس میں کہ جب تم عورتوں کو طلاق دو لیکن قول اللہ تعالیٰ کا باقی آیت میں ان ینکحن ازواجھن ظاہر ہے اس میں کہ عضل ولیوں کے ساتھ متعلق ہے اور پہلے گزر چکی ہے تفسیر عضل کی جو متعلق ہے ساتھ ولیوں کے اس آیت کی تفسیر میں ﴿لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرھا﴾ الآیۃ اور یہ جو کہا کہ پھر اس نے اس کو نکاح کر دیا یعنی پلٹ دیا اس کو طرف اس کی ساتھ عقد جدید کے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے اپنی قسم کا کفارہ دیا اور یہ قول اکثر مفسرین کا ہے اور بعض نے کہا کہ یہ آیت جابر رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری کہ

اس سے بھی اسی طرح واقع ہوا تھا کہا ابن بطال نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے ولی میں سو کہا جمہور نے اور انہیں میں سے ہیں مالک اور لیث اور ثوری اور شافعی وغیرہ کہ ولی نکاح میں عصبہ ہیں یعنی باپ بیٹا بھائی چچا وغیرھم اور نہیں واسطے ماموں کے اور نہ واسطے نانے کے اور نہ واسطے بھائیوں کے جو ماں کی طرف سے ہوں اور نہ واسطے ان کے جو ان کے مانند ہوں ولایت اور حنفیوں کا یہ قول ہے کہ یہ بھی ولیوں میں سے ہیں اور حجت پکڑی ہے ابہری نے ساتھ اس طور کے کہ جو ولا یعنی آزادی کے حق کے وارث ہوتے ہیں وہ عصبہ ہیں سوائے ذوی الاحلام کے پس اسی طرح عقد نکاح اور اختلاف ہے اس میں کہ جب باپ مر جائے اور ایک مرد کو اپنی اولاد پر وصیت کر جائے تو کیا ہوتا ہے افضل ولی قریب عقد نکاح میں یا مثل اس کی یا نہیں ولایت اس کی سو ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور ربیعہ نے کہا کہ وصی اولی ہے اور اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ شرط ہونے ولی کے نکاح میں سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نکاح میں ولی کا ہونا شرط ہے اور کہا انہوں نے کہ عورت اپنے آپ کا بالکل نکاح نہ کرے یعنی عورت کو جائز نہیں کہ خود اپنا نکاح کسی مرد سے کر دے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ احادیث مذکورہ کے اور ان میں قوی تر یہ سبب ہے جو مذکور ہے بیچ نازل ہونے آیت مذکورہ کے اور یہ صریح تر دلیل ہے اوپر معتبر ہونے ولی کے نہیں تو اس کے روکنے کے کوئی معنی نہ ہوں گے اور اس واسطے کہ اگر عورت کو خود اپنا نکاح کرنا جائز ہوتا تو اپنے بھائی کی محتاج نہ ہوتی اور جس کو خود اپنا اختیار ہو تو اس کے حق میں یہ نہیں کہا جاتا کہ اس کے غیر نے اس کو منع کیا اور ذکر کیا ہے ابن منذر نے کہ اصحاب میں سے کوئی اس کا مخالف نہیں پہچانا جاتا اور مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر شریف نہ ہو تو اپنے آپ کا نکاح کر دے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ مذہب ہے کہ نکاح میں ولی کا ہونا بالکل شرط نہیں اور جائز ہے واسطے عورت کے کہ خود آپ اپنا نکاح کر لے بغیر ولی کے اگرچہ ولی کی اجازت نہ ہو جب کہ کفو میں نکاح کرے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ قیاس کرنے کے بیع پر کہ عورت اس کو مستقل کر سکتی ہے اور جو حدیثیں کہ ولی کے شرط ہونے میں وارد ہوئی ہیں انہوں نے ان کو چھوٹی لڑکی کے حق میں محمول کیا ہے اور خاص کیا ہے اس نے ساتھ قیاس کے ان حدیثوں کے عموم کو اور یہ عمل جائز ہے اصول میں اور وہ جائز ہونا تخصیص عموم کا ہے ساتھ قیاس کے لیکن معقل رضی اللہ عنہ کی حدیث نے جو مذکور ہوئی اس قیاس کو اٹھا دیا ہے اور دلالت کرتی ہے اوپر شرط ہونے ولی کے نکاح میں سوائے غیر اس کے کی تاکہ دفع کرے اپنی ولایت والی عورت سے عار کو ساتھ اختیار کرنے کفو کے اور جدا ہوئے ہیں بعض ان کے اس ایراد سے ساتھ اس کے کہ انہوں نے ولی کے شرط ہونے کو مان لیا ہے لیکن یہ اس کو مانع نہیں کہ وہ خود اپنا نکاح کر لے اور موقوف ہے یہ ولی کی اجازت پر جیسا کہ انہوں نے بیع میں کہا اور یہ مذہب اوزاعی کا ہے اور معقل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہوا کہ جب ولی روکے تو نہ نکاح کرے اس کا بادشاہ مگر اس کے بعد کہ حکم کرے اس کو ساتھ رجوع کے روکنے سے سو اگر وہ اس بات کو قبول کرے تو فبہا نہیں تو حاکم اس کو کسی سے نکاح کر دے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا كَانَ الْوَلِيُّ هُوَ الْخَاطِبَ. جب خود ولی نکاح کا پیغام کرنے والا ہو۔

فائدہ: یعنی نکاح میں جو ولی ہو تو کیا خود اپنا آپ نکاح کر لے یا اور ولی کی حاجت ہے جو اس کا نکاح اس سے کر دے کہا ابن منیر نے کہ ذکر کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ وہ چیز جو دلالت کرتی ہے جواز اور منع دونوں پر تا کہ سپرد کرے اس میں امر کو طرف مجتہد کے اسی طرح کہا ہے اس نے اور شاید لیا ہے اس نے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حکم کے ساتھ جزم نہیں کیا لیکن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کاری گری سے ظاہر ہوتا ہے کہ جواز کا قائل ہے کہ اس کو خود اپنی ولی سے اپنا نکاح کر لینا جائز ہے اور کسی ولی کی حاجت نہیں اس واسطے کہ وہ آثار جن میں حکم ولی کا ہے اپنے غیر کو کہ وہ اس کو نکاح کر دے نہیں ہے اس میں تصریح اس کی کہ اس کو خود اپنا نکاح کرنا منع ہے اور البتہ وارد کیا ہے اس نے ترجمہ اثر عطاء کا جو دلالت کرتا ہے اوپر جواز کے اگرچہ اولیٰ اس کے نزدیک یہ ہے کہ متولی ہو کسی طرف کا عقد کے دونوں طرف سے اور اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ اس کے سو کہا اوزاعی اور ربیعہ اور ثوری اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے اکثر اصحاب اور لیث نے کہ جائز ہے ولی کو کہ اپنی ولیہ سے خود اپنا نکاح کر لے اور موافقت کی ہے ابو ثور نے اور مالک سے ہے کہ اگر شوہر دیدہ عورت اپنے ولی سے کہے کہ نکاح کر دے تو میرا جس سے مناسب دیکھے اور وہ خود آپ اس سے نکاح کر لے یا کسی سے تو اور اس عورت پر لازم ہو جاتا ہے اگرچہ نہ پہچانتی ہو ہو بہو خاوند کو اور کہا شافعی نے کہ نکاح کر دے اس کو بادشاہ یا کوئی اور ولی مثل اس کے یا کم تر اس سے اور موافقت کی اس کی زفر نے اور ان کی حجت یہ ہے کہ ولایت شرط ہے عقد میں سو نہ ہوگا ناکح اپنا نکاح کرنے والا جس طرح نہیں بیچتا اپنے نفس سے۔ (فتح)

وَخَطَبَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ امْرَأَةً هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِهَا فَأَمَرَ رَجُلًا فَزَوَّجَهُ.

اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا جس سے کہ وہ بہ نسبت اور لوگوں کے قریب تھا سو اس نے ایک مرد کو حکم دیا سو اس نے اس کا نکاح باندھا۔

فائدہ: اور روایت کیا ہے اس کو سعید بن منصور نے شعبی کے طریق سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اپنی چچیری بہن سے نکاح کا ارادہ کیا سو اس نے عبداللہ بن ابی عقیل کو بلا بھیجا اور کہا کہ اس کا نکاح مجھ سے کر دے اس نے کہا میں یہ نہیں کرنے والا تو شہر کا سردار ہے اور اس کا چچیرا بھائی ہے پھر مغیرہ رضی اللہ عنہ نے عثمان بن ابی العاص کو بلا بھیجا تو اس نے اس کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا اور یہ عثمان اس کو پردادا میں ملتا ہے تو مغیرہ رضی اللہ عنہ بہ نسبت اس کی اس عورت سے قریب تر تھا سو ظاہر ہوئی مراد ساتھ قول اس کے اولی الناس بھا۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ لِأُمِّ حَكِيمٍ بِنْتِ قَارِظٍ أَتَجْعَلِينَ أَمْرَكِ إِلَيَّ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ قَدْ زَوَّجْتُكِ.

یعنی اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ام حکیم قارظ کی بیٹی سے کہا کہ کیا تو مجھ کو اپنے نکاح کا اختیار دیتی ہے؟ اس نے کہا ہاں! تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں

نے تجھ سے نکاح کیا۔

**فائدہ:** روایت ہے کہ ام حکیم نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھ کو لوگوں نے نکاح کا پیغام بھیجا ہے سو تو میرا نکاح جس سے چاہے کر دے تو اس نے کہا کیا تو مجھ کو اپنے نکاح کا اختیار دیتی ہے؟ اس نے کہا ہاں! اس نے کہا کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا سو اس کا نکاح جائز رہا۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَآءٌ لِيُشْهِدْ اَنِّيْ قَدْ نَكَحْتُكِ اَوْ لِيَاْمُرْ رَجُلًا مِّنْ عَشِيْرَتِهَا.

اور کہا عطاء نے چاہیے کہ گواہ کرے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا یا کسی مرد کو عورت کی برادری سے حکم کرے کہ وہ اس کا نکاح اس سے کر دے۔

**فائدہ:** عبدالرزاق نے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ میں نے عطاء سے کہا کہ ایک عورت کو اس کے چچیرے بھائی نے نکاح کا پیغام بھیجا اس کے سوائے اس عورت کا کوئی مرد نہیں عطاء نے کہا کہ چاہیے کہ گواہی کرے کہ فلانے یعنی اس کے چچیرے بھائی نے اس کو نکاح کا پیغام بھیجا ہے اور وہ مرد کہے کہ میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس سے نکاح کیا یا عورت کے رشتہ داروں سے کسی مرد کو حکم کرے جو اس کو نکاح کر دے۔ (فتح)

وَقَالَ سَهْلٌ قَالَتِ امْرَاَةٌ لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهَبُ لَكَ نَفْسِيْ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ لَّمْ تَكُنْ لَّكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيْهَا.

اور کہا سہل رضی اللہ عنہ نے کہ ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میں آپ کو اپنی جان بخشتی ہوں تو ایک مرد نے کہا یا حضرت! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ کو نکاح کر دیجیے۔

**فائدہ:** یہ ایک ٹکڑا ہے واہبہ کی حدیث کا جو پہلے گزری۔

٤٧٣٦ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِيْ قَوْلِهٖ ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ﴾ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ قَالَتْ هِيَ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ الرَّجُلِ قَدْ شَرِكَتْهُ فِيْ مَالِهٖ فَيَرْغَبُ عَنْهَا اَنْ يَّتَزَوَّجَهَا وَيَكْرَهُ اَنْ يُّزَوِّجَهَا غَيْرَهٗ فَيَدْخُلَ عَلَيْهِ فِيْ مَالِهٖ فَيَحْبِسُهَا فَنَهَاهُمُ اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ.

۴۷۳۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بیچ تفسیر اس آیت کے کہ اجازت مانگتے ہیں تجھ سے عورتوں کے بارے میں تو کہہ کہ اللہ اجازت دیتا ہے تم کو آخر آیت تک، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مراد اس سے یتیم لڑکی ہے جو ایک مرد کی گود میں ہو اس کے مال میں اس کی شریک ہو سو نہیں چاہتا کہ اس سے نکاح کرے اور برا جانتا ہے کہ اس کو غیر کے نکاح میں دے سو وہ اس کے مال میں دخل کرے سو اس کو روک رکھتا ہے سو اللہ تعالیٰ نے اس سے ان کو منع کیا۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ قول اس کا سو نہیں چاہتا کہ اس سے نکاح عام تر ہے اس سے کہ خود آپ اپنا نکاح کرے یا کسی غیر کو حکم کرے وہ اس کو نکاح کر دے اور حجت پکڑی ہے محمد بن حسن نے ساتھ اس کے جواز پر اس واسطے کہ جب عتاب کیا اللہ نے ولیوں کو اس عورت کے نکاح کرنے پر جو مالدار اور خوبصورت ہو بغیر پورا دینے اس کے مہر کے اور عتاب کیا ان کو اوپر ترک کرنے نکاح اس عورت کے جو کم مال دار اور کم خوبصورت ہو تو اس نے دلالت کی اس پر کہ جائز ہے ولی کو نکاح کرنا اس سے بغیر واسطہ اور مرد کے اس واسطے کہ نہیں عتاب کیا جاتا کوئی اوپر ترک کرنے اس چیز کے جو اس پر حرام ہے اور دلالت کی اس نے کہ وہ اس سے نکاح کرے اگرچہ چھوٹی ہو اس واسطے کہ خاوند نے حکم کیا ہے کہ اس کو پورا مہر دے اور اگر بالغ ہوتی تو البتہ نہ منع کرتا اس کو یہ کہ نکاح کرے اس سے ساتھ اس چیز کے جس پر دونوں راضی ہوں سو معلوم ہوا کہ مراد وہ عورت ہے جس کو اپنی جان کا اختیار نہیں اور البتہ جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ مراد بیوقوف عورت ہو سو نہیں ہے واسطے رضامندی اس کی کے مہر کے بغیر مانند کنواری کے۔ (فتح)

٤٧٣٧ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوْسًا فَجَآءَتْهُ امْرَأَةٌ تَعْرِضُ نَفْسَهَا عَلَيْهِ فَخَفَّضَ فِيْهَا النَّظَرَ وَرَفَعَهُ فَلَمْ يُرِدْهَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِهٖ زَوِّجْنِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَعِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ مَا عِنْدِيْ مِنْ شَيْءٍ قَالَ وَلَا خَاتَمٌ مِّنْ حَدِيْدٍ قَالَ وَلَا خَاتَمٌ مِّنْ حَدِيْدٍ وَّلٰكِنْ أَشُقُّ بُرْدَتِيْ هٰذِهٖ فَأُعْطِيْهَا النِّصْفَ وَآخُذُ النِّصْفَ قَالَ لَا هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

٤٧٣٧۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک عورت آئی اس نے اپنی جان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا سو اس کو نہ چاہا تو ایک مرد نے آپ کے اصحاب میں سے کہا کہ یا حضرت! مجھ کو نکاح کر دیجیے! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں؟ اس نے کہا اور لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں لیکن میں اپنی چادر کو پھاڑ ڈالتا ہوں سو آدھی اس کو دیتا ہوں اور آدھی آپ رکھتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھ کو کچھ قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا کہ جا ہم نے تیرا نکاح اس سے کر دیا قرآن کے یاد کروانے پر جو تجھ کو یاد ہے۔

**فائدہ:** وجہ دلالت کی اس سے بھی اطلاق ہے لیکن جو اس کو منع کرتا ہے وہ یہ جواب دیتا ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے گنا جاتا ہے کہ خود آپ اپنا نکاح آپ کر لیں اور نکاح کریں بغیر ولی کے اور بغیر گواہوں کے اور بغیر

اجازت مانگنے کے اور ساتھ لفظ ہبہ کے کما یاتی تقریرہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ إِنْكَاحِ الرَّجُلِ وَلَدَهُ الصِّغَارَ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاللَّائِيْ لَمْ يَحِضْنَ﴾ فَجَعَلَ عِدَّتَهَا ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ قَبْلَ الْبُلُوْغِ.

نکاح کر دینا مرد کا اپنی چھوٹی اولاد کو واسطے دلیل اس آیت کے اور جن کو حیض نہیں آیا (تو عدت تین مہینے ہیں) سو ٹھہرائی اللہ تعالیٰ نے عدت اس کی تین مہینے بالغ ہونے سے پہلے۔

**فائدہ:** یعنی سو اس نے دلالت کی کہ بالغ ہونے سے پہلے لڑکی کا نکاح کر دینا جائز ہے اور یہ استنباط خوب ہے لیکن نہیں ہے آیت میں تخصیص اس کی ساتھ والد کے اور نہ ساتھ کنواری کے اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ اصل شرم گاہوں میں حرام ہونا ہے مگر جس کے حلال ہونے پر دلیل دلالت کرے اور وارد ہو چکی ہے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کا نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا اور وہ بالغ نہیں تھیں سو باقی رہا اپنے اصل پر جو اس کے سوائے ہے اور واسطے اسی راز کے وارد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو کہا مہلب نے اجماع ہے اس پر کہ جائز ہے واسطے باپ کے یہ کہ نکاح کر دے اپنی چھوٹی بیٹی کنواری کو اگرچہ ویسی سے جماع نہ کیا جاتا ہو مگر یہ کہ طحاوی نے ابن شبرمہ سے نقل کیا ہے کہ جس سے جماع نہ کیا جاتا ہو اس کو نکاح کر دینا منع ہے اور حکایت کی ہے ابن حزم نے ابن شبرمہ سے مطلق کہ نہیں جائز ہے واسطے باپ کے یہ کہ اپنی چھوٹی بیٹی کو نکاح کر دے یہاں تک کہ بالغ ہو اور اجازت دے اور گمان کیا ہے اس نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے چھ برس کی عمر میں نکاح کیا تو یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور مقابل اس کے ہے قول حسن اور نخعی کا کہ جائز ہے واسطے باپ کے یہ کہ اپنی بیٹی کو جبرًا نکاح کر دے برابر ہے کہ چھوٹی ہو یا بڑی کنواری ہو یا شوہر دیدہ۔ (فتح)

٤٧٣٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ وَأُدْخِلَتْ عَلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ وَّمَكَثَتْ عِنْدَهُ تِسْعًا.

۴۷۳۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا اور حالانکہ وہ چھ برس کی لڑکی تھیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں لائی گئیں اس حال میں کہ نو برس کی تھیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نو برس رہیں یعنی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا۔

بَابُ تَزْوِيْجِ الْأَبِ ابْنَتَهُ مِنَ الْإِمَامِ.

باب ہے اس بیان میں کہ باپ اپنی بیٹی کا نکاح امام سے کر دے۔

**فائدہ:** اس ترجمہ میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ ولی خاص مقدم ہے ولی عام پر اور اس میں مالکیوں کا اختلاف ہے۔

وَقَالَ عُمَرُ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ حَفْصَةَ فَأَنْكَحْتُهٗ.

کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیغام کیا سو میں نے اس کا نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔

٤٧٣٩ ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ وَبَنٰى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ قَالَ هِشَامٌ وَّأُنْبِئْتُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَهٗ تِسْعَ سِنِيْنَ.

۴۷۳۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا اور حالانکہ وہ چھ برس کی لڑکی تھیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں لائی گئیں اس حال میں کہ نو برس کی لڑکی تھیں، کہا ہشام نے مجھ کو خبر پہنچی کو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نو برس رہیں۔

**فائدہ:** کہا ابن بطال نے کہ باب کی حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ باپ اولیٰ ہے بیچ نکاح کر دینے اپنی بیٹی کے امام سے اور یہ کہ بادشاہ اس کا ولی ہے جس کا کوئی ولی نہ ہو اور یہ کہ ولی کا ہونا نکاح کی شرط میں سے ہے میں کہتا ہوں اور نہیں ہے دونوں حدیثوں میں دلالت اوپر شرط ہونے کسی چیز کے اس سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں واقع ہونا ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جو اس کے سوا ہے وہ منع ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ اور دلیلیوں سے لیا جاتا ہے اور کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ منع ہے نکاح کر دینا کنواری کو یہاں تک کہ اس سے اجازت لی جائے تو یہ خاص ہے ساتھ بالغ کے یہاں تک کہ متصور ہو اس سے اجازت اور لیکن چھوٹی لڑکی سو اس کے واسطے تو کوئی اجازت ہی نہیں ہے، كما سياتي تقريره ان شاء الله تعالٰى۔

بَابُ السُّلْطَانُ وَلِيٌّ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

بادشاہ ولی ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ہم نے تیرا نکاح اس سے کر دیا قرآن پڑھانے کے بدلے پر جو تجھ یاد ہے۔

٤٧٤٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّيْ وَهَبْتُ مِنْ نَّفْسِيْ فَقَامَتْ طَوِيْلًا فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيْهَا إِنْ لَّمْ تَكُنْ لَّكَ بِهَا حَاجَةٌ قَالَ هَلْ عِنْدَكَ

۴۷۴۰۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخشی سو وہ بہت دیر تک کھڑی رہی تو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ کو نکاح کر دیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس کچھ ہے جو اس کو مہر دے؟ اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں سوائے

مِنْ شَیْءٍ تُصْدِقُهَا قَالَ مَا عِنْدِیْ إِلَّا إِزَارِیْ فَقَالَ إِنْ أَعْطَیْتَهَا إِیَّاهُ جَلَسْتَ لَا إِزَارَ لَكَ فَالْتَمِسْ شَیْئًا فَقَالَ مَا أَجِدُ شَیْئًا فَقَالَ الْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِیْدٍ فَلَمْ یَجِدْ فَقَالَ أَمَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَیْءٌ قَالَ نَعَمْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا فَقَالَ قَدْ زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

میرے اس تہہ بند کے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو تہہ بند اس کو دے گا تو تیرے پاس کچھ نہ رہے گا سو تو کچھ چیز تلاش کر، اس نے کہا کہ میں کچھ نہیں پاتا فرمایا تلاش کر اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو سو اس نے لوہے کی انگوٹھی بھی نہ پائی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ قرآن ہے؟ اس نے کہا ہاں! فلانی فلانی سورت واسطے چند سورتوں کے کہ ان کا نام لیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے تیرا نکاح اس سے کر دیا قرآن یاد کروانے کے بدلے پر جو تجھ کو یاد ہے۔

**فائدہ:** اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں صریح آ چکا ہے کہ بادشاہ ولی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مرفوع میں ہے کہ جو عورت نکاح کرے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر تو اس کا نکاح باطل ہے، الحدیث اور اس میں ہے کہ بادشاہ ولی ہے اس کا جس کا کوئی ولی نہیں روایت کیا ہے ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ نے اور کہا کہ حسن ہے اور صحیح کہا ہے اس کو ابوعوانہ اور ابن حبان اور ابن خزیمہ وغیرہ نے لیکن چونکہ یہ حدیث بخاری کی شرط پر نہیں تو اس کو واہبہ کے قصے سے استنباط کیا۔ (فتح)

## بَابُ لَا یُنْكِحُ الْأَبُ وَغَیْرُهُ الْبِكْرَ وَالثَّیِّبَ إِلَّا بِرِضَاهَا.

نہ نکاح کر دے باپ وغیرہ کنواری کو اور شوہر دیدہ کو مگر اس کی رضا مندی سے۔

**فائدہ:** اس ترجمہ میں چار صورتیں ہیں ایک نکاح کر دینا باپ کا اپنی کنواری بیٹی کو دوسری نکاح کر دینا باپ کا شوہر دیدہ کو تیسری نکاح کر دینا غیر باپ کا شوہر دیدہ کو چوتھی نکاح کر دینا غیر باپ کا کنواری کو اور جب چھوٹی اور بڑی کو اعتبار کیا جائے تو صورتیں زیادہ ہو جائیں گی پس شوہر دیدہ بالغ کو نہ باپ نکاح کر دے اور نہ غیر اس کا مگر اس کی رضا مندی سے اتفاقا مگر جس نے اجماع کا خلاف کیا کما تقدم اور کنواری چھوٹی کو اس کا باپ نکاح کر دے اتفاقا مگر جو اجماع کے مخالف ہے اور جو شوہر دیدہ کہ بالغ نہ ہو اس میں اختلاف ہے مالک رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کا باپ اس کو نکاح کر دے جیسے کنواری کو نکاح کر دیتا ہے اور شافعی رحمہ اللہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ اور محمد رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کو نکاح نہ کر دے جب کہ دور ہوئی ہو بکارت ساتھ وطی کے نہ ساتھ غیر اس کے اور علت ان کے نزدیک یہ ہے کہ دور ہونا بکارت کا دور کرتا ہے شرم کو جو کنواری میں ہے اور اگر کنواری بالغ ہو تو اس کا باپ نکاح کر دے اور اسی طرح اس کے اور ولی بھی اور اختلاف ہے اس کے امر طلب کرنے میں اور حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ نہیں جائز ہے باپ کو جبر کرنا اوپر اس کے جب وہ انکار کرے اور حکایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اکثر اہل علم سے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ دادا کا بھی یہی حکم ہے اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اوزاعی نے کہ اگر شوہر دیدہ ہو اور چھوٹی ہو تو اس کو

ہر ولی نکاح کر دے اور جب بالغ ہو تو ثابت ہوتا ہے واسطے اس کے اختیار یعنی خواہ نکاح رکھے خواہ فسخ کر دے اور کہا احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب نو برس سے آگے بڑھے تو جائز ہے واسطے ولیوں کے جو باپ کے سوائے ہوں نکاح اس کا اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جو باپ کا وصی ہو وہ بھی ساتھ اس کے ملحق ہے سوائے باقی ولیوں کے اس واسطے کہ اس نے اس کو اپنا قائم مقام کیا ہے پھر ترجمہ معقود ہے واسطے شرط ہونے رضا مندی عورت کے برابر ہے کہ کنواری ہو یا شوہر دیدہ اور خواہ چھوٹی ہو یا بڑی اور اسی کو تقاضا کرتا ہے ظاہر حدیث کا لیکن چھوٹی مستثنیٰ ہے باعتبار معنی کے اس واسطے کہ اس کے واسطے کوئی عبارت نہیں۔

٤٧٤١ ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ أَنْ تَسْكُتَ.

۴۷۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح نہ کیا جائے بیوہ عورت کا مگر یہاں تک کہ اس سے امر طلب کیا جائے اور نہ نکاح کیا جائے کنواری عورت کا یہاں تک کہ اس کی اجازت لی جائے، اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! کنواری کی اجازت کس طرح ہو؟ یعنی وہ شرم سے نہیں بتلاتی فرمایا کہ اس کا چپ رہنا ہی اجازت ہے۔

**فائدہ:** استئمار کے معنی ہیں طلب کرنا امر کا سو معنی یہ ہیں کہ نکاح نہ کیا جائے یہاں تک کہ اس سے امر طلب کیا جائے اور لیا جاتا ہے اس کے قول تستامر سے کہ نہ عقد کرے مگر اس کے بعد کہ وہ اس کا حکم دے اور نہیں ہے اس میں دلالت اوپر نہ شرط ہونے ولی کے اس کے حق میں بلکہ اس میں اشعار ہے ساتھ شرط ہونے اس کے کی اور یہ جو کہا کہ نہ نکاح کیا جائے کنواری کا یہاں تک کہ اس کی اجازت لی جائے تو اسی طرح واقع ہوا ہے تفرقہ درمیان شوہر دیدہ اور کنواری کے شوہر دیدہ کے واسطے امر طلب کرنے کا لفظ بولا گیا اور کنواری کے واسطے اجازت لینے کا لفظ بولا گیا سو لیا جاتا ہے اس سے فرق درمیان دونوں کے اس جہت سے کہ استئمار دلالت کرتا ہے اوپر تاکید مشورے کے اور ٹھہرانے اختیار کے طرف امر طلب کی گئی عورت کے اسی واسطے ولی محتاج ہے طرف صریح اجازت اس کی کے عقد میں اور جب صریح منع کرے تو نکاح کرنا بالاتفاق منع ہے اور کنواری اس کے برخلاف ہے اور اجازت دائر ہے درمیان قول اور سکوت کے یعنی دونوں کو شامل ہے برخلاف امر کے کہ وہ صریح ہے قول میں کہ صریح زبان سے کہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ٹھہرایا چپ رہنا اجازت بیچ حق کنواری کے اس واسطے کہ وہ شرماتی ہے صریح اجازت دینے سے۔ (فتح)

٤٧٤٢ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الرَّبِيْعِ بْنِ طَارِقٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ

۴۷۴۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے کہا یا حضرت! کنواری شرماتی ہے صریح اجازت دینے سے

أَبِيْ عَمْرٍو مَوْلَى عَائِشَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحِيْ قَالَ رِضَاهَا صَمْتُهَا.

حضرت ﷺ نے فرمایا اس کا چپ رہنا ہی اس کی اجازت ہے۔

**فائدہ:** اور مراد ساتھ جاریہ کے مسلم کی روایت میں کنواری ہے سوائے شوہر دیدہ کے کہا ابن منذر نے کہ مستحب ہے کنواری کو معلوم کروانا یہ کہ اس کا چپ رہنا اجازت ہے لیکن اگر وہ عورت نکاح کے بعد کہے کہ میں نے نہیں جانا کہ میرا چپ رہنا اجازت ہے تو نہیں باطل ہوتا اس کے ساتھ نکاح نزدیک جمہور کے اور بعض مالکیوں نے کہا کہ باطل ہے اور کہا ابن شعبان نے مالکیوں میں سے کہ یہ اس کو تین بار کہا جائے کہ اگر تو راضی ہے تو چپ رہ اور اگر تو ناراض ہے تو بول اور بعض نے کہا کہ اس کے پاس بہت دیر تک ٹھہرا جائے تا کہ نہ شرمسار ہو سو نہ منع کرے اس کو یہ جلد جواب دینے سے اور اختلاف ہے جب کہ نہ کلام کرے بلکہ ظاہر ہو اس سے قرینہ غصے کا یا رضا کا ساتھ ہنسنے کے مثلاً یا رونے کے سو مالکیوں کے نزدیک اگر بھڑکے یا روئے یا اٹھ کھڑی ہو یا ظاہر ہو اس سے جو دلالت کرے کراہت پر تو نہ نکاح کیا جائے اور شافعیوں کے نزدیک ان میں سے کسی چیز کو منع میں اثر نہیں مگر یہ کہ متصل ہو ساتھ رونے کے چلانا اور مانند اس کے اور فرق کیا ہے بعض نے درمیان رونے آنسو کے سو اگر آنسو گرم ہوں تو یہ منع کی دلیل ہے اور اگر ٹھنڈے ہوں تو یہ رضامندی کی دلیل ہے اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ کنواری عورت جس کی اجازت لینے کا حکم ہوا ہے مراد اس سے بالغ ہے اس واسطے کہ جو نہ جانتی ہو کہ اجازت کیا چیز ہے اس سے اجازت لینے کے کیا معنی اور اسی طرح جس کا چپ رہنا اور ناراض ہونا برابر ہو اور نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے مالک رحمہ اللہ سے کہ چپ رہنا کنواری یتیم کا پہلے اجازت اور تفویض اس کی کے اس کی رضامندی نہیں برخلاف اس کے کہ ہو بعد تفویض اس کی کے طرف ولی اپنے کے اور خاص کیا ہے بعض شافعیوں نے اکتفا کو ساتھ چپ رہنے بکر بالغہ کے بہ نسبت باپ اور دادے کے سوائے غیر ان کے کی اس واسطے کہ وہ بہ نسبت اور لوگوں کے ان دونوں سے زیادہ شرماتی ہے اور صحیح قول جس پر جمہور ہیں استعمال کرنا حدیث کا ہے سب کنواریوں میں بہ نسبت سب ولیوں کے اور اختلاف باپ میں کہ نکاح کر دے کنواری بالغ کو بغیر اجازت اس کی کے سو کہا اوزاعی اور ثوری اور حنفیہ نے اور ابوثور نے اور جو ان کے موافق ہیں کہ شرط ہے اجازت لینا اس کا سو اگر اجازت لینے کے بغیر اس کا نکاح کر دے تو نکاح صحیح نہیں ہوتا اور اور لوگوں نے کہا کہ جائز ہے واسطے باپ کے کہ اس کو نکاح کر دے بغیر اجازت کے اگرچہ بالغ ہو اور یہ قول ابن ابی لیلیٰ اور مالک اور شافعی اور احمد اور اسحاق کا ہے اور ان کی حجت باب کی حدیث کا مفہوم ہے اس واسطے کہ ٹھہرایا ہے حضرت ﷺ شوہر دیدہ کو لائق تر ساتھ نفس اپنے کے اپنے ولی سے سو اس نے دلالت کی کہ کنواری کا ولی زیادہ حق دار ہے ساتھ اس کے اس سے اور یہ جو کہا کہ امر طلب کیا جائے اس سے تو داخل ہوتا ہے اس میں باپ

اور غیر اس کا پس نہیں تعارض درمیان روایتوں کے اور باقی رہے گی نظر اس میں کہ امر طلب کرنا کیا وہ شرط ہے بیچ صحیح ہونے عقد کے یا مستحب ہے بطور دل خوش کرنے کے دونوں امروں کا احتمال ہے اور زیادہ بحث آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ چھوٹی لڑکی شوہر دیدہ ہو تو نہیں جائز جبر کرنا اوپر اس کے واسطے عام ہونے قول حضرت ﷺ کے کہ وہ زیادہ حق دار ہے اپنی جان کی بہ نسبت اپنے ولی کے اور اس پر کہ جس عورت کی بکارت وطی سے دور ہوئی ہو اگرچہ زنا سے کسی کو جبر کرنا اس پر نہیں پہنچتا نہ اس کے باپ کو اور نہ اس کے غیر کو واسطے عام ہونے حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ بیوہ زیادہ تر حق دار ہے اپنی جان کی بہ نسبت اپنے ولی کے اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ وہ مانند بکر کے ہے اور اس کے دونوں ساتھی اس کے مخالف ہیں اور حجت پکڑی گئی ہے واسطے اس کے کہ علت کفایت کرنے کی ساتھ چپ رہنے کنواری کے شرم ہے اور وہ باقی ہے بیچ اس کے اس واسطے کہ مسئلہ مفروض ہے اس عورت کے حق میں جس کی بکارت وطی سے دور ہوئی ہو نہ اس کے حق میں جس کا پیشہ اور عادت زنا ہو اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حدیث نے نص کی ہے اس پر کہ حیا متعلق ہوتا ہے ساتھ کنواری کے اور مقابلہ کیا ہے اس کا ساتھ شوہر دیدہ کے سو دلالت کی اس نے کہ حکم اس کا مختلف ہے اور یہ بیوہ ہے شرع میں بھی اور باعتبار لغت کے بھی اس واسطے کہ اگر وصیت کرے ساتھ آرزو ہونے ہر شوہر دیدہ کے جو اس کے ملک میں ہے تو داخل ہوتی ہے یہ اجماعًا اور بہر حال باقی رہنا اس کے حیا کا مانند بکر کے سو ممنوع ہے اس واسطے کہ وہ شرماتی ہے ذکر وقوع گناہ کے سے اس سے اور بہر حال ثابت ہونا حیا کا اصل نکاح سے سو نہیں اس میں مانند کنواری کے جس نے اس کو کبھی تجربہ نہیں کیا، واللہ اعلم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ جائز ہے واسطے بیوہ کے کہ نکاح کرے بغیر ولی کے لیکن خود اپنی زبان کے ساتھ نکاح نہ کرے بلکہ اپنے نکاح کا کسی مرد کو اختیار دے وہ اس کو نکاح کر دے حکایت کیا ہے اس کو ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے داؤد سے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ جو عورت کہ نکاح کرے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر تو اس کا نکاح باطل ہے اور یہ حدیث صحیح ہے، کما تقدم اور وہ بیان کرتی ہے کہ حضرت ﷺ کے اس قول کے معنی احق بنفسها من ولیها یہ ہیں کہ نہیں جاری ہوتا عورت پر حکم مرد کا اس کی اجازت کے بغیر اور نہ جبر کرے اور جب عورت نکاح کا ارادہ کرے تو نہیں جائز اس کو نکاح مگر اپنے ولی کی اجازت سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جب کنواری کھل کھلا منع کرے تو نہیں جائز ہے نکاح اور طرف اس کی اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں اور اگر صریحًا راضی ہو جائے تو بطریق اولیٰ جاری ہوتا ہے اور بعض اہل ظاہر نے کہا کہ جائز نہیں ہوتا واسطے ٹھہر جانے کے اس قول پر اور اس کا چپ رہنا ہی اجازت ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا زَوَّجَ ابْنَتَهُ وَهِيَ كَارِهَةٌ جب باپ اپنی بیٹی کا نکاح کر دے اور وہ اس نکاح سے

فَنِكَاحُهٗ مَرْدُوْدٌ. ناخوش ہوتو اس کا نکاح مردود ہے۔

**فائدہ:** اس طرح مطلق بولا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے سو شامل ہوگا کنواری اور بیوہ کو لیکن باب کی حدیث تصریح کرنے والی ہے ساتھ بیوہ عورت کے سو شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کے کہ اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے جیسا کہ میں عنقریب اس کو بیان کروں گا اور جب عورت بیوہ ہو اور اس کی رضامندی کے بغیر اس کا نکاح کیا جائے تو اس نکاح کے مردود ہونے پر اجماع ہے مگر جو منقول ہے حسن سے کہ اس نے کہا کہ جائز ہے باپ کو جبر کرنا شوہر دیدہ عورت پر اگرچہ وہ ناخوش ہو کما تقدم اور جو نخعی سے منقول ہے کہ اگر اس کے عیال میں ہو تو جائز ہے نہیں تو مردود ہے اور جب واقع ہو عقد اس کی رضامندی کے بغیر سو کہا حنفیوں نے کہ اگر عورت جائز رکھے تو جائز ہے اور مالکیوں سے ہے کہ جب عنقریب ہو تو جائز ہے نہیں تو نہیں اور باقی لوگوں نے اس کو مطلق مردود کہا ہے۔ (فتح)

٤٧٤٣ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعٍ ابْنَيْ يَزِيْدَ بْنِ جَارِيَةَ عَنْ خَنْسَآءَ بِنْتِ خِذَامٍ الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَأَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهٗ.

۴۷۴۳۔ حضرت خنساء خذام کی بیٹی سے روایت ہے کہ اس کے باپ نے اس کا نکاح کر دیا اور وہ شوہر دیدہ تھی سو اس نے اس کو ناخوش جانا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نکاح رد کر دیا۔

**فائدہ:** عبدالرزاق نے روایت کی ہے کہ خذام نے اپنی بیٹی کا نکاح ایک مرد سے کر دیا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان پر جبر نہ کرو سو اس نے اس کے بعد ابولبابہ سے نکاح کیا اور وہ شوہر دیدہ تھی اور روایت کی ہے طبرانی نے ساتھ سند حسن کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مانند اس قصے کے اور اس میں ہے کہ اس کو اس کے خاوند سے کھینچا اور وہ بیوہ تھی سو اس نے اس کے بعد ابولبابہ سے نکاح کیا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا پہلا خاوند جنگ احد میں شہید ہوا پھر اس کے باپ نے اس کا نکاح ایک مرد سے کر دیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نکاح جائز نہ رکھا اور یہ سب حدیثیں ایک دوسری کو قوی کرتی ہیں اور سب دلالت کرتی ہیں اس پر کہ وہ عورت بیوہ تھی اور نسائی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور وہ کنواری تھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان تفریق کر دی اور اسی طرح روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لیکن اس حدیث میں ضعف ہے اور کہا بیہقی نے کہ اگر ثابت ہو حدیث بکر میں تو حمل کی جائے گی اس پر کہ اس کا نکاح غیر کفو میں ہوا تھا، واللہ اعلم۔ میں کہتا ہوں اور یہی جواب ہے معتمد اس واسطے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے سو اس میں تعمیم ثابت نہیں ہوگی۔ (فتح)

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ أَخْبَرَنَا يَحْيٰى أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ وَمُجَمِّعَ بْنَ يَزِيْدَ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَجُلًا يُدْعٰى خِذَامًا أَنْكَحَ ابْنَةً لَهُ نَحْوَهُ.

عبدالرحمٰن اور مجمع سے روایت ہے کہ ایک مرد نے جس کو خذام کہا جاتا تھا اپنی بیٹی کو نکاح کر دیا مانند اس کے۔

بَابُ تَزْوِيْجِ الْيَتِيْمَةِ لِقَوْلِهِ ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا﴾.

باب ہے یتیم لڑکی کے نکاح کر دینے کے بیان میں واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ اگر تم ڈرو کہ نہ انصاف کرو گے یتیم عورتوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تم کو خوش لگیں عورتوں سے۔

وَإِذَا قَالَ لِلْوَلِيِّ زَوِّجْنِيْ فُلَانَةَ فَمَكَثَ سَاعَةً أَوْ قَالَ مَا مَعَكَ فَقَالَ مَعِيْ كَذَا وَكَذَا أَوْ لَبِثَا ثُمَّ قَالَ زَوَّجْتُكَهَا فَهُوَ جَائِزٌ فِيْهِ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جب ولی سے کہا کہ مجھ کو فلانی عورت نکاح کر دے اور وہ ایک گھڑی دیر کرے یا کہے کیا ہے تیرے پاس وہ کہے میرے پاس ایسی ایسی چیز ہے پھر دونوں دیر کریں پھر ولی کہے کہ میں نے تیرا نکاح اس سے کر دیا تو وہ جائز ہے اس حکم میں سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

**فائدہ:** یعنی حدیث واہبہ کی جو کئی بار گزر چکی ہے کہ ایک عورت نے اپنی جان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشی اور مراد اس کی اس سے یہ ہے کہ ایجاب اور قبول کے درمیان فرق کرنا جب ایک مجلس میں ہوں تو ضرر نہیں کرتا لیکن اس حدیث سے اس پر استدلال کرنا ٹھیک نہیں اس واسطے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے سو احتمال ہے کہ اس نے ایجاب کے پیچھے قبول کیا ہو۔ (فتح)

٤٧٤٤ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ لَهَا يَا أُمَّتَاهُ ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا ابْنَ أُخْتِيْ هٰذِهِ الْيَتِيْمَةُ

۴۷۴۴۔ حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا یعنی اس آیت کی تفسیر سے کہ اگر انصاف نہ کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں ماملکت ایمانکم تک عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے میری بہن کے بیٹے! مراد اس آیت سے یتیم لڑکی ہے جو اپنے ولی کی گود میں ہو سو اس کے مال اور اس کی خوبصورتی میں رغبت کرتا ہے اور ارادہ کرتا ہے کہ اس کو مہر مثل سے کم دے سو منع کیا گئے ان کے نکاح سے مگر یہ

تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِيْ جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيْدُ أَنْ يَّنْتَقِصَ مِنْ صَدَاقِهَا فَنُهُوْا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُّقْسِطُوْا لَهُنَّ فِيْ إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَأُمِرُوْا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَآءِ قَالَتْ عَائِشَةُ اِسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ أَنَّ الْيَتِيْمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ مَالٍ وَّجَمَالٍ رَغِبُوْا فِيْ نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا وَالصَّدَاقِ وَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوْبًا عَنْهَا فِيْ قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكُوْهَا وَأَخَذُوْا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَآءِ قَالَتْ فَكَمَا يَتْرُكُوْنَهَا حِيْنَ يَرْغَبُوْنَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَّنْكِحُوْهَا إِذَا رَغِبُوْا فِيْهَا إِلَّا أَنْ يُّقْسِطُوْا لَهَا وَيُعْطُوْهَا حَقَّهَا الْأَوْفٰى مِنَ الصَّدَاقِ.

کہ انصاف کریں واسطے ان کے مہر پورا دینے میں اور حکم کیے گئے ساتھ نکاح ان عورتوں کے جو ان کے سوائے ہیں پس لوگ اس سے بالکل ہٹ گئے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر اس کے بعد لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اجازت مانگتے ہیں تجھ سے عورتوں کے حق میں ترغبون تک سو اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے اس آیت میں یہ حکم اتارا کہ جب یتیم لڑکی مالدار اور خوبصورت ہوتی ہے تو اس کے نکاح اور نسب اور مہر میں رغبت کرتے ہیں یعنی کم تر مہر مثل سے اور جب اس کی رغبت نہ ہو بسبب کم ہونے مال کے تو اس سے نکاح نہیں کرتے اور اس کے سوائے اور عورتوں کو نکاح کرتے ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو جس طرح کہ رغبت نہ ہونے کے وقت اس سے نکاح نہیں کرتے تو اسی طرح نہیں جائز ہے واسطے ان کے یہ کہ نکاح کریں اس سے جب کہ اس میں رغبت کریں مگر یہ کہ واسطے اس کے انصاف کریں اور اس کو اس کا مہر پورا دیں۔

**فائدہ:** ذکر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیچ تفسیر آیت مذکورہ کے اور اس کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ باپ کے سوا ولی کو بھی جائز ہے کہ نکاح کر دے اس عورت کو جو بالغ نہ ہو برابر ہے کہ کنواری ہو یا شوہر دیدہ اس واسطے کہ حقیقت میں یتیم لڑکی وہ ہے جو بالغ نہ ہو اور نہ اس کا باپ ہو اور البتہ اجازت دی گئی ہے اس کے نکاح کر دینے میں بشرطیکہ اس کے مہر میں کمی نہ کرے سو جو اس کو منع کرتا ہے وہ دلیل کا محتاج ہے اور البتہ حجت پکڑی ہے بعض شافعیوں نے ساتھ اس حدیث کے کہ نکاح نہ کی جائے یتیم لڑکی یہاں تلک کہ اس سے امر طلب کیا جائے اور اگر کہا جائے کہ نہیں امر طلب کیا جاتا چھوٹی سے تو ہم کہتے ہیں کہ اس میں اشارہ ہے طرف تاخیر کر دینے اس کے کی یہاں تک کہ بالغ ہو اور امر طلب کرنے کے لائق ہو سو اگر کہا جائے کہ بالغ ہونے کے بعد یتیم نہیں ہوتی تو ہم کہتے ہیں تقدیر یہ ہے کہ نکاح نہ کیا جائے یتیم لڑکی کا یہاں تک کہ بالغ ہو پھر اس کا امر

طلب کیا جائے واسطے تطبیق کے درمیان دلیلوں کے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَالَ الْخَاطِبُ لِلْوَلِيِّ زَوِّجْنِيْ فُلَانَةَ فَقَالَ قَدْ زَوَّجْتُكَ بِكَذَا وَكَذَا جَازَ النِّكَاحُ وَإِنْ لَّمْ يَقُلْ لِلزَّوْجِ أَرَضِيْتَ أَوْ قَبِلْتَ.

جب نکاح کا پیغام کرنے والا عورت کے ولی سے کہے کہ مجھ کو فلانی عورت نکاح کر دے اور وہ کہے میں نے تجھ کو ایسی ایسی چیز کے بدلے نکاح کر دیا تو نکاح جائز ہے اگرچہ ولی خاوند سے نہ کہے کہ کیا تو راضی ہوا یا تو نے قبول کیا۔

**فائدہ:** یہ ترجمہ معقود ہے واسطے اس مسئلے کے کہ کیا نکاح کی درخواست قبول کے قائم مقام ہوتی ہے سو ہو جیسے مقدم ہو قبول ایجاب پر جیسے کہے کہ میں نے فلانی عورت سے اتنے پر نکاح کیا اور ولی کہے کہ میں نے تیرا نکاح اس سے کر دیا اس کے بدلے پر یا ضروری ہے دوہرانا قبول کا سو استنباط کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے واہبہ کے قصے سے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے تیرا نکاح کر دیا اس عورت سے قرآن یاد کروانے کے بدلے پر جو تیرے ساتھ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے بعد یہ منقول نہیں ہوا کہ اس مرد نے کہا کہ میں نے قبول کیا اور اعتراض کیا ہے اس پر مہلب نے کہ نکاح سے پہلے اس مرد نے اس کی درخواست کی اور آپس میں تکرار ہوا اور جس کا یہ حال ہو اس کو قبول کے ساتھ تصریح کرنے کی حاجت نہیں اور غایت اس کی یہ ہے کہ تسلیم کیا ہے اس نے استدلال کو لیکن خاص کرتا ہے وہ اس کو ساتھ ایک خاطب کے سوائے دوسرے کے اور میں نے پہلے بیان کی ہے وجہ خدشہ کی اصل استدلال میں۔ (فتح)

٤٧٤٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا فَقَالَ مَا لِي الْيَوْمَ فِي النِّسَآءِ مِنْ حَاجَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَوِّجْنِيْهَا قَالَ مَا عِنْدَكَ قَالَ مَا عِنْدِيْ شَيْءٌ قَالَ أَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ قَالَ مَا عِنْدِيْ شَيْءٌ قَالَ فَمَا عِنْدَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

۴۷۴۵۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخشی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو عورتوں کی آج کچھ حاجت نہیں تو ایک مرد نے کہا یا حضرت! مجھ کو نکاح کر دیجیے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے کچھ دے اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو اس نے کہا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہے تیرے پاس قرآن سے؟ اس نے کہا فلانی فلانی سورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو میں نے تجھ کو اس کا مالک کر دیا قرآن یاد کروانے کے بدلے پر جو تجھ کو یاد ہے۔

**فائدہ:** یہ جو فرمایا کہ مجھ کو آج عورتوں کی کچھ حاجت نہیں تو اس میں اشکال ہے اس جہت سے کہ اس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ حضرت ﷺ نکاح کا ارادہ رکھتے تھے اگر آپ کو پسند آتی سو معنی حدیث کے یہ ہوں گے کہ جو عورت اس صفت سے ہو اس کی مجھ کو حاجت نہیں اور احتمال ہے کہ مطلق نظر کرنا حضرت ﷺ کا خاصہ ہو اگرچہ نکاح کا ارادہ نہ رکھتے ہو اور ہو گا فائدہ اس کا یہ احتمال کہ آپ کو خوش لگی سو اس سے نکاح کریں باوجود بے پرواہ ہونے آپ کے اس وقت زیادتی سے عورتوں پر جو آپ کے پاس تھیں۔ (فتح)

بَابٌ لَّا يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ حَتّٰى يَنْكِحَ أَوْ يَدَعَ.

نہ منگنی کرے کوئی اپنے بھائی مسلمان کی منگنی پر یہاں تک کہ نکاح کرے یا چھوڑ دے۔

٤٧٤٦ ـ حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يُّحَدِّثُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّبِيْعَ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَّلَا يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ حَتّٰى يَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهٗ أَوْ يَأْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ.

۴۷۴۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے یہ کہ تم میں سے کوئی اپنا مال دوسرے کے بیچتے ہوئے پر بیچے اور پیغام نکاح کا نہ کرے کوئی اپنے بھائی مسلمان کی منگنی پر یہاں تک کہ چھوڑ دے جس نے پہلے نکاح کا پیغام کیا یا اس کو خاطب اجازت دے۔

**فائدہ:** باب میں یدع کا لفظ ہے اور حدیث میں یترک کا لفظ ہے اور ایک روایت میں یدع کا لفظ بھی آ چکا ہے اور اس کی سند صحیح ہے تو مراد بھائی سے بھائی مسلمان ہے جیسا کہ بیوع میں گزر چکا ہے اور یہ لفظ اس کے معارض نہیں اس واسطے کہ مخاطب ساتھ اس کے مسلمان لوگ ہیں۔

٤٧٤٧ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يَأْثُرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَكُوْنُوْا إِخْوَانًا وَّلَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ حَتّٰى

۴۷۴۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بچو بدگمانی سے اس واسطے کہ بدگمانی بڑی جھوٹی بات ہے یعنی بے تحقیق صرف اپنے گمان پر کسی مسلمان سے بدظن ہونا نہایت بے اصل بات ہے اور نہ لوگوں کی بات کی طرف کان لگاؤ اور نہ عیب جوئی کرو اور نہ آپس میں بغض اور عداوت رکھو اور بھائی بن جاؤ (اے اللہ کے بندو) اور نہ منگنی کرے کوئی اپنے بھائی مسلمان کی منگنی پر یہاں

يَنْكِحَ أَوْ يَتْرُكَ. تک کہ نکاح کرے یا چھوڑ دے۔

فائدہ: کہا جمہور نے کہ یہ نہی واسطے تحریم کے ہے اور کہا خطابی نے کہ یہ نہی واسطے تادیب کے ہے تحریم کے واسطے نہیں اور باطل کرتی ہے عقد کو نزدیک اکثر فقہاء کے اور نہیں ہے ملازمہ درمیان ہونے اس کے کی واسطے تحریم کے اور درمیان بطلان کے نزدیک جمہور کے بلکہ وہ ان کے نزدیک تحریم کے واسطے ہے اور نہیں باطل ہوتی ہے عقد بلکہ حکایت کی ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس میں نہی بالاجماع تحریم کے واسطے ہے لیکن اس کی شرطوں میں اختلاف ہے سو کہا شافعیہ اور حنابلہ نے کہ محل تحریم کا وہ ہے جب کہ تصریح کرے مخطوبہ یا ولی اس کا جس کو اس نے اجازت دی ہے جس جگہ ہو اجازت اس کی معتبر ساتھ اجابت کے سو اگر رد کے ساتھ تصریح واقع ہو تو حرام نہیں سو اگر نہ جانے دوسرا ساتھ حال کے تو جائز ہے ہجوم کرنا اوپر منگنی کے اس واسطے کہ اصل اباحت ہے اور حنبلیوں کی اس میں دو روایتیں ہیں اور اگر واقع ہو اجابت ساتھ تعریض کے مانند قول عورت کے کی کہ نہیں منہ پھیرنا تجھ سے تو اس میں شافعیہ کے نزدیک دو قول ہیں صحیح تر یہ ہے کہ یہ بھی حرام نہیں اور یہی قول ہے مالکیہ اور حنفیہ کا اور اگر نہ رد کرے اور نہ قبول کرے تو جائز ہے اور حجت اس میں قول فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ مجھ کو معاویہ اور ابوجہم نے نکاح کا پیغام بھیجا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں پر اس بات کا انکار نہ کیا بلکہ اسامہ رضی اللہ عنہ کے واسطے اس کو نکاح کا پیغام کیا اور اشارہ کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کہ اس میں حجت نہیں اس لیے کہ احتمال ہے کہ دونوں نے اکٹھا نکاح کا پیغام بھیجا ہو یا دوسرے کو پہلے کا خطبہ معلوم نہ ہوا ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ رضی اللہ عنہ کا اشارہ کیا اور نکاح کا پیغام نہیں کیا اور برتقدیر اس کے کہ نکاح کا پیغام کیا ہو تو شاید جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہم اور معاویہ رضی اللہ عنہما کا عیب بیان کیا تو معلوم ہوا کہ اس نے ان دونوں سے منہ پھیرا سو اس کو اسامہ رضی اللہ عنہ کے واسطے نکاح کا پیغام کیا اور حکایت کی ہے ترمذی نے شافعی سے کہ معنی باب کی حدیث کے یہ ہیں کہ جب مرد عورت کو نکاح کا پیغام کرے اور وہ اس کے ساتھ راضی ہو جائے تو نہیں جائز ہے کسی کو کہ اس کی منگنی پر منگنی کرے اور جب اس کی رضامندی معلوم نہ ہو تو نہیں کوئی ڈر کہ اس کو نکاح کا پیغام کرے اور حجت اس میں قصہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کا ہے اس واسطے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر نہ دی کہ وہ دونوں میں سے کس پر راضی ہے اور اگر وہ اس کی خبر دیتی کہ میں دونوں میں سے فلانے کے ساتھ راضی ہوں تو نہ اشارہ کرتے اس پر ساتھ کسی شخص کے سوائے اس کے جس کو اس نے اختیار کیا اور اگر نہ پائی جائے اس سے اجابت اور نہ رد تو کہا بعض شافعیوں نے کہ جائز ہے اور بعض نے دونوں قول کو جائز رکھا ہے اور نص کی ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کنواری میں کہ اس کا چپ رہنا رضامندی ہے ساتھ خاطب کے اور بعض مالکیوں سے ہے کہ نہیں منع ہے منگنی کرنی مگر اس شخص کی منگنی پر جن کے درمیان مہر پر رضامندی واقع ہو اور جب پائی جائیں شرطیں تحریم کی اور واقع ہو عقد دوسرا تو کہا جمہور نے کہ نکاح صحیح ہے باوجود ارتکاب تحریم کے اور کہا داؤد نے کہ فسخ کیا جائے نکاح پہلے دخول کے اور بعد اس کے اور نزدیک مالکیہ کے

خلاف ہے مانند دونوں قول کے اور کہا بعض نے فسخ کیا جائے پہلے دخول کے نہ بعد اس کے اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ منع نکاح کا پیغام ہے اور پیغام نکاح کا نہیں شرط ہے عقد کے صحیح ہونے میں سو نہ فسخ ہوگا نکاح ساتھ نہ صحیح واقع ہونے پیغام نکاح کے اور حکایت کی ہر طبری نے بعض علماء سے کہ یہ نہی منسوخ ہے ساتھ قصے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے پھر رد کیا اس پر ساتھ اس کے کہ وہ مشورے کو آئی تھی سو مشورہ دیا گیا اس کو اس چیز کے ساتھ کہ وہ اولیٰ ہے اور نہ تھی وہاں منگنی منگنی پر پھر ایسے مسئلوں میں نسخ کا دعویٰ کرنا غلط ہے اس واسطے کہ اشارہ کیا ہے طرف علت نہی کے عقد کی حدیث میں ساتھ اخوۃ کے اور وہ صف لازمہ ہے اور علت مطلوب ہے واسطے دوام کے سو نہیں صحیح ہے کہ لاحق ہو اس کو دعویٰ نسخ کا، واللہ اعلم۔ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جب پہلا خاطب یعنی نکاح کا پیغام کرنے والا دوسرے خاطب کو اجازت دے تو دور ہو جاتی ہے تحریم لیکن کیا یہ اجازت فقط اس کے ساتھ خاص ہے جس کو اجازت دی گئی یا اس کے سوائے اور شخص کو بھی جائز ہے اس واسطے کہ مجرد اجازت جو صادر ہے پہلے خاطب سے دلالت کرتی ہے اس پر کہ اس نے اس عورت کے نکاح سے منہ پھیرا اور جب اس نے منہ پھیرا تو اس کے غیر کے واسطے جائز ہوگا کہ اس کو نکاح کا پیغام کرے ظاہر دوسری بات ہے یعنی نکاح کا پیغام فقط اس شخص کے ساتھ خاص نہیں جس کو اس نے اجازت دی بلکہ اس کے سوائے اور شخص کو بھی نکاح کا پیغام کرنا جائز ہے سو جس کو اس نے اجازت دی اس کے واسطے تو نص سے جائز ہوگا اور اس کے سوائے اور شخص کو الحاق کے ساتھ ہوگا اور تائید کرتا ہے اس کو قول آپ کا باب کی دوسری حدیث میں او یترك یعنی یا چھوڑ دے اور تصریح کی ہے رویانی نے شافعیہ میں سے ساتھ اس کے کہ محل تحریم کا وہ ہے جو خطبہ اول سے جائز اور اگر وہ منع ہو جیسے کہ عدت میں اس کو نکاح کا پیغام کرے تو نہیں ضرر کرتا دوسرے کو یہ کہ عدت گزرنے کے بعد اس کو خطبہ کرے اور یہ ظاہر ہے اس واسطے کہ اوّل کا حق عدت کی وجہ سے ثابت نہیں ہوا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول اس کے کہ اپنے بھائی کے خطبے پر کہ محل تحریم کا وہ ہے جب کہ نکاح کا پیغام کرنے والا مسلمان ہو سو اگر نکاح کا پیغام کرے ذمی مرد ذمی عورت کو پھر ارادہ کرے مسلمان کہ اس کو نکاح کا پیغام کرے تو اس کو یہ مطلق جائز ہے اور یہ قول اوزاعی کا ہے اور موافقت کی ہے اس کی شافعیہ میں سے ابن منذر اور خطابی وغیرہ نے اور تائید کرتی ہے اس کو حدیث مسلم کی کہ ایماندار بھائی ہے دوسرے ایماندار کا سو نہیں حلال ہے واسطے ایماندار کے یہ کہ بیچے اپنے بھائی کی بیع پر اور نہ منگنی کرے اس کی منگنی پر کہا خطابی نے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان اور کافر کی برادری توڑ ڈالی ہے سو خاص ہوگی نہی ساتھ مسلمان کے کہا ابن منذر نے کہ اصل اس میں اباحت ہے یہاں تک کہ وارد ہو منع اور البتہ وارد ہوئی ہے منع مقید ساتھ مسلم کے سو باقی راہ جو اس کے سوائے ہے اصل اباحت پر اور مذہب جمہور کا یہ ہے کہ ذمی کافر اس میں ملحق ہے ساتھ مسلم کے اور یہ کہ تعبیر ساتھ بھائی کے نکلی ہے بنا بر غالب کے سو نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے اس کے اور وہ مانند اس آیت کے ہے ﴿ولا تقتلوا اولادکم وربائبکم اللاتی

فی حجور کم ﴾ اور مانند اس کے اور بنا کیا ہے اس کو بعض نے اس پر کہ یہ چیز ممنوع کیا عقد کے حقوق سے ہے یا متعاقدین کے حقوق سے بنا بر پہلی وجہ کے راجح وہ ہے جو خطابی نے کہا اور بنا بر دوسری وجہ کے راجح وہ ہے جو اس کے غیر نے کہا اور قریب ہے اس بنا سے اختلاف ان کا بیچ ثابت ہونے شفعہ کے واسطے کافر کے سو جس نے اس کو ملک کے حقوق سے ٹھہرایا ہے اس نے اس کے واسطے ثابت کیا ہے اور جس نے اس کو حقوق مالک سے ٹھہرایا ہے اس نے منع کیا ہے اور قریب اس بحث سے ہے جو منقول ہے ابن قاسم مالک کے ساتھ سے کہ پہلا خاطب جب فاسق ہو تو جائز ہے واسطے پرہیز گار کے یہ کہ منگنی کرے اس کی منگنی پر اور ترجیح دی ہے اس کو ابن عربی نے ان میں سے اور وہ باوجہ ہے جب کہ ہو مخطوبہ پاک دامن سو ہوگا فاسق غیر کفو واسطے اس کے سو اس کا نکاح پیغام کالعدم ہوگا اور نہیں اعتبار کیا ہے اس کو جمہور نے جب کہ صادر ہو عورت سے علامت قبول کی اور بعض نے کہا کہ اس قول کے خلاف پر اجماع ہے اور ملحق ہے ساتھ اس کے جو حکایت کی بعض نے جائز ہونے سے جب کہ نہ ہو پہلا خاطب لائق عادت میں واسطے منگنی اس عورت کے جیسا کہ ساقی بادشاہ کی بیٹی کو نکاح کا پیغام کرے اور یہ راجع ہے طرف ہم کفو ہونے کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر حرام ہونے منگنی عورت کے دوسری عورت کی منگنی پر واسطے لاحق کرنے حکم عورتوں کے ساتھ حکم مردوں کے اور اس کی صورت یہ ہے کہ ایک عورت ایک مرد کے نکاح میں رغبت کرتی ہے اور اس کو اپنے نکاح کی طرف بلاتی ہے کہ وہ مرد اس سے نکاح کرے پھر ایک اور عورت آتی ہے اور وہ اس مرد کو اپنی طرف بلاتی ہے اور اپنے نکاح کی رغبت دلاتی ہے اور اس کو پہلے سے الگ کرواتی ہے اور البتہ تصریح کی ہے علماء نے ساتھ مستحب ہونے خطبہ اہل فضل کے مردوں سے اور نہیں ہے پوشیدہ کہ محل اس کا وہ ہے جب کہ مخطوب مرد نے قصد کیا ہو کہ ایک عورت کے سواء اور نکاح نہ کرے گا لیکن اگر دونوں کو جمع کرے تو حرام نہیں اور یہ جو کہا کہ حتی ینکح یعنی یہاں تک کہ نکاح کرے خاطب پہلا سو حاصل ہو ناامیدی محض یا چھوڑ دے یعنی خاطب اول نکاح کرنے کو سو جائز ہوگا اس وقت واسطے دوسرے کے خطبہ سو دونوں غایتیں مختلف ہیں پہلی ناامیدی کی طرف راجع ہے اور دوسری رجا کی طرف راجع ہے۔

## بَابُ تَفْسِيرِ تَرْكِ الْخِطْبَةِ. ترک خطبہ کی تفسیر۔

**فائدہ:** یعنی خطبہ کے قبول کرنے سے عذر کرنے کے طریق کا بیان جیسا کہ حدیث میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے شارح تراجم نے کہا کہ بخاری کی یہی مراد ہے۔

۴۷۴۸ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ

۴۷۴۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوئیں کہا عمر رضی اللہ عنہ نے سو میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملا میں نے کہا اگر تو چاہے تو میں تجھ کو حفصہ رضی اللہ عنہا نکاح کر دوں

عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِيْنَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ قَالَ عُمَرُ لَقِيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقِيَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِيْ أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيْمَا عَرَضْتَ إِلَّا أَنِّيْ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا تَابَعَهُ يُوْنُسُ وَمُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ وَابْنُ أَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

پھر میں چند روز ٹھہرا پھر حضرت ﷺ نے اس کے نکاح کا پیغام بھیجا پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے سو کہا کہ نہیں منع کیا مجھ کو کسی چیز نے یہ کہ میں تجھ کو جواب دوں اس چیز کا جو تو نے عرض کی مگر یہ کہ البتہ میں نے جانا تھا کہ حضرت ﷺ نے اس کا ذکر کیا ہے سو نہ تھا میں کہ حضرت ﷺ کا راز ظاہر کروں اور اگر حضرت ﷺ اس کو چھوڑ دیتے تو میں اس کو قبول کرتا متابعت کی ہے شعیب کی یونس اور موسیٰ سے اور ابن ابی عتیق نے زہری سے۔

**فائدہ:** یہ ٹکڑا ہے عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا اور اس کے اخیر میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اگر حضرت ﷺ اس کو چھوڑ دیتے تو میں اس کو قبول کرتا اور اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے باب میں ترک خطبہ کی تفسیر صریح گزر چکی ہے حضرت ﷺ کے یہ قول حتی ینکح او یترك میں اور عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو حفصہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں ہے اس ترک خطبہ کی تفسیر ظاہر نہیں ہوتی اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم نہ تھا کہ حضرت ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیغام کیا ہے لیکن قصد کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے معنی دقیق کو جو دلالت کرتا ہے اوپر تیز ہونے ذہن اس کے کی اور مضبوط ہونے کے استنباط میں اور اس کا بیان یوں ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ جب حضرت ﷺ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نکاح کا پیغام کریں گے تو وہ آپ کو رد نہیں کریں گے بلکہ اس میں رغبت کریں گے اور شکر کریں گے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر انعام کیا ہے سو ابو بکر رضی اللہ عنہ کا علم ساتھ اس حال کے قائم ہوا مقام جھکنے اور تراضی کے سو گویا کہ کہتا ہے کہ جو جانتا ہو کہ نہ پھیرا جائے جب کہ نکاح کا پیغام کرے تو کسی کو لائق نہیں کہ اس کی منگنی پر منگنی کرے اور کہا ابن منیر نے جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ارادہ کیا ہے کہ تحقیق کرے منع ہونا منگنی کا منگنی پر مطلق اس واسطے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ باز رہے اور نہ قطع ہوا تھا امر درمیان خاطب اور ولی کے سو کیا حال ہے جب کہ پکا ہو اور دونوں آپس میں جھکیں سو شاید استدلال ہے ساتھ اولیٰ کے میں کہتا ہوں جو ابن بطال نے ظاہر کیا اور وہ ادق اور اولیٰ ہے۔ (فتح)

بَابُ الْخُطْبَةِ. باب ہے بیان میں خطبہ پڑھنے کے وقت عقد نکاح کے

٤٧٤٩ ـ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ جَآءَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا.

۴۷۴۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دو مرد پورب سے آئے تو دونوں نے خطبہ پڑھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک بعض بیان تو جادو ہوتا ہے یعنی جیسے جادو سے آدمی لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے ایسے ہی بعض آدمی کی تقریر ہوتی ہے۔

**فائدہ:** یہ حدیث پوری ساتھ شرح اپنی کے طب میں آئے گی کہا ابن تین نے داخل کیا بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو کتاب النکاح میں اور حالانکہ وہ اس کی جگہ نہیں ہے کہا اور بیان دو قسم ہے اول وہ ہے جو بیان کرے ساتھ اس کے مراد کو دوسرا خوش آوازی سے پڑھنا ہے تا کہ سننے والوں کے دل مائل کریں اور دوسرا قسم ہے جو جادو کے مشابہ ہے اور مذموم اس سے وہ ہے جس کے ساتھ باطل کا قصد کیا جائے اور تشبیہ دی اس کو ساتھ جادو کے اس واسطے کہ سحر پھیرنا چیز کا ہے اپنی حقیقت سے۔ میں کہتا ہوں اور اسی جگہ سے لی جاتی ہے مناسبت اور پہچانا جاتا ہے کہ اس نے اس کو اپنی جگہ میں ذکر کیا ہے گویا کہ اشارہ کیا ہے اس نے کہ خطبہ اگرچہ مشروع ہے نکاح میں لیکن لائق ہے کہ متوسط ہو اور نہ ہو اس میں وہ چیز جو تقاضا کرے حق کے پھیرنے کو طرف باطل کے ساتھ خوش تقریر کے اور البتہ وارد ہو چکی ہیں خطبہ نکاح کی تفسیر میں بہت حدیثیں ان میں سے مشہور تر یہ ہے جو اصحاب سنن نے روایت کی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعا الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ ، الحدیث کہا ترمذی نے کہ اہل علم نے کہا کہ نکاح جائز ہے بغیر خطبہ کے اور یہ قول ثوری وغیرہ اہل علم کا ہے اور کہا بعض اہل ظاہر نے کہ وہ شرط ہے نکاح میں اور یہ قول شاذ ہے۔ (فتح)

## بَابُ ضَرْبِ الدُّفِّ فِي النِّكَاحِ وَالْوَلِيمَةِ.

بجانا دف کا نکاح اور ولیمہ کے وقت میں۔

**فائدہ:** اور ولیمہ معطوف ہے نکاح پر یعنی بجانا دف کا ولیمہ میں اور وہ عام ہے بعد خاص کے اور احتمال ہے کہ مراد خاص ولیمہ نکاح کا ہو اور یہ کہ بجانا دف کا مشروع ہے نکاح میں وقت عقد کے اور وقت دخول کے مثلا اور وقت ولیمہ کے اسی طرح اور اول اشبہ ہے اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کے جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہو چکی ہے، کما سیاتی انشاء اللہ تعالٰی۔

٤٧٥٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ قَالَ قَالَتِ الرُّبَيِّعُ بِنْتُ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَآءَ جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِيْنَ

۴۷۵۰۔ حضرت ربیع معوذ کی بیٹی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے گھر میں آئے جب کہ میں اپنے خاوند کے گھر میں لائی گئی اور مجھ سے خلوت ہوئی سو میرے بچھونے پر بیٹھے جیسے تو میرے بچھونے پر بیٹھا ہے اور

بُنِیَ عَلَیَّ فَجَلَسَ عَلٰی فِرَاشِیْ کَمَجْلِسِكَ مِنِّیْ فَجَعَلَتْ جُوَیْرِیَاتٌ لَّنَا یَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَیَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَآئِیْ یَوْمَ بَدْرٍ إِذْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ فَقَالَ دَعِیْ هٰذِهٖ وَقُوْلِیْ بِالَّذِیْ كُنْتِ تَقُوْلِیْنَ.

ہماری چھوٹی چھوٹی لڑکیاں دف بجا کر ہمارے باپوں کی جو جنگ بدر کے دن مارے گئے خوبیاں اور بہادرے کے قصے بیان کرنے لگیں کہ اچانک ان میں سے ایک نے کہا کہ ہمارے بیچ میں ایک پیغمبر ہیں کہ جانتے ہیں جو کل ہوگا حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑ دے اور جو پہلے کہتی تھی وہی کہہ۔

**فائدہ:** یہ جو کہا کہ جسے تو بیٹھا ہے تو یہ اس نے اس شخص سے کہا جس نے اس حدیث کی روایت کی اور بنا کے معنی ہیں دخول ساتھ بیوی کے اور یہ جو کہا کہ جیسے تو میرے بچھونے پر بیٹھا ہے تو یہ محمول ہے اس پر کہ یہ خطاب پردے کے پیچھے سے تھا یعنی دونوں کے درمیان پردہ تھا یا یہ حکم پردے کی آیت اترنے سے پہلے تھا یا جائز ہے دیکھنا واسطے حاجت کے یا وقت امن کے فتنے سے اور اخیر قول معتمد ہے یعنی فتنے سے امن تھا اور جو ظاہر ہوا ہے واسطے ہمارے قوی دلیلوں سے یہ ہے کہ بیگانی عورت کے ساتھ خلوت کرنی اور اس کو دیکھنا حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور یہی ہے جواب صحیح قصے ام حرام کے سے کہ حضرت ﷺ اس کے گھر میں تشریف لے گئے اور اس کے پاس سو گئے اور اس نے آپ کو کنگھی کی اور حالانکہ وہ نہ آپ کی منکوحہ تھی اور نہ محرم اور ندبہ کے معنی ہیں ذکر کرنا مردے کے اوصاف کا ساتھ ثناء کے اوپر اس کے اور گننا اس کی خوبیوں کا ساتھ سخاوت اور بہادری کے اور مانند اس کے اور یہ جو فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے یعنی چھوڑ دے اس چیز کو جو متعلق ہے ساتھ مدح میری کے جس میں حد سے زیادہ تعریف ہے جو منع ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں جانتا کوئی جو کل ہوگا سوائے اللہ تعالیٰ کے سو یہ اشارہ ہے طرف علت منع کے اور یہ جو فرمایا کہ جو پہلے کہتی تھی تو اس میں اشارہ ہے طرف جواز سننے مدح کے اور مرثیہ کے اس قسم سے کہ نہ ہو اس میں مبالغہ جو نوبت پہنچاتا ہے طرف غلو کی اور کہا مہلب نے اس حدیث میں اعلان نکاح کا ہے ساتھ دف کے اور راگ مباح کے اور اس میں آنا امام کا ہے طرف شادی کے اگرچہ اس میں کھیل ہو جب تک حد مباح سے نہ نکلے اور یہ کہ مرد کے سامنے تعریف کرنی جائز ہے جب تک کہ نہ نکلے طرف اس چیز کے جو اس میں نہیں اور غریب بات کہی ہے ابن تین نے سو کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا اس کو حضرت ﷺ نے کہ مدح آپ کی حق ہے اور مطلوب نکاح میں کھیل ہے سو جب داخل کیا گیا امر حق کھیل میں تو اس کو منع فرمایا اسی طرح کہا ہے اس نے اور تمام خبر کا جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے رد کرتا ہے اوپر اس کے اور سیاق قصے کا مشعر ہے ساتھ اس کے کہ اگر وہ مرثیوں پر بدستور رہتیں تو ان کو منع نہ کرتے اور اکثر اچھے مرثیوں میں قصد ہوتا ہے نہ کھیل اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انکار کیا حضرت ﷺ نے اوپر اس کے واسطے اس کے جو ذکر کیا گیا ہے بے حد تعریف کرنے سے جب کہ اس نے حضرت ﷺ کے واسطے غیب کا علم مطلق ثابت کیا اور وہ ایک صفت ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿قل لا یعلم من فی السماوات والارض الغیب الا الله﴾ اور فرمایا ﴿ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر﴾ اور جس جس چیز کی حضرت ﷺ غیب سے خبر دیتے تھے اور اللہ تعالیٰ آپ کو معلوم کروا دیتا تھا نہ یہ کہ وہ اس کے معلوم کرنے میں مستقل تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول﴾ اور راگ کی بحث آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ وَكَثْرَةِ الْمَهْرِ وَاَدْنٰی مَا يَجُوْزُ مِنَ الصَّدَاقِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿وَاٰتَيْتُمْ اِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا﴾ وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً﴾ وَقَالَ سَهْلٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ.

باب ہے بیچ بیان اس آیت کے اور دو عورتوں کو ان کے مہر خوش سے اور بیچ بیان بہت باندھنے مہر کے اور کم سے کم کتنا مہر جائز ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور دیا ہو تم نے ایک عورت کو ڈھیر مال تو نہ پھیر لو اس میں سے کچھ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا مقرر کر چکے ہو واسطے ان کے مہر، اور کہا سہل رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو۔

**فائدہ:** یہ ترجمہ معقود ہے واسطے اس کے کہ کم سے کم مہر کا کوئی اندازہ معین نہیں اور خلاف کیا ہے اس میں مالکیوں اور حنفیوں نے اور وجہ استدلال کی اس چیز سے کہ ذکر کی مطلق ہونا ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا ﴿صدقاتهن نحلة﴾ اور قول اس کے کا ﴿فریضة﴾ اور قول حضرت ﷺ کے کہ سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو اور بہر حال قول اس کا کثرة المهر سو وہ ساتھ زبر کے عطف ہے اوپر اس آیت کے کہ پڑھا اس کو اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وآتیتم احداهن قنطارا﴾ اس میں اشارہ ہے طرف بہت ہونے مہر کے اور البتہ استدلال کیا ساتھ اس کے اس عورت نے جس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا اور اس کا بیان یوں ہے کہ روایت کی ہے عبدالرزاق نے عبدالرحمٰن سلمی کے طریق سے کہ کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ عورتوں کا مہر زیادہ مت باندھو تو ایک عورت نے کہا کہ اے عمر! یہ کہنا تجھ کو نہیں پہنچتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم نے ایک عورت کو ڈھیر سونا دیا ہو تو اس سے پھیر نہ لو اور اسی طرح ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں یعنی اس میں من ذهب کا لفظ زیادہ ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک عورت نے عمر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا تو وہ اس پر غالب ہو گئی اور حاصل اس کا یہ ہے کہ کم تر درجہ مہر وہ چیز ہے کہ مال ٹھہرائی جائے یعنی جس کو مال سمجھا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ کم تر وہ ہے جس میں ہاتھ کاٹنا واجب ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ چالیس درہم یا پچاس درہم اور جس میں ہاتھ کاٹنا واجب ہوتا ہے اس میں بھی اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ تین درہم اور بعض کہتے ہیں پانچ اور بعض کہتے ہیں دس درہم۔ (فتح)

٤٧٥١ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ فَرَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَاشَةَ الْعُرْسِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ إِنِّيْ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ.

۴۷۵۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے نکاح کیا کھجور کی گٹھلی کے برابر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر شادی کی خوشی کا نشان دیکھا سو اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا گٹھلی کے برابر سونے پر اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے اس نے روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے نکاح کیا گٹھلی کے بربر سونے پر یعنی من ذھب کا لفظ زیادہ کیا ہے۔

**فائدہ:** مراد بخاری رحمہ اللہ کی دوسری روایت سے یہ ہے کہ عبدالعزیز نے انس رضی اللہ عنہ سے نواۃ کا لفظ مطلق ذکر کیا ہے اور قتادہ رحمہ اللہ نے اتنا زیادہ کیا ہے کہ گٹھلی کے برابر سونے پر۔

## بَابُ التَّزْوِيْجِ عَلَى الْقُرْاٰنِ وَبِغَيْرِ صَدَاقٍ.

## نکاح کرنا قرآن پر اور بغیر مہر کے۔

٤٧٥٢ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيَّ يَقُوْلُ إِنِّيْ لَفِي الْقَوْمِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَامَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَ فِيْهَا رَأْيَكَ فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَ فِيْهَا رَأْيَكَ فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتِ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَ فِيْهَا رَأْيَكَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْكِحْنِيْهَا قَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا قَالَ اذْهَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ

۴۷۵۲۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک میں لوگوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ اچانک ایک عورت آ کھڑی ہوئی تو اس نے کہا یا حضرت! میں نے اپنی جان آپ کو بخشی سو دیکھیے اس میں آپ کی کیا رائے ہے؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کچھ جواب نہ دیا پھر کھڑی ہوئی سو اس نے کہا یا حضرت! بے شک اس نے اپنی جان آپ کو بخشی سو دیکھیے آپ کی اس میں کیا رائے ہے؟ پھر بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کچھ جواب نہ دیا سو وہ عورت تیسری بار کھڑی ہوئی سو اس نے کہا کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخشی سو دیکھیے آپ کی اس میں کیا رائے ہے؟ پس ایک مرد اٹھا اور کہا یا حضرت! مجھ کو نکاح کر دیجیے! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا نہیں فرمایا تلاش کر اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو سو وہ گیا اور تلاش کیا پھر آیا اور کہا کہ میں نے

حَدِيْدٍ فَذَهَبَ فَطَلَبَ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَّلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ فَقَالَ هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ قَالَ مَعِيْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا قَالَ اِذْهَبْ فَقَدْ اَنْكَحْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

کچھ چیز نہیں پائی اور لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا تجھ کو کچھ قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا کہ مجھ کو فلاں فلاں سورت یاد ہے فرمایا جا میں نے تیرا نکاح اس سے کر دیا قرآن یاد کروانے کے بدلے پر جو تجھ کو یاد ہے۔

**فائدہ:** نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! میں نے اپنی جان آپ کو بخشی حضرت ﷺ نے فرمایا بیٹھ جا وہ بیٹھ گئی اور ایک گھڑی بیٹھی رہی پھر وہ اٹھی فرمایا بیٹھ جا اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت کرے ہم کو تیری حاجت نہیں اور اس سے لیا جاتا ہے کہ اس عورت نے آپ کا بہت ادب کیا باوجود اس کے کہ اس کو نہایت رغبت تھی اس واسطے کہ نہ مبالغہ کیا اس نے طلب میں اور اس نے حضرت ﷺ کے چپ رہنے سے سمجھ لیا کہ آپ کو رغبت نہیں لیکن جب وہ رد سے ناامید نہ ہوئی تو بیٹھ گئی واسطے انتظار کشادگی کے اور حضرت ﷺ کا چپ رہنا یا تو اس وجہ سے تھا کہ آپ اس کو سامنے جواب دینے سے شرمائے اور حضرت ﷺ نہایت شرم کرنے والے تھے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ کو کنواریوں سے زیادہ شرم تھی اور یا واسطے انتظار وحی کے اور یا واسطے فکر کرنے کے جواب میں جو مقام کے مناسب ہو اور ایک روایت میں اعتل کا لفظ آیا ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے عذر کیا کہ میں نے لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں پائی اور یہ جو کہا کہ **هل معك من القرآن شيء** تو ایک روایت میں ہے کہ کیا ہے تیرے پاس قرآن سے تو یہ بعد اس قول کے ہے **هل معك من القرآن شيء** یعنی کیا تجھ کو کچھ قرآن یاد ہے پھر اس کا اندازہ پوچھا کہ کتنا ہے چنانچہ فرمایا **ما ذا معك من القرآن** یعنی تجھ کو کتنا قرآن یاد ہے اور معمر کی روایت میں دونوں لفظ واقع ہوئے ہیں سو فرمایا کہ تو کچھ قرآن پڑھتا ہے؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا کیا ہے؟ اس نے کہا فلانی فلانی سورت اور پہچانی گئی ساتھ اس کے مراد ساتھ معیت کے اور یہ کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کیا تجھ کو حفظ یاد ہے اور یہ جو کہا فلانی فلانی سورت تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کا نکاح ایک عورت سے کر دیا قرآن کی دو سورتوں پر کہ اس کو سکھلا دے، اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تجھ کو قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا ہاں! سورہ بقرہ اور جو اس کے ساتھ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کا نکاح کر دیا سورہ بقرہ پر اور اس کے پاس اور کچھ چیز نہ تھی اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کا نکاح ایک عورت سے کر دیا ایک سورت پر مفصل سے اور اس کو اس کا مہر ٹھہرایا اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ اس کو بیس آیتیں سکھلا دے اور وہ تیری عورت ہوئی اور جابر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو کچھ قرآن پڑھتا ہے؟ اس نے کہا

ہاں مجھ کو سورۂ ﴿انا اعطیناك الكوثر﴾ یاد ہے فرمایا یہی اس کو مہر میں پڑھا دے اور تطبیق ان الفاظ میں یہ ہے کہ یا قصہ متعدد ہے یا بعض راویوں کو یاد رہا اور بعض کو نہیں رہا اور اس حدیث میں اور بہت فائدے ہیں سوائے اس کے جو باب باندھا ہے ساتھ اس کے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الوکالہ اور فضائل قرآن میں اور چند باب نکاح میں اور بیان کی ہے میں نے ہر ایک میں توجیہ ترجمہ کے واسطے حدیث کے اور وجہ استنباط کی اس سے اور توحید اور لباس میں بھی اس پر ترجمہ باندھا ہے کما سیاتی تقریرہ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کم سے کم مہر کی کوئی حد نہیں کہا ابن منذر نے کہ اس میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ کم تر درجہ مہر کا دس درہم ہیں اور اسی طرح اس پر جو چوتھائی دینار کی کہتا ہے اس واسطے کہ لوہے کی انگوٹھی اس کے مساوی نہیں اور کہا مازری نے کہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس شخص پر جو جائز رکھتا ہے نکاح کو ساتھ کم تر کے چوتھائی دینار سے اس واسطے کہ وہ نکلا ہے طرف تعلیل کی لیکن قیاس کیا ہے اس کو مالک نے ہاتھ کاٹنے پر چوری میں اور کہا عیاض نے اکیلا ہوا ہے ساتھ اس کے مالک حجاز والوں سے سند اس کی یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿ان تبتغوا باموالكم﴾ اور ﴿ومن لم يستطع منكم طولا﴾ اس واسطے کہ یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ مراد ساتھ اس کے وہ چیز ہے کہ واسطے اس کے قدر ہے مال سے اور ادنیٰ درجہ اس کا وہ چیز ہے کہ مباح ہوتا ہے ساتھ اس کے قطع کرنا عضو ادب والے کا کہا عیاض نے اور جائز رکھا ہے اس کو تمام علماء نے ساتھ اس چیز کے کہ راضی ہوں اس پر دونوں میاں بیوی یا عقد ہو ساتھ اس چیز کے کہ اس میں منفعت ہے مانند کوڑے اور جوتی کے اگرچہ اس کی قیمت ایک درہم سے بھی کم تر ہو اور یہی قول ہے یحییٰ بن سعید اور ابوالزناد اور ربیعہ اور ابن ابی ذئب وغیرھم اہل مدینہ کا (سوائے مالک کے اور اس کے تابعداروں کے) اور ابن جریج اور مسلم بن خالد وغیرہ کا اہل مکہ سے اوزاعی کا اہل شام میں اور لیث کا اہل مصر میں اور ثوری اور ابن ابی لیلیٰ عراقیوں کا (سوائے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے تابعداروں کے) اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور داؤد اور فقہاء اہل حدیث کا اور ابن وہب کا مالکیوں سے اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کم تر درجہ اس کا دس درہم ہیں اور کہا ابن شبرمہ نے کہ کم تر درجہ اس کا پانچ درہم ہے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ کہ کم تر درجہ اس کا تین درہم ہیں یا چوتھائی دینار کی بنا پر اپنے اختلاف کے بیچ اندازے اس چیز کے کہ واجب ہوتا ہے ساتھ اس کے کاٹنا ہاتھ کا کہا قرطبی نے کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جس نے قیاس کیا ہے اس کو ساتھ نصاب سرقہ کے ساتھ اس طور کے کہ وہ عضو آدمی کا ادب والا ہے تو اس سے کم تر کے ساتھ مباح نہ ہوگا واسطے قیاس کرنے کے چور کے ہاتھ پر اور تعاقب کیا ہے اس کا جمہور نے ساتھ اس طور کے کہ یہ قیاس ہے نص کے مقابلے میں سو نہ صحیح ہوگا اور ساتھ اس طور کے کہ ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور جدا ہوتا ہے اور نہیں ہے اس طرح شرم گاہ اور ساتھ اس طور کے کہ واجب ہوتا ہے چور پر پھیر دینا چرائی ہوئی چیز کا باوجود کاٹ ڈالنے ہاتھ کے اور نہیں ہے اس طرح مہر اور مالکیوں کی ایک جماعت نے بھی اس کو ضعیف کہا ہے سو کہا ابوالحسن لخمی نے کہ قیاس قدر مہر کا ساتھ نصاب چوری

کے ظاہر نہیں اس واسطے کہ ہاتھ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کاٹا گیا ہے بیچ چوتھائی دینار کے واسطے غیرت نافرمانی کے اور نکاح مباح کیا گیا ہے ساتھ وجہ جائز کے ہاں قول اللہ تعالیٰ کا ﴿ومن لم یستطع منکم طولا﴾ دلالت کرتا ہے کہ مہر آزاد عورت کا ضروری ہے کہ ہو وہ چیز کہ بولا جاتا ہے اس پر نام مال کا جس کی کوئی قدر ہوتا کہ حاصل ہو فرق درمیان اس کے اور درمیان مہر لونڈی کے اور بہر حال قول اللہ تعالیٰ کا ﴿ان تبغوا باموالکم﴾ تو یہ دلالت کرتا ہے اوپر شرط ہونے اس چیز کے کہ نام رکھا جاتا ہے مال فی الجملہ تھوڑا ہو یا بہت اور بعض مالکیوں نے اس کی حد مقرر کی ہے ساتھ اس چیز کے کہ واجب ہے اس میں زکوٰۃ اور یہ قوی ہے قیاس کرنے اس کے سے اوپر نصاب چوری کے اور قوی تر اس سے رد کرنا اس کا ہے طرف رواج کے اور کہا ابن عربی نے کہ لوہے کی انگوٹھی کا وزن چوتھائی دینار کے برابر نہیں ہوتا اور یہ اس قسم سے ہے کہ اس کا کوئی جواب نہیں اور نہ کوئی اس میں عذر ہے لیکن ہمارے ساتھیوں سے تحقیق والوں نے نظر کی ہے طرف قول اللہ تعالیٰ کے ﴿ومن لم یستطع منکم طولا﴾ یعنی جو تم میں سے مالداری کی طاقت نہ رکھتا ہو سو اللہ تعالیٰ نے منع کیا اس کو جو مالداری کی طاقت رکھتا ہو کہ لونڈی سے نکاح نہ کرے سو اگر مالداری ایک وہم ہوتا تو کسی پر مشکل نہ ہوتا پھر تعاقب کیا ہے اس نے اس کا ساتھ اس کے کہ تین درہموں کا بھی یہی حال ہے یعنی سو نہیں ہے حجت بیچ اس کے واسطے حد مقرر کرنے کے اور خاص کر یہ کہ اختلاف ہے کہ طول سے کیا مراد ہے؟ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہبہ نکاح میں خاص ہے ساتھ حضرت ﷺ کے واسطے کہنے اس مرد کے کہ مجھ کو نکاح کر دیجیے اور اس نے یہ نہ کہا کہ مجھ کو بخش دیجیے اور واسطے قول اس عورت کے حضرت ﷺ سے کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخشی اور حضرت ﷺ اس پر چپ رہے تو دلالت کی اس پر کہ ہبہ کا جائز ہونا ساتھ حضرت ﷺ کے ساتھ خاص ہے باوجود قول اللہ تعالیٰ کے ﴿خالصة لك من دون المؤمنين﴾ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہبہ کے لفظ سے حضرت ﷺ کے نکاح کا منعقد ہونا جائز ہے اور حضرت ﷺ کے سوا اور کسی کا نکاح امت میں سے جائز نہیں یہ ایک وجہ ہے نزدیک شافعیوں کے اور ایک وجہ یہ کہ ضروری ہے لفظ نکاح اور تزویج کا وسیاتی البحث فیہ اور یہ کہ امام نکاح کر دے جس کا کوئی خاص ولی نہ ہو ساتھ اس شخص کے جس کو اس کا کفو دیکھے لیکن ضروری ہے کہ عورت کی رضا مندی ہو اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس عورت سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس مرد کے ساتھ تیرا نکاح کر دوں اگر تو راضی ہو؟ اس نے کہا کہا جو آپ نے میرے واسطے پسند کیا میں اس سے راضی ہوں اور یہ کہ جائز ہے سوچنا اور غور کرنا عورت کی خوبیوں میں واسطے ارادے نکاح اس کے کی اگرچہ نہ واقع ہوئی ہو اول رغبت بیچ نکاح کرنے اس کے کی اور نہ واقع ہوا ہو پیغام نکاح اس کے کا اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا اور وہ صیغہ مبالغہ پر دلالت کرتا ہے اور اس سے پہلے نہ حضرت ﷺ نے اس کو پیغام نکاح کا کیا تھا اور نہ اس میں رغبت واقع ہوئی تھی پھر فرمایا کہ مجھ کو عورتوں کی حاجت نہیں اور اگر نہ قصد ہوتا یہ کہ جب اس سے کوئی

چیز دیکھیں جو آپ کو خوش لگے تو اس کو قبول کریں تو اس کے تامل میں مبالغہ کرنے کے کوئی معنی نہ ہوتے اور ممکن ہے خلاص ہونا اس سے ساتھ دعویٰ خصوصیت کے واسطے آپ کے واسطے محل عصمت کے اور جو ہمارے نزدیک ثابت ہوا ہے یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے واسطے بیگانی مسلمان عورتوں کو دیکھنا حرام نہ تھا برخلاف آپ کے غیر کے اور یہ کہ نہیں پورا ہوتا ہے ہبہ مگر ساتھ قبول کے اس واسطے کہ جب اس عورت نے کہا کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخشی اور حضرت ﷺ نے قبلت نہ فرمایا یعنی نہ فرمایا کہ میں نے قبول کیا تو نہ پورا ہوا مقصود اس کا اور اگر اس کو قبول فرماتے تو وہ حضرت ﷺ کی بیوی ہو جاتی اسی واسطے نہ انکار کیا حضرت ﷺ نے اس شخص پر جس نے کہا کہ مجھ کو نکاح کر دیجیے اور یہ کہ جائز ہے نکاح کا پیغام کرنا اس شخص کی منگنی پر جس نے نکاح کا پیغام بھیجا ہو جب کہ نہ واقع ہو درمیان دونوں کے مائل خاص کر جب کہ رد کی نشانیاں ظاہر ہوئی ہوں اور تعاقب کیا ہے اس کا عیاض وغیرہ نے ساتھ اس طور کے کہ نہیں پہلے گزرا ہے اس پر کوئی خطبہ یعنی پیغام نکاح کا واسطے کسی کے اور مائل بلکہ اس نے ارادہ کیا کہ حضرت ﷺ سے نکاح کریں تو حضرت ﷺ نے اس کو قبول کیا اور جب حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو حاجت نہیں تو اس مرد نے پہچانا کہ آپ نے اس کو قبول نہیں کیا، میں کہتا ہوں احتمال ہے یہ کہ اشارہ ہو طرف اس کے کہ جو حکم ذکر کیا ہے اس نے اس کو استنباط کیا ہو اس قصے سے اس واسطے کہ اگر صحابی سمجھتا کہ حضرت ﷺ کو اس کی رغبت ہے تو اس کو طلب نہ کرتا سو اسی طرح جو سمجھے کہ اس کو رغبت ہے کسی عورت کے نکاح میں تو نہیں لائق ہے واسطے غیر اس کے کی کہ اس کو نکاح کا پیغام کرے یہاں تک کہ ظاہر ہو کہ اس کو اس میں رغبت نہیں یا ساتھ تصریح کے یا ساتھ اس چیز کے کہ اس کے حکم میں ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نکاح میں مہر کا ہونا ضروری ہے واسطے دلیل حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ کیا تیرے پاس کچھ ہے جو اس کو مہر دے اور البتہ اجماع ہے اس پر کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے یہ کہ جماع کرے کسی فرج میں کہ بخشا گیا ہو واسطے اس کے سوائے مملوکہ کے بغیر مہر کے اور اولیٰ یہ ہے کہ ذکر کرے مہر کو بیچ عقد کے اس واسطے کہ وہ زیادہ تر کاٹنے والا ہے واسطے جھگڑے کے اور بہت نفع دینے والا ہے واسطے عورت کے اور اگر عقد کرے بغیر ذکر مہر کے تو عقد صحیح ہو جاتا ہے اور واجب ہوتا ہے مہر مثل ساتھ دخول کے صحیح قول پر اور عورت کا اس میں زیادہ نفع اس واسطے ہے کہ ثابت ہوتا ہے واسطے اس کے آدھا مہر مقرر اگر اس کو دخول سے پہلے طلاق ملے اور یہ کہ مستحب ہے اس کو جلدی سپرد کرنا مہر کا اور یہ کہ جائز ہے قسم کھانی بغیر طلب کرنے قسم کے واسطے تاکید کے لیکن مکروہ ہے بغیر ضرورت کے اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ ہے اور اس نے کہا کہ نہیں تو اس میں دلیل ہے اوپر خاص کرنے عموم کے ساتھ قرینے کے اس واسطے کہ لفظ شے کا شامل ہے بہت اور تھوڑی چیز کو اور تھوڑی چیز تو اس کے پاس پائی جاتی تھی جیسے گٹھلی کھجور کی اور مانند اس کے لیکن اس نے سمجھا کہ مراد وہ چیز ہے جس کے واسطے فی الجملہ قیمت ہے اسی واسطے اس نے نفی کی کہ اس کے پاس ہو اور نقل کیا ہے عیاض

نے اجماع اس پر کہ جو چیز کہ مال نہ سمجھی جاتی ہو اور نہ اس کی کوئی قیمت ہو تو وہ مہر نہیں ہو سکتی ہے اور نہیں حلال ہوتا ہے ساتھ اس کے نکاح سو اگر ثابت ہو نقل اس کی تو خلاف کیا اس اجماع کا ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے سو اس نے کہا کہ جائز ہے نکاح ساتھ ہر چیز کے جس کو شے کہا جائے اگرچہ جو کا ایک دانہ ہو اور تائید کرتا ہے سب علماء کی قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ تلاش کر اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو اس واسطے کہ وارد کیا ہے اس کو جگہ تقلیل کے بہ نسبت اس چیز کے کہ اس سے اوپر ہے اور نہیں شک ہے اس میں کہ لوہے کی انگوٹھی کے واسطے قیمت ہے اور وہ اعلیٰ ہے گٹھلی سے اور جو کے دانہ سے اور سیاق حدیث کا دلالت کرتا ہے کہ نہیں ہے کوئی چیز کم تر اس سے کہ حلال ہو ساتھ اس کے فرج اور البتہ وارد ہوئی ہیں چند حدیثیں کم تر مہر میں کہ ان میں سے کوئی چیز ثابت نہیں ہوتی ایک روایت میں ہے کہ جس نے ایک درہم پر نکاح کیا اس نے حلال کیا اور ایک روایت میں ہے کہ جو عورت کو ستو یا کھجوریں دے البتہ اس نے حلال کیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز رکھا نکاح ایک عورت کا دو جوتیوں پر اور ایک روایت میں ہے کہ اگرچہ پیلو کی مسواک ہو اور قوی تر اس باب میں یہ حدیث ہے جو مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک مٹھی کھجور اور آٹے سے نکاح متعہ کیا کرتے تھے یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا کہا بیہقی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مدت معین تک نکاح کرنے کو منع کیا تھا نہ مقدار مہر سے اور یہ اسی طرح ہے جس طرح اس نے کہا اور اس حدیث میں دلیل ہے واسطے جمہور کے اس پر کہ جائز ہے نکاح کرنا لوہے کی انگوٹھی پر اور جو اس کی قیمت کی نظیر ہے کہا ابن عربی نے مالکیوں میں سے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ نہیں شک ہے کہ لوہے کی انگوٹھی چوتھائی دینار کے برابر نہیں اس کا جواب کسی کے پاس اور نہ کوئی اس میں عذر ہے اور بعض مالکیوں نے اس کا جواب کئی طور سے دیا ہے باوجود اس کے کہ یہ اعتراض ابن عربی کا بڑا پکا ہے ان میں سے ایک یہ جواب ہے کہ قول اس کا اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو نکلا ہے جگہ مبالغے کی بیچ طلب کرنے آسانی کے اوپر اس کے یعنی مراد اس پر آسانی کرنی ہے اور ہو بہو لوہے کی انگوٹھی مراد نہیں اور نہ اندازہ قیمت اس کی کا حقیقۃ اس واسطے کہ جب اس نے کہا کہ میں کچھ چیز نہیں پاتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچانا کہ اس نے سمجھا ہے کہ مراد ساتھ شے کے وہ چیز ہے جس کی کوئی قیمت ہو سو کہا گیا واسطے اس کے کہ اگرچہ کم تر ہو جس کی کچھ قیمت نہ ہو مانند لوہے کی انگوٹھی کے اور مثل اس کی ہے یہ حدیث کہ خیرات کرو اگرچہ گھر جلا ہوا ہو باوجود اس کے کہ نہیں نفع اٹھایا جاتا ساتھ اس کے اور نہ خیرات کی جاتی ہے ساتھ اس کے اور ایک جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ طلب کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وہ چیز جو جلدی دی جاتی ہے نقد پہلے دخول کے نہ یہ کہ تمام مہر یہی تھا اور یہ جواب ابن قصار کا ہے اور لازم آتا ہے اس سے رد اوپر ان کے جس جگہ کہ مستحب رکھا ہے انہوں نے اول دینا چوتھائی دینار کا یا اس کی قیمت کا پہلے دخول کے نہ کم تر اور ایک جواب یہ ہے کہ یہ مقدار خاص ہے ساتھ مرد مذکور کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ

خصوصیت محتاج ہے طرف دلیل خاص کے اور ایک یہ جواب ہے کہ احتمال ہے کہ اس وقت لوہے کی انگوٹھی کی قیمت تین درہم یا چوتھائی دینار کی ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جائز ہو بنوانا لوہے کی انگوٹھی کا اور پہننا اس کا وسیاتی بحثہ فی کتاب اللباس اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ واجب ہے دینا مہر کا پہلے دخول کے اس واسطے کہ اگر اس کی تاخیر جائز ہوتی تو البتہ اس سے سوال کرتے کہ کیا قادر ہے اوپر حاصل کرنے اس چیز کے کہ اس کو مہر دے بعد اس کے کہ اس پر داخل ہو اور برقرار رہے یہ اس کے ذمے میں اور ممکن ہے خلاص ہونا اس سے ساتھ اس طور کے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اولیٰ کے ساتھ اشارہ کیا اور باعث اس تاویل پر ثابت ہونا جواز نکاح مفوضہ کا اور ثابت ہونا جواز نکاح کا اوپر مہر معین کے جو ذمہ میں ہو، واللہ اعلم۔ اور اس حدیث میں ہے کہ مہر دینا اس چیز کا کہ مال سمجھی جاتی ہے نکالتا ہے اس کو اس کے مالک کے ہاتھ سے یہاں تک کہ جو کسی لونڈی کو مثلاً مہر دے تو حرام ہوتی ہے اس پر وطی اس کی اور اسی طرح خدمت لینی اس سے بغیر اجازت اس شخص کے کہ جو کو اس نے مہر دیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز ٹھہرانے منفعت کے مہر اگرچہ ہو تعلیم قرآن کی کہا مازری نے کہ یہ مبنی ہے اس پر کہ باواسطے عوض کے ہے جیسے کہ تو کہے کہ میں نے تیرے ہاتھ اپنا کپڑا بیچا ساتھ ایک دینار کے اور یہی ظاہر ہے نہیں تو اگر ہوتی با ساتھ معنی لام کے بنا بر معنی تکریم اس کی کے واسطے ہونے اس کے کی حامل قرآن کا تو ہو جاتی عورت ساتھ معنی موہوبہ کے اور موہوبہ عورت خاص ہے ساتھ حضرت ﷺ کے اور کہا طحاوی وغیرہ نے کہ یہ حکم اس مرد کے ساتھ خاص ہے اس واسطے کہ جائز تھا حضرت ﷺ کو نکاح کرنا ساتھ واہبہ کے جس نے حضرت ﷺ کو اپنی جان بخشی اسی طرح حضرت ﷺ کو یہ بھی جائز تھا کہ جس کے ساتھ چاہیں اس کا نکاح کر دیں بغیر مہر کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ قریب تر ہیں ساتھ مسلمانوں کے ان کی جانوں سے یعنی حضرت ﷺ کو مسلمانوں کی جانوں پر زیادہ شفقت ہے بہ نسبت شفقت ان کی کے اپنی جانوں پر اس واسطے کہ جب حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو اس کا مالک کر دیا تو نہ اس عورت سے مشورہ لیا اور نہ اس سے اجازت مانگی اور یہ قول طحاوی کا ضعیف ہے اس واسطے کہ اول اس عورت نے اپنی جان کا اختیار حضرت ﷺ کو دے دیا تھا جیسا کہ باب کی حدیث میں گزر چکا ہے کہ اس نے کہا کہ آپ دیکھیں آپ کی میرے حق میں کیا رائے ہے؟ اور سوائے اس کے اور الفاظ سے جن کو ہم نے ذکر کیا اسی واسطے نہ حاجت ہوئی پھر پوچھنے کی اس سے بیچ مقرر کرنے مہر کے اور ہوگئی جیسے کوئی عورت اپنے ولی سے کہے کہ نکاح کر دے تو میرا ساتھ اس چیز کے کہ چاہے مہر سے کم ہو یا زیادہ اور حجت پکڑی گئی ہے واسطے اس قول کے ساتھ اس کے جو نعمان ازدی سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نکاح کیا ایک عورت کا قرآن کی ایک سورت پر اور فرمایا کہ تیرے بعد یہ کسی کا مہر نہ ہوگا اور باوجود مرسل ہونے اس کے کی اس میں ایک راوی ہے جو غیر معروف ہے اور کہا عیاض نے کہ یہ جو فرمایا کہ بما معك من القرآن یعنی بدلے اس چیز کے کہ تجھ کو

یاد ہے قرآن سے تو اس میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ مراد یہ ہے کہ سکھلا دے اس جو اس کو یاد ہو قرآن سے یعنی قرآن غیر معین تھوڑا ہو یا بہت اور یہ احتمال ظاہر تر ہے اور یا مراد قرآن معین ہے اور ہو یہ مہر اس کا اور روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی کو پوچھا کہ اے فلانے! کیا تو نے نکاح کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں! اور نہیں میرے پاس کچھ جس کے ساتھ میں نکاح کروں فرمایا کیا نہیں تیرے پاس قل ھو اللہ احد الحدیث اور یہ حدیث تائید کرتی ہے اس کی کہ باواسطے عوض کے ہے اور استدلال کیا ہے طحاوی نے واسطے قول دوسرے کے یعنی مراد مقدار معین ہے طریق نظر سے ساتھ اس طور کے کہ جب واقع ہو نکاح مجہول چیز پر تو ہوگا جیسے معین نہ کیا پس حاجت ہوگی رجوع کرنے کی طرف معلوم کے اور اصل مجمع علیہ یہ ہے کہ اگر مرد کوئی مرد کو مزدور ٹھہرائے اس پر کہ اس کو قرآن کی ایک سورت سکھلا دے بدلے ایک درہم کے تو صحیح نہ ہوگا اس واسطے کہ اجارہ نہیں صحیح ہے مگر عمل معین پر مانند دھونے کپڑے کے یا وقت معین پر اور تعلیم کے وقت کی مقدار معلوم نہیں کبھی تھوڑے زمانے میں سیکھ لیتا ہے اور کبھی دراز زمانہ کی حاجت پڑتی ہے اسی واسطے اگر گھر بیچے اس پر کہ اس کو قرآن کی سورت سکھلا دے تو نہیں صحیح ہوتی ہے بیع اور جب تعلیم کے آدمی ساتھ اعیان کا مالک نہیں ہوتا تو اس کے ساتھ منافع کا بھی مالک نہیں ہوگا اور جواب اس چیز سے کہ ذکر کی یہ ہے کہ مشروط تعلیم معین ہے جیسا کہ اس کے بعض طریقوں میں آچکا ہے اور بہر حال حجت پکڑنی ساتھ اس کے کہ تعلیم کی مدت مجہول ہے تو احتمال ہے کہ کہا جائے کہ یہ معاف ہے زوجین کے باب میں اس واسطے کہ اصل بدستور رہنا ان کی عشرت کا ہے اور اس واسطے کہ بیس آیتوں کی تعلیم کے مقدار میں عورتوں کی فہم غالبا مختلف نہیں ہوتی خاص کر باوجود ہونے اس عورت کے عربی اہل زبان سے جو اس کو نکاح کرتا ہے اور بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ نکاح کر دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کا اس عورت سے بسبب اس چیز کے کہ اس کو یاد تھی قرآن سے اور چپ رہے مہر سے سو ہوگا مہر ثابت اس کے ذمہ میں جب میسر ہو ادا کرے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ تجھ کو روزی دے تو اس کا معاوضہ دے سو اگر یہ حدیث ثابت ہو تو ہوگی اس میں تقویت واسطے اس قول کے لیکن وہ ثابت نہیں سو اگر کہا جائے کہ کس طرح صحیح ہے ٹھہرانا تعلیم قرآن کا مہر اور حالانکہ کبھی وہ نہیں سیکھتی جواب یہ ہے کہ جس طرح لکھنا سکھانا مہر ہو سکتا ہے اسی طرح یہ بھی ہو سکتا ہے اور حالانکہ کبھی وہ لکھنا نہیں سیکھتی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے اختلاف نزدیک اس شخص کے جائز رکھتا ہے ٹھہرانا منفعت کا مہر یعنی جو منفعت کو مہر ٹھہراتا ہے کیا شرط ہے کہ جانے ذکاوت سیکھنے والے کی یا نہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ہونا اجارے کا مہر اور اگر وہ عورت مہر باندھی گئی مستاجرہ ہو سو قائم ہوگی منفعت اجارے سے مقام مہر کے اور یہی قول ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور حسن رحمۃ اللہ علیہ کا اور مالکیوں کے نزدیک اس میں اختلاف ہے اور منع کیا ہے اس کو حنفیوں نے آزاد مرد میں اور جائز رکھا ہے غلام میں مگر تعلیم قرآن کے اجارے میں سو انہوں نے اس کو

مطلق منع کیا ہے بنا بر اپنے اصل کے کہ قرآن کی تعلیم پر اجرت لینی جائز نہیں اور البتہ نقل کیا ہے عیاض نے سب علماء سے سوائے حنفیوں کے کہ قرآن کی تعلیم کے واسطے اجرت لینا جائز ہے اور روایت کی ہے یحییٰ نے مالک سے کہ یہ اجرت ہے اس کی تعلیم پر اور ساتھ اس کے جائز ہے لینا اجرت کا قرآن کی تعلیم پر اور ساتھ دونوں وجہوں کے کہا ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اور جب قرآن کا عوض لینا جائز ہے تو جائز ہے کہ قرآن خود عوض ہو اور جائز رکھا ہے اس کو مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جہت سے تو لازم ہے کہ اس کو دوسری جہت سے بھی جائز رکھے اور کہا قرطبی نے کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علمها یعنی سکھلا اس کو نص ہے بیچ امر کرنے کے ساتھ تعلیم کے اور سیاق شہادت دیتا ہے کہ یہ سبب نکاح کے ہے سو نہیں ہے التفات اس شخص کے قول کی طرف جو کہتا ہے کہ یہ واسطے اکرام اس مرد کے تھا اس واسطے کہ حدیث تصریح کرنے والی ہے ساتھ برخلاف اس کے کی اور یہ جو بعض کہتے ہیں کہ با ساتھ معنی لام کے ہے تو یہ صحیح نہیں نہ باعتبار لغت کے اور نہ باعتبار سیاق کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو کسی کو کہے کہ میرا نکاح فلانی عورت سے کر دے اور وہ کہے کہ میں نے تیرا نکاح اس سے اتنے مہر کے بدلے کر دیا تو یہ کفایت کرتا ہے اور اس کی حاجت نہیں کہ خاوند کہے کہ میں نے قبول کیا کہا ہے اس کو ابو بکر رازی نے حنفیہ میں سے اور بعض نے اس کو مشکل جانا ہے اس جہت سے کہ ایجاب وقبول کے درمیان بہت فاصلہ ہو گیا تھا وہ شخص اٹھ کر اس مجلس سے چلا گیا تھا واسطے تلاش کرنے اس چیز کے جو اس کو مہر دے اور جواب دیا ہے مہلب نے ساتھ اس کے کہ سیاق قصے کا اس سے بے پرواہ کرتا ہے اور اسی طرح ہر رغبت کرنے والا نکاح میں جب جواب مانگے اور جواب دیا جائے ساتھ کسی شے معین کے اور وہ چپ رہے تو کفایت کرتا ہے جب کہ نہ ظاہر ہو اس سے قرینہ قبول کا نہیں تو شرط پہچاننا اس کی رضا مندی کا ساتھ قدر مذکور کے یعنی ساتھ اس کے کہ خاوند کہے میں نے قبول کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے نکاح کرنا تزویج اور نکاح کے لفظ کے بغیر اور خلاف کیا ہے اس کا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اور مالکیوں میں سے ابن دینار وغیرہ نے اور مشہور مالکیوں سے جواز اس کا ہے ساتھ ہر لفظ کے جو اس کے معنی پر دلالت کرے جب کہ مقرون ہو ساتھ ذکر مہر کے یا قصد کرے نکاح کا مانند تملیک کے اور ہبہ کے اور صدقہ کے اور بیع کے اور نہیں صحیح ہے نزدیک ان کے ساتھ لفظ اجارے کے اور نہ عاریت کے اور نہ وصیت کے اور اختلاف ہے نزدیک ان کے اباحت اور احلال میں اور جائز رکھا ہے اس کو حنفیوں نے ساتھ ہر لفظ کے کہ تقاضا کرے تائید کا ساتھ قصد کے اور جگہ دلیل کی اس حدیث سے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ میں نے تجھ کو اس کا مالک کر دیا لیکن ایک روایت میں اس کے بدلے یہ لفظ آیا ہے زوجتکھا، کہا ابن دقیق العید نے کہ یہ لفظ ایک ہے قصے ایک میں اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ اس کے باوجود ایک ہونے مخرج حدیث کے پس ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ایک لفظ واقع ہوا ہے سو ٹھیک باقی ایسی جگہ میں یہ ہے کہ ترجیح کی طرف نظر کی جائے اور منقول ہے دارقطنی سے کہ ٹھیک روایت ان راویوں کی

ہے جنہوں نے لفظ زوجتکھا کا روایت کیا ہے اس واسطے کہ وہ اکثر ہیں اور زیادہ یاد رکھنے والے ہیں ان لوگوں سے جنہوں نے اس کو ساتھ لفظ تزویج کے روایت کیا ہے خاص کر ان میں حفاظ ہیں مثل مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اور کہا بغوی نے شرح سنہ میں کہ نہیں حجت ہے اس حدیث میں واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ جائز ہے منعقد ہونا نکاح کا ساتھ لفظ تملیک کے اس واسطے کہ عقد ایک تھا سو نہ تھا لفظ مگر ایک اور اختلاف کیا ہے راویوں نے اس لفظ میں جو واقع ہوا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ وہ ساتھ لفظ تزویج کے تھا موافق قول مخاطب کے اور اس نے کہ زوجنیھا اس واسطے کہ یہی غالب ہے عقود کے امر میں اس واسطے کہ اس میں میاں بیوی کے لفظ کا اختلاف کم ہوتا ہے اور جس نے تزویج کے لفظ کے سوا اور لفظ سے اس کو روایت کیا ہے نہیں قصد کی اس نے روایت لفظ کی جس کے ساتھ عقد ہوا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ارادہ کیا ہے اس نے خبر دینے کا جاری ہونے عقد کے سے اوپر تعلیم قرآن کے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ منعقد ہوتا ہے نکاح ساتھ لفظ کے کہ دلالت کرتا ہے اوپر اس کے اور یہی قول ہے حنفیہ اور مالکیہ کا اور ایک روایت احمد کی اور اکثر نصوص احمد کے دلالت کرتے ہیں اوپر موافقت جمہور کے اور استدلال کیا ہے ابن عقیل نے ان میں سے واسطے صحیح ہونے پہلی روایت کے ساتھ اس حدیث کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا اس واسطے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے نص کی ہے اس پر کہ جو کہے کہ میں نے اپنی لونڈی کو آزاد کیا اور اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا تو اس کا نکاح اس سے منعقد ہو جاتا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو رغبت کرے بیچ نکاح اس عورت کے جو قدر میں اس سے زیادہ ہو تو نہیں کچھ ملامت اوپر اس کے اس واسطے کہ وہ در پے اس کے ہیں کہ اس کی بات مانی جائے گی مگر یہ کہ ہو اس قسم سے کہ یقین ہو عادت میں ساتھ رد کرنے اس کے کی جیسے کوئی بازاری بادشاہ کی بیٹی کے نکاح کا پیغام کرے اور یہ کہ جو عورت کہ رغبت کرے بیچ نکاح اس شخص کے جو اس سے قدر میں اونچا ہو اس پر بالکل کوئی عار نہیں خاص کر جب کہ ہو وہاں کوئی غرض صحیح یا قصد نیک یا واسطے فضیلت دینی کے مخطوب میں یا واسطے خواہش کے کہ اس میں ہے کہ خوف ہے کہ اگر اس سے چپ رہے تو گناہ میں واقع ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر صحیح ہونے قول اس شخص کے جو ٹھہراتا ہے لونڈی کی آزادی کو عوض اس کی شرم گاہ کے کذا ذکرہ الخطابی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چپ رہنا اس عورت کا جس پر عقد کیا گیا اور وہ چپ ہو لازم ہے جب کہ نہ منع کرے کلام اس کی سے خوف یا حیا یا غیر ان کا اور یہ کہ جائز ہے نکاح عورت کا بغیر اس کے کہ سوال کیا جائے اس سے کہ کیا وہ کسی مرد کی عصمت میں ہے یا اس کی عدت میں۔ میں کہتا ہوں کہ اس حکم کا اس حدیث سے نکالنا ٹھیک نہیں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی حقیقت حال پر اطلاع ہو گئی ہو یا کسی نے حاضرین مجلس میں سے آپ کو اس کی خبر دی ہو اور باوجود اس احتمال کے نہیں قائم ہوتی حجت اور نص کی ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر کہ نہیں جائز واسطے حاکم کے کہ نکاح کر دے کسی عورت کا یہاں تک کہ گواہی دیں دو گواہ عادل کہ اس کا کوئی ولی خاص

نہیں اور نہ کسی مرد کی عصمت میں ہے اور نہ عدت میں اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نہیں شرط ہے بیچ صحیح ہونے عقد کے پہلے ہونا خطبے کا اس واسطے کہ نہیں واقع ہوا ہے اس حدیث کے کسی طریق میں حمد اور نہ تشہد اور نہ کوئی چیز سوائے ان کے ارکان خطبے سے اور ظاہر یہ اس میں مخالف ہیں سو انہوں نے اس خطبے کو واجب ٹھہرایا ہے اور شافعیوں میں سے ابو عوانہ بھی ان کے موافق ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہم کفو ہونا آزادی اور دین اور نسب میں ہے مال میں نہیں اس واسطے کہ مرد کے پاس کچھ چیز نہ تھی اور حالانکہ وہ عورت اس کے ساتھ راضی ہوئی اسی طرح کہا ہے ابن بطال نے اور میں نہیں جانتا کہ اس کو کہاں سے معلوم ہوا کہ عورت مالدار تھی اور یہ کہ جو کسی حاجت کا طالب ہو اس کو یہ لائق نہیں کہ اس کا پیچھا کرے بلکہ طلب کرے اس کو نرمی اور رفق سے اور داخل ہوتا ہے اس میں طالب دنیا اور دین کا جو فتویٰ پوچھنے والا ہو اور سائل ہو اور علم کی بحث کرنے والا ہو اور یہ کہ جائز ہے واسطے فقیر کے نکاح کرنا اس عورت سے جو اس کے حال کو جانے اور اس کے ساتھ راضی ہو جائے جب کہ ہو پانے والا مہر کا اور اس کے سوائے اور حقوق سے عاجز ہو اس واسطے کہ تکرار واقع ہوا تھا بیچ پانے مہر کے اور نہ پانے اس کے کی نہ قدر زائد میں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کو اس مرد کے حال پر اطلاع ہوئی ہو کہ وہ اپنی قوت اور اپنی عورت کی قوت کمانے پر قادر ہے خاص کر باوجود اس کے کہ اس زمانے کے لوگ تنگدست تھے اور تھوڑی چیز پر قناعت کرتے تھے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ صحیح ہے نکاح بغیر گواہوں کے اور رد کیا گیا ہے یہ ساتھ اس کے کہ یہ نکاح صحابہ کی ایک جماعت کے موجود ہونے کے وقت ہوا کما تقدم ظاهرا فی اول الحديث اور کہا ابن حبیب نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ اس حدیث کے لا نکاح الا بولی و شاهدی عدل اور تعاقب کیا گیا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ صحیح ہے نکاح بغیر ولی کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ اس کا کوئی ولی خاص نہ ہو اور جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی امام ہے اور اس حدیث میں نظر کرنی امام کی ہے اپنی رعیت کی بھلائیوں میں اور ان کو راہ بتلانا طرف اس چیز کے جو ان کو سنوارے اور نیز اس حدیث میں تکرار کرنا ہے مہر میں اور منگنی کرنا مرد کی واسطے نفس اپنے کے اور یہ کہ نہیں واجب ہے بچانا مسلمان کا حرام سے ساتھ نکاح کے جیسے کہ اس کو کھلانا اور پلانا واجب ہے اور واقع ہوئی ہے تنصیص اس پر کہ حضرت ﷺ نے نکاح کر دیا ایک مرد کا ایک عورت سے لوہے کی انگوٹھی پر اور یہی ہے نکتہ بیچ ذکر کرنے اس کے لوہے کی انگوٹھی کو سوائے غیر اس کے کی عروض سے روایت کی بغوی نے معجم صحابہ میں کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت فلاں عورت مجھ کو نکاح کر دیجیے! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو مہر کیا دے گا؟ اس نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں فرمایا لوہے کہ انگوٹھی کس کی ہے؟ اس نے کہا میری فرمایا: یہ اس کو دے دے سو اس کو نکاح کر دیا اور اس حدیث کی سند اگرچہ ضعیف ہے لیکن داخل ہوتی ہے ایسی امہات میں۔ (فتح الباری)

بَابُ الْمَهْرِ بِالْعُرُوْضِ وَخَاتَمٍ مِّنْ حَدِيْدٍ.

مہر باندھنا ساتھ اسباب کے اور لوہے کی انگوٹھی کے۔

**فائدہ:** عروض جمع عرض کی ہے اور عرض وہ چیز ہے کہ نقد کے مقابل ہو یعنی اقسام متاع اور اسباب سوائے چاندی سونے کے یہ جو کہا لوہے کی انگوٹھی تو یہ ذکر خاص کا ہے بعد عام کے اس واسطے کہ لوہے کی انگوٹھی بھی منجملہ عروض کے ہے اور ترجمہ ماخوذ ہے باب کی حدیث سے واسطے انگوٹھی کے ساتھ تخصیص کے اور عروض کے ساتھ الحاق کے۔ (فتح)

٤٧٥٣ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ تَزَوَّجْ وَلَوْ بِخَاتَمٍ مِّنْ حَدِيْدٍ.

۴۷۵۳۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرد کو نکاح کر اگرچہ لوہے کی انگوٹھی سے ہو۔

**فائدہ:** اور پہلے گزر چکا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو رخصت دی کہ نکاح کریں ہم عورت سے کپڑے پر اور پہلے باب میں چند حدیثیں گزر چکی ہیں۔

بَابُ الشُّرُوْطِ فِي النِّكَاحِ.

باب ہے بیچ بیان شرطوں کے نکاح میں یعنی جو شرطیں کہ حلال اور معتبر ہیں۔

وَقَالَ عُمَرُ مَقَاطِعُ الْحُقُوْقِ عِنْدَ الشُّرُوْطِ.

یعنی کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ حقوق کے قطع ہونے کی جگہ یا ان کا قطع ہونا شرطوں کے موجود ہونے کے وقت ہے۔

**فائدہ:** سعید بن منصور رحمہ اللہ نے عبدالرحمٰن بن غنم سے روایت کی ہے کہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا سو ایک مرد ان کے پاس آیا تو اس نے کہا اے امیر المؤمنین! میں نے اس عورت سے نکاح کیا اور شرط کیا تھا میں نے واسطے اس کے گھر اس کا یعنی وہ اپنے گھر میں رہے گی دوسری جگہ نہیں جائے گی اور میرا پکا ارادہ ہے کہ میں فلانی فلانی زمین کی طرف انتقال کروں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واسطے اس کے ہے شرط اس کی یعنی تجھ کو اس شرط کا پورا کرنا لازم ہے کہ اس کو کسی اور جگہ نہ لے جائے تو اس مرد نے کہا کہ مرد ہلاک ہوئے اس واسطے کہ جو عورت ان سے چاہے گی اپنے خاوند کو طلاق دے دے گی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مسلمان اپنی شرطوں پر ہیں نزدیک جگہ قطع ہونے اپنے حقوق کے۔

وَقَالَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ صِهْرًا لَّهُ فَأَثْنٰى عَلَيْهِ فِيْ مُصَاهَرَتِهٖ فَأَحْسَنَ قَالَ

اور کہا مسور نے کہ سنا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اپنے ایک داماد کو ذکر کیا سو اس داماد کی تعریف کی سو خوب تعریف کی فرمایا اس نے مجھے بات کہی سو سچ کہا اور مجھ

حَدَّثَنِيْ فَصَدَقَنِيْ وَوَعَدَنِيْ فَوَفٰى لِيْ.
سے وعدہ کیا سو پورا کیا۔

**فائدہ:** مراد صہر سے ابو العاص رضی اللہ عنہ ہے اور اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور غرض اس سے اس جگہ تعریف کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اوپر اس کے اس سبب سے کہ اس نے جو شرط حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھی اس کو پورا کیا تھا۔

٤٧٥٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحَقُّ مَا أَوْفَيْتُمْ مِنَ الشُّرُوْطِ أَنْ تُوْفُوْا بِهٖ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ.

۴۷۵۴۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب شرطوں میں سے جن کا تم کو پورا کرنا چاہیے اس شرط کا زیادہ تر پورا کرنا لازم ہے جس سبب سے تم نے عورتوں کی شرم گاہیں حلال کیں۔

**فائدہ:** یعنی سب شرطوں سے زیادہ تر پورا کرنے کے لائق نکاح کی شرطیں ہیں اس واسطے کہ امر اس کا احوط ہے اور دروازہ اس کا تنگ ہے کہا خطابی نے کہ نکاح میں شرطیں مختلف ہیں سو بعض تو ان میں سے ایسی ہیں جن کا پورا کرنا بالاتفاق واجب ہے اور وہ شرط وہ ہے جو حکم کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ساتھ اس کے کہ رکھنا موافق دستور کے یا چھوڑ دینا ساتھ اچھی طرح کے اور اسی پر حمل کیا ہے بعض نے اس حدیث کو اور بعض ایسی شرطیں ہیں کہ ان کا پورا کرنا بالاتفاق جائز نہیں جیسے عورت شرط کرے کے مرد پہلی عورت کو طلاق دے اور بعض ان میں سے وہ ہیں جن میں اختلاف ہے جیسے کہ شرط کرنا کہ اس پر کوئی اور عورت نکاح نہ کرے یا لونڈی نہ رکھے یا نہ نقل کرے اس کی اس کی جگہ سے دوسری جگہ کی طرف اور شافعیوں کے نزدیک نکاح کی شرطیں دو قسم ہیں ان میں سے بعض ایسی ہیں جو مہر کی طرف پھرتی ہیں سو ان کو پورا کرنا واجب ہے اور بعض وہ ہیں جو اس سے خارج ہیں سو ان میں حکم مختلف ہوتا ہے سو ان میں سے بعض وہ شرط ہے جو خاوند کے حق کے ساتھ متعلق ہے وسیاتی بیانہ اور بعض وہ ہے جو شرط کرتا ہے عاقد اپنے نفس کے واسطے خارج مہر سے اور بعض اس کا نام حلوان یعنی شیرینی رکھتے ہیں سو بعض نے کہا کہ وہ مطلق عورت کے واسطے ہے اور یہ قول عطاء اور ایک جماعت تابعین کا ہے اور یہی قول ہے ثوری کا اور بعض نے کہا کہ وہ اس کے واسطے ہے جس نے شرط کی (یعنی نکاح باندھنے والے کے واسطے) یہ قول مسروق اور علی بن حسین کا ہے اور بعض نے کہا کہ خاص ہے یہ ساتھ عورت کے باپ کے اس کے سوائے اور کسی ولی کے واسطے نہیں اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر نفس عقد میں واقع ہو تو واجب ہے واسطے عورت کے مہر مثل اور اگر عقد سے خارج واقع ہو تو نہیں واجب ہے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر عقد کی حالت میں واقع ہو تو منجملہ مہر کے ہے یا اس سے خارج ہے تو وہ اس شخص کے لیے ہے جس کو ہبہ ہوئی اور آیا ہے یہ مرفوع حدیث میں کہ روایت کیا ہے اس کو نسائی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت کہ نکاح کی

جائے اوپر مہر کے یا حباء کے یا وعدہ کے پہلے عقد نکاح کے تو وہ واسطے عورت کے ہے اور جو بعد نکاح کے ہو تو وہ واسطے اس شخص کے ہے جو دیا گیا اور زیادہ تر لائق اکرام کے سسر ہے یا سالہ، کہا ترمذی نے بعد روایت کرنے اس کے کہ عمل اسی پر ہے نزدیک بعض اہل علم کے اصحاب میں سے ان میں سے ہیں عمر رضی اللہ عنہ کہا جب نکاح کرے مرد عورت سے اور شرط کرے کہ اس کو باہر نہ لے جائے تو یہ شرط لازم ہو جاتی ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہیں شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور نقل میں شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے غریب ہے بلکہ ان کے نزدیک یہ حدیث محمول ہے ان شرطوں پر جو عقد کے مخالف نہ ہوں بلکہ اس کے مقاصد سے ہوں مانند شرط ہونے عشرت کے موافق دستور کے اور خرچ کرنے کے اور لباس کے اور گھر کے اور یہ کہ نہ قصور کرے اس کے حق میں سے کچھ باری وغیرہ سے اور جیسے مرد اس پر شرط کرے کہ نہ نکلے اپنے گھر سے مگر اس کی اجازت سے اور نہ منع کرے اس کو اپنی جان سے اور نہ دست اندازی کرے اس کے مال میں مگر اس کی رضا مندی سے اور بہر حال جو شرط کہ مقتضی نکاح کے مخالف ہو جیسے کہ اس کے واسطے باری نہ ٹھہرائے یا اس پر لونڈی نہ رکھے اور اس پر خرچ نہ کرے اور مانند اس کے تو نہیں واجب ہے پورا کرنا اس کا بلکہ اگر نفس عقد میں واقع ہو تو لغو ہو جاتی ہے اور صحیح ہو جاتا ہے نکاح ساتھ مہر مثل کے اور کہا احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت نے کہ واجب ہے پورا کرنا شرط کا مطلق اور مشکل جانا ہے ابن دقیق العید نے حمل کرنے اس حدیث کے کو ان شرطوں پر جو نکاح کے مقتضی سے ہوں اور کہا کہ نہیں اثر کرتی ہیں شرطیں ان امروں کے واجب کرنے میں سو نہ سخت ہوگی حاجت طرف تعلیق حکم کے ساتھ شرط ہونے ان کے کی اور سیاق حدیث کا اس کے خلاف کو تقاضا کرتا ہے اس واسطے کہ لفظ احق الشروط کا تقاضا کرتا ہے کہ بعض شرطیں وفا کا تقاضا کرتی ہیں اور بعض سخت ہیں بعض سے تقاضا میں اور جو شرطیں کہ عقد کے مقتضاء سے ہیں ان سب کا پورا کرنا برابر واجب ہے نہ یہ کہ ایک کا پورا کرنا زیادہ واجب ہے دوسرے سے اور کہا ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ آگے بڑھ گئی ہے شرط اللہ کی عورت کی شرط سے اور یہی قول ہے ثوری اور بعض اہل کوفہ کا اور مراد حدیث میں جائز شرطیں ہیں نہ وہ جو منع ہیں اور کہا لیث اور ثوری اور جمہور نے ساتھ قول علی رضی اللہ عنہ کے یہاں تک کہ اگر اس کا مہر مثل سو روپیہ ہو اور وہ پچاس کے ساتھ راضی ہو جائے اس شرط پر کہ اس کو گھر سے نہ نکالے تو جائز ہے اس کو نکالنا اس کا اور نہیں آتا واسطے عورت کے مگر مہر مقرر اور کہا حنفیوں نے کہ عورت کے واسطے جائز ہے کہ رجوع کرے اوپر اس کے ساتھ اس چیز کے کہ کم کیا ہے اس نے واسطے مرد کے مہر سے اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نکاح صحیح ہوتا ہے اور شرط لغو ہو جاتی ہے اور لازم ہے اس پر مہر مثل اور البتہ اجماع ہے اس پر کہ اگر شرط کرے عورت اوپر اس کے کہ اس سے جماع نہ کرے تو اس کا پورا کرنا واجب نہیں اور اسی طرح یہ بھی اور حدیث محمول ہے ندب پر اور قوی کرتا ہے اس حمل کو جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں آئے گا کہ جو شرط کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہ ہو وہ باطل ہے اور جماع کرنا اور بسانا وغیرہ حقوق زوج سے جب شرط کی جائے

مرد پر کہ کوئی چیز ان میں سے عورت سے ساقط کرے تو ہوگی یہ شرط جو کتاب اللہ میں نہیں سو باطل ہوگی اور پہلے گزر چکا ہے بیوع میں اشارہ اس حدیث کی طرف کہ مسلمان لوگ اپنی شرطوں پر ہیں مگر جو شرط کہ حلال کو حرام کرے اور حرام کو حلال کرے اور فرمایا کہ مسلمان اپنی شرطوں پر ہیں جو حق کے موافق ہو۔ (فتح)

بَابُ الشُّرُوْطِ الَّتِي لَا تَحِلُّ فِي النِّكَاحِ. بیان ہے ان شرطوں کا جو نکاح میں حلال نہیں۔

**فائدہ:** اس ترجمہ میں اشارہ ہے طرف خاص کرنے حدیث ماضی کے جو عام ہے بیچ عموم ترغیب پورا کرنے شرط کے ساتھ اس چیز کے کہ مباح ہو نہ ساتھ اس چیز کے کہ منع ہے اس واسطے کہ فاسد شرطوں کا پورا کرنا واجب نہیں سو نہیں مناسب ہے رغبت دلانی اوپر اس کے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَا تَشْتَرِطُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا.

اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نہ شرط کرے عورت اپنی بہن کی طلاق کا۔

٤٧٥٥ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ زَكَرِيَّاءَ هُوَ ابْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تَسْأَلُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا فَإِنَّمَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا.

۴۷۵۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حلال واسطے کسی عورت کے مانگے اپنی بہن کی طلاق کو تا کہ انڈیل لے جو اس کے پیالے میں ہے یعنی جو اس کو خاوند سے ملتا ہے سو آپ لے سو اس کو تو وہی ملے گا جو اس کی قسمت میں ہے۔

**فائدہ:** ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور چاہیے کہ نکاح کرے خاوند مذکور سے بغیر اس شرط کے کہ اگلی کو طلاق دے اور یہ جو کہا کہ نہیں حلال ہے تو یہ ظاہر ہے اس کے حرام ہونے میں اور یہ محمول ہے اس پر کہ جب کہ نہ ہو وہاں کوئی سبب جو اس کو جائز رکھے مانند رشک کے عورت میں کہ نہیں لائق ہے ساتھ اس کے کہ مرد کے نکاح میں بدستور رہے اور ہو یہ بطور محض نصیحت کے یا واسطے کسی ضرر کے کہ حاصل ہو اس کو خاوند سے یا خاوند کو اس سے یا ہو سوال اس کا ساتھ اس کے ساتھ عوض کے اور مرد کو اس کی رغبت ہو سو ہو مانند خلع کے ساتھ اجنبی کے اور سوائے اس کے مقاصد مختلفہ سے کہا ابن حبیب نے کہ حمل کیا ہے علماء نے اس نہی کو ندب پر سو اگر کرے تو نکاح نہیں ٹوٹتا اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن بطال نے ساتھ اس کے کہ نفی حل کی صریح ہے تحریم میں لیکن لازم آتا ہے اس سے فسخ ہونا نکاح کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں تغلیظ اور سختی ہے عورت پر یہ کہ اپنی بہن کی طلاق کو مانگے اور چاہیے کہ راضی ہو ساتھ اس چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں لکھی اور یہ جو کہا اپنی بہن تو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجنبی عورت کو کسی مرد سے کہے کہ اپنی اگلی عورت کو طلاق دے اور اس سے

نکاح کر لے اور جو خرچ کہ مطلقہ کو ملتا تھا سو اس کو ملے سو تعبیر کیا ساتھ قول اپنے کے کہ انڈیل لے جو اس کے پیالے میں ہے اور مراد بہن سے غیر ہے برابر ہے کہ اس کی بہن نسبت سے ہو یا رضاعت کے علاقہ سے یا دین سے اور ملحق ہے ساتھ اس کے کافرہ عورت حکم میں اگرچہ دین میں بہن نہ ہو یا اس واسطے کہ وہ غالب ہے یا اس واسطے کہ بہن اس کی ہے آدمی کی جنس سے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اُخت سے مراد سوکن ہے اور یہ ممکن ہے اس روایت میں جس میں لاتسأل کا لفظ آیا ہے اور جس میں شرط کا لفظ آیا ہے تو اور ظاہر ہے کہ مراد اجنبی عورت ہے جو ابھی نکاح میں نہ آئی ہو اور تائید کرتا ہے اس کی یہ لفظ کہ چاہیے کہ نکاح کرے مرد مذکور سے بغیر اس شرط کے بنا پر اس کے سو مراد بہن سے بہن دینی ہے اور کہا بعض شافعیوں نے کہ یہ حدیث مخصوص ہے ساتھ مسلمان عورت کے اور ابن قاسم نے کہا کہ اگر پہلی عورت فاسقہ ہو تو وہ مستثنیٰ ہے اور جمہور کے نزدیک کوئی فرق نہیں اور یہ جو کہا کہ چاہیے کہ نکاح کرے تو احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ چاہیے کہ نکاح کرے وہ عورت اس مرد کو بغیر اس کے کہ درخواست کرے واسطے نکالنے اپنی سوکن کے اس کے نکاح سے بلکہ سپرد کرے کام کو اس چیز کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں لکھی ہے واسطے اشارہ کے طرف اس کے کہ اگرچہ وہ اس کا سوال کرے اور شرط کرے لیکن نہیں واقع ہو گا مگر جو اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہے پس لائق ہے کہ نہ خواہش کرے وہ عورت واسطے اس گناہ کے کہ نہیں واقع ہوتی ہے کوئی چیز اس سے ساتھ مجرد ارادے اس کے کی اور یہ تائید کرتا ہے اس کی کہ نسبی اور رضاعی بہن اس میں داخل نہیں ہوتی اس واسطے کہ اگر اخت سے مراد بہن ہوتی تو اس سے نکاح کرنا جائز نہ ہوتا اور حالانکہ اس کو حکم کیا کہ اس کو نکاح کرے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اس مرد کو چھوڑ دے اور کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے یا مراد وہ معنی ہیں جو دونوں امر کو شامل ہوں اور معنی یہ ہیں کہ چاہیے کہ نکاح کرے جو میسر ہو سو اگر اگلی عورت اجنبی ہو تو چاہیے کہ اس مرد سے نکاح کرے اور اگر اس کی بہن ہو تو اکو چھوڑ کر اور مرد کو نکاح کرے۔ (فتح)

بَابُ الصُّفْرَةِ لِلْمُتَزَوِّجِ وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

زردی لگانا واسطے نکاح کرنے والے کے روایت کیا ہے اس بات کو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: اسی طرح قید کیا ہے اس کو ساتھ نکاح کرنے والے کے اور اس میں اشارہ ہے طرف تطبیق کے درمیان حدیث باب کے اور حدیث نہی کی کہ مردوں کو زردی لگانی منع ہے۔ (فتح)

٤٧٥٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ

۴۷۵۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس پر زردی کا نشان تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ جَآءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهٖ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَسَأَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَ كَمْ سُقْتَ إِلَيْهَا قَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

خبر دی کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا ہے فرمایا تو نے اس کو کتنا مہر دیا؟ اس نے عرض کیا کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا حضرت ﷺ نے فرمایا ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری سے۔

۴۷۵۷ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ فَأَوْسَعَ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا فَخَرَجَ كَمَا يَصْنَعُ إِذَا تَزَوَّجَ فَأَتٰى حُجَرَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ يَدْعُوْ وَيَدْعُوْنَ لَهٗ ثُمَّ انْصَرَفَ فَرَأٰى رَجُلَيْنِ فَرَجَعَ لَا أَدْرِيْ أَخْبَرْتُهٗ أَوْ أُخْبِرَ بِخُرُوْجِهِمَا.

۴۷۵۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کیا سو مسلمان کو روٹی اور گوشت پیٹ بھر کر کھلایا پھر نکلے جیسے کہ آپ کا نیا نکاح کرنے کے وقت عادت تھی سو اپنی بیویوں کے حجروں میں آئے دعا کرتے اور وہ دعا کرتیں پھر پلٹے سو دو مردوں کو دیکھا میں نہیں جانتا کہ میں نے آپ کو خبر دی یا کسی نے خبر دی ان کے نکلنے کے ساتھ۔

**فائدہ**: اور مناسبت حدیث کی واسطے ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ زینب رضی اللہ عنہا کو نکاح کرنے کے قصے میں زردی کا ذکر واقع نہیں سو گویا کہ وہ کہتا ہے کہ نکاح کرنے والے کے واسطے زردی جائز ہے نہ یہ کہ شرط ہے واسطے ہر نکاح کرنے والے کے۔ (فتح)

## بَابُ كَيْفَ يُدْعٰى لِلْمُتَزَوِّجِ.

## کس طرح دعا کی جائے واسطے نکاح کرنے والے کے

۴۷۵۸ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ قَالَ مَا هٰذَا قَالَ إِنِّيْ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ بَارَكَ

۴۷۵۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زردی کا اثر دیکھا فرمایا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے کھجور کی گٹھلی کے برابر سونے پر، فرمایا اللہ تجھ پر برکت کرے ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری ہو۔

اللهُ لَكَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

**فائدہ:** ابن بطال نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ اس باب کے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے رد کرنا عام لوگوں کے قول کو جو شادی کے وقت کہتے تھے بالرفاء والبنین اور رفاء کے معنی ہیں پیوند یا یہ دعا ہے واسطے خاوند کے ساتھ میل اور الفت کے یعنی اللہ تعالیٰ تم دونوں کو آپس میں جوڑے اور یہ ایک کلمہ تھا کہ کفر کی حالت میں لوگ اس کو کہا کرتے تھے پھر جب اسلام آیا تو منع ہوا چنانچہ ایک مرد تمیمی سے روایت ہے کہ ہم جاہلیت کے وقت میں کہتے تھے بالرفاء والبنین پھر جب اسلام آیا تو حضرت ﷺ نے ہم کو سکھلایا فرمایا یوں کہا کرو بارك الله لكمْ وَبارك فيكم وبارك عليكم اور اختلاف ہے بیچ علت نہی کے کہ اس کے منع ہونے کا کیا سبب ہے سو کہا بعض نے اس واسطے کہ نہ اس میں حمد ہے نہ ثناء اور نہ ذکر اللہ کا اور بعض نے کہا اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف بعض بیٹیوں کے واسطے خاص کرنے بیٹوں کے ساتھ ذکر کے کہا ابن منیر نے ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس لفظ کو مکروہ جانا اس واسطے کہ اس میں جاہلیت کے قول کی موافقت ہے اس واسطے کہ وہ اس کو بطور فال لینے کے کہتے تھے نہ بطور دعا کے سو ظاہر ہوتا ہے کہ اگر بطور دعا کے کہا جائے تو اس میں کچھ کراہت نہیں جیسے اللهم الف بينهما وارزقهما بنين صالحين مثلا یا مانند اس کے اور دلالت کرتا ہے فعل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اس پر کہ دعا واسطے نکاح کرنے والے کے ساتھ برکت کے مشروع ہے اور نہیں ہے کوئی شک کہ یہ لفظ برکت کا جامع ہے داخل ہوتا ہے اس میں ہر مقصود اولاد وغیرہ سے اور دلالت کرتی ہے اس پر حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی جو پہلے گزری کہ حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا بارك الله لك اور حدیثیں اس باب میں معروف ہیں۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ لِلنِّسَآءِ اللَّاتِي يَهْدِيْنَ الْعَرُوْسَ وَلِلْعَرُوْسِ.

باب ہے بیچ بیان دعا کرنے کے واسطے ان عورتوں کے جو راہ دکھلاتی ہیں دلہن کی طرف خاوند کے اور دعا واسطے دولہا اور دلہن کے۔

**فائدہ:** يهدين ساتھ فتح اول کے ہدایت سے ہے اور ساتھ ضمہ اس کے ہدیہ سے اور چونکہ دلہن تیار کی جاتی ہے اپنے گھر والوں کے نزدیک سے طرف خاوند کی تو محتاج ہوئی طرف اس شخص کے جو اس کو خاوند کی طرف راہ دکھلائے یا اطلاق کیا گیا ہے اس پر کہ وہ ہدیہ ہے اور بہر حال قول اس کا واسطے عروس کے سو یہ اسم ہے واسطے دولہا اور دلہن کے وقت اول جمع ہونے ان کے کی شامل ہے مراد اور عورت کو اور وہ داخل ہے بیچ قول عورتوں کے على الخير والبركة اس واسطے کہ یہ شامل ہے مرد کو اور اس کو بیوی کو اور شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے جو وارد ہوئی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے بعض طریقوں میں اور اس میں ہے کہ اس کی ماں نے جب اس کو حضرت ﷺ کی گود میں بٹھلایا تو کہا یہ آپ کی بیوی ہے اللہ آپ کو ان میں برکت کرے۔ (فتح)

۴۷۵۹ ۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَآءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَتْنِي أُمِّي فَأَدْخَلَتْنِي الدَّارَ فَإِذَا نِسْوَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلٰى خَيْرِ طَآئِرٍ.

۴۷۵۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا سو میری ماں میرے پاس آئی تو اس نے مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل کیا سو اچانک میں نے دیکھا کہ انصار کی چند عورتیں گھر میں تھیں سو انہوں نے دعا کی خیر اور برکت ہو اور بہتر نصیب پر۔

**فائدہ:** یہ حدیث مختصر ہے اور پورے طور سے پہلے گزر چکی ہے اور ظاہر اس حدیث کا مخالف ہے واسطے ترجمے کے اس واسطے کہ اس میں دعا ہے عورتوں کی جس کے لیے دلہن ہدیہ کی گئی یعنی خاوند نہ دعا واسطے ان کے کہا کرمانی نے کہ ماں ہے راہ دکھانے والی واسطے دلہن کے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو تیار کی گئی ہے سو انہوں نے دعا کی واسطے ماں کے اور واسطے اس کے جو اس کے ساتھ تھی اور واسطے دلہن کے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے جب کہ انہوں نے کہ تم خیر پر آئے ہو اور یہ جواب خوب ہے حاصل ہوتی ہے ساتھ اس کے مناسبت واسطے ترجمہ کے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ساتھ عورتوں کے وہ عورت ہے جو راہ دکھلائے دلہن کو برابر ہے کہ تھوڑی ہوں یا بہت اور یہ کہ جو وہاں موجود ہو وہ دعا کرے واسطے اس کے جو دلہن کو حاضر کرے اور نہیں ہے مراد اس کی دعا کرنی واسطے ان عورتوں کے جو گھر میں حاضر ہوں دلہن کے آنے سے پہلے اور احتمال ہے کہ ہو لام ساتھ معنی با کے اوپر حذف کے یعنی دعا جو خاص کی گئی ہے ساتھ عورتوں کے اور احتمال ہے کہ وہ الف لام بدل ہو مضاف الیہ سے اور تقدیر یہ ہے کہ دعا داعی عورتوں کے واسطے مھدی عورتوں کے اور احتمال ہے کہ ہو لام ساتھ من کے یعنی دعا جو صادر ہے عورتوں سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی جدرہ کی چند لڑکیوں میں گزرے جو کہتی تھیں فحیو نا نحییکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں کہو حیانا اللہ وحیاکم پس اس میں دعا ہے واسطے ان عورتوں کے جو دلہن کو راہ دکھلاتی ہیں یا اس کو بطور تحفہ کے اس کے خاوند کے پاس بھیجتی ہیں۔ (فتح) اور خیر طائر سے مراد فال نیک ہے اور طائر آدمی کا عمل ہے جو اس کے گلے کا ہار ہے اور ابن سیرین نے کہا کہ طائر آدمی کا وہ ہے جو اس کو علم میں حاصل ہے۔

بَابُ مَنْ أَحَبَّ الْبِنَآءَ قَبْلَ الْغَزْوِ.

باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو دوست رکھتا ہے اپنی عورت کی صحبت کو جس سے اس نے صحبت نہیں کی جہاد سے پہلے یعنی جب کہ حاضر ہو جہاد میں تا کہ اس کا دل جمع ہو۔

٤٧٦٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غَزَا نَبِيٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَآءِ فَقَالَ لِقَوْمِهٖ لَا يَتْبَعْنِيْ رَجُلٌ مَّلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ وَّهُوَ يُرِيْدُ أَنْ يَّبْنِيَ بِهَا وَلَمْ يَبْنِ بِهَا.

۴۷۶۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاد کیا پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر نے سو اس نے اپنے لوگوں سے کہا کہ میرے ساتھ وہ مرد نہ چلے جس نے نکاح کیا اور وہ چاہتا ہو کہ اپنی عورت سے صحبت کرے اور ابھی تک اس نے صحبت نہیں کی۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح فرض الخمس میں گزر چکی ہے اور اختلاف ہے اس پیغمبر کے نام میں کہ داؤد علیہ السلام تھے یا یوشع علیہ السلام؟ کہا ابن منیر نے کہ مستفاد ہوتا ہے اس سے رد عام لوگوں پر اس امر میں کہ حج کو نکاح میں مقدم کرتے ہیں اس گمان سے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تعفف پکا ہوتا ہے بعد حج کے بلکہ اولیٰ یہ ہے کہ تعفف اختیار کرے پھر حج کرے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ بَنٰى بِامْرَأَةٍ وَّهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ.

باب ہے اس شخص کے بیان میں جو عورت سے صحبت کرے اور حالانکہ وہ نو برس کی لڑکی ہو۔

٤٧٦١ ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ وَبَنٰى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ وَّمَكَثَتْ عِنْدَهٗ تِسْعًا.

۴۷۶۱۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور حالانکہ وہ چھ برس کی تھیں اور ان سے صحبت کی اور حالانکہ وہ نو برس کی تھیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نو برس رہیں۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ الْبِنَآءِ فِي السَّفَرِ.

سفر میں شادی کرنے کا بیان۔

٤٧٦٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِيْنَةِ ثَلَاثًا يُبْنٰى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ إِلٰى وَلِيْمَتِهٖ

۴۷۶۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر اور مدینے کے درمیان تین دن ٹھہرے صفیہ رضی اللہ عنہا زینت کر کے آپ کے پاس لائی گئیں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے خلوت کی سو میں نے مسلمانوں کو آپ کے ولیمہ کی طرف بلایا سو نہ اس میں روٹی تھی اور نہ گوشت چمڑے کے دستر خوان

فَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَّلَا لَحْمٍ أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ فَأُلْقِيَ فِيهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْأَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيمَتَهُ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَقَالُوا إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَإِنْ لَّمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّى لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ.

بچھانے کا حکم کیا سو اس میں کچھ کھجوریں اور پنیر اور گھی ڈالا گیا سو یہ آپ ﷺ کا ولیمہ ہوا تو مسلمانوں نے کہا صفیہ رضی اللہ عنہا مسلمانوں کی ایک ماں ہے یعنی حضرت ﷺ کی ایک بیوی ہے آزاد عورتوں میں سے یا لونڈی؟ سو انہوں نے کہا کہ اگر حضرت ﷺ نے اس کو پردہ کیا تو وہ حضرت ﷺ کی بیویوں میں سے ہے اور اگر اس کو پردہ نہ کیا تو وہ لونڈیوں میں سے ہے سو جب حضرت ﷺ نے کوچ کیا تو اس کے واسطے اپنے پیچھے اونٹ پر بیٹھنے کی جگہ تیار کی اور اس کے اور لوگوں کے درمیان پردہ ڈالا۔

**فائدہ:** اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ سنت اقامت کی پاس شوہر دیدہ عورت کے نہیں خاص ہے ساتھ وطن کے اور نہیں مقید ہے ساتھ اس شخص کے کس کی کوئی اور عورت بھی ہو اور اس سے لیا جاتا ہے جواز تاخیر اشغال عامہ کا واسطے شغل خاص کے جب کہ اس کے ساتھ کوئی غرض فوت نہ ہوتی ہو اور اہتمام ساتھ کھانے شادی کے اور قائم کرنا سنت نکاح کا ساتھ خبر دینے اس کے کی اور سوائے اس کے اس قسم سے جو پہلے گزرا۔ (فتح)

## بَابُ الْبِنَاءِ بِالنَّهَارِ بِغَيْرِ مَرْكَبٍ وَّلَا نِيرَانٍ.

لانا دلہن کا خاوند کے گھر میں یا داخل ہونا دولہا کا دلہن پر دن کو بغیر سواری اور آگ جلانے کے۔

٤٧٦٣ - حَدَّثَنِي فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَتْنِي أُمِّي فَأَدْخَلَتْنِي الدَّارَ فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى.

۴۷۶۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا سو میری ماں میرے پاس آئی سو وہ مجھ کو گھر میں لائی سو اچانک نہ پایا اور ڈرایا مجھ کو مگر حضرت ﷺ نے یعنی اچانک میرے پاس اندر آئے چاشت کے وقت۔

**فائدہ:** یہ جو کہا دن کو تو اشارہ کیا ساتھ اس کے کہ بیوی پر داخل ہونا نہیں خاص ہے ساتھ رات کے اور یہ جو کہا بغیر مرکب ولا نیران تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے جو روایت کی ہے سعید بن منصور نے کہ عبداللہ بن قرظ پر اور وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے حمص پر عامل تھا دولہا اور دلہن گزرے اور لوگ ان کے آگے آگ جلاتے تھے یعنی مشعلیں سو ان کو دُرّے مارے سے مارا یہاں تک کہ لوگ دولہا دلہن سے جدا ہوئے پھر خطبہ پڑھا سو کہا کہ تم دولہا

دلہن کے آگے آگ جلاتے ہو اور کافروں کی مشابہت کرتے ہو اور اللہ ان کی روشنی کو بجھانے والا ہے۔ (فتح) اور مطابقت ترجمہ کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ دن کو عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے بغیر سواری اور آگ کے۔ (فتح)

بَابُ الْأَنْمَاطِ وَنَحْوِهَا لِلنِّسَآءِ. پکڑنا انماط کو اور جو اس کے مانند ہو واسطے عورتوں کے۔

فائدہ: انماط جمع نمط کی ہے اور نمط ایک قسم کا کپڑا اور فرش ہوتا ہے بہت باریک اور نفیس کبھی اس کو کجاوے پر ڈالتے ہیں اور کبھی اس کا پردہ بناتے ہیں۔

فائدہ: انماط کا بیان علامات النبوۃ میں گزر چکا ہے اور مراد نحوہ سے کلال اور پردے اور فرش ہیں اور جو ان کے معنی میں ہے۔

٤٧٦٤ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلِ اتَّخَذْتُمْ أَنْمَاطًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَأَنّٰى لَنَا أَنْمَاطٌ قَالَ إِنَّهَا سَتَكُوْنُ.

۴۷۶۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم نے انماط کو پکڑا ہے؟ میں نے کہا یا حضرت! ہم کو انماط کہاں میسر ہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک وہ میسر ہوں گے۔

فائدہ: پہلے گزر چکی ہے وجہ استدلال کی اس حدیث سے جواز پر اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف جو روایت کی ہے مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت ﷺ ایک جنگ میں تھے سو میں نے نمط لیا اور اس کو دروازے پر لٹکایا یعنی زینت کے واسطے سو جب حضرت ﷺ تشریف لائے اور پردے کو دیکھا تو میں نے آپ کے چہرہ مبارک میں ناخوشی پہچانی سو حضرت ﷺ نے اس کو کھینچ کر پھاڑ ڈالا اور فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس کا حکم نہیں کیا کہ ہم پتھر اور مٹی کو کپڑا لپیٹیں سو میں نے اس کو کاٹ کر دو تکیے بنائے پس حضرت ﷺ نے مجھ پر عیب نہ کیا سو اس سے لیا جاتا ہے کہ نہیں مکروہ ہے پکڑنا انماط واسطے ذات اس کی کے بلکہ واسطے اس چیز کے کہ کی جاتی ہے ساتھ اس کے اور استدلال کیا ہے جابر رضی اللہ عنہ کی عورت نے ساتھ اس کے اوپر جواز کے۔ (فتح)

بَابُ النِّسْوَةِ اللَّاتِيْ يَهْدِيْنَ الْمَرْأَةَ إِلٰى زَوْجِهَا وَدُعَآئِهِنَّ بِالْبَرَكَةِ. باب ہے بیچ بیان میں ان عورتوں کے جو عورت کو تیار کر کے خاوند کے پاس پہنچاتی ہیں۔

٤٧٦٥ ـ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوْبَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا زَفَّتِ

۴۷۶۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک عورت کو ایک انصاری مرد یعنی اس کے خاوند کے پاس سنوار کے بھیجا یعنی بعد نکاح کر دینے کے تو حضرت ﷺ نے

امْرَأَةً إِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَإِنَّ الْأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ.

فرمایا کہ اے عائشہ! تمہارے پاس کھیل نہ تھا اس واسطے کہ انصاریوں کو کھیل خوش معلوم ہوتا ہے یعنی دف بجانا اور شعر گانا جس میں خلاف شرع مضمون نہ ہو۔

**فائدہ:** ابوالشیخ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ایک یتیم لڑکی کی ایک انصاری سے شادی کر دی اور میں بھی ان میں تھی جنہوں نے اس کو تیار کر کے خاوند کے پاس پہنچایا سو جب ہم پھرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ! تم نے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا ہم نے سلام کیا اور برکت کی دعا کی پھر ہم پھرے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کیوں نہ بھیجا تم نے ساتھ اس کے لونڈی کو جو دف بجاتی اور گاتی؟ میں نے کہا کیا گاتی فرمایا یہ گاتی:

اتیناکم اتیناکم فحیانا وحیاکم ولولا الحنطة السمراء لم تسمن غدارا کم

اور نسائی نے عامر بن سعد سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو رخصت دی ساتھ کھیل کے وقت شادی کے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے اور طبرانی نے سائب بن یزید سے روایت کی ہے اس نے روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سو کسی نے عرض کیا کہ یا حضرت! آپ اس میں اجازت دیتے ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! یہ نکاح ہے زنا نہیں پکا کرو نکاح کو اور حاکم کی روایت میں ہے کہ مشہور کرو نکاح کرو اور اس پر دف بجاؤ اور ترمذی وغیرہ میں ہے کہ حلال اور حرام کے درمیان فرق دف بجانا ہے اور یہ جو فرمایا کہ دف بجاؤ تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں خاص ہے یہ ساتھ عورتوں کے لیکن یہ ضعیف ہے اور قوی حدیثوں سے صرف عورتوں کے واسطے اجازت ہے سو نہ ملحق ہوں گے ساتھ ان کے مرد واسطے عام ہونے نہی کے ان کے ساتھ مشابہت کرنے سے۔ (فتح)

## بَابُ الْهَدِيَّةِ لِلْعَرُوْسِ.

دلہن کو ہدیہ اور تحفہ بھیجنے کا بیان یعنی جس دن وہ اپنے خاوند کے گھر میں لائی جائے۔

وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ وَاسْمُهُ الْجَعْدُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَرَّ بِنَا فِيْ مَسْجِدِ بَنِيْ رِفَاعَةَ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرَّ بِجَنَبَاتِ أُمِّ سُلَيْمٍ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوْسًا بِزَيْنَبَ فَقَالَتْ لِيْ أُمُّ سُلَيْمٍ لَوْ أَهْدَيْنَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ

ابوعثمان سے روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ ہم پر گزرے بنی رفاعہ کی مسجد میں یعنی بصرے میں سو میں نے ان سے سنا کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر کے پاس گزرتے تو اس پر داخل ہوتے اور اس کو سلام کرتے پھر انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ دولہا تھا یعنی اور زینب رضی اللہ عنہا دلہن تھی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح زینب رضی اللہ عنہا سے ہوا تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر ہم

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً فَقُلْتُ لَهَا افْعَلِيْ فَعَمَدَتْ إِلٰى تَمْرٍ وَّسَمْنٍ وَّأَقِطٍ فَاتَّخَذَتْ حَيْسَةً فِيْ بُرْمَةٍ فَأَرْسَلَتْ بِهَا مَعِيْ إِلَيْهِ فَانْطَلَقْتُ بِهَا إِلَيْهِ فَقَالَ لِيْ ضَعْهَا ثُمَّ أَمَرَنِيْ فَقَالَ ادْعُ لِيْ رِجَالًا سَمَّاهُمْ وَادْعُ لِيْ مَنْ لَقِيْتَ قَالَ فَفَعَلْتُ الَّذِيْ أَمَرَنِيْ فَرَجَعْتُ فَإِذَا الْبَيْتُ غَاصٌّ بِأَهْلِهٖ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى تِلْكَ الْحَيْسَةِ وَتَكَلَّمَ بِهَا مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُوْ عَشَرَةً عَشَرَةً يَّأْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَقُوْلُ لَهُمُ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلْيَأْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِّمَّا يَلِيْهِ قَالَ حَتّٰى تَصَدَّعُوْا كُلُّهُمْ عَنْهَا فَخَرَجَ مِنْهُمْ مَّنْ خَرَجَ وَبَقِيَ نَفَرٌ يَّتَحَدَّثُوْنَ قَالَ وَجَعَلْتُ أَغْتَمُّ ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ الْحُجُرَاتِ وَخَرَجْتُ فِيْ إِثْرِهٖ فَقُلْتُ إِنَّهُمْ قَدْ ذَهَبُوْا فَرَجَعَ فَدَخَلَ الْبَيْتَ وَأَرْخَى السِّتْرَ وَإِنِّيْ لَفِي الْحُجْرَةِ وَهُوَ يَقُوْلُ ﴿يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِيْنَ إِنَاهُ وَلٰكِنْ إِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَأْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِيْ

حضرت ﷺ کے پاس کچھ تحفہ بھیجیں تو خوب ہو تو میں نے اس سے کہا کہ کر جو کہتی ہے تو اس نے کھجور اور گھی اور پنیر کی طرف قصد کیا سو ان کا ہانڈی میں حلوہ بنایا اور مجھ کو دے کر آپ ﷺ کی طرف بھیجا سو میں ان کو لے کر حضرت ﷺ کی طرف چلا یعنی سو جب میں حضرت ﷺ کے پاس پہنچا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو رکھ دے پھر مجھ کو حکم دیا سو فرمایا کہ مردوں کو میرے پاس بلا آپ نے ان کا نام لیا اور فرمایا میرے پاس بلا لا جس سے تو ملے، کہا انس رضی اللہ عنہ نے میں نے کیا جو آپ ﷺ نے مجھ کو حکم دیا پھر میں پھرا سو اچانک میں نے دیکھا کہ گھر لوگوں سے بھرا ہوا ہے سو میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ اپنے دونوں ہاتھ اس حلوے پر رکھے پھر کلام کیا جو اللہ نے چاہا یعنی اس کے واسطے برکت کی دعا کی پھر دس دس مرد کو بلانے لگے اس سے کھاتے تھے اور ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو اور چاہیے کہ ہر مرد اپنے قریب طرف سے کھائے یعنی برتن کے بیچ سے نہ کھائے اور نہ دوسرے کی طرف سے یہاں تک کہ سب جدا جدا ہوئے سو نکلا ان میں سے جو نکلا اور باقی رہے چند مرد بات کرتے، انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں غمناک ہونے لگا پھر حضرت ﷺ اپنی بیویوں کے حجروں کی طرف نکلے اور میں بھی آپ کے پیچھے نکلا سو میں نے کہا کہ وہ چلے گئے سو حضرت ﷺ پھرے اور گھر میں داخل ہوئے اور پردہ ڈالا ور البتہ میں حجرے میں تھا اور حضرت ﷺ فرماتے تھے یعنی آیت پڑھتے تھے کہ اے ایمان والو! مت جاؤ پیغمبر ﷺ کے گھروں

مِنكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ﴾ قَالَ أَبُو عُثْمَانَ قَالَ أَنَسٌ إِنَّهُ خَدَمَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ.

میں مگر یہ کہ تم کو اجازت ہو کھانے کے واسطے نہ انتظار کرتے اس کے پکنے کا لیکن جب تم بلائے جاؤ تب جاؤ پھر جب تم کھا چکو تو چلے جائے اور نہ آپس میں جی لگاتے باتوں میں بے شک تمہاری یہ بات ایذا دیتی تھی پیغمبر ﷺ کو سو وہ تم سے شرماتا تھا اور اللہ تعالیٰ نہیں شرماتا حق بات سے، کہا ابو عثمان نے کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کی دس برس خدمت کی۔

**فائدہ:** پہلے گزر چکا ہے علامات النبوۃ میں بیان معجزے آپ کے کا بیچ بہت ہونے کھانے کے اور مشکل جانا ہے عیاض نے اس چیز کو جو واقع ہوئی ہے اس حدیث میں کہ زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ حلوے کے ساتھ تھا جو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ کی طرف تحفہ بھیجا سو حضرت ﷺ نے اس پر دعا کی اور دس دس کو بلا کر کھلایا یہاں تک کہ سب جدا جدا ہوئے اور مشہور یہ روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ روٹی اور گوشت سے کیا اور نہیں واقع ہوا ہے اس قصے میں بہت ہونا طعام کا بلکہ اس میں صرف اتنا ہے کہ مسلمانوں کو روٹی اور گوشت پیٹ بھر کر کھلایا اور تعاقب کیا ہے اس کا قرطبی نے ساتھ اس کے کہ تطبیق دونوں روایتوں میں ممکن ہے ساتھ اس طور کے کہ جنہوں نے روٹی گوشت پیٹ بھر کر کھایا تھا وہ اور تھے اور جنہوں نے حلوہ کھایا تھا وہ اور لوگ تھے جو اس کے بعد بلائے تھے اور اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے حلوے کا آنا اور روٹی گوشت کا موجود ہونا ایک وقت میں واقع ہوا تھا سو سب لوگوں نے سب کھانے سے کھایا روٹی گوشت سے بھی اور حلوے سے بھی اور بڑا تعجب ہے کہ عیاض روٹی گوشت کے قصے میں طعام کے بہت ہونے سے کس طرح انکار کرتا ہے باوجود اس کے کہ انس رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس پر بکری کے ساتھ ولیمہ کیا اور کہتا ہے کہ مسلمانوں کو روٹی گوشت پیٹ بھر کر کھلایا اور بکری کی کیا قدر ہوتی ہے تا کہ سب مسلمان پیٹ بھر کر کھائیں اور سب سیر ہو جائیں اور حالانکہ وہ اس وقت ہزار کے برابر تھے اگر نہ ہوتی برکت حاصل ہوئی منجملہ آپ کے معجزوں کے بیچ بہت ہونے طعام کے اور یہ جو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں غمناک ہونے لگا تو اس کا سبب وہ چیز ہے جو سمجھی حضرت ﷺ نے شرم کی کہ ان کو اٹھنے کے ساتھ حکم کریں اور غافل ہونے ان کے سے ساتھ بات کرنے کے عمل کرنے سے ساتھ اس چیز کے کہ لائق ہے اس وقت تخفیف سے۔ (فتح)

## بَابُ اِسْتِعَارَةِ الثِّيَابِ لِلْعَرُوسِ وَغَيْرِهَا.

دولہا دلہن کے واسطے کپڑے وغیرہ مانگ کے لینے کا بیان۔

٤٧٦٦ ۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ

۴۷۶۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَآءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِّنْ أَصْحَابِهٖ فِيْ طَلَبِهَا فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلَاةُ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوْءٍ فَلَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكَوْا ذٰلِكَ إِلَيْهِ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ التَّيَمُّمِ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا فَوَاللّٰهِ مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا وَّجُعِلَ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ بَرَكَةٌ.

اسماء سے ہار مانگ کر لیا وہ گم ہوا تو حضرت ﷺ نے چند اصحاب کو اس کی تلاش کے واسطے بھیجا سو ان کو نماز کا وقت ہوا تو انہوں نے بے وضو نماز پڑھی پھر جب حضرت ﷺ کے پاس آئے تو حضرت ﷺ سے اس کی شکایت کی سو تیمّم کی آیت اتری تو اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو نیک بدلہ دے قسم ہے اللہ کی کہ تجھ پر کبھی کوئی مصیبت نہیں اتری مگر کہ اللہ تعالیٰ نے واسطے تیرے اس سے خلاصی ٹھہرائی اور مسلمانوں کے واسطے اس میں برکت کی۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح کتاب التیمم میں گزر چکی ہے اور وجہ استدلال کی ساتھ اس کے معنی کی جہت سے ہے جو جامع ہے درمیان ہار کے اور غیر اس کے اقسام لباس سے کہ زینت کی جاتی ہے ساتھ اس کے واسطے زوج کے عام تر اس سے کہ شادی کے وقت ہو یا بعد اس کے اور کتاب الھبہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث گزر چکی ہے جو اس سے خاص تر ہے اور وہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں میرے پاس ایک روئی کی چادر تھی سو نہ تھی کوئی عورت مدینے میں جو زینت کی جاتی کہ اس کو مجھ سے منگوا بھیجتی اور ترجمہ باندھا ہے اس پر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے الاستعارة للعرس عند البناء اور لائق ہے کہ اس ترجمہ کو اور اس کی اس حدیث کو اس جگہ دل میں حاضر رکھا جائے۔ (فتح)

## بَابُ مَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ إِذَا أَتٰى أَهْلَهٗ.

جب مرد اپنی بیوی سے صحبت کرے تو کیا کہے؟۔

٤٧٦٧ ـ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ يَقُوْلُ حِيْنَ يَأْتِيْ أَهْلَهٗ بِاسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ثُمَّ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا فِيْ ذٰلِكَ أَوْ قُضِيَ وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهٗ شَيْطَانٌ أَبَدًا.

۴۷۶۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبردار کہ اگر مسلمانوں میں سے کوئی جب اپنی بیوی سے صحبت کرے اور یہ دعا پڑھے بسم اللہ اللھم سے مارزقتنا تک یعنی شروع اللہ کے نام سے الٰہی! بچائے رکھ مجھ کو شیطان سے اور دور رکھ شیطان کو ہماری اولاد سے سو اگر بیوی، خاوند کے درمیان اس صحبت سے کوئی لڑکا قسمت میں ہو گا تو اس کو شیطان کبھی ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔

**فائدہ:** ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جب کوئی اپنی عورت سے صحبت کا ارادہ کرے اور یہ مفسر ہے واسطے اور روایتوں کے اور دلالت کرتا ہے کہ قول پہلے شروع کے ہے اور اختلاف ہے بیچ ضرر کے جس کی نفی کی گئی کہ اس سے کیا مراد ہے بعد اتفاق کے اس پر کہ یہ ضرور عموم پر محمول نہیں کہ ہر قسم کے ضرر کو شامل ہو اگرچہ ہے وہ ظاہر بیچ حمل کرنے کے اوپر عموم احوال کے صیغۂ نفی کے سے ساتھ تائید کے اور اس کا سبب وہ ہے جو بدء الخلق میں پہلے گزر چکا ہے کہ شیطان ہر آدمی کو پیدا ہونے کے وقت پیٹ میں چوکتا ہے مگر جو اس سے مستثنیٰ ہے اس واسطے کہ یہ چوکنا بھی ایک قسم کا ضرر ہے باوجود اس کے کہ وہ سبب ہے اس کے چلانے کا پھر اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ نہیں قابو پاتا ہے اوپر اس کے بسبب برکت بسم اللہ پڑھنے کے بلکہ ہوتا ہے منجملہ ان بندوں کے جس کے حق میں کہا گیا **ان عبادی لیس لك علیهم سلطان** اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ اس کو بیہوش نہیں کرتا اور بعض نے کہا کہ نہیں ضرر کرتا اس کو بدن میں اور کہا ابن دقیق العید نے کہ احتمال ہے کہ اس کو دین میں بھی ضرر نہ کرے لیکن بعید کرتا ہے اس کو انتفا عصمت کا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ خاص ہونا اس شخص کا کہ خاص کیا گیا ہے ساتھ عصمت کے بطریق وجوب کے ہے نہ بطور جواز کے سو نہیں ہے کوئی مانع کہ پایا جائے وہ شخص کہ نہ صادر ہو اس سے گناہ جان بوجھ کے اگرچہ اس کے واسطے واجب نہیں اور کہا داؤد نے کہ معنی **لم یضرہ** کے یہ ہیں کہ نہیں فتنے میں ڈالتا اس کو اس کے دین سے طرف کفر کی اور یہ مراد نہیں کہ وہ گناہ سے معصوم ہے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ نہیں ضرر کرتا اس کو یعنی نہیں شریک ہوتا اس کے باپ کو اس کی ماں کے جماع میں اور مجاہد سے روایت ہے کہ جو جماع کرے اور بسم اللہ نہ پڑھے تو شیطان اس کی احلیل پر لپٹ جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہو کر جماع کرتا ہے اور شاید یہ قریب تر ہے سب جوابوں سے اور تائید کرتا ہے پہلے جواب کی کہ بہت لوگ جو اس فضیلت عظیم کو پہنچانتے ہیں جماع کے وقت اس سے غافل ہوتے ہیں اور تھوڑے جو اس کو کرتے ہیں تو اس کے ساتھ حمل واقع نہیں ہوتا سو جب یہ نادر ہے تو نہیں ہے بعید اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں مستحب ہونا بسم اللہ اور دعا کا ہے اور محافظت کرنا اوپر اس کے یہاں تک کہ جماع کی حالت میں بھی اور اس میں پنجہ مارنا ہے ساتھ ذکر اللہ کے اور دعا اس کی کے شیطان سے اور برکت ساتھ نام اس کے اور پناہ مانگنے ساتھ اس کے سب بدیوں سے اور اس میں اشعار ہے کہ وہی ہے آسان کرنے والا اس عمل کو اور مدد دینے والا اوپر اس کے اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ شیطان ملازم ہے واسطے آدمی کے نہیں ہٹتا اس سے مگر جب اللہ کا ذکر کرے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ بے وضو اللہ کا ذکر کرنا منع ہے۔ (فتح)

## بَابُ الْوَلِيمَةِ حَقٌّ. ولیمہ یعنی شادی بیاہ کا کھانا کرنا حق ہے۔

**فائدہ:** یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے جو طبرانی نے روایت کی ہے بطور رفع کے کہ ولیمہ حق ہے اور دوسرے دن کا کھانا موافق دستور کے ہے اور تیسرے دن کا کھانا فخر ہے اور مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدتر کھانوں میں

ولیمہ کا کھانا ہے کہ مالدار کو بلایا جائے اور مسکین کو چھوڑ دیا جائے اور وہ حق ہے اور طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ولیمہ حق اور سنت ہے سو جو اس کی طرف بلایا جائے اور وہ دعوت قبول نہ کرے تو اس نے نافرمانی کی، اور احمد نے بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیغام بھیجا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شادی کا کھانا کرنا ضروری ہے کہا ابن بطال نے کہ ولیمہ حق ہے یعنی باطل نہیں ہے بلکہ اس کی طرف بلایا جائے اور یہ سنت فضیلت کی ہے اور حق سے مراد وجوب نہیں پھر کہا اس نے کہ میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس کو واجب کہا ہو اور کہا بعض شافعیوں نے کہ وہ واجب ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اس کا حکم دیا اور اس واسطے کہ اس کا قبول کرنا واجب ہے تو واجب ہوگا اور جواب یہ ہے کہ وہ کھانا واسطے خوشی کے ہے جو نئی پیدا ہوئی سو مشابہ ہوگا باقی طعاموں کو اور وہ محمول ہے اوپر استحباب کے ساتھ دلیل اس چیز کے جو ہم نے ذکر کی اور اس واسطے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ بکری کے اور بکری بالاتفاق واجب نہیں اور اہل ظاہر کا یہی مذہب ہے کہ ولیمہ واجب ہے۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

اور کہا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری سہی۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح آئندہ باب میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور مراد اس سے وارد کرنا امر کے صیغے کا ہے ساتھ ولیمہ کے اور یہ کہ اگر اس کے ترک کرنے کی رخصت ہوتی تو البتہ نہ واقع ہوتا ساتھ پورا کرنے اس کے بعد گزر جانے دخول کے اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ وقت اس کے کہ کیا وہ وقت عقد کے ہے یا بعد اس کے یا وقت دخول کے یا بعد اس کے یا فراخ ہے وقت اس کا ابتداء عقد سے انتہاء دخول تک اس میں کئی قول ہیں صحیح تر مالکیوں کے مستحب ہونا اس کا ہے بعد دخول کے اور مالکیوں کی ایک جماعت سے یہ روایت ہے کہ وقت عقد کے ہے اور کہا ابن حبیب نے کہ وہ عقد کے وقت ہے اور بعد دخول کے اور کہا ابن سبکی نے کہ ہمارے ساتھیوں کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا وقت فراخ ہے عقد کے وقت سے پہلے اور پیچھے کہا اس نے اور منقول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے یہ ہے کہ وہ دخول کے بعد ہے شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف قصے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے اور حدیث انس رضی اللہ عنہ کی اس باب میں صریح ہے اس میں کہ وہ دخول کے بعد ہے واسطے قول اس کے بیچ اس کے صبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت عروسی میں ساتھ زینب رضی اللہ عنہا کے سو لوگوں کو بلایا اور کہا بعض مالکیوں نے کہ مستحب ہے کہ ہو وقت بنا کے اور واقع ہو دخول بعد اس کے اور اسی پر ہے عمل لوگوں کا آج کے دن، پس حاصل یہ ہے کہ وہ وقت دخول کے ہے اور بعد اس کے۔ (فتح)

٤٧٦٨ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ ابْنَ عَشْرِ سِنِينَ مَقْدَمَ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَكَانَ أُمَّهَاتِي يُوَاظِبْنَنِي عَلَى خِدْمَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَدَمْتُهُ عَشْرَ سِنِينَ وَتُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ عِشْرِيْنَ سَنَةً فَكُنْتُ أَعْلَمَ النَّاسِ بِشَأْنِ الْحِجَابِ حِينَ أُنْزِلَ وَكَانَ أَوَّلَ مَا أُنْزِلَ فِي مُبْتَنَى رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا عَرُوْسًا فَدَعَا الْقَوْمَ فَأَصَابُوْا مِنَ الطَّعَامِ ثُمَّ خَرَجُوْا وَبَقِيَ رَهْطٌ مِّنْهُمْ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَطَالُوا الْمُكْثَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ وَخَرَجْتُ مَعَهُ لِكَيْ يَخْرُجُوْا فَمَشَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَشَيْتُ حَتَّى جَآءَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتَّى إِذَا دَخَلَ عَلَى زَيْنَبَ فَإِذَا هُمْ جُلُوْسٌ لَّمْ يَقُوْمُوْا فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتَّى إِذَا بَلَغَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ قَدْ

۴۷۶۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ دس برس کا تھا وقت آنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے میں سو میری مائیں اور خالہ وغیرہ ہمیشہ مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رکھتی تھیں یا مجھ کو خدمت پر رغبت دیتی تھیں سو میں نے دس برس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور حالانکہ میں بیس برس کی عمر کا تھا اور میں پردے کا حال سب لوگوں سے زیادہ تر جانتا تھا جب کہ اتارا گیا اور تھا پہلے پہل اترنا اس کا بیچ وقت بنا کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زینب رضی اللہ عنہا کے صبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اس حال میں کہ دولہا تھے سو لوگوں کو بلایا سو انہوں نے کھانا کھایا پھر باہر نکلے اور ان میں سے ایک جماعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باقی رہی سو وہ بہت دیر تک بیٹھے رہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر باہر نکلے اور میں بھی آپ کے ساتھ نکلا تا کہ وہ نکلیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلے اور میں بھی آپ کے ساتھ چلا یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازے پر آئے پھر آپ نے گمان کیا کہ وہ نکل گئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پلٹے اور میں بھی آپ کے ساتھ پلٹا یہاں تک کہ جب زینب رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے تو اچانک دیکھا کہ وہ بیٹھے ہیں اٹھے نہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھرے اور میں بھی آپ کے ساتھ پھرا یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازے پر پہنچے اور گمان کیا کہ وہ باہر نکلے سو پھرے اور میں بھی آپ کے ساتھ پھرا سو اچانک دیکھا کہ وہ نکل گئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور میرے درمیان پردہ ڈالا اور پردے کا حکم اتار گیا۔

خَرَجُوْا فَضَرَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ بِالسِّتْرِ وَأُنْزِلَ الْحِجَابُ.

**فائدہ**: اس حدیث کی شرح سورۂ احزاب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ الْوَلِیْمَةِ وَلَوْ بِشَاةٍ.

ولیمہ کرنا اگرچہ ایک بکری ہو یعنی واسطے اس شخص کے جو مالدار ہو۔

٤٧٦٩ ۔ حَدَّثَنَا عَلِیٌّ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ حَدَّثَنِیْ حُمَیْدٌ أَنَّهٗ سَمِعَ أَنَسًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَّتَزَوَّجَ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ کَمْ أَصْدَقْتَهَا قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّعَنْ حُمَیْدٍ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِیْنَةَ نَزَلَ الْمُهَاجِرُوْنَ عَلَی الْأَنْصَارِ فَنَزَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ عَلٰی سَعْدِ بْنِ الرَّبِیْعِ فَقَالَ أُقَاسِمُكَ مَالِیْ وَأَنْزِلُ لَكَ عَنْ إِحْدَی امْرَأَتَیَّ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِیْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ فَخَرَجَ إِلَی السُّوْقِ فَبَاعَ وَاشْتَرٰی فَأَصَابَ شَیْئًا مِّنْ أَقِطٍ وَّسَمْنٍ فَتَزَوَّجَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

۴۷۶۹ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور اس نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا تھا کہ تو نے اس کو کتنا مہر دیا؟ اس نے کہا کہ گٹھلی کے برابر سونا، اور حمید سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہتا تھا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ہجرت کر کے مدینے میں آئے تو مہاجرین انصاریوں کے پاس اترے سو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے پاس اترا تو اس نے کہا کہ میں تجھ کو اپنا آدھا مال بانٹ دیتا ہوں اور میں اپنی ایک عورت کو تیرے لیے طلاق دیتا ہوں اس نے کہا کہ اللہ تیرے اہل اور مال میں برکت کرے سو وہ بازار کی طرف نکلا سو اس نے خرید و فروخت کی سو حاصل کی کچھ چیز پنیر اور گھی سے پھر نکاح کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری ہو۔

**فائدہ**: طبرانی میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش یعنی مہاجرین اور انصاریوں کے درمیان برادری کرائی سو سعد رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو آپس میں بھائی بنایا سو سعد رضی اللہ عنہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو اپنے گھر لے گیا اور کھانا منگوایا اور دونوں نے مل کر کھایا پھر کہا کہ انصاریوں کو معلوم ہے کہ میں ان میں زیادہ مالدار ہوں سو میں تجھ کو اپنا آدھا مال بانٹ دیتا ہوں اور میری دو عورتیں ہیں سو دیکھ تو کس کو پسند کرتا ہے کہ میں اس کو طلاق دوں پھر جب اس کی عدت گزر جائے تو تو اس سے نکاح کر لینا سو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تیرے واسطے تیرے اہل اور مال میں برکت کرے مجھ کو بازار کی راہ بتلا اور ایک روایت میں ہے کہ کیا کوئی بازار ہے جس میں سوداگری ہوتی ہو؟ اس نے کہا ہاں بازار

قینقاع کا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر ہم ٹھہرے جتنا اللہ نے چاہا پھر وہ آیا اور اس پر زردی کا داغ تھا اور وضر کے معنی ہیں اثر اور صفرۃ سے مراد زردی خلوق کی ہے اور خلوق ایک قسم کی خوشبو ہے جو زعفران وغیرہ سے بنتی ہے اور ایک روایت میں ودغ زعفران کا لفظ آیا ہے یعنی وہبہ زعفران کا اور ایک روایت میں یہ لفظ آیا ہے کہ مہیم اور اس کے معنی ہیں کیا حال ہے تیرا کیا ہے یہ؟ اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں خبر دے اور یہ جو کہا کہ نواۃ کے برابر سونا تو اس میں اختلاف ہے کہ نواۃ سے کیا مراد ہے سو بعض نے کہا کھجور کی ایک گٹھلی مراد ہے اور یہ کہ اس کی قیمت اس وقت پانچ درہم تھی اور بعض نے کہا کہ اس وقت اس کا اندازہ چوتھائی دینار کے برابر تھا اور رد کیا گیا ہے یہ ساتھ اس کے کہ کھجور کی گٹھلی مختلف ہوتی ہے کوئی بڑی ہوتی ہے اور کوئی چھوٹی سو یہ معیار نہیں ہو سکتی اور بعض نے کہا کہ نواۃ ذھب اس چیز سے مراد ہے جس کی قیمت چاندی کے پانچ درہم ہوں اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے خطابی نے اور نقل کیا ہے اس کو عیاض نے اکثر علماء سے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ بیہقی کی روایت میں ہے کہ کہا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے نواۃ ذہب کی قیمت پانچ درہم ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد سونے کے پانچ درہم ہیں اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابن فارس نے اور بعض نے کہا کہ اس کی قیمت پونے چار درہم ہیں اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے احمد نے اور بعض نے کہا کہ ساڑھے تین درہم بعض نے کہا کہ سوا تین درہم اور بعض مالکیوں سے روایت ہے کہ نواۃ مدینے والوں کے نزدیک چوتھائی دینار کی ہے اور اس کی تائید کرتا ہے جو طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس کا وزن چوتھائی دینار کی ہے اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد چوتھائی نش کی ہے اور نش آدھا اوقیہ ہے اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے تو نواۃ کا وزن پانچ درہم ہوگا اور اس کے ساتھ جزم کیا ہے ابوعوانہ اور دوسرے لوگوں نے اور یہ جو فرمایا کہ ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری ہو تو یہ استناعیہ نہیں ہے بلکہ واسطے تقلیل کے ہے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ تیرے اہل اور مال میں برکت کرے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ البتہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ اگر میں پتھر اٹھاتا تو امید رکھتا تھا کہ اس کے نیچے سے سونا یا چاندی پاؤں تو گویا کہ اشارہ کیا اس نے اس کی طرف جو دعا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں کی تھی کہ اس کے مال میں برکت ہو سو قبول ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ البتہ میں نے اس کو دیکھا کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی ہر ایک بیوی کو لاکھ لاکھ آیا یعنی درہم یا دینار، میں کہتا ہوں کہ وہ چار عورتیں چھوڑ مرا تھا سو ہوگا سارا ترکہ بتیس لاکھ اور یہ ترکہ بہ نسبت ترکہ زبیر رضی اللہ عنہ کے جس کی شرح فرض خمس میں گزر چکی ہے نہایت تھوڑا ہے سو احتمال ہے کہ مراد عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے ترکے میں اشرفیاں ہوں اور مراد زبیر رضی اللہ عنہ کے ترکے میں درہم ہوں اس واسطے کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے مال کا بہت ہونا نہایت مشہور ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر مؤکد ہونے امر ولیمہ کے وقد تقدم البحث فیہ اور اس پر کہ وہ دخول کے بعد ہو اور نہیں دلالت ہے بیچ اس کے اس واسطے کہ اس میں تو صرف اتنا ہے کہ اگر فوت ہو تو دخول کے بعد اس کو قضا کیا جائے اور اس پر کہ بکری ادنیٰ درجہ

اس چیز کا ہے جو کفایت کرتی ہے مالدار سے اور اگر اس کا ثبوت نہ ہوتا کہ حضرت ﷺ نے اپنی بعض بیویوں پر بکری سے کم کے ساتھ ولیمہ کیا ہے تو البتہ ممکن تھا استدلال کیا جاتا ساتھ اس کے اس پر کہ بکری ادنیٰ درجہ ہے اس چیز کا کہ کفایت کرتی ہے ولیمہ میں اور باوجود اس کے پس ضروری ہے قید کرنا اس کا ساتھ اس شخص کے جو اس پر قادر ہو اور مستفاد ہوتا ہے سیاق سے جو قادر ہو وہ ولیمہ میں بہت کھانا پکائے اور بہت لوگوں کو کھلائے ، کہا عیاض نے اجماع ہے اس پر کہ ولیمہ کے اکثر اور کم تر کی کوئی حد نہیں جو میسر ہو کفایت کرتا ہے خواہ بہت ہو یا تھوڑا اور مستحب یہ ہے کہ وہ موافق حال خاوند کے ہے اور البتہ میسر ہوئی ہے واسطے مالدار کے بکری اور اس سے زیادہ اور نیز اس حدیث میں فضیلت ہے واسطے سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے کہ اس نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو اپنی جان پر مقدم کیا اور واسطے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے کہ اس نے اپنے آپ کو دور کھینچا اس چیز سے کہ اس سے پرہیز کرنا حیا اور مروت کو مستلزم ہے اگرچہ اس کی طرف محتاج ہو اور اس حدیث میں ہے کہ مستحب ہے آپس میں بھائی بننا اور خوبی مقدم کرنے مالدار کی واسطے محتاج کے یہاں تک کہ اپنی ایک بیوی سے بھی اور مستحب ہے پھیر دینا ایسی چیز کا اس پر جو مقدم کرے ساتھ اس کے واسطے اس چیز کے کہ غالب ہے عادت میں ایسے تکلف سے اور اگر تحقیق ہو کہ وہ تکلف نہیں کرتا تو جائز ہے اور یہ کہ جو چھوڑ دے اس کو ساتھ قصد صحیح کے اس کو اللہ اس کا بہتر بدلہ دیتا ہے اور یہ کہ مستحب ہے کسب کرنا اور یہ کہ نہیں ہے نقص اس شخص پر جو لے دے اس قسم سے ساتھ مروت مثلاً اس کی کے اور مکروہ ہے قبول کرنا اس چیز کا کہ اس سے ذلت کی توقع ہو ہبہ وغیرہ سے اور یہ کہ گزران مرد کی ساتھ تجارت یا پیشہ کے اولیٰ ہے واسطے پاک ہونے اخلاق کے گزران سے ساتھ ہبہ وغیرہ کے اور اس حدیث میں مستحب ہونا دعا کا ہے واسطے نکاح کرنے والے کے اور یہ پوچھنا امام کا اپنے یاروں اور تابعداروں کو ان کے احوال سے خاص کر جب ان سے کوئی بات غیر معروف دیکھے اور یہ کہ جائز ہے باہر نکلنا دولہا کا اس حال میں کہ اس پر شادی کا نشان ہو خلوق وغیرہ سے یعنی زردی وغیرہ سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے لگانا زعفران یعنی کیسر کا واسطے دولہا دلہن کے اور خاص کیا گیا ہے ساتھ اس کے عموم نہی کا کہ مردوں کو زعفران لگانا منع ہے کما سیاتی فی کتاب اللباس اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ یہ زردی اس کے کپڑوں میں ہو نہ اس کے بدن میں اور یہ جواب مالکیوں کا بنا بر ان کے طریق کے ہے کہ کپڑے میں زردی کا لگانا جائز ہے اور بدن میں زردی لگانا جائز نہیں اور البتہ نقل کیا ہے اس کو مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مدینے کے علماء سے اور وارد ہوئی ہے اس میں حدیث مرفوع کہ اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرتا جس کے بدن پر زردی وغیرہ سے کچھ چیز ہو روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اس واسطے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو بدن کے سوائے ہے اس کو وعید شامل نہیں اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تابعداروں نے اس کو کپڑے میں بھی منع کیا ہے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیثوں کے جو اس میں وارد ہیں اور وہ صحیح ہیں اور ان میں وہ چیز ہے جو صریح ہے

مدعا میں کما سیاتی بیانہ اور اس بنا پر عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے قصے سے کئی طرح پر جواب دیا گیا ہے ایک یہ کہ یہ واقعہ نہی سے پہلے تھا اور یہ محتاج ہے طرف تاریخ کے دوم یہ کہ جو زردی کا نشان عبدالرحمن رضی اللہ عنہ پر تھا وہ اس کی بیوی کی جہت سے لگ گیا تھا نہ یہ کہ اس نے خود قصداً زردی لگائی تھی یعنی یہ استفہام انکاری ہے یعنی تو نے زردی کیوں لگائی تو اس نے جواب دیا کہ میں نے یہ زردی قصداً نہیں لگائی بلکہ مجھ کو عورت کے بدن سے لگ گئی اور ترجیح دی ہے اس کو نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اور منسوب کیا ہے اس کو طرف اہل تحقیق کے اور ٹھہرایا ہے اس کو بیضاوی نے اصل کہ رد کیا ہے اس نے طرف اس کی ایک احتمال کو اور دوسرا احتمال ہے کہ معنی مبہم کے یہ ہیں کہ کیا سبب ہے اس زردی کے لگنے کا میں جو تجھ پر دیکھتا ہوں؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے نکاح کیا ہے، سوم یہ کہ البتہ حاجت ہوئی تھی اس کو خوشبو لگانے کی واسطے داخل ہونے کے اپنی بیوی پر سو اس وقت اس نے مردوں کی خوشبو سے کچھ چیز نہ پائی تو اس نے عورت کی خوشبو لگائی اور اتفاقاً اس میں زردی پائی تو اس نے تھوڑی زردی کو اس سے مباح جانا وقت نہ ہونے غیر اس کے کی واسطے تطبیق کے دونوں دلیلوں میں اور وارد ہوا ہے امر ساتھ خوشبو لگانے کے دن جمعہ کے اگرچہ عورت کی خوشبو سے ہو سو اس کا اثر اس پر باقی رہا، چہارم یہ کہ وہ خوشبو نہایت کم تھی اور نہ باقی رہا تھا مگر اس کا اثر اسی واسطے اس پر انکار نہ کیا، پنجم یہ کہ وہ وہ ہے جو خوشبو ہو مانند زعفران وغیرہ اقسام خوشبو کے اور جس میں خوشبو نہ ہو وہ مکروہ نہیں، چھٹی یہ کہ تھی لگانی زعفران کی خوشبو واسطے مردوں کے تحریم کے واسطے نہیں دلالت ساتھ برقرار رکھنے اس کے واسطے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے اس حدیث میں، ساتویں یہ کہ دولہا اس سے مستثنیٰ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس سے پوچھا تو اس میں دلالت ہے کہ یہ شادی نکاح کے ساتھ خاص نہیں کہ دولہا کو اس سے مستثنیٰ کیا جائے اور ایک روایت میں بشاشۃ العروس کا لفظ آیا ہے تو اس کے معنی ہیں اثر اس کا اور خوبی اس کی یا فرح اور خوشی اس کی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نکاح میں مہر کا ہونا ضروری ہے واسطے پوچھنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے اندازے سے نہ اس کے ہونے اور نہ ہونے سے اور اس میں نظر ہے احتمال ہے کہ مراد خبر پوچھنی ہے بہت ہونے اور تھوڑے ہونے سے تا کہ خبر دیں اس کو اس کے بعد ساتھ اس چیز کے کہ اس کے حال کے موافق ہے سو جب اس نے اندازہ کے موافق کہا تو اس پر انکار نہ کیا بلکہ اس کو برقرار رکھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز وعدہ کرنے کے واسطے اس شخص کے جو ارادہ کرتا ہے کہ عورت سے نکاح کرے جب کہ اس کا خاوند اس کو طلاق دے اور عدت پوری کرے واسطے قول سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے کہ دیکھ تو میری کسی عورت کو پسند کرتا ہے کہ میں اس کو طلاق دوں پھر جب اس کی عدت گزر جائے تو تو اس سے نکاح کر لے اور واقع ہوئی ہے تقریر اس کی لیکن اطلاع اوپر احوال ان کے کی اس وقت تقاضا کرتی ہے کہ اس کی دونوں عورتوں نے اس بات کو جان لیا تھا اس واسطے کہ یہ واقعہ آیت پردے کے اترنے سے پہلے تھا اور اکٹھے تھے اور اگر سعد رضی اللہ عنہ کو ان کی رضامندی کا اعتماد نہ ہوتا تو اس کے ساتھ یقین نہ کرتا اور

کہا ابن منیر نے کہ دو مردوں کا آپس میں وعدہ کرنا اس کو مستلزم نہیں کہ عورت اور اجنبی مرد کے درمیان وعدہ واقع ہو اس واسطے کہ جب عدت میں اس کو نکاح کا صریح پیغام کرنا منع ہے تو اس میں بطریق اولیٰ منع ہوگا اس واسطے کہ جب اس کو طلاق ملے تو وہ قطعا عدت میں داخل ہوئی لیکن اگر عورت کو اس کی اطلاع ہو تو اس کو عدت گزارنے کے بعد اختیار ہے اور نہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوئی ہے درمیان اجنبی مرد اور عورت کے یا ولی اس کے کی نہ ساتھ اور اجنبی کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے دیکھنا مرد کا عورت کو نکاح کرنے سے پہلے۔

٤٧٧٠ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا أَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ نِّسَآءِهٖ مَا أَوْلَمَ عَلٰى زَيْنَبَ أَوْلَمَ بِشَاةٍ.

۴۷۷۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں ولیمہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عورت کا اپنی عورتوں میں جو زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کیا ایک بکری سے ولیمہ کیا۔

**فائدہ:** اور یہ باعتبار اتفاق کے ہے نہ بطور حد مقرر کرنے کے اور لیا جاتا ہے صاحب تنبیہ کی عبارت سے جو شافعیوں میں سے ہے کہ بکری حد ہے واسطے اکثر ولیمہ کے یعنی اس کا اعلیٰ درجہ ہے لیکن نقل کیا ہے عیاض نے اجماع اس پر کہ اکثر ولیمہ کی کوئی حد مقرر نہیں اور کہا ابن ابی عصرون نے کہ ادنیٰ درجہ اس کا واسطے مالدار کے ایک بکری ہے اور یہ قول عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی حدیث کے موافق ہے۔

٤٧٧١ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَتَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا وَأَوْلَمَ عَلَيْهَا بِحَيْسٍ.

۴۷۷۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور اس سے نکاح کیا اور اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا اور حیس سے اس کا ولیمہ کیا۔

**فائدہ:** اور ایک روایت میں ہے کہ چمڑے کے دستر خوان پر کچھ کھجوریں اور پنیر اور گھی ڈالا گیا اور ان دونوں کے درمیان مخالفت نہیں اس واسطے کہ یہ حیس کے اجزاء میں سے ہیں لغت والوں نے کہا کہ حیس بنایا جاتا ہے اس طور سے کہ کھجوروں کی گٹھلی نکالی جاتی ہے اور اس کو پنیر یا آٹے یا ستو سے ملایا جاتا ہے اور اگر اس میں گھی ڈالا تو حیس کے نام سے نہیں نکلتا یعنی تو بھی اس کو حیس ہی کہا جاتا ہے۔ (فتح)

٤٧٧٢ ۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ بَيَانٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَّقُوْلُ بَنَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ فَأَرْسَلَنِيْ فَدَعَوْتُ رِجَالًا إِلَى الطَّعَامِ.

۴۷۷۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت یعنی زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بھیجا میں نے لوگوں کو کھانے کے واسطے بلایا۔

بَابُ مَنْ أَوْلَمَ عَلٰی بَعْضِ نِسَآئِهٖ أَكْثَرَ مِنْ بَعْضٍ.

بیان اس شخص کا جو ولیمہ کرتا ہے اپنی بعض عورتوں پر زیادہ بعض سے۔

٤٧٧٣ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ ذُكِرَ تَزْوِيجُ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ عِنْدَ أَنَسٍ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَمَ عَلٰى أَحَدٍ مِنْ نِسَآئِهٖ مَا أَوْلَمَ عَلَيْهَا أَوْلَمَ بِشَاةٍ.

۴۷۷۳۔ حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ذکر کیا گیا نکاح کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زینب رضی اللہ عنہا سے نزدیک انس رضی اللہ عنہ کے تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں دیکھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کسی عورت کا ولیمہ کیا ہو جو ولیمہ کیا زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کیا اس کا ایک بکری سے۔

**فائدہ:** یہ حدیث ظاہر ہے اس چیز میں کہ باب باندھا ہے اس نے ساتھ اس کے واسطے اس چیز کے کہ تقاضا کرتا ہے اس کو سیاق اس کا اور اشارہ کیا ہے ابن بطال نے کہ نہیں واقع ہوا ہے یہ ساتھ قصد فضیلت دینے بعض عورتوں کے بعض پر بلکہ یہ اتفاقاً واقع ہوا ہے اور یہ کہ اگر ان میں سے ہر ایک کے واسطے بکری پائی جاتی تو البتہ اس کے ساتھ ولیمہ کرتے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ ترسخی تھے لیکن نہ مبالغہ کرتے تھے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ امر دنیا کے رونق میں اور کہا اس کے غیر نے کہ احتمال ہے کہ یہ بیان جواز کے واسطے کیا ہو میں کہتا ہوں کہ نفی کرنی انس رضی اللہ عنہ کی محمول ہے اس چیز پر کہ جس کا اس کو علم پہنچا یا واسطے اس چیز کے واقع ہوئی برکت سے بیچ ولیمہ اس کے کی جب کہ مسلمانوں کو روٹی گوشت پیٹ بھر کر کھلایا ایک بکری سے نہیں تو جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عمرہ قضا میں میمونہ رضی اللہ عنہا حارث کی بیٹی سے نکاح کیا تو اس کا ولیمہ کیا اور مکے والوں کو بلایا اور وہ حاضر نہ ہوئے کہ اس کا ولیمہ ایک بکری سے زیادہ کیا ہو کیونکہ اس وقت آپ کا ہاتھ کشادہ تھا اس واسطے کہ خیبر کے فتح ہونے کے بعد تھا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بہت کشائش کی تھی جب سے وہ فتح ہوا، کہا ابن منیر نے لے جاتی ہے تفضیل بعض عورتوں کی سے بعض پر ولیمہ میں جواز تخصیص بعض ان کی کے سوائے بعض کے ساتھ تحفوں اور ہدیوں کے اور اس کی بحث ہبہ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَنْ أَوْلَمَ بِأَقَلَّ مِنْ شَاةٍ.

بیان اس شخص کا جو بکری سے کم تر کے ساتھ ولیمہ کرے

**فائدہ:** اس ترجمے کا حکم اگرچہ مستفاد ہے پہلے ترجمے سے لیکن جو اس میں واقع ہوا ہے وہ تصریح کے ساتھ ہے۔

٤٧٧٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهٖ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ أَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعْضِ نِسَآئِهٖ بِمُدَّيْنِ مِنْ شَعِيرٍ.

۴۷۷۴۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا شیبہ کی بیٹی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض عورتوں کا ولیمہ دو مد جو سے کیا۔

**فائدہ:** احتمال ہے کہ مراد بعض عورتوں سے یہاں ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہو اس واسطے کہ واقدی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو پیغام کیا اور مجھ سے نکاح کیا سو مجھ کو زینب رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل کیا سو اچانک اس میں ایک تھیلا تھا اس میں کچھ جو تھے سو میں نے اس کو بھگویا پھر اس کو ہانڈی میں ڈالا پھر میں نے کچھ چربی لے کر سالن بنایا سو تھا یہ کھانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور احتمال ہے کہ مراد عورتوں سے عام تر ہوں بیویوں سے یعنی جو منسوب ہے طرف آپ کی عورتوں میں سے فی الجملہ سو البتہ طبرانی نے اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث سے روایت کیا ہے کہا کہ البتہ ولیمہ کیا علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا سو اس زمانے میں کوئی ولیمہ ان کے ولیمہ سے افضل نہیں اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس گروہ رکھی کے بدلے آدھے صاع جو کے پس موافق نہ ہوگا اس قصے کو جو باب میں ہے اور ہوگی نسبت ولیمہ کی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مجازی یا تو اس واسطے کہ جو کی قیمت یہودی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے پاس سے دیا یا کسی اور سبب کے واسطے۔ (فتح)

بَابُ حَقِّ إِجَابَةِ الْوَلِيمَةِ وَالدَّعْوَةِ. باب ہے بیچ بیان وجوب قبول کرنے ولیمہ اور دعوت کے۔

**فائدہ:** عطف کیا ہے دعوت کو اوپر ولیمہ کے سو اشارہ کیا ساتھ اس کے کہ ولیمہ خاص ہے ساتھ کھانے بیاہ اور نکاح کے یعنی ولیمہ صرف اسی کھانے کو کہتے ہیں جو شادی نکاح کے وقت کھایا جاتا ہے پس یہ عطف عام کا ہے خاص پر اور لیکن خاص کر اس کھانے کا نام ولیمہ ہونا سو یہ قول اہل لغت کا ہے نقل کیا ہے اس کو ان سے ابن عبدالبر نے اور یہی منقول ہے خلیل وغیرھم سے کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ واقع ہوتا ہے ولیمہ ہر دعوت پر جو پکڑی جاتی ہے واسطے خوشی حادث یعنی نو پیدا ہونے والی کے نکاح ہو یا ختنہ یا غیر ان کا لیکن مشہور تر استعمال اس کا وقت اطلاق کے نکاح میں ہے اور اس کے واسطے اور چیز میں مقید کیا جاتا ہے پس کہا جاتا ہے ولیمہ ختان کا اور ذکر کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے واسطے پیروی عیاض کے کہ ولیمہ آٹھ قسم کا ہے ایک اعذار ہے اور وہ واسطے ختنہ کے ہے اور عقیقہ ہے واسطے لڑکا پیدا ہونے کے اور خرس واسطے سلامتی عورت کے ہے دردزہ سے اور عقیقہ ساتویں دن ہے اور نقیعہ واسطے آنے مسافر کے ہے اور وکیرہ واسطے سکونت اختیار کرنے کے ہے نئے گھر میں اور وضیمہ واسطے مصیبت کے ہے اور یہ وہ دعوت ہے جو بلا سبب ہو اور یہ جو کہا بخاری رحمہ اللہ نے کہا حق اجابۃ تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کے دعوت ولیمہ کا قبول کرنا واجب ہے اور البتہ نقل کیا ہے ابن عبدالبر اور نووی رحمہ اللہ نے اتفاق اس پر کہ دعوت ولیمہ کا قبول کرنا واجب ہے اور اس میں نظر ہے ہاں مشہور علماء کے اقوال سے وجوب ہے اور تصریح کی ہے جمہور شافعیوں اور حنبلیوں نے کہ وہ فرض عین ہے اور بعض شافعہ وغیرہ سے ہے کہ وہ مستحب ہے اور صاحب ہدایہ کا کلام تقاضا کرتا ہے کہ وہ واجب ہے باوجود تصریح کرنے اس کے کی کہ وہ سنت ہے تو شاید اس کی مراد یہ ہے کہ اس کا واجب ہونا سنت سے ثابت ہوا ہے اور نہیں ہے فرض

جیسا کہ ان کے قاعدے سے معلوم ہے اور بعض شافعیوں اور حنبلیوں سے ہے کہ وہ فرض کفایہ ہے اور حکایت کی ہے ابن دقیق العید نے شرح الالمام میں کہ محل اس کا وہ ہے جب کہ دعوت عام ہو یعنی اس وقت فرض کفایہ ہے اور جب خاص کیا جائے ہر ایک ساتھ دعوت کے تو قبول کرنا متعین ہوتا ہے اور شرط واجب ہونے اس کے کی یہ ہے کہ ہو دعوت کرنے والا مسلمان مکلف آزاد رشید اور یہ کہ نہ خاص کرے مالداروں کو سوائے فقیروں کے اور یہ کہ نہ ظاہر کرے قصد دوستی کا کسی خاص سے واسطے رغبت کرنے کے بیچ اس کے یا ڈرنے کے اس سے اور یہ کہ خاص ہو ساتھ دن پہلے کے مشہور قول پر اور یہ کہ پہلے اور کسی نے اس کی دعوت نہ کی ہو سو جو پہلے دعوت کرے متعین ہوتا ہے قبول کرنا اس کا سوائے دوسرے کے اور اگر دونوں آئیں تو ناتے دار کو مقدم کیا جائے قریب تر ہمسائے پر اور اگر برابر ہوں تو قرعہ ڈالا جائے اور یہ کہ نہ ہو وہاں وہ شے کہ ایذا ہوتی ہو اس کے حاضر ہونے سے منکر وغیرہ سے اور یہ کہ اس کو کوئی عذر نہ ہو اور ضبط کیا ہے ماوردی نے ساتھ اس چیز کے کہ رخصت دی جاتی ہے ساتھ اس کے بیچ چھوڑ دینے نماز جماعت کے اور یہ سب شادی کے ولیمے میں ہے اور دعوت کی بحث آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

وَمَنْ أَوْلَمَ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَّنَحْوَهُ. اور جو ولیمہ کرے سات دن اور مانند اس کے۔

**فائدہ:** یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جو روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے حفصہ بنت سیرین سے کہ جب میرے باپ نے نکاح کیا تو اصحاب کو سات دن بلایا سو جب انصار کا دن ہوا تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ایک روایت میں آٹھ دن کا ذکر آیا ہے اور طرف اسی کے اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ قول اپنے کے ونحوہ اور بخاری رحمہ اللہ نے اس کو اگرچہ ذکر نہیں کیا لیکن مائل کی ہے طرف ترجیح اس کی کے واسطے مطلق ہونے امر کے ساتھ قبول کرنے دعوت کے بغیر قید کرنے کے جیسے کہ تصریح کی اس نے ساتھ اس کے تاریخ میں۔ (فتح)

وَلَمْ يُوَقِّتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَّلَا يَوْمَيْنِ. یعنی اور نہیں وقت مقرر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ کا ایک دن اور نہ دو دن یعنی نہیں ٹھہرایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ولیمے کے کوئی وقت معین کہ خاص ہو ساتھ اس کے ایجاب یا استحباب اور لیا ہے اس نے اس کو اطلاق سے۔

**فائدہ:** کہا بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی دعوت ولیمہ کی طرف بلایا جائے تو چاہیے کہ قبول کرے اور نہیں خاص کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن کو اور نہ اس کے غیر کو اور ابن سیرین سے روایت ہے کہ اس کے باپ نے اپنا ولیمہ سات دن کیا اور اس میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بلایا اس نے دعوت قبول کی اور یہ حدیث صحیح تر ہے زہیر سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولیمہ کرنا پہلے دن حق ہے اور دوسرے دن معروف ہے اور تیسرے دن ریا اور سنانا ہے اور اسی طرح روایت کی ہے ترمذی اور

طبرانی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سے اور ان حدیثوں کا اگرچہ کوئی طریقہ کلام سے خالی نہیں لیکن مجموع ان کا دلالت کرتا ہے کہ اس حدیث کی اصل ہے اور البتہ عمل کیا ہے ساتھ اس کے شافعیوں اور حنبلیوں نے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر تین دن ولیمہ کرے تو تیسرے دن دعوت قبول کرنا مکروہ ہے اور دوسرے دن قطعا واجب نہیں اور نہیں ہے مستحب ہونا اس کا مانند مستحب ہونے اس کے کی پہلے دن میں اور صاحب تحجیز نے کہا کہ دوسرے دن بھی واجب ہے اور ساتھ اس کے یقین کیا ہے جرجانی نے واسطے وصف کرنے اس کے کی ساتھ معروف کے اور سنت کے اور کہا حنبلیوں نے کہ پہلے دن واجب ہے اور دوسرے دن قبول کرنا سنت ہے واسطے تمسک کرنے کے ساتھ ظاہر حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ اس نے دوسرے دن کی اجابت کو سنت کہا ہے اور بہر حال قبول کرنا اس کا تیسرے دن میں سو بعض نے تو اس کو بنا بر ظاہر حدیث کے مطلق مکروہ کہا ہے اور کہا بعض نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ تو اس وقت ہے جب کہ بلائے تیسرے دن میں اور نہیں لوگوں کو جن کو پہلے دن بلایا تھا اور یہ بعید نہیں اس واسطے کہ اس کا مطلق ریا اور سمعہ ہونا مشعر ہے کہ یہ کام اس نے فخر کے واسطے کیا ہے اور جب لوگ بہت ہوں اور ہر دن میں اور لوگوں کو بلائے جن کو آگے نہیں بلایا تو اس میں غالبا فخر نہیں ہوتا اور جس طرف بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مائل کی ہے یہی مذہب ہے مالکیوں کا، کہا عیاض نے کہ ہمارے ساتھی کہتے ہیں کہ مالداروں اور کشائش والوں کو مستحب ہے کہ سات دن ولیمہ کریں ساتھ دن لگا تار لوگوں کو کھانا کھلائیں اور کہا بعض نے کہ محل اس کا وہ ہے کہ جب بلائے ہر دن ان لوگوں کو جن کو آگے نہیں بلایا اور مشابہ ہے اس کے جو پہلے گزرا اور جب حمل کریں ہم امر کو تیسرے دن کی کراہت میں اس پر کہ جب کہ ہو وہاں ریا اور سنانا اور فخر کرنا تو اس طرح چوتھے دن اور اس کے پیچھے بھی مکروہ ہو گا سو جو سلف سے دو دن سے زیادہ ولیمہ کرنا واقع ہوا ہے تو یہ محمول ہے اس وقت پر جب کہ اس سے امن ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تیسرے دن کی دعوت کو مکروہ کہا واسطے ہونے اس کے کی غالب، واللہ اعلم۔ (فتح)

٤٧٧٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا.

۴۷۷۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شادی کے کھانے کے واسطے بلایا جائے تو چاہیے کہ جائے یعنی اس کی جگہ میں۔

**فائدہ:** اس کی بحث آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

٤٧٧٦ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ

۴۷۷۶۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھڑاؤ قیدی کو اور دعوت قبول کرو دعوت کرنے

سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْصُوْرٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُكُّوا الْعَانِيَ وَأَجِيْبُوا الدَّاعِيَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ.

والے کی اور خبر پوچھو بیمار کی۔

**فائدہ:** کہا ابن تین نے کہ مراد دعوت کرنے والے سے ولیمہ کی دعوت کرنے والا ہے جیسا کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جو پہلے گزری یعنی بیچ خاص کرنے امراتیان کے ساتھ بلانے کے طرف ولیمہ کے اور کہا کرمانی نے کہ قول اس کا داعی عام ہے اور کہا جمہور نے کہ واجب ہے قبول کرنا ولیمہ میں اور مستحب ہے اس کے غیر میں پس لازم آئے گا استعمال کرنا لفظ کا ایجاب اور ندب میں اور یہ منع ہے اور جواب یہ ہے کہ شافعی رحمہ اللہ نے اس کو جائز رکھا ہے اور اس کے غیر نے اس کو عموم مجاز پر حمل کیا ہے اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ اگرچہ یہ لفظ عام ہے لیکن مراد ساتھ اس کے خاص ہے یعنی وجوب اور ولیمہ کے سوا اور دعوت کا مستحب ہونا تو یہ اور دلیل سے ثابت ہے۔ (فتح)

٤٧٧٧ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَشْعَثِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ الْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَإِفْشَآءِ السَّلَامِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِيْ وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيْمِ الذَّهَبِ وَعَنْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَعَنِ الْمَيَاثِرِ وَالْقَسِّيَّةِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالدِّيْبَاجِ تَابَعَهٗ أَبُوْ عَوَانَةَ وَالشَّيْبَانِيُّ عَنْ أَشْعَثَ فِيْ إِفْشَآءِ السَّلَامِ.

۴۷۷۷۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سات چیزوں کا حکم کیا اور سات چیزوں سے منع کیا ہم کو حکم دیا بیمار کی تیمار داری کرنے کا اور جنازے کے ساتھ جانے کا اور چھینکنے والے کو جواب دینے کا اور قسم کے سچا کرنے کا اور مظلوم کی مدد کرنے کا اور سلام کے عام کرنے کا اور دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے کا اور ہم کو منع کیا سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور چاندی کے برتن اور زین پوش اور قسی کے کپڑے اور دیباج اور اطلس کے استعمال کرنے سے متابعت کی ہے اس کی ابوعوانہ اور شیبانی نے اشعث سے بیچ افشاء السلام کے۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور البتہ روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے اور جگہ سوائے روایت ان تینوں کے اس میں افشاء السلام کے بدلے رد السلام کا لفظ آیا ہے پس یہی نکتہ ہے بیچ اقتصار کے۔

٤٧٧٨ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَعَا أَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُرْسِهِ وَكَانَتِ امْرَأَتُهُ يَوْمَئِذٍ خَادِمَهُمْ وَهِيَ الْعَرُوْسُ قَالَ سَهْلٌ تَدْرُوْنَ مَا سَقَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْقَعَتْ لَهُ تَمَرَاتٍ مِّنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا أَكَلَ سَقَتْهُ إِيَّاهُ.

۴۷۷۸۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو اسید رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی میں بلایا اور اس کی عورت یعنی دلہن اس دن ان کی خادمہ تھی اور وہی دلہن تھی اور کہا سہل رضی اللہ عنہ نے تم جانتے ہو کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پلایا تھا؟ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے رات کو کھجوریں بھگو رکھیں تھیں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھا چکے تو اس نے وہ شربت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پلایا۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح بھی آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

## بَابُ مَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ.

## جس نے دعوت چھوڑی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

٤٧٧٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۷۷۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ بدتر کھانا ولیمہ کا کھانا ہے جس میں مالداروں کو بلایا جائے اور محتاجوں کو نہ بلایا جائے اور جس نے دعوت چھوڑی یعنی قبول نہ کیا اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔

**فائدہ:** اور لام الدعوۃ میں واسطے عہد کے ہے ولیمہ مذکورہ سے اور پہلے گزر چکا ہے کہ جب دعوت مطلق ہو تو مراد اس سے ولیمہ ہوتا ہے برخلاف اور دعوتوں کے کہ وہ مقید ہوتی ہیں اور یہ جو کہا کہ وہ بدتر کھانا ہے تو مراد یہ ہے کہ وہ بدتر اس وقت ہے جب کہ ہو ساتھ اس صفت کے اسی واسطے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کو حکم ہے کہ جب مالداروں کو خاص کیا جائے اور محتاجوں کو چھوڑ دیا جائے تو ہم دعوت قبول نہ کریں اور کہا ابن بطال نے کہ اگر مالداروں کو محتاجوں سے الگ کر کے کھانا کھلائے تو اس کا کچھ ڈر نہیں اور کہا طیبی نے کہ الف لام الولیمہ میں عہد خارجی ہے اس واسطے کہ جاہلیت کی رسم تھی کہ مالداروں کو بلاتے تھے اور محتاجوں کو نہیں بلاتے تھے اور ومن ترک الدعوۃ الخ حال ہے یعنی

بلایا جاتا ہے مالداروں کو اور حالانکہ اجابت واجب ہے سو ہوگا بلانا سبب واسطے کھانے مدعو کے شر الطعام کو اور یہ جو کہا کہ اس نے اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی نافرمانی کی تو یہ دلیل ہے واسطے وجوب اجابت کے اس واسطے کہ عصیان نہیں بولا جاتا مگر اوپر ترک واجب کے اور جملہ یدعیٰ بھی حال ہے طعام الولیمۃ سے اور بیان ہے واسطے ہونے اس کے بدتر طعام اور اگر داعی دعوت عام کرے تو پھر وہ کھانا بدتر نہیں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَجَابَ إِلٰى كُرَاعٍ.

جو بکری کے ہاتھ کی دعوت کو قبول کرتا ہے۔

٤٧٨٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ دُعِيْتُ إِلٰى كُرَاعٍ لَأَجَبْتُ وَلَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ.

۴۷۸۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں دعوت میں بکری کے دست پاچہ کی طرف بلایا جاؤں تو البتہ قبول کروں، اور اگر بکری کے ہاتھ یا پاؤں کا مجھ کو تحفہ دیا جائے تو البتہ میں قبول کروں۔

**فائدہ:** اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ مراد کراع سے اس جگہ دست پاچہ بکری کا ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر حسن خلق حضرت ﷺ کے اور تواضع آپ کی کے اور جبر کرنے آپ کے کی واسطے دل لوگوں کے اور اوپر قبول کرنے ہدیہ کے اور قبول کرنے دعوت اس شخص کی کے جو آدمی کو اپنے گھر کی طرف بلائے اگرچہ مدعو کو معلوم ہو کہ وہ تھوڑی چیز ہے، کہا مہلب نے کہ نہیں باعث ہوتا اوپر دعوت کے مگر سچا ہونا محبت کا اور خوش ہونا داعی کا ساتھ کھانے مدعو کے اس کے طعام سے اور محبت پیدا کرنی طرف اس کے ساتھ باہم کھانے کے اور پکا کرنا حق دوستی کا ساتھ اس کے ولیمہ کے سبب سے اسی واسطے ترغیب دی حضرت ﷺ نے قبول کرنے کی اور اس میں ترغیب ہے باہم ملنے پر اور محبت اور الفت کرنے پر اور دعوت کے قبول کرنے پر کم ہو یا بہت اور اسی طرح ہدیہ کا قبول کرنا بھی۔ (فتح)

بَابُ إِجَابَةِ الدَّاعِيْ فِي الْعُرْسِ وَغَيْرِهٖ.

دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنا شادی وغیرہ میں

٤٧٨١ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجِيْبُوْا هٰذِهِ الدَّعْوَةَ إِذَا دُعِيْتُمْ لَهَا قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَأْتِي الدَّعْوَةَ فِي

۴۷۸۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قبول کرو اس دعوت کو جب تم اس کی طرف بلائے جاؤ، کہا نافع رحمۃ اللہ علیہ نے اور تھے عبداللہ رضی اللہ عنہ آتے دعوت میں شادی میں اور غیر شادی میں اور حالانکہ وہ روزے دار ہوتے۔

الْعُرُسِ وَغَيْرِ الْعُرُسِ وَهُوَ صَآئِمٌ.

**فائدہ:** لام الدعوۃ میں احتمال ہے کہ ہو واسطے عہد کے اور مراد ولیمہ عرس کا ہے اور تائید کرتی ہے اس کو دوسری روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ جب کوئی ولیمہ کی طرف بلایا جائے تو چاہیے کہ وہاں جائے اور مقرر ہو چکا ہے کہ جب ایک حدیث کے الفاظ مختلف ہوں اور بعض کا بعض پر حمل کرنا ممکن ہو تو یہ متعین ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ ہو لام واسطے عموم کے اور یہی ہے جس کو حدیث کے راوی نے سمجھا ہے سو وہ ہر دعوت میں جاتے تھے ولیمہ کی ہو یا کوئی اور دعوت ہوتی اور یہ جو نافع رحمہ اللہ نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہر دعوت میں جاتے تھے شادی کی دعوت ہو یا اس کے سوا کوئی اور دعوت ہو تو ابوداؤد کی ایک روایت میں یہ لفظ ہے کہ جب کوئی تم میں سے اپنے بھائی کو بلائے اور دعوت کرے تو چاہیے کہ اس کو قبول کرے بیاہ شادی کی دعوت ہو یا اس کے سوائے کوئی اور دعوت ہو اور یہ حدیث تائید کرتی ہے اس کی جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سمجھا اور یہ کہ دعوت قبول کرنے کا حکم نہیں خاص ہے ساتھ کھانے شادی کے اور البتہ لیا ہے ساتھ ظاہر حدیث کے بعض شافعیوں نے سو کہا انہوں نے کہ واجب ہے قبول کرنا دعوت کا مطلق شادی کی دعوت ہو یا کوئی اور ساتھ شرط اس کی کے اور نقل کیا ہے اس کو ابن عبدالبر نے عبیداللہ بن حسن عنبری سے اور گمان کیا ہے ابن حزم رحمہ اللہ نے کہ وہ قول جمہور اصحاب اور تابعین کا ہے لیکن وارد ہوتا ہے اس پر جو ہم نے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے نقل کیا اور وہ مشہور اصحاب میں سے ہے کہ اس نے کہا فتنے کی دعوت میں کہ اس کے واسطے بلائے نہ جاتے تھے لیکن ممکن ہے خلاص ہونا اس سے ساتھ اس طور کے کہ یہ نہیں منع کرتا وجوب کے ساتھ قائل ہونے کو اگر بلائے جائیں اور حنفیہ اور مالکیہ اور جمہور شافعیہ کا یہ مذہب ہے کہ ولیمہ کے سواء اور دعوت کا قبول کرنا واجب نہیں اور مبالغہ کیا ہے سرخسی نے ان میں سے سو کہا اس نے کہ اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ ولیمہ کے سوا کسی دعوت کا قبول کرنا واجب نہیں اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ اگر اس کو قبول نہ کرے تو میرے نزدیک وہ گنہگار نہیں جیسا کہ ولیمہ میں گنہگار ہے اور یہ جو کہا کہ وہ روزے دار ہوتے تو ایک روایت میں ہے کہ اگر روزے دار ہو تو چاہیے کہ نماز پڑھے اور ایک روایت میں ہے کہ چاہیے کہ دعا کرے اور حمل کیا ہے اس کو بعض نے اس کے ظاہر پر سو کہا کہ اگر روزے دار ہو تو چاہیے کہ مشغول ہو ساتھ نماز کے تاکہ حاصل ہو واسطے اس کے فضیلت اس کی اور واسطے گھر والوں کے اور حاضرین کے برکت اس کی اور اس میں نظر ہے واسطے عام ہونے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نہیں نماز ہوتی ہے وقت موجود ہونے کھانے کے لیکن ممکن ہے تخصیص اس کی ساتھ غیر روزے دار کے اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ ولیمہ میں حاضر ہوئے اور وہ روزے دار تھے تو ثناء کہی اور دعا کی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ دعوت میں بلائے جاتے تو دعوت قبول کرتے پھر اگر روزے دار نہ ہوتے تو کھانا کھاتے اور اگر روزے دار ہوتے تو ان کے واسطے دعا کرتے اور برکت مانگتے پھر پھرتے اور حضور میں اور بہت فائدے ہیں مانند تبرک کے ساتھ مدعو کے اور رونق حاصل کرنے

کے ساتھ اس کے اور فائدہ اٹھانے کے ساتھ اشارے اس کے اور نگہبانی اس چیز کی سے کہ نہ حاصل ہوتی تھی نگہبانی اس کی اگر وہ حاضر نہ ہوتا اور دعوت نہ قبول کرنے میں یہ سب فائدے فوت ہو جاتے ہیں اور نہیں پوشیدہ ہے جو واقع ہوتا ہے واسطے داعی کے تشویش سے اور یہ جو کہا کہ پس چاہیے کہ دعا کرے واسطے ان کے تو اس سے پہچانا جاتا ہے حاصل ہونا مقصود کا دعوت قبول کرنے سے اور یہ کہ نہیں واجب ہے کھانا اوپر مدعو کے اور اگر اس کا روزہ نفلی ہو تو کیا مستحب ہے کہ اس کو کھول ڈالے؟ کہا اکثر شافعیہ اور بعض حنبلیوں نے کہ اگر دعوت والے پر اس کا روزہ دشوار گزرے تو افضل ہے کہ روزہ کھول ڈالے نہیں تو روزہ افضل ہے اور کہا رویانی وغیرہ نے کہ مستحب ہے مطلق اور یہ بنا بررائے اس شخص کی ہے جو جائز رکھتا ہے نفلی روزے کے کھول ڈالنے کو اور بہر حال جو اس کو واجب کہتا ہے تو اس کے نزدیک روزہ توڑنا جائز نہیں جیسا کہ فرض روزے میں ہے خاص کر جب کہ افطار کا وقت قریب ہو اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے فعل سے لیا جاتا ہے کہ روزہ نہیں عذر ہے بیچ نہ قبول کرنے دعوت کے خاص کر باوجود وارد ہونے امر کے واسطے روزے دار کے ساتھ حاضر ہونے کے دعوت میں ہاں اگر عذر کرے ساتھ اس کے مدعو دعوت والا اس کے عذر کو قبول کرے واسطے ہونے اس کے کہ دشوار ہو اس پر کہ نہ کھائے جب حاضر ہو یا کسی اور سبب سے تو ہوگا یہ عذر بیچ پیچھے رہنے کے اور واقع ہوا ہے مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے کہ جب کوئی کھانے کی طرف بلایا جائے تو چاہیے کہ قبول کرے پھر اگر چاہے تو کھائے اور چاہے تو نہ کھائے سو اس سے لیا جاتا ہے کہ جو روزے دار نہ ہو اس پر کھانا واجب نہیں اور یہ صحیح تر قول ہے نزدیک شافعیہ کے اور ساتھ اس کے تصریح کی ہے حنبلیوں نے اور اختیار کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے وجوب کو اور ساتھ اسی کے قائل ہیں اہل ظاہر اور حجت ان کی قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے مسلم کی ایک روایت میں کہ اگر روزے دار نہ ہو تو چاہیے کہ کھائے اور جابر رضی اللہ عنہ کی روایت روزے دار پر محمول ہے اور تائید کرتی ہے اس کو روایت ابن ماجہ کی کہ جو کھانے کی طرف بلایا جائے اور وہ روزے دار ہو تو چاہیے کہ قبول کرے پھر اگر چاہے تو کھائے اور چاہے تو نہ کھائے اور متعین ہے حمل اس کا نفل روزے دار پر اور ہوگی اس میں حجت واسطے اس شخص کے کہ جو مستحب جانتا ہے واسطے اس کے یہ کہ اپنے روزے کو توڑ ڈالے اور تائید کرتی ہے اس کو جو طیالسی اور طبرانی نے اوسط میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے دعوت کی تو ایک مرد نے کہا کہ میں روزے دار ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بھائی نے تمہارے واسطے تکلف کیا روزہ کھول ڈال اور اس کے بدلے ایک دن روزہ رکھ اگر تو چاہے تو اس کی سند میں ضعف ہے لیکن اس کی متابعت کی گئی ہے۔ (فتح)

**بَابُ ذَهَابِ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ إِلَى الْعُرُسِ.** عورتوں اور لڑکوں کا شادی کی طرف جانا۔

**فائدہ:** شاید بخاری رحمہ اللہ نے باب باندھا ہے کہ نہ خیال کرے کوئی اس کے مکروہ ہونے کا سو مراد اس کی یہ ہے کہ یہ جائز ہے بغیر کراہت کے۔ (فتح)

۴۷۸۲ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَبْصَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآءً وَّصِبْيَانًا مُّقْبِلِيْنَ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ مُمْتَنًّا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ.

۴۷۸۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور لڑکوں کو دیکھا سامنے لوٹے آتے شادی سے سو کھڑے ہوئے ان کی طرف قوت سے یعنی جلدی واسطے خوش ہونے کے ساتھ ان کے سو فرمایا الٰہی! گواہ رہنا تم میرے نزدیک سب لوگوں سے محبوب تر ہو۔

**فائدہ:** اور تقدیم اللّٰھم کی واقع ہوتی ہے واسطے تبرک کے یا واسطے گواہ کرنے اللہ کے۔

**بَابُ هَلْ يَرْجِعُ إِذَا رَأٰى مُنْكَرًا فِي الدَّعْوَةِ.** جب کوئی دعوت میں برا کام دیکھے تو کیا پلٹ آئے؟۔

**فائدہ:** اسی طرح وارد کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب کو ساتھ صورت استفہام کے اور پکا حکم نہیں کیا واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے احتمال سے، کما سیاتی ان شاء اللّٰہ تعالٰی۔

وَرَأٰى أَبُوْ مَسْعُوْدٍ صُوْرَةً فِي الْبَيْتِ فَرَجَعَ.

یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کسی کے گھر میں تصویر دیکھی سو پلٹ آئے اور اس کے گھر میں داخل نہ ہوئے۔

**فائدہ:** روایت کی ہے بیہقی نے کہ ایک مرد نے کھانا پکایا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو بلایا تو انہوں نے کہا کہ کیا گھر میں کوئی تصویر ہے؟ اس نے کہا ہاں! سو کہا کہ میں گھر میں داخل نہیں ہوتا یہاں تک کہ توڑی جائے۔

وَدَعَا ابْنُ عُمَرَ أَبَا أَيُّوْبَ فَرَأٰى فِي الْبَيْتِ سِتْرًا عَلَى الْجِدَارِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ غَلَبَنَا عَلَيْهِ النِّسَآءُ فَقَالَ مَنْ كُنْتُ أَخْشٰى عَلَيْهِ فَلَمْ أَكُنْ أَخْشٰى عَلَيْكَ وَاللّٰهِ لَا أَطْعَمُ لَكُمْ طَعَامًا فَرَجَعَ.

اور دعوت کی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی تو اس نے گھر میں ایک دیوار پر پردہ دیکھا (سو اس پر انکار کیا) تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا عورتیں اس کام میں ہم پر غالب ہوئیں یعنی یہ کام عورتوں نے ہم سے زور کے ساتھ کیا ہے ہمارا کہا نہیں مانتیں تو ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں اس کام میں کسی پر ڈرتا تھا تو تم پر نہیں ڈرتا تھا یعنی میں نہیں مانتا کہ عورتیں اس کام میں تم پر غالب ہو سکیں اور تم مجبو ہو جاؤ بلکہ تم ان کو منع کر سکتے ہو قسم ہے اللہ کی میں تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا پھر ابو ایوب رضی اللہ عنہ پلٹ آئے اور کھانا نہ کھایا۔

**فائدہ:** اور البتہ واقع ہوا ہے مانند اس کے واسطے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بعد اس کے سو انہوں نے اس پر انکار کیا اور دور کیا

برے کام کو اور نہ پھرے جیسا کہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کیا، احمد کی کتاب الزھد میں روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک مرد کے گھر میں داخل ہوئے جس نے ان کو دعوت شادی کے واسطے بلایا تھا سو اچانک دیکھا کہ اس کا گھر نقش دار کپڑوں سے مزین ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اے فلانے! کب سے خانہ کعبہ تیرے گھر میں بدل آیا؟ پھر جو اصحاب ان کے ساتھ تھے ان کو حکم دیا کہ چاہیے کہ پھاڑ ڈالے ہر مرد اپنے قریب طرف سے۔

٤٧٨٣ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُوْلِهٖ مَاذَا أَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَتْ فَقُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ.

۴۷۸۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے ایک تکیہ خریدا جس میں تصویریں تھیں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے اور اندر داخل نہ ہوئے تو میں نے آپ کے چہرے میں ناخوشی پہچانی میں نے کہا یا حضرت! میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں میں نے کیا گناہ کیا ہے، آپ گھر میں داخل نہیں ہوتے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کیا حال ہے اس تکیہ کا، کہاں سے آیا؟ میں نے کہا میں نے اس کو آپ کی خاطر خریدا ہے تا کہ اس پر بیٹھیں اور اس پر تکیہ کریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ان تصویروں کے بنانے والوں پر عذاب ہوگا قیامت کے دن اور ان سے کہا جائے گا کہ زندہ کرو جن کو تم نے بنایا اور فرمایا کہ جس گھر میں تصویریں ہوں اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح لباس میں آئے گی اور جگہ ترجمہ کی اس سے قول اس کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دروازے پر کھڑے رہے اور اندر نہ آئے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں جائز ہے داخل ہونا اس دعوت میں جس میں برا کام ہو جس سے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے اس واسطے کہ اس میں دلالت ہے اوپر رضامندی اس کی کے ساتھ اس کے اور نقل کیا ہے اس نے قدماء کے مذاہب کو بیچ اس کے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر وہاں کوئی حرام کام ہو اور اس کے دور کرنے پر قادر ہو اور اس کو دور کر دے تو اس کا کچھ ڈر نہیں اور اگر اس کے دور کرنے

پر قادر نہ ہو تو چاہیے کہ پلٹ جائے اور اگر وہ کام اس قسم سے ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے تو نہیں حرام اور پرہیز گاری یہی ہے کہ نہ بیٹھے اور تائید کرتا ہے اس کی جو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قصے میں واقع ہوا ہے کہ اصحاب نے اختلاف کیا بیچ داخل ہونے کے اس گھر میں جس کی دیواریں کپڑے سے ڈھانکی گئیں تھیں یعنی اور اصحاب اس گھر میں داخل ہوئے اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ داخل نہ ہوئے اور اگر حرام ہوتا تو نہ بیٹھتے وہ اصحاب جو بیٹھے اور نہ اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کرتے سو ہوگا فعل ابو ایوب رضی اللہ عنہ کا محمول کراہت تنزیہی پر واسطے تطبیق کے درمیان دونوں فعل کے اور احتمال ہے کہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ اس کو حرام جانتے ہوں اور جن اصحاب نے اس پر انکار نہ کیا وہ اس کو مباح جانتے ہوں اور البتہ تفصیل کیا ہے اس کو علماء نے انہوں نے کہا کہ اگر ہو کھیل اس قسم سے کہ اس میں اختلاف ہے تو جائز ہے حاضر ہونا اور اولیٰ ترک ہے اور اگر ہو حرام جیسے شراب کا پینا تو نظر کی جائے سو اگر ہو مدعو ان لوگوں میں سے کہ اگر حاضر ہوگا تو وہ اس کے سبب سے دور ہو جائے گا تو چاہیے کہ حاضر ہو اور اگر اس طرح نہ ہو تو اس میں شافعیوں کے دو قول ہیں ایک یہ کہ حاضر ہو اور بحسب قدرت انکار کرے اگرچہ اولیٰ یہ ہے کہ حاضر نہ ہو اور یہی ہے ظاہر نص شافعی کی اور کہا صاحب ہدایہ نے حنفیوں میں سے کہ نہیں ڈر ہے کہ بیٹھے اور کھائے جب کہ اس کے ساتھ پیروی نہ کی جاتی ہو اور اگر وہ مقتدا ہو اور نہ قادر ہو ان کے منع کرنے پر تو چاہیے کہ نکلے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے دین کے عیب سے اور گناہ کا دروازہ کھولنے سے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے محکی ہے کہ وہ بیٹھے اور یہ محمول ہے اس پر کہ واقع ہوا یہ واسطے ان کے پہلے اس سے کہ مقتدا بنیں اور یہ سب بعد حاضر ہونے کے ہے اور اگر اس کو پہلے سے معلوم ہو تو نہیں لازم ہے اس پر قبول کرنا دعوت کا اور دوسرا قول شافعیوں کا یہ ہے کہ حاضر ہونا حرام ہے اس واسطے کہ وہ مانند راضی ہونے کے ہے ساتھ برے کام کے اور اگر اس کو پہلے سے معلوم نہ ہو یہاں تک کہ حاضر ہو تو چاہیے کہ ان کو منع کرے اور اگر نہ باز رہیں تو چاہیے کہ نکلے مگر کہ اپنی جان پر ڈرتا ہو اور یہی قول ہے حنبلیوں کا اور اسی طرح اعتبار کیا ہے مالکیوں نے بیچ واجب ہونے اجابت کے اور اگر نہ ہو وہاں کوئی برا کام اور اگر پرہیز گار ہو تو اس کو ایسی جگہ میں حاضر ہونا بالکل لائق نہیں، حکایت کیا ہے اس کو ابن بطال نے مالک سے اور تائید کرتی ہے منع حضور کو حدیث عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسقوں کی دعوت قبول کرنے سے روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اوسط میں اور تائید کرتی ہے اس کو باوجود امر حرام کے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ جو اللہ اور پچھلے دن کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ نہ بیٹھے اس دستر خوان پر جس پر شراب گھومتی ہو روایت کیا ہے اس کو نسائی نے اور اس کی سند جید ہے اور بہر حال گھروں اور دیواروں کے ڈھانکنے کا حکم سو اس کے جائز ہونے میں قدیم سے اختلاف ہے جمہور شافعیہ کے نزدیک مکروہ ہے اور تصریح کی ہے شیخ ابو نصر نے ان میں سے ساتھ تحریم کے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم نہیں کیا کہ ہم پتھر اور مٹی کو کپڑا لپیٹیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

کپڑے کو کھینچ کر پھاڑ ڈالا اور روایت کیا ہے اس کو مسلم نے کہا بیہقی نے یہ لفظ دلالت کرتا ہے اس پر کہ دیوار کو کپڑے سے ڈھانکنا مکروہ ہے اگرچہ حدیث کے بعض الفاظ میں ہے کہ منع بسبب صورت کے تھا اور اس کے غیر نے کہا کہ نہیں ہے سیاق میں وہ چیز جو دلالت کرے تحریم پر اس میں تو صرف اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس کا حکم نہیں کیا یعنی امر کی نفی کی ہے اور نفی امر کی نہیں دلالت کرتی ہے اوپر ثابت ہونے نہی کے لیکن ممکن ہے کہ استدلال کیا جائے ساتھ فعل حضرت ﷺ کے کہ آپ نے اس کو پھاڑ ڈالا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں دیواروں کے ڈھانکنے کی صریح نہی آ چکی ہے اور نہ ڈھانکو دیواروں کو کپڑے سے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور اس کی سند میں ضعف ہے اور واسطے اس کے شاہد مرسل ہے سلمان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے موقوف کہ انہوں نے انکار کیا ڈھانکنے گھر سے اور کہا کہ کیا خانہ کعبہ تمہارے گھر میں آ گیا ہے میں اس میں داخل نہیں ہوں گا یہاں تک کہ پھاڑا جائے اور محمد بن کعب سے روایت ہے کہ کیا حال ہو گا تمہارا جب تم اپنے گھروں کو ڈھانکو گے۔ (فتح)

## بَابُ قِيَامِ الْمَرْأَةِ عَلَى الرِّجَالِ فِي الْعُرْسِ وَخِدْمَتِهِمْ بِالنفس.

قائم ہونا عورت مردوں پر شادی میں اور خود آپ اپنی جان سے ان کی خدمت کرنی۔

٤٧٨٤ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ لَمَّا عَرَّسَ أَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ فَمَا صَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا وَّلَا قَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ إِلَّا امْرَأَتُهُ أُمُّ أُسَيْدٍ بَلَّتْ تَمَرَاتٍ فِي تَوْرٍ مِّنْ حِجَارَةٍ مِّنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الطَّعَامِ أَمَاثَتْهُ لَهُ فَسَقَتْهُ تُتْحِفُهُ بِذٰلِكَ.

۴۷۸۴۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابو اسید رضی اللہ عنہ نے شادی کی دعوت کی تو حضرت ﷺ کو اور آپ کے اصحاب کو بلایا سو نہ ان کے واسطے کھانا تیار کیا اور نہ ان کے آگے رکھا مگر اس کی عورت نے جس نام ام اسید رضی اللہ عنہا تھا اس نے رات کے وقت کھجوروں کو پتھر کے ایک برتن میں بھگویا سو جب حضرت ﷺ کھانے سے فارغ ہوئے تو اس نے اس کو آپ کے واسطے ملا اور آپ کو پلایا بطور تحفہ دینے کے ساتھ اس کے۔

**فائدہ:** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے عورت کے خدمت کرنی اپنے خاوند کی اور جس کو وہ دعوت کے واسطے بلائے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ محل اس کا وقت امن کے ہے فتنے سے ساتھ رعایت کرنے اس چیز کے کہ واجب ہے اس پر پردے سے اور جائز ہے مرد کو خدمت لینی اپنی عورت سے ایسے کام میں اور پینا اس چیز کا کہ نہیں نشہ لاتی ولیمہ میں اور یہ کہ جائز ہے خاص کرنا قوم کے سردار کا ولیمے میں ساتھ ایک چیز کے سوائے ان لوگوں کے جو اس کے ساتھ ہوں۔ (فتح)

بَابُ النَّقِيعِ وَالشَّرَابِ الَّذِىْ لَا يُسْكِرُ فِى الْعُرْسِ.

باب ہے بیچ بیان نقیع اور شراب کے جو مسکر نہ ہو ولیمے میں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہ مسکر ہو تو استنباط کیا ہے اس کو قریب ہونے وقت بھگونے کے سے واسطے قول اس کے کی کہ اس نے اس کو رات سے بھگویا اس واسطے کہ وہ ایسی مدت میں رات سے دن تک شراب نہیں ہوتا اور جب شراب نہ ہو تو مسکر بھی نہیں ہوگا۔ (فتح)

فائدہ: اور نقیع یہ ہے کہ انگور یا کھجور پانی میں ڈال دے بغیر پکانے کے تا کہ اس کی شیرینی پانی میں آ جائے یعنی شربت بن جائے وہ نہایت لذیذ اور نافع بدن ہوتا ہے۔

٤٧٨٥ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ أَبِىْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا أُسَيْدِ السَّاعِدِيَّ دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُرْسِهٖ فَكَانَتِ امْرَأَتُهٗ خَادِمَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَهِيَ الْعَرُوْسُ فَقَالَتْ أَوْ قَالَ أَتَدْرُوْنَ مَا أَنْقَعْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْقَعْتُ لَهٗ تَمَرَاتٍ مِّنَ اللَّيْلِ فِىْ تَوْرٍ.

۴۷۸۵۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو اسید رضی اللہ عنہ نے اپنے ولیمے کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا سو اس دن ان کی خادم اس کی عورت تھی اور وہی دلہن تھی اس عورت نے کہا یا سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس چیز کا نقوع پلایا تھا؟ اس نے آپ کے واسطے رات کو ایک برتن میں کھجوریں بھگو رکھی تھیں۔

بَابُ الْمُدَارَاةِ مَعَ النِّسَآءِ.

بیان نیک و نرمی کا ساتھ عورتوں کے۔

فائدہ: اصل مداراۃ کے معنی ہیں الفت اور دلوں کو اپنی طرف جھکانا۔

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ.

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عورت مانند پسلی کے ہے۔

٤٧٨٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ عَنْ أَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ إِنْ أَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَإِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ.

۴۷۸۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت مانند پسلی کی ہے یعنی ٹیڑھی ہے اگر تو اس کو سیدھا کرے تو توڑ ڈالے اور اگر تو چاہے کہ اس کے ساتھ فائدہ اٹھائے تو تو فائدہ اٹھا اس حال میں کہ ہو اس میں کجی۔

**فائدہ:** ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے ہرگز نہیں سیدھی ہوگی وہ واسطے تیرے ایک راہ پر یعنی ہمیشہ ایک حالت پر نہیں رہتی کبھی کسی حالت میں ہو جاتی ہے اور کبھی کسی حالت میں، کبھی شکر کرتی ہے اور کبھی ناشکری یعنی عورتوں کو نرمی سے پیش آؤ ان پر سختی نہ کرو اور یہ توقع نہ رکھو کہ بالکل درست ہو جائیں۔

بَابُ الْوَصَاةِ بِالنِّسَآءِ.

عورتوں کے مقدمے میں وصیت کرنے کا بیان۔

٤٧٨٧ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَآئِدَةَ عَنْ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِيْ جَارَهٗ وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَّإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهٗ كَسَرْتَهٗ وَإِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا.

۴۷۸۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایمان رکھتا ہو ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور قیامت کے دن کے تو اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے اور وصیت قبول کرو عورتوں کے مقدمے میں بھلائی کی اس واسطے کہ وہ پسلی سے پیدا ہوئی اور پسلی میں زیادہ تر کجی اور ٹیڑھا پن اوپر کی طرف میں ہے سو اگر تو اس کو سیدھا کرنا چاہے تو توڑ ڈالے گا اور اگر تو اس کو چھوڑ دے گا تو ہمیشہ کجی میں رہے گی سو نصیحت مانو عورتوں کے مقدمے میں بھلائی کی۔

**فائدہ:** ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت حواء حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا ہوئی تھیں اور وہ سوتے تھے روایت کیا ہے اس کو ابن اسحاق نے مبتدا میں تو معنی یہ ہوں گے کہ پیدا ہوئیں ہیں عورتیں اس اصل سے کہ ٹیڑھی چیز سے پیدا ہوئی یعنی حوا سے کہ وہ آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا ہوئیں اور نہیں مخالف ہے یہ حدیث پہلی حدیث کے کہ عورت مانند پسلی کے ہے بلکہ مستفاد ہوتا ہے اس سے نکتہ تشبیہ کا اور یہ کہ وہی پسلی کسی طرح ٹیڑھی ہے اس واسطے کہ وہ اصل اس کی ہے اور یہ جو کہا کہ پسلی کی اوپر کی طرف زیادہ ٹیڑھی ہے تو ذکر کیا ہے اس کو واسطے تاکید منع توڑنے کے اس واسطے کہ سیدھا ہونا امر اس کا ظاہر تر ہے اوپر کی طرف میں یا یہ اشارہ ہے طرف اس کے کہ یہ پسلی کی زیادہ ٹیڑھی جزء سے پیدا ہوئیں واسطے مبالغہ کے بیچ ثابت کرنے اس صفت کے واسطے ان کے اور ضمیر کسرتہ اور کسرتھا میں پسلی کی طرف پھرتی ہے اور احتمال ہے کہ مراد کسر سے طلاق ہو اور استوصوا کے معنی یہ ہیں کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں ان کے ساتھ بھلائی کرنے کی سو قبول کرو میری نصیحت کو ان کے حق میں اور عمل کرو ساتھ اس کے اور یہ جو کہا کہ بھلائی کرنے کی تو اس میں اشارہ ہے طرف سیدھا کرنے کے ساتھ نرمی کے کہ نہ ایسا مبالغہ کرے کہ ٹوٹ جائے اور نہ اس سے بالکل غافل ہو جائے کہ بدستور اپنی کجی پر بنی رہے اور اسی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس کے بعد یہ باب باندھا **قوا انفسکم واھلیکم نارا** تو اس سے لیا جاتا ہے کہ نہ چھوڑے اس کو اپنی کجی پر

جب کہ بڑھ جائے اس چیز سے کہ پیدا ہوئی ہے اوپر اس کے نقص سے طرف لینے دینے نافرمانی کے سے ساتھ مباشرت اس کی کے یا ترک کرنے واجب کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ چھوڑے ان کو اپنی کجی پر مباح کاموں میں اور اس حدیث میں بلانا ہے طرف مدارات اور نرمی کرنے کے واسطے استمالت نفوس اور الفت دلوں کے اور اس میں سیاست عورتوں کی ہے ساتھ لینے عفو کے ان سے یعنی ان سے درگزر کرے اور ان کی کجی پر صبر کرے اور یہ کہ جو ان کے سیدھا کرنے کا قصد کرے فوت ہوتا ہے اس سے فائدہ اٹھانا ساتھ ان کے باوجود اس کے کہ نہیں ہے کوئی چارہ واسطے مرد کے عورت سے کہ اس کی طرف آرام پکڑے اور مدد لے ساتھ اس کے اپنی معاش پر سو گویا کہ فرمایا کہ فائدہ اٹھانا ساتھ ان کے نہیں تمام ہوتا مگر ساتھ صبر کرنے کے اوپر بدمزاجی ان کی کے۔ (فتح) حاصل یہ ہے کہ عورت کی اصل پسلی ہے وہ پسلی سے پیدا ہوئی اور پسلی کا بالکل سیدھا ہونا ممکن نہیں تو عورت کا بھی بالکل سیدھا ہونا اور اس کی سب عادتوں کا بدل جانا محال ہے اس واسطے حضرت ﷺ نے اپنی امت کو ان کے حق میں وصیت کی کہ مرد عاقل کو لازم ہے کہ عورت سے اپنا مطلب نکالے اور س کی بدمزاجی پر صبر کرے اور ٹال جایا کرے حکمت کی چال چلے نہ اس سے بالکل غافل ہو جائے کہ بدستور کجی ہی بنی رہے نہ ہر بات میں مؤاخذہ کرے کہ زندگی تلخ ہو اس واسطے کہ اگر اس کو ہر بات میں سیدھا کرنا چاہے تو یہ ممکن نہیں پس آخر کو طلاق کی نوبت پہنچے گی خلاصہ یہ ہے کہ مقدمات خانہ داری میں ان کی رعایت کرے اور ان سے اچھی طرح معاملہ رکھے لیکن کفر شرک اور ترک فرائض اور کبیرے گناہوں میں ان کی رعایت ہرگز نہ کرے۔

٤٧٨٨ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نَتَّقِي الْكَلَامَ وَالْإِنْبِسَاطَ إِلٰى نِسَآئِنَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَيْبَةَ أَنْ يَّنْزِلَ فِيْنَا شَيْءٌ فَلَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكَلَّمْنَا وَانْبَسَطْنَا.

۴۷۸۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانہ میں ہم عورتوں سے کلام اور ان کے ساتھ زیادہ میل جول رکھنے سے پرہیز کرتے تھے اس ڈر سے کہ ہمارے حق میں کچھ چیز اترے سو جب حضرت ﷺ کا انتقال ہوا تو ہم نے کلام کیا یعنی جو چاہا اور میل جول میں فراخی کی جس طرح سے چاہی۔

**فائدہ:** یہ جو کہا کہ جب حضرت ﷺ کا انتقال ہوا تو اس میں اشارہ ہے کہ وہ جس چیز کو چھوڑتے تھے مباح کام تھا لیکن داخل تھا برأت اصلی میں سو ڈرتے تھے کہ اس میں منع یا تحریم اترے اور حضرت ﷺ کے فوت ہونے کے بعد اس سے بے خوف ہوئے سو اس کو کیا واسطے تمسک کرنے کے ساتھ برأت اصلی کے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿قُوْا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر

نَارًا﴾. والوں کو آگ سے۔

٤٧٨٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ فَالْإِمَامُ رَاعٍ وَّهُوَ مَسْئُوْلٌ وَّالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ وَّالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ وَّالْعَبْدُ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ.

۴۷۸۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک رعیت اور زیر دست سے پوچھا جائے گا سو بادشاہ سب ملک پر حاکم ہے تو اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ انصاف کیا یا ظلم اور مرد حاکم ہے اپنے گھر والوں پر تو وہ بھی پوچھا جائے اور بیوی اپنے خاوند کے گھر کی حاکم ہے تو وہ بھی پوچھی جائے گی اور غلام اور نوکر حاکم ہے اپنے آقا کے مال میں تو وہ بھی پوچھا جائے گا، خبردار ہو تم میں ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک پوچھا جائے گا۔

**فائدہ:** اور مطابقت اس حدیث کی واسطے ترجمہ کے ظاہر ہے اس واسطے کہ مرد کے گھر والے اور اس کا نفس منجملہ اس کی رعیت کے ہیں اور وہ ان سے پوچھا جائے گا اس واسطے کہ وہ حکم کیا گیا ہے کہ حرص کرے ان کے بچانے پر آگ سے اور بجا لانے حکموں اللہ تعالیٰ کے اور پرہیز کرنے کے اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے اور اس کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

## بَابُ حُسْنِ الْمُعَاشَرَةِ مَعَ الْأَهْلِ. گھر والوں کے ساتھ نیک صحبت رکھنا اور اچھا برتاؤ کرنا

**فائدہ:** کہا ابن منیر نے کہ تنبیہ کی بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس باب کے اس پر کہ وارد کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس حکایت کو یعنی ام زرع کی حدیث کو نہیں خالی ہے فائدے شرعیہ سے اور وہ احسان ہے بیچ معاشرت اہل کے، میں کہتا ہوں کہ نہیں ہے اس چیز میں کہ بیان کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے تصریح ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وارد کیا ہے حکایت کو۔

٤٧٩٠ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَلَسَ إِحْدٰى عَشْرَةَ امْرَأَةً فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ أَنْ لَّا يَكْتُمْنَ مِنْ أَخْبَارِ

۴۷۹۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ گیارہ عورتیں بیٹھیں سو انہوں نے اس کا قول و قرار کیا (یعنی لازم کیا انہوں نے اپنے نفس پر عہد کو اور قول اقرار کیا سچ بولنے پر اپنے دل سے) کہ اپنے خاوندوں کی خبریں کچھ بھی نہ چھپائیں یعنی انہوں نے اس پر بیعت کی پہلی عورت نے کہا کہ میرا خاوند جیسے دبلے اونٹ کا گوشت پہاڑ کی چوٹی پر جس کی چڑھائی

أَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا قَالَتِ الْأُولٰى زَوْجِي لَحْمُ جَمَلٍ غَثٍّ عَلٰى رَأْسِ جَبَلٍ لَا سَهْلٍ فَيُرْتَقٰى وَلَا سَمِينٍ فَيُنْتَقَلُ قَالَتِ الثَّانِيَةُ زَوْجِي لَا أَبُثُّ خَبَرَهُ إِنِّي أَخَافُ أَنْ لَا أَذَرَهُ إِنْ أَذْكُرْهُ أَذْكُرْ عُجَرَهُ وَبُجَرَهُ قَالَتِ الثَّالِثَةُ زَوْجِي الْعَشَنَّقُ إِنْ أَنْطِقْ أُطَلَّقْ وَإِنْ أَسْكُتْ أُعَلَّقْ قَالَتِ الرَّابِعَةُ زَوْجِي كَلَيْلِ تِهَامَةَ لَا حَرٌّ وَّلَا قُرٌّ وَّلَا مَخَافَةَ وَلَا سَامَةَ قَالَتِ الْخَامِسَةُ زَوْجِي إِنْ دَخَلَ فَهِدَ وَإِنْ خَرَجَ أَسِدَ وَلَا يَسْأَلُ عَمَّا عَهِدَ قَالَتِ السَّادِسَةُ زَوْجِي إِنْ أَكَلَ لَفَّ وَإِنْ شَرِبَ اشْتَفَّ وَإِنِ اضْطَجَعَ الْتَفَّ وَلَا يُولِجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ قَالَتِ السَّابِعَةُ زَوْجِي غَيَايَاءُ أَوْ عَيَايَاءُ طَبَاقَاءُ كُلُّ دَاءٍ لَهُ دَاءٌ شَجَّكِ أَوْ فَلَّكِ أَوْ جَمَعَ كُلًّا لَّكِ قَالَتِ الثَّامِنَةُ زَوْجِي الْمَسُّ مَسُّ أَرْنَبٍ وَّالرِّيحُ رِيحُ زَرْنَبٍ قَالَتِ التَّاسِعَةُ زَوْجِي رَفِيعُ الْعِمَادِ طَوِيلُ النِّجَادِ عَظِيمُ الرَّمَادِ قَرِيبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِ قَالَتِ الْعَاشِرَةُ زَوْجِي مَالِكٌ وَّمَا مَالِكٌ مَّالِكٌ خَيْرٌ مِّنْ ذٰلِكِ لَهُ إِبِلٌ كَثِيرَاتُ الْمَبَارِكِ قَلِيلَاتُ الْمَسَارِحِ وَإِذَا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ أَيْقَنَّ أَنَّهُنَّ هَوَالِكُ قَالَتِ الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ زَوْجِي أَبُو زَرْعٍ وَّمَا أَبُو زَرْعٍ أَنَاسَ مِنْ حُلِيٍّ أُذُنَيَّ وَمَلَأَ مِنْ شَحْمٍ

سخت ہو نہ راہ آسان ہے اور نہ زمین برابر ہے کہ چڑھ جائے اور نہ موٹا گوشت ہے کہ لایا جائے۔

دوسری عورت نے کہا کہ میں اپنے خاوند کی خبر ظاہر نہ کروں گی میں ڈرتی ہوں خبر کے چھوٹ رہنے سے یعنی بڑا قصہ ہے مجھ سے بیان نہ ہو سکے گا اگر بیان کروں تو اس کے ظاہر باطن کے سب عیب بیان کروں۔

تیسری عورت نے کہا کہ میرا خاوند لمبا ہے اگر بولوں تو طلاق پاؤں اور اگر چپ رہوں تو ادھڑ ڈالے جاؤں نہ روٹی دے نہ کپڑا۔

چوتھی عورت نے کہا کہ میرا خاوند جیسے تہامہ کے ملک کی رات نہ گرمی نہ سردی نہ خوف نہ اداسی۔

پانچویں عورت نے کہا کہ اگر میرا خاوند گھر میں آئے تو چیتے کی طرح سو رہے اور اگر باہر نکلے تو شیر بن جائے اور نہ پوچھے عہد شکنی سے یعنی حلیم اور کریم ہے عہد شکنی کا مؤاخذہ نہیں کرتا۔

چھٹی عورت نے کہا کہ میرا خاوند اگر کھائے تو سب سمیٹ جائے اور اگر پیئے تو بالکل پی جائے اور اگر لیٹے تو اپنا بدن لپیٹے اور نہ میرے غلاف کے اندر ہاتھ ڈالے کہ میرے دکھ درد کو جانے یعنی بیل کی طرح اس کو سوائے کھانے اور پینے اور سونے کے کچھ خبر نہیں ہوتی یعنی بہت بے حد کھاتا پیتا ہے اور اس میں شفقت نہیں اگر مجھ کو بیمار دیکھے تو میری خبر نہیں پوچھتا یا مجھ سے جماع نہیں کرتا اپنے گھر والوں سے اچھی صحبت نہیں رکھتا۔

ساتویں عورت نے کہا کہ میرا خاوند نامرد ہے یا شریر نہایت احمق ہے کہ کلام نہیں کر جانتا سب جہان بھر کے عیب اس میں

عَضُدَيَّ وَبَجَّحَنِي فَبَجِحَتْ إِلَيَّ نَفْسِي وَجَدَنِي فِي أَهْلِ غُنَيْمَةٍ بِشِقٍّ فَجَعَلَنِي فِي أَهْلِ صَهِيْلٍ وَأَطِيْطٍ وَدَائِسٍ وَمُنَقٍّ فَعِنْدَهُ أَقُوْلُ فَلَا أُقَبَّحُ وَأَرْقُدُ فَأَتَصَبَّحُ وَأَشْرَبُ فَأَتَقَنَّحُ أُمُّ أَبِي زَرْعٍ فَمَا أُمُّ أَبِي زَرْعٍ عُكُوْمُهَا رَدَاحٌ وَبَيْتُهَا فَسَاحٌ ابْنُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا ابْنُ أَبِي زَرْعٍ مَضْجَعُهُ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ وَيُشْبِعُهُ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ طَوْعُ أَبِيْهَا وَطَوْعُ أُمِّهَا وَمِلْءُ كِسَائِهَا وَغَيْظُ جَارَتِهَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ لَا تَبُثُّ حَدِيْثَنَا تَبْثِيْثًا وَلَا تُنَقِّثُ مِيْرَتَنَا تَنْقِيْثًا وَلَا تَمْلَأُ بَيْتَنَا تَعْشِيْشًا قَالَتْ خَرَجَ أَبُوْ زَرْعٍ وَالْأَوْطَابُ تُمْخَضُ فَلَقِيَ امْرَأَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ يَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ فَطَلَّقَنِي وَنَكَحَهَا فَنَكَحْتُ بَعْدَهُ رَجُلًا سَرِيًّا رَكِبَ شَرِيًّا وَأَخَذَ خَطِّيًّا وَأَرَاحَ عَلَيَّ نَعَمًا ثَرِيًّا وَأَعْطَانِي مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا وَقَالَ كُلِي أُمَّ زَرْعٍ وَمِيْرِي أَهْلَكِ قَالَتْ فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ أَعْطَانِيْهِ مَا بَلَغَ أَصْغَرَ آنِيَةِ أَبِي زَرْعٍ قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ لَكِ كَأَبِي زَرْعٍ لِأُمِّ زَرْعٍ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامٍ وَلَا تُعَشِّشُ بَيْتَنَا تَعْشِيْشًا

موجود ہیں یا اس کا ہر عیب نہایت کو پہنچا ہے ایسا ظالم ہے کہ تیرا سر پھوڑ دے یا ہاتھ توڑے یا سر اور ہاتھ دونوں مروڑے۔

آٹھویں عورت نے کہا کہ میرا خاوند چھونے میں نرم جیسے خرگوش اور اس کی خوشبو جیسے زرنب کی خوشبو زرنب ایک خوشبو دار گھاس کا نام ہے یعنی میرا خاوند ظاہر کا بھی اچھا ہے اور باطن کا بھی اچھا یعنی نیک خو ہے اور نرم طبیعت ہے ساتھ اس طور کے کہ اس کا پسینہ خوشبودار ہے واسطے بہت ہونے ستھرائی اس کی کے اور استعمال کرنے اس کے خوشبو کو یا وہ خوش کلام ہے اور شریں زبان ہے۔

نویں عورت نے کہا کہ میرا خاوند اونچے محل لمبے پرتلے والا یعنی قد آور بڑی راکھ والا یعنی سخی ہے اس کا باورچی خانہ ہمیشہ گرم رہتا ہے تو راکھ بہت نکلتی ہے اس کا گھر نزدیک ہے مجلس اور مسافر خانے سے یعنی سردار اور سخی ہے اس کا لنگر ہمیشہ جاری ہے اور دستور ہے کہ اشراف لوگ اپنے گھروں کو اونچا کرتے ہیں اور اونچی جگہوں میں بناتے ہیں تا کہ راہی لوگ اور ایلچی ان کا قصد کریں پس ان کے گھروں کا اونچا ہونا بسبب زیادہ ہونے شرافت کے ہے یا بسبب دراز ہونے قد ان کے کی یا مراد یہ ہے کہ وہ بلند قد والا ہے اور اس کی کلام کا حاصل یہ ہے کہ وصف کیا اس نے اس کو ساتھ سرداری کے اور کرم کے اور حسن خلق کے اور خوش گزران اور برتاؤ کے۔

دسویں عورت نے کہا کہ میرے خاوند کا نام مالک ہے اور کیا خوب مالک یعنی کیا کریم اور عظیم ہے مالک افضل ہے میری اس تعریف سے اس کے اونٹوں کے بہت شتر خانے ہیں اور کم تر چراگاہیں یعنی چونکہ اکثر اوقات مہمانوں کی ضیافت کے واسطے ان کے ذبح کرنے کی حاجت پڑتی ہے تو اس واسطے

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فَأَتَقَمَّحُ بِالْمِيْمِ وَهٰذَا أَصَحُّ.

نہیں جاتے طرف چراگاہوں کی مگر تھوڑے ان میں سے اور باقی اس کے صحن میں چھوڑے جاتے ہیں کہ اگر اچانک کوئی مہمان آ جائے تو ان کو ذبح کر کے ان کی ضیافت کرے یا مراد یہ ہے کہ مہمان اکثر آتے ہیں سو جس دن کوئی مہمان آئے اس دن وہ چرنے کو نہیں جاتے یہاں تک کہ مہمان کی حاجت اس سے پوری ہو اور جس دن کوئی مہمان نہ آئے یا وہ خود موجود نہ ہو تو اس دن سب چرنے کو چلے جاتے ہیں سو مہمان کے آنے کے دن اکثر ہیں ان کے نہ آنے کے دنوں سے اسی واسطے وہ کم چرنے کو جاتے ہیں یا مراد یہ ہے کہ اصل میں اونٹ بہت تھے اسی واسطے ان کے مبارک یعنی بیٹھنے کی جگہ بھی بہت تھی پھر جب چرنے کو جاتے تو تھوڑے ہو جاتے بسبب ان اونٹوں کے کہ ان میں جاتے یا مراد یہ ہے کہ جب اکٹھے ہو کے بیٹھتے ہیں تو بہت ہوتے ہیں اور جب تنہا تنہا چرتے ہیں تو بہ نسبت ان کے کم ہوتے ہیں جب کہ اونٹ باجے کی آواز سنتے ہیں تو اپنے ذبح ہونا کا یقین کر لیتے ہیں یعنی ضیافت میں راگ اور باجے کا معمول تھا اس سبب سے باجے کی آواز سن کے اونٹوں کو ذبح ہونے کا یقین ہو جاتا تھا۔

گیارھویں عورت نے کہا کہ میرے خاوند کا نام ابو زرع ہے سو واہ کیا خوب ابو زرع ہے اس نے زیور سے میرے دونوں کان جھلائے اور چربی سے میرے دونوں بازو بھرے یعنی میرے بدن کو چربی سے موٹا کیا اور مجھ کو خوش کیا سو میری جان بہت چین میں رہی مجھ کو اس نے بھیڑ بکری والوں میں پایا جو پہاڑ کے کنارے رہتے تھے سو اس نے مجھ کو گھوڑے اور اونٹ اور کھیت اور خرمن کا مالک کر دیا یعنی میں نہایت ذلیل اور محتاج تھی اس نے مجھ کو باعزت اور مالدار کر دیا سو میں اس

کے پاس بات کرتی ہوں تو مجھ کو برا نہیں کہتا اور میری بات کو
نہیں پھیرتا اور سوتی ہوں تو فجر کر دیتی ہوں یعنی کچھ کام کاج
نہیں کرنا پڑتا لونڈی غلام کام کرتے ہیں اور پیتی تو تو سیراب
ہو جاتی ہوں یعنی نہیں قطع ہوتا مجھ پر مشروب میرا یہاں تک کہ
میری خواہش پوری ہوا ان ابو زرع کی سو کیا خوب ماں ہے ابو
زرع کی اس کی بڑی بڑی گھڑیاں اور کشادہ گھر بیٹا ابو زرع کا
سو کیا خوب ہے بیٹا ابو زرع کا اس کو خواب گاہ جیسے تلوار کا
میان یعنی نرم و نازک بدن ہے اس کو آسودہ کر دیتا ہے حلوان
کا ہاتھ یعنی کم خور ہے، بیٹی ابو زرع کی سو کیا خوب ہے بیٹی ابو
زرع کی اپنے ماں باپ کی تابعدار اپنے لباس کی بھرنے والی
یعنی خوب موٹی اور اپنی سوکن کی رشک یعنی اپنے خاوند کی
پیاری ہے اس واسطے کہ اس کی سوکن اس سے جلتی ہے لونڈی
اور ابو زرع کی سو کیا خوب ہے لونڈی ابو زرع کی ہماری بات
مشہور نہیں کرتی ظاہر کر کے اور ہمارا کھانا نہیں لے جاتی اٹھا
کر اور ہمارا گھر گندہ نہیں رکھتی کوڑے سے ابو زرع باہر نکلا
جب کہ اپنے دودھ کے برتنوں میں دودھ متھا جاتا تھا یعنی رڑکا
جاتا تھا واسطے گھی نکالنے کے یعنی صبح کے وقت یا ارزانی کے
دنوں میں سو وہ ایک عورت سے ملا جس کے ساتھ اس کے دو
لڑکے تھے جیسے دو چیتے اس کی گود میں دو اناروں سے کھیلتے
تھے سو ابو زرع نے مجھ کو طلاق دی اور اس عورت سے نکاح
کیا پھر میں نے اس کے بعد ایک سردار مرد سے نکاح کیا عمدہ
گھوڑے کا سوار اور نیزہ باز اس نے مجھ کو چوپائے جانور بہت
دیئے اور اس نے مجھ کو ہر ایک مویشی سے جوڑا جوڑا یعنی
بہت مال دیا اور اس نے مجھ کو کہا اے ام زرع! کھا اور اپنے
لوگوں کو کھلا یعنی اپنے ناتے داروں سے سلوک کر اور جو

چاہے کھا اور جس کو چاہے کھلا، ام زرع نے کہا سو اگر میں جمع
کروں جو کچھ مجھ کو دوسرے خاوند نے دیا تو ابو زرع کے
چھوٹے برتن کے برابر بھی نہ پہنچے یعنی دوسرے خاوند کا احسان
پہلے خاوند کے احسان سے نہایت کم تر ہے، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تیرے حق میں ایسا ہوں
جیسے ابو زرع تھا ام زرع کے حق میں۔

**فائدہ**: تشبیہ دی ہے اس نے دو چیزوں کو ساتھ دو چیزوں کے تشبیہ دی اس نے اپنے خاوند کو ساتھ گوشت دبلے کے اور تشبیہ دی اس کی بدخوئی کو ساتھ پہاڑ کے جس کی چڑھائی سخت ہو پھر اس اجمال کی تفسیر کی سو گویا کہ اس نے کہا کہ نہ پہاڑ آسان ہے تا کہ آسان ہو چڑھنا اوپر اس کے واسطے لینے گوشت کے اگرچہ دبلا ہو اس واسطے کہ جس چیز کی رغبت نہ ہو کبھی لی جاتی ہے جب کہ ہاتھ آئے بغیر مشقت کے پھر اس نے کہا کہ نہ گوشت موٹا ہے تا کہ اٹھائی جائے مشقت بیچ چڑھنے پہاڑ کے واسطے حاصل کرنے اس کے کہا علماء نے کہ وصف کیا ہے اس کو عورت نے ساتھ کم ہونے خیر کے اور دور ہونے اس کے کی باوجود کم ہونے کے سو تشبیہ دی اس نے اس کو ساتھ اس گوشت کے کہ خالی ہو گئی ہوں ہڈیاں اس کی گودے سے اور ناپاک ہو گیا ہے مزہ اس کا اور بو اس کی باوجود ہونے اس کے کی بلند جگہ میں کہ وہاں پہنچنا مشکل ہے سو نہیں رغبت کرتا اس کے طلب کرنے میں تا کہ اس کو وہاں سے لے آئے باوجود بہت ہونے باعث لوگوں کے اوپر لینے چیز ردی کے مفت، کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ تفسیر کیا ہے اس کو جمہور نے کہ اس میں بھلائی نہیں کئی وجہ سے ایک ہونا اس کا مانند اونٹ کے گوشت کے نہ مانند بھیڑ کے گوشت کے اور ایک یہ کہ وہ باوجود اس کے مہزول اور ردی ہے اور ایک یہ کہ مشکل ہاتھ آتا ہے نہیں پہنچا جاتا ہے طرف اس کی مگر ساتھ سخت مشقت کے اور کہا خطابی نے مراد یہ ہے کہ وہ بدخو ہے اور یہ کہ تکبر کرتا ہے اور اپنے آپ کو اونچا جانتا ہے۔ (فتح)

**فائدہ**: یعنی میں ڈرتی ہوں یہ کہ نہ چھوڑوں اس کی خبر سے کچھ چیز پس ضمیر اوزہ واسطے خبر کے ہے یعنی واسطے دراز ہونے اور بہت ہونے اس کے کہ اگر میں اس کو شروع کروں تو نہیں قادر میں اس کے پورا کرنے پر سو کفایت کی اس نے ساتھ اشارے کے طرف عیبوں اس کے کی واسطے اس خوف کے کہ دراز ہو قصہ ساتھ وارد کرنے تمام عیبوں کے اور بعض نے کہا کہ ضمیر اس کے خاوند کی طرف پھرتی ہے اور اسی طرح ضمیر عجرہ وبجرہ کی یعنی گویا کہ وہ ڈری کہ جب اس کے عیبوں کو بیان کرے اور یہ خبر اس کے خاوند کو پہنچ جائے تو وہ اس کو چھوڑے تو گویا کہ اس نے کہا کہ میں ڈرتی ہوں کہ اس کے چھوڑنے پر قادر نہ ہوں واسطے علاقے میرے کے ساتھ اس کے اور اولاد میری کے اس سے سو کفایت کی اس نے ساتھ اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ اس کے واسطے بہت عیب ہیں واسطے پورا کرنے اس چیز

کے کہ اس کا التزام کیا تھا سچ بولنے سے اور چپ رہی اس کی تفسیر سے واسطے ان معنی کے کہ عذر کیا اس نے ساتھ ان کے اور یہ جو کہا عجرہ و بجرہ خطابی نے کہا کہ مراد اس کے عیب ظاہرہ اور باطنہ ہیں اور شاید وہ ظاہر میں مستور الحال تھا باطن میں ردی تھا اور کہا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ اس کے خاوند میں بہت عیب ہیں اس کو اچھے کاموں سے نفرت ہے۔ (فتح)

**فائدہ:** کہا ابو عبید اور ایک جماعت نے کہ عشنق کے معنی ہیں لمبا اور کہا ثعلبی نے لمبا بے ڈول اور کہا خلیل نے کہ لمبی گردن والا اور بعض نے کہا مراد اس کی یہ کہ بدخو ہے اور کہا اصمعی نے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ نہیں نزدیک اس کے اکثر طول اس کے سے بغیر نفع کے اور بعض نے کہا کہ مذمت کی اس نے اس کی ساتھ لمبا ہونے کے اس واسطے کہ اکثر اوقات لمبا آدمی بے وقوف ہوتا ہے اور کہا ابن انباری نے کہ احتمال ہے کہ مراد اس عورت کی یہ ہو کہ اس کی خو اچھی ہے اور اس کی ڈول ڈیل بری ہے کہا ابو سعید ضریر نے کہ صحیح یہ ہے کہ عشنق لمبا نجیب ہے کہ اپنے نفس کا مالک ہو عورتیں اس میں حکم نہ کر سکیں بلکہ حکم کرے وہ ان میں جو چاہے سو اس کی عورت اس سے ڈرتی ہے کہ اس کے سامنے بولے سو وہ چپ رہتی ہے اور یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ میں اس سے ڈرتی ہوں، کہا زمخشری نے کہ یہ شکایت بلیغ ہے اور یہ جو کہا کہ اگر بولوں تو طلاق پاؤں اور اگر چپ رہوں تو معلق چھوڑی جاؤں یعنی اگر میں اس کے عیبوں کو ظاہر کروں اور اس کو ان کی خبر پہنچے تو طلاق دے اور اگر چپ رہوں تو میں اس کے نزدیک معلق ہوں نہ خاوند والی کہ اس سے فائدہ اٹھاؤں اور نہ مطلقہ کہ غیر کے واسطے خالی ہوں تو میں بلندی اور پستی کے درمیان لٹکی ہوئی ہوں اور میری نزدیک دوسری شق میں نظر ہے اس واسطے کہ اگر اس کی مراد یہ ہوتی تو البتہ بولتی تا کہ وہ اس کو طلاق دیتا اور راحت پاتی اور ظاہر یہ ہے کہ اس نے ارادہ کیا کہ میں اس کے نزدیک بدحال میں ہوں سو اشارہ کیا طرف بدخوئی اس کے کی اور یہ کہ وہ اس کی کلام کا متحمل نہیں ہوتا اور وہ جانتی ہے کہ اگر کوئی چیز اس کے پاس ذکر کرے تو وہ اس کو طلاق دے دے گا اور وہ نہیں اختیار کرتی اس کی طلاق کو واسطے محبت عورت کے بیچ اس کے پھر تعبیر کی ساتھ جملے دوسرے کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کے کہ اگر وہ چپ رہے صبر کرتی اس حال میں تو ہو گی وہ نزدیک اس کے مانند معلق عورت کے نہ خاوند والی ہے اور نہ بیوہ۔ (فتح)

**فائدہ:** تہامہ ملک عرب میں اس زمین کا نام ہے جس میں مکہ ہے وہاں کی رات مشہور ہے وصف کیا اس نے اپنے خاوند کو ساتھ خوب عشرت کے اور اعتدال حال کے اور سلامتی باطن کے یعنی نہیں ایذا نزدیک اس کے اور نہ مکروہ اور میں اس سے نہ ڈروں سو میں اس کے فساد سے نہیں ڈرتی اور نہیں ملال نزدیک اس کے کہ میری صحبت سے اس کو اداسی ہو سو میں خوش گزران ہوں نزدیک اس کے جیسے اہل تہامہ اپنی رات معتدل سے خوش ہوتے ہیں۔

**فائدہ:** وصف کیا اس نے اپنے خاوند کو ساتھ غفلت کے وقت داخل ہونے کے گھر میں اور کہا ابن حبیب نے کہ تشبیہ

دی اس نے اس کو بیچ نرم ہونے اس کے کی ساتھ چیتے کے اس واسطے کہ وہ وصف کیا جاتا ہے ساتھ شرم کے اور کم ہونے شر کے اور بہت سونے کے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب گھر میں داخل ہوتا ہے تو کودتا ہے مجھ پر جیسے چیتا کودتا ہے اور جب نکلتا ہے تو شیر کی طرح چلتا ہے بنا بر اس کے پس کہا جا سکتا ہے کہ مراد اس کی مدح اور مذمت دونوں ہوں پس اول اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ اس سے بہت جماع کرتا یعنی یہ عورت اس کو نہایت محبوب ہے جب اس کو دیکھتا ہے تو صبر نہیں کر سکتا اور مذمت اس جہت سے ہو سکتی ہے کہ وہ کڑے مزاج کا ہے اس کے پاس ملاعبت نہیں یعنی جماع سے پہلے مجھ سے بوس وکنار نہیں کرتا وحشی جانوروں کی طرح مجھ سے جماع کرتا ہے یا بدخو ہے مجھ کو مارتا پیٹتا ہے اور جب نکلتا ہے تو سخت ہوتا ہے امر اس کا جرأت اور اقدام اور ہیبت میں اور اسی طرح لایسئل عما عہد بھی مدح اور ذم دونوں کا احتمال رکھتا ہے مدح ان معنی سے ہے کہ وہ بہت کریم ہے اور نہایت چشم پوش ہے اگر اس کا کچھ مال جاتا رہے تو اس کی پڑتال نہیں کرتا اگر گھر میں کوئی عیب دیکھے تو اس کی طرف التفات نہیں کرتا بلکہ درگزر کرتا ہے اور مذمت ان معنوں سے ہے کہ وہ عورت کے حال کی پرواہ نہیں کرتا یہاں تک کہ اگر پہچانے کہ عورت بیمار ہے تو بھی اس کا حال نہیں پوچھتا اور نہ اس کو اپنے اہل و مال کی کچھ خبر ہے لیکن اکثر شارحوں نے اس کو مدح پر حمل کیا ہے۔ (فتح)

**فائدہ:** ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس نے تو ام زرع کو طلاق دے دی تھی اور میں تجھ کو طلاق نہیں دیتا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا بلکہ آپ میرے حق میں ابو زرع سے بھی بہتر ہو اور یہ ایک گاؤں تھا ملک یمن میں جس جگہ کی عورتیں تھیں اور اس حدیث کا سبب نسائی میں یوں واقع ہوا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے اپنے باپ کے مال کا فخر کیا اور وہ دس ہزار اوقیہ تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! چپ رہ کہ میں تیرے حق میں ایسا ہوں جیسا کہ ابو زرع ام زرع کے حق میں تھا اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے نیک صحبت رکھنی اپنے اہل سے ساتھ لگاؤ کے اور باہم بات چیت کرنے کے ساتھ مباح امروں کے جب تک کہ ممنوع چیز کی طرف نوبت نہ پہنچے اور یہ کہ جائز ہے خوش طبعی کرنی کبھی کبھی اور کھولنا نفس کا ساتھ اس کے اور کھیلنا مرد کا اپنی بیوی سے اور اس کو معلوم کروانا کہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں جب تک کہ نہ مرتب ہو اس پر کوئی مفسدہ جیسے کہ عورت اس سے منہ پھیرے اور یہ کہ منع ہے فخر کرنا ساتھ مال کے اور بیان جواز فضل کا ساتھ کام دین کے اور خبر دینا مرد کا اپنے گھر والوں کو ساتھ صورت حال اس کے کی ساتھ ان کے اور یاد دلانا ان کو ساتھ اس کے خاص کر وقت موجود ہونے اس چیز کے کہ پیدا ہوئی ہیں عورتیں اوپر اس کے کفران احسان سے اور اس میں ذکر کرنا عورت کا ہے اپنے خاوند کے احسان کو اور یہ کہ جائز ہے اکرام کرنا مرد کا اپنی بعض عورتوں کو سامنے اس کی سوکنوں کے ساتھ اس چیز کے کہ خاص کرے اس کو ساتھ اس کے قول سے یا فعل سے محل اس کا وقت سلامت ہونے کے ہے جھکنے سے جو پہنچتا ہے طرف

ظلم کے اور پہلے گزر چکا ہے ہبہ کے بابوں میں جواز تخصیص بعض عورتوں کا ساتھ تحفے اور لطف کے جب کہ پورا کیا جائے واسطے دوسرے کے حق اس کا اور یہ کہ جائز ہے بات چیت کرنا ساتھ اپنی بیوی اپنی کے اس کی غیر نوبت میں اور یہ کہ جائز ہے حدیث بیان کرنا پہلی امتوں سے اور بیان کرنا مثالوں کا ساتھ ان کے واسطے عبرت کے اور یہ کہ جائز ہے دل لگانا ساتھ ذکر اخبار کے اور کم یاب چیزوں کے واسطے خوش کرنے دلوں کے اور اس حدیث میں رغبت دلانا ہے عورتوں کو ساتھ وفا کرنے کے اپنے خاوندوں کے واسطے اور بند کرنا آنکھ کا اوپر ان کے اور شکر کرنا واسطے ان کی خوبی کے اور وصف کرنا عورت کا اپنے خاوند کو ساتھ اس چیز کے کہ پہچانی ہے اس کو خوب اور ناخوب سے اور جائز ہونا مبالغہ کا اوصاف میں اور محل اس کا یہ ہے کہ جب کہ نہ ہو عادت اس واسطے کہ وہ نوبت پہنچاتی ہے طرف خرابی مروت کے اور اس میں تفسیر ہے اس چیز کی کہ جس کو مجمل کرتا ہے مخبر خبر سے اور یہ کہ جائز ہے ذکر کرنا مرد کا ساتھ اس چیز کے کہ ہو اس میں عیب سے جب کہ ہو مقصود نفرت دلانا اس فعل سے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابو عبداللہ تیمی نے ساتھ اس طور کے استدلال کرنا ساتھ اس کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تمام ہوتا ہے جب کہ حضرت ﷺ نے سنا ہو اپنے خاوند کی غیبت کرتی اور اس کو اس پر برقرار رکھا ہو اور بہر حال حکایت اس شخص کی جو حاضر نہ ہو تو یہ غیبت نہیں اور شاید یہی مراد ہے خطابی کی اور کہا مازری نے کہ بعض نے کہا کہ ان میں سے بعض عورتوں نے اپنے خاوندوں کی وہ چیز ذکر کی جس کو وہ برا جانیں اور نہ ہوئی یہ غیبت اس واسطے کہ نہ پہچانی جاتی تھی وہ اپنے خاص شخصوں اور ناموں سے کہا مازری نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس عذر کی حاجت اس وقت ہے اگر اس شخص نے جس کے نزدیک حدیث بیان ہوئی سنا ہو ان کی کلام کو بیچ غیبت کرنے اپنے خاوندوں کے اور ان کو اس پر برقرار رکھا ہو اور بہر حال حالانکہ واقع اس کے برخلاف ہے اور وہ یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکایت کی مجہول عورتوں کی جو غائب ہیں تو یہ غیبت نہیں اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی وہ چیز بیان کرے کہ جس کو وہ برا جانے تو البتہ ہوگی یہ غیب حرام اس پر جو اس کو کہے اور سنے مگر یہ کہ ہو بیچ جگہ شکایت کے اس سے نزدیک حاکم کے اور یہ معین شخص کے حق میں ہے اور بہر حال مجہول آدمی جو نہ پہچانا جاتا ہو تو نہیں حرج اس کی غیبت سننے میں اس واسطے کہ وہ نہیں ایذا پاتا مگر جب کہ پہچانتا ہو کہ جس کے سامنے اس کی شکایت ہوئی وہ اس کو پہچانتا ہے پھر یہ سب مرد مجہول ہیں نہ ان کے نام پہچانے جاتے ہیں اور نہ ان کے اشخاص چہ جائیکہ ان کے نام معلوم ہوں اور نہیں ثابت ہوا واسطے ان عورتوں کے اسلام تاکہ جاری ہو ان پر حکم غیبت سو باطل ہوا استدلال کرنا ساتھ اس کے واسطے اس چیز کے کہ مذکور ہوئی اور اس میں تقویت ہے اس شخص کے قول کی جو مکروہ جانتا ہے نکاح کرنا اس عورت سے جس کا خاوند ہو یعنی شوہر دیدہ ہو واسطے اس چیز کے کہ ظاہر ہوئی اعتراف ام زرع کے سے کہ دوسری خاوند نے اس کو بقدر اپنی حاقت کے اکرام کیا اور باوجود اس کے حقیر اور ناچیز جانا اس نے اس کو بہ نسبت پہلے خاوند کے اور اس حدیث میں ہے کہ محبت برائی کو چھپا دیتی ہے اس واسطے کہ باوجود

اس کے کہ ابوزرع نے ام زرع سے ساتھ برائی کی تھی کہ اس کو طلاق دے دی تھی نہ منع کیا اس کو اس نے مبالغہ کرنے سے اس کے وصف میں یہاں تک کہ پہنچی حد افراط اور غلو کو اور اس کے بعض طریقوں میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ ابوزرع اس کے طلاق دینے پر پشیمان ہوا اور یہ کہ جائز ہے وصف کرنی عورتوں اور ان کی خوبیوں کی واسطے مرد کے لیکن محل اس کا وہ ہے جب کہ مجہول ہوں لیکن منع تو صرف وصف کرنی عورت معین کی ہے سامنے مرد کے یا ذکر کرے اس کے وصف سے وہ چیز کہ نہیں جائز ہے واسطے مردوں کے دیکھنا اس کی طرف ساتھ قصد کے اور یہ کہ تشبیہ مستلزم ہے اس کو کہ مشبہ مشبہ بہ کے ساتھ مساوی ہو ہر وجہ سے واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے کہ میں تیرے حق میں ایسا ہوں جیسے ابوزرع تھا ام زرع کے حق میں اور مراد وہ چیز ہے کہ بیان کیا اس کو ہیثم کی روایت میں الفت میں نہ ہر چیز میں کہ موصوف تھا ساتھ اس کے ابوزرع مالداری زائدہ اور بیٹے اور خادم سے اور جو نہیں مذکور ہے دین کے سب کاموں سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کنایت سے طلاق نہیں پڑتی مگر ساتھ نیت کے اس واسطے کہ تشبیہ دی حضرت ﷺ نے اپنے آپ کو ساتھ ابوزرع کے اور حالانکہ اس نے طلاق دی ہوئی تھی تو اس سے طلاق کا واقع ہونا لازم نہ آیا اس واسطیکہ حضرت ﷺ نے اس کا قصد نہ کیا تھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے پیروی کرنی ساتھ اہل فضل کے ہر امت سے اس واسطے کہ ام زرع نے ابوزرع کی معاشرت کی خوبی بیان کی اور حضرت ﷺ نے اس کو برقرار رکھا اور اس کو اچھا جانا اور اس میں قبول کرنا خبر واحد کا ہے اس واسطے کہ خبر دی ام زرع نے ساتھ حال ابوزرع کے اور حضرت ﷺ اس کو بجا لائے یعنی اس کو اس پر برقرار رکھا اور اس پر انکار نہ کیا اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کہ کہنا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، وسیاتی تقریرہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور یہ کہ جائز ہے مدح کرنا مرد کا سامنے اس کے جب کہ جانے کہ یہ اس کو فاسد نہیں کرتا اور یہ کہ جائز ہے کہنا واسطے نکاح کرنے والے کے بالرفاء والبنین کما تقدم اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا یہ حال ہے کہ جب آپس میں بات چیت کرتی ہیں تو اکثر اوقات ان کی بات مردوں ہی کے حق میں ہوتی ہے اور یہ برخلاف حال مردوں کے ہے کہ اکثر ان کی باتیں نہیں ہوتیں مگر اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ کاموں معاش کے اور یہ کہ جائز ہے کلام کرنا ساتھ الفاظ غریبہ کے اور استعمال کرنا سجع کا کلام میں جب کہ نہ ہو اس میں تکلف اور کہا عیاض نے کہ بیچ کلام ان عورتوں کے فصاحت الفاظ سے اور بلاغت عبارت سے اور بدیع سے وہ چیز ہے کہ اس پر کوئی زیادتی نہیں خاص کر ام زرع کی کلام میں اس واسطے کہ وہ باوجود کثرت فصلوں کے اور قلت فضول کی اس کے کلمے مختصر ہیں۔ (فتح)

٤٧٩١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ الْحَبَشُ

۴۷۹۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حبشی اپنی برچھیوں سے کھیلتے تھے سو حضرت ﷺ نے مجھ کو پردہ کیا اور میں ان کی طرف دیکھتی تھی سو ہمیشہ رہی میں دیکھتی یہاں تک

يَلْعَبُوْنَ بِحِرَابِهِمْ فَسَتَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَنْظُرُ فَمَا زِلْتُ أَنْظُرُ حَتّٰى كُنْتُ أَنَا أَنْصَرِفُ فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ تَسْمَعُ اللَّهْوَ.

کہ میں خود پھری سو اندازہ کرو قدر کم عمر لڑکی کا کہ کھیل کو سنے یعنی بہت دیر سنتی رہی۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح عیدین میں گزر چکی ہے اور میں نے وہاں بیان کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت پندرہ برس کی تھیں۔

## بَابُ مَوْعِظَةِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ لِحَالِ زَوْجِهَا.

## نصیحت کرنا مرد کا اپنی بیٹی کو اس کے خاوند کے واسطے یعنی بسبب اس کے خاوند کے۔

٤٧٩٢ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ ثَوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمْ أَزَلْ حَرِيْصًا عَلٰى أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَيْنِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنْ تَتُوْبَا إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾ حَتّٰى حَجَّ وَحَجَجْتُ مَعَهُ وَعَدَلَ وَعَدَلْتُ مَعَهُ بِإِدَاوَةٍ فَتَبَرَّزَ ثُمَّ جَآءَ فَسَكَبْتُ عَلٰى يَدَيْهِ مِنْهَا فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَانِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنْ تَتُوْبَا إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾ قَالَ وَاعَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ هُمَا عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ عُمَرُ الْحَدِيْثَ يَسُوْقُهُ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَجَارٌ لِيْ مِنَ الْأَنْصَارِ فِيْ

٤٧٩٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھ کو ہمیشہ اس کی حرص اور آرزو تھی کہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھوں اور ایک روایت میں ہے کہ میں ایک سال ٹھہرا ارادہ کرتا تھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھوں سو میں اس کی ہیبت کے مارے اس سے نہ پوچھ سکا نام دو عورتوں کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم دونوں توبہ کرو اللہ تعالیٰ کی طرف تو خوش ہو سو البتہ ٹیڑے ہوئے ہیں تمہارے دل یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور میں نے بھی ان کے ساتھ حج کیا اور وہ راہ سے پھرے یعنی جس میں لوگ چلتے ہیں طرف اس راہ کے جس میں غالبا کوئی نہیں چلتا یعنی پاخانے کے واسطے اور میں بھی ان کے ساتھ چھاگل لے کے پھرا پھر پاخانے سے فراغت کر کے آئے سو میں نے اس سے ان کے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا انہوں نے وضو کیا تو میں نے کہا اے مسلمانوں کے سردار! کون ہیں وہ دونوں عورتیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو تو خوش ہو سو البتہ ٹیڑھے ہو گئے ہیں تمہارے دل

بَنِيْ أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَّهُمْ مِنْ عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوْلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْزِلُ يَوْمًا وَّأَنْزِلُ يَوْمًا فَإِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهٗ بِمَا حَدَثَ مِنْ خَبَرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ أَوْ غَيْرِهٖ وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَّغْلِبُ النِّسَآءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الْأَنْصَارِ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَآؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَآؤُنَا يَأْخُذْنَ مِنْ أَدَبِ نِسَآءِ الْأَنْصَارِ فَصَخِبْتُ عَلَى امْرَأَتِيْ فَرَاجَعَتْنِيْ فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِيْ قَالَتْ وَلِمَ تُنْكِرُ أَنْ أُرَاجِعَكَ فَوَاللّٰهِ إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُرَاجِعْنَهٗ وَإِنَّ إِحْدَاهُنَّ لَتَهْجُرُهُ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ فَأَفْزَعَنِيْ ذٰلِكَ وَقُلْتُ لَهَا قَدْ خَابَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكِ مِنْهُنَّ ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِيْ فَنَزَلْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا أَيْ حَفْصَةُ أَتُغَاضِبُ إِحْدَاكُنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ قَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ قَدْ خِبْتِ وَخَسِرْتِ أَفَتَأْمَنِيْنَ أَنْ يَّغْضَبَ اللّٰهُ لِغَضَبِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَهْلِكِيْ لَا تَسْتَكْثِرِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تُرَاجِعِيْهِ فِيْ شَيْءٍ وَّلَا تَهْجُرِيْهِ وَسَلِيْنِيْ مَا بَدَا لَكِ وَلَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا تجھ کو عجب ہے اے عباس کے بیٹے! وہ دونوں عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک برس سے میرا ارادہ تھا کہ میں تجھ سے یہ پوچھوں سو تمہاری ہیبت کے مارے تم سے نہ پوچھ سکا، کہا پھر ایسا مت کر جو تجھ کو گمان ہو کہ میرے پاس علم ہے تو مجھ سے پوچھا لینا اگر مجھ کو خبر ہو گی تو میں تجھ کو خبر دوں گا پھر سامنے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حدیث کے اس کو بیان کرتے یعنی اس قصے کو جو سبب ہے اس آیت کے اترنے کا کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ میں اور میرا ایک انصاری ہمسایہ دونوں قبیلے بنی امیہ میں رہتے تھے اور وہ مدینے کی بلندی کی طرف بستیوں میں رہتے تھے عوالی وہ گاؤں ہیں جو مدینے کے قریب ہیں مشرق کی طرف کہ وہ بلندی میں واقع ہیں اور ہم باری باری سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے جاتے تھے ایک دن وہ آتا تھا اور ایک دن میں آتا تھا سو جب میں آتا تو اس کے پاس اس دن کی خبر لاتا جو نیا پیدا ہوتا وحی وغیرہ سے یعنی ان حادثوں سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیدا ہوتے اور جب وہ اترتا تو اسی طرح کرتا اور ہم گروہ قریش کے عورتوں پر غالب تھے یعنی حکم کرتے تھے اور وہ ہم پر نہ کرتی برخلاف انصار کے کہ وہ برعکس تھے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم عورتوں سے کچھ اختیار نہ گنتے تھے اور نہ ان کو اپنے کاموں میں داخل کرتے تھے سو جب ہم مدینے میں انصار کے پاس آئے تو اچانک دیکھا کہ وہ ایک قوم ہیں کہ ان کی عورتیں ان پر غالب ہیں سو ہماری عورتیں بھی انصار کی عورتوں کی خو بو سیکھنے لگیں سو میں اپنی عورت پر چلایا اور میں نے اس کو غصے سے جھڑکا سو اس نے مجھ سے تکرار کیا سو میں نے انکار کیا کہ مجھ سے تکرار کرے اور

يُرِيْدُ عَائِشَةَ قَالَ عُمَرُ وَكُنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ الْخَيْلَ لِغَزْوِنَا فَنَزَلَ صَاحِبِي الْأَنْصَارِيُّ يَوْمَ نَوْبَتِهِ فَرَجَعَ إِلَيْنَا عِشَاءً فَضَرَبَ بَابِيْ ضَرْبًا شَدِيْدًا وَّقَالَ أَثَمَّ هُوَ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ حَدَثَ الْيَوْمَ أَمْرٌ عَظِيْمٌ قُلْتُ مَا هُوَ أَجَاءَ غَسَّانُ قَالَ لَا بَلْ أَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَأَهْوَلُ طَلَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآئَهُ وَقَالَ عُبَيْدُ بْنُ حُنَيْنٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ فَقَالَ اعْتَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْوَاجَهُ فَقُلْتُ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ قَدْ كُنْتُ أَظُنُّ هٰذَا يُوْشِكُ أَنْ يَّكُوْنَ فَجَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِيْ فَصَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَشْرُبَةً لَّهُ فَاعْتَزَلَ فِيْهَا وَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِيْ فَقُلْتُ مَا يُبْكِيْكِ أَلَمْ أَكُنْ حَذَّرْتُكِ هٰذَا أَطَلَّقَكُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَا أَدْرِيْ هَا هُوَ ذَا مُعْتَزِلٌ فِي الْمَشْرُبَةِ فَخَرَجْتُ فَجِئْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ فَإِذَا حَوْلَهُ رَهْطٌ يَّبْكِيْ بَعْضُهُمْ فَجَلَسْتُ مَعَهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْمَشْرُبَةَ الَّتِيْ فِيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِغُلَامٍ لَهُ أَسْوَدَ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ الْغُلَامُ فَكَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

جھگڑے اس نے کہا اور تو کیوں برا مانتا ہے یہ کہ میں تجھ سے تکرار کروں (اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا کیا ہے تکلف تیرا اس کام میں کہ میں اس کا ارادہ کرتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ جب اسلام آیا تو ہم نے جانا کہ ان کے واسطے ہم پر حق ہے سوائے اس کے کہ ہم ان کو اپنے کسی کام میں داخل کریں اور میری اور میری عوت کے درمیان کچھ گفتگو تھی سو میں نے اس کو سخت کہا اور میں نے اس کو چھڑی ماری) سو قسم ہے اللہ کی بے شک حضرت ﷺ کی بیویاں آپ سے تکرار کرتی ہیں اور البتہ ایک ان میں سے سارا دن حضرت ﷺ سے کلام نہیں کرتی اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا تو کب ہمارے کام میں دخل دیتی تھی تو اس نے کہا اے خطاب کے بیٹے! کوئی تجھ سے کلام نہیں کر سکتا اور حالانکہ تیری بیٹی حضرت ﷺ سے کلام کرتی ہے یہاں تک کہ سارا دن غضبناک رہتے ہیں تو میں اس سے گھبرایا اور میں نے اس سے کہا کہ نا امید اور خراب ہوئی جس نے یہ ان میں سے کیا پھر میں نے اپنے سب کپڑے پہنے اور چلا سو میں اترا اور اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا میں نے اس سے کا اے حفصہ! کیا تم میں سے کوئی حضرت ﷺ کو غصہ دلاتی ہے تمام دن رات تک؟ اس نے کہا، ہاں! میں نے کہا البتہ نا امید ہوئی اور خسارے میں پڑی کیا تم نڈر ہو اس سے کہ غضبناک ہو اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے غضب کے سبب سے سو تو ہلاک ہو حضرت ﷺ سے بہت نہ مانگا کر اور نہ کسی چیز میں آپ سے تکرار اور مقابلہ کیا کر اور نہ آپ سے ترک کلام کیا کر یعنی اگرچہ حضرت ﷺ تجھ سے کلام نہ کریں اور مانگ مجھ سے جو تجھ کو ظاہر ہو اور نہ فریب دے تجھ کو یہ کہ تیری سوکن تجھ سے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ كَلَّمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَانْصَرَفْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا أَجِدُ فَجِئْتُ فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ اِسْتَأْذِنْ لِّعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَرَجَعْتُ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اِسْتَأْذِنْ لِّعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَلَمَّا وَلَّيْتُ مُنْصَرِفًا قَالَ إِذَا الْغُلَامُ يَدْعُوْنِيْ فَقَالَ قَدْ أَذِنَ لَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى رِمَالِ حَصِيْرٍ لَّيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهِ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ مِّنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَطَلَّقْتَ نِسَآئَكَ فَرَفَعَ إِلَيَّ بَصَرَهُ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ اللّٰهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ أَسْتَأْنِسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ رَأَيْتَنِيْ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَّغْلِبُ النِّسَآءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَآؤُهُمْ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ رَأَيْتَنِيْ وَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا لَا

زیادہ خوبصورت اور حضرت ﷺ کو بہت پیاری ہے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا نہ دھوکا کھانا ساتھ ہونے عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ کرتی ہے جس سے میں نے تجھ کو منع کیا اور حضرت ﷺ اس کو اس سبب سے مؤاخذہ نہیں کرتے اس واسطے کہ وہ گھمنڈ کرتی ہے اپنی خوبصورتی سے اور حضرت ﷺ کی محبت سے کہ آپ کو اس کے ساتھ ہے سو نہ مغرور ہو تو ساتھ اس کے واسطے اس احتمال کے کہ حضرت ﷺ کے نزدیک تیرا یہ مرتبہ ہو سو تجھ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح گھمنڈ کرنا جائز نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ پھر میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا سو میں نے اس سے کہا جو حفصہ رضی اللہ عنہا کو کہا تو اس نے کہا عجب ہے اے خطاب کے بیٹے! داخل ہوا تو ہر چیز میں یعنی لوگوں کے کاموں میں یہاں تک کہ تو چاہتا ہے کہ حضرت ﷺ اور آپ کی بیویوں کے درمیان داخل ہو کیا حضرت ﷺ اپنی بیویوں کو نصیحت نہیں کر سکتے تا کہ تو ان کو وعظ کرتا ہے سو قسم ہے اللہ کی اس نے مجھ کو روکا اس سے جو میں ارادہ کرتا تھا توڑا اس نے مجھ کو بعض اس چیز سے کہ میں پاتا تھا یعنی اس نے مجھ کو اپنی زبان سے ایسا پکڑا کہ مجھ کو اپنے مقصد اور کلام سے ہٹایا کہا عمر رضی اللہ عنہ نے ہم چرچا کرتے تھے کہ غسان کا بادشاہ گھوڑوں کو نعلیں باندھتا ہے تا کہ ہم سے لڑے یعنی ہم کو اس کا خوف تھا سو میرا ساتھی انصاری اپنی باری کے دن اترا یعنی حضرت ﷺ کے پاس گیا سو عشاء کو ہماری طرف پھرا اور اس نے میرے دروازے کو سخت دستک دی اور کہا کہ کیا وہ یعنی عمر رضی اللہ عنہ یہاں ہے تو میں گھبرا کر اس کی طرف نکلا یعنی واسطے سخت دستک دینے اس کے دروازے کو برخلاف عادت کے تو اس نے کہا کہ آج ایک بڑا امر پیدا ہوا میں نے کہا وہ کیا ہے کیا غسانی آیا؟ اس

يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عَائِشَةَ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَسُّمَةً أُخْرٰى فَجَلَسْتُ حِيْنَ رَأَيْتُهُ تَبَسَّمَ فَرَفَعْتُ بَصَرِىْ فِىْ بَيْتِهٖ فَوَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ فِىْ بَيْتِهٖ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ غَيْرَ أَهَبَةٍ ثَلَاثَةٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلٰى أُمَّتِكَ فَإِنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ قَدْ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَأُعْطُوا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ أَوَفِىْ هٰذَا أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنَّ أُولٰئِكَ قَوْمٌ عُجِّلُوْا طَيِّبَاتِهِمْ فِى الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَغْفِرْ لِىْ فَاعْتَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآئَهٗ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ حِيْنَ أَفْشَتْهُ حَفْصَةُ إِلٰى عَائِشَةَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَّكَانَ قَالَ مَا أَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهٖ عَلَيْهِنَّ حِيْنَ عَاتَبَهُ اللّٰهُ فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَبَدَأَ بِهَا فَقَالَتْ لَهٗ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ كُنْتَ قَدْ أَقْسَمْتَ أَنْ لَّا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَّإِنَّمَا أَصْبَحْتَ مِنْ تِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً أَعُدُّهَا عَدًّا فَقَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً فَكَانَ ذٰلِكَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ

نے کہا نہیں بلکہ اس سے بھی بہت بڑا اور بہت ہولناک یعنی بہ نسبت عمر رضی اللہ عنہ کے کہ ان کی بیٹی حضرت ﷺ کے نکاح میں تھی حضرت ﷺ نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دی تو میں نے کہا نا امید ہوئی حفصہ رضی اللہ عنہا اور خسارے میں پڑی البتہ مجھ کو گمان تھا کہ عنقریب یہ ہوگا تو میں نے اپنے سب کپڑے اپنے اوپر پہنے سو میں نے فجر کی نماز حضرت ﷺ کے ساتھ پڑھی پھر حضرت ﷺ اپنے ایک بالا خانے میں داخل ہوئے اور اس میں گوشہ گیر ہوئے اور میں حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا تو اچانک میں نے دیکھا کہ وہ روتی ہے میں نے کہا کہ تو کس سبب سے روتی ہے، کیا میں نے تجھ کو اس سے نہ ڈرایا تھا، کیا حضرت ﷺ نے تم کو طلاق دی ہے؟ اس نے کہا میں نہیں جانتی یعنی تو میں نے کہا کہ حضرت ﷺ کہاں ہیں؟ اس نے کہا خبردار وہ بالا خانے میں گوشہ گیر ہیں سو میں نکلا اور منبر کے پاس آیا تو اچانک دیکھا کہ اس کے گرد ایک جماعت ہے ان میں سے بعض روتے ہیں سو میں تھوڑا سا ان کے ساتھ بیٹھا پھر مجھ پر غالب ہوا جو پاتا تھا یعنی مشغول ہونے دل کے سے ساتھ اس چیز کے کہ اس کو پہنچی کہ حضرت ﷺ اپنی بیویوں سے الگ ہوئے اور یہ نہ ہوگا مگر حضرت ﷺ کے غصے سے اور واسطے احتمال صحیح ہونے اس چیز کے کہ مشہور ہوئی کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دی اور منجملہ ان کے حفصہ رضی اللہ عنہا تھی عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی تو ان کے درمیان علاقہ ٹوٹ جائے گا (اور اس میں جو مصیبت ہے سو پوشیدہ نہیں) سو میں اس بالاخانے میں آیا جس میں حضرت ﷺ تھے اور یک روایت میں ہے کہ اچانک حضرت ﷺ ایک بالا خانے میں تھے جس پر سیڑھی سے چڑھا جاتا تھا اور آپ کا ایک غلام کالا

لَیْلَةً قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی اٰیَةَ التَّخْیِیْرِ فَبَدَأَ بِیْ اَوَّلَ امْرَاَةٍ مِّنْ نِّسَآئِهٖ فَاخْتَرْتُهٗ ثُمَّ خَیَّرَ نِسَآئَهٗ کُلَّهُنَّ فَقُلْنَ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ.

سیڑھی کے سر پر بیٹھا تھا اس کا نام رباح تھا تو میں نے آپ کے کالے غلام سے کہا کہ اجازت مانگ عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے، سو وہ غلام داخل ہوا سو اس نے حضرت ﷺ سے کلام کیا پھر پھرا سو اس نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ سے کلام کیا اور تیرا ذکر حضرت ﷺ سے کیا سو آپ چپ رہے سو میں پھرا یہاں تک کہ بیٹھا میں ساتھ اس جماعت کے جو منبر کے پاس بیٹھے تھے پھر غالب ہوا مجھ پر جو پاتا تھا پھر میں آیا سو میں نے غلام سے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے اجازت مانگ، سو وہ اندر گیا پھر پھرا سو اس نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کے پاس تیرا ذکر کیا تھا حضرت ﷺ چپ رہے سو میں پھرا اور بیٹھا ساتھ ان لوگوں کے جو منبر کے پاس تھے پھر مجھ پر غالب ہوا جو پاتا ہوں تو میں غلام کے پاس آیا یہی اس سے کہا میرے واسطے اجازت مانگ سو وہ اندر گیا پھر پھرا تو اس نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کے پاس تیرا ذکر کیا تھا لیکن آپ چپ رہے سو جب میں پھرا پیٹھ دے کر تو اچانک دیکھا کہ غلام مجھ کو بلاتا ہے سو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے تجھ کو اجازت دی سو مین حضرت ﷺ کے پاس اندر گیا سو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ چٹائی پر لیٹے ہیں آپ کے اور اس کے درمیان کوئی بستر نہیں چٹائی نے آپ کے پہلو میں اثر کیا ہے یعنی آپ کے پہلو میں چٹائی کے نقش پڑ گئے ہیں تکیہ کیے ہیں چمڑے کے ایک تکیہ پر کہ بجائے روئی کے اس کے اندر کھجور کی چھیل بھری ہے سو میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا پھر میں نے کہا اور حالانکہ میں کھڑا تھا کہ یا حضرت! کیا آپ نے اپنی عوتوں کو طلاق دی ہے؟ سو حضرت ﷺ نے اپنی آنکھ میری طرف اٹھائی اور فرمایا نہیں، میں نے اللہ اکبر کہا یعنی

اس خبر کے بے اصل ہونے سے تعجب کیا یا بطور شکریہ کے اللہ اکبر کہا یعنی اس کا شکریہ ادا کیا کہ حضرت ﷺ نے طلاق نہیں دی پھر میں نے کہا اور حالانکہ میں کھڑا تھا لگاؤ چاہتا تھا یا حضرت! اگر آپ مجھ کو دیکھتے اور ہم گروہ قریش کے تھے عورتوں پر غالب تھے سو جب ہم مدینے میں آئے تو اچانک ہم نے دیکھا کہ وہ ایک قوم ہیں کہ ان کی عورتیں ان پر غالب ہیں تو حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا پھر میں نے عرض کیا کہ یا حضرت! اگر آپ مجھ کو دیکھیں اور میں حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا تو میں نے اس سے کہا کہ نہ دھوکا دے تجھ کو یہ کہ تیری سوکن تجھ سے زیادہ خوبصورت ہے اور حضرت ﷺ کے نزدیک بہت پیاری ہے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا تو حضرت ﷺ نے دوسری بار تبسم فرمایا سو میں بیٹھا جب کہ یعنی دیکھا کہ آپ نے تبسم فرمایا پھر میں نے اپنے کو آپ گھر میں آنکھ کو اٹھایا سو قسم ہے اللہ کی نہیں دیکھی میں نے اس میں کچھ چیز جو آنکھ کو رد کرے سوائے تین کچی کھالوں کے سو میں نے کہا یا حضرت! دعا کیجیے اللہ آپ کی امت پر روزی کشادہ کرے سو بے شک فارس اور روم والوں پر روزی کشادہ کی گئی ہے اور ان کو دنیا ملی اور حالانکہ وہ اللہ کو نہیں پوجتے یعنی ہم اللہ کو پوجتے ہیں تو ہم کو بطریق اولی دنیا ملنی چاہیے سو حضرت ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھے اور پہلے تکیہ کیے بیٹھے تھے سو فرمایا کہ کیا تجھ کو اس میں شک ہے اسے خطاب کے بیٹے کہ آخرت کی کشائش بہتر ہے دنیا کی کشائش سے بے شک ان کافروں کے واسطے ستھری اور عیش کی چیزیں جلد دی گئیں دنیا کی زندگی میں کیا تو راضی نہیں کہ ان کے لیے دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت سو میں نے کہا یا حضرت! میرے لیے بخشش مانگیے یعنی میری جرأت سے کہ

میں نے آپ کے سامنے کہی یا میرے اس اعتقاد سے کہ دنیا کی
چیزیں مرغوب فیھا ہیں سو حضرت ﷺ اپنی بیویوں سے الگ
ہوئے بسبب اس بات کے جب کہ ظاہر کیا اس کو حفصہ رضی اللہ عنہا
نے طرف عائشہ رضی اللہ عنہا کی انتیس رات اور حضرت ﷺ نے
فرمایا تھا کہ میں ان پر ایک مہینہ داخل نہیں ہوں گا بسبب سخت
غضبناک ہونے آپ کے کی اوپر ان کے جب اللہ نے آپ کو
عتاب کیا سو جب انتیس راتیں گزر چکیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل
ہوئے اور اس سے شروع کیا سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کہا
کہ یا حضرت! آپ نے قسم کھائی تھی کہ آپ ایک مہینہ ہم پر
داخل نہیں ہوں گے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں نے صبح
کی انتیس راتوں سے میں ان کو گنتی رہی ہوں تو حضرت ﷺ
نے فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے اور وہ مہینہ انتیس دن
کا تھا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر اللہ نے تخییر کی آیت اتاری سو
حضرت ﷺ نے اپنی عورتوں میں سے پہلے پہل مجھ سے شروع
کیا میں نے آپ کو اختیار کیا پھر آپ نے سب عورتوں کو اختیار
دیا سو انہوں نے کہا جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔

**فائدہ:** ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ پائخانے کے واسطے پیلو کے درختوں میں داخل ہوئے اور اپنی حاجت پوری کی تو اس سے لیا جاتا ہے کہ مسافر جب قضاء حاجت کے واسطے خالی میدان نہ پائے تو پردہ کرے ساتھ اس چیز کے کہ ممکن ہو اس کو پردہ کرنا ساتھ اس کے جنگ کے درختوں سے اور یہ جو کہا کہ تجھ کو تعجب ہے اے ابن عباس! تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تعجب کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے باوجود مشہور ہونے اس کے کی ساتھ علم تفسیر کے کس طرح پوشیدہ رہا اس پر یہ قدر باوجود مشہور ہونے اس کے کی اور عظمت اس کی کے عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں اور مقدم کرنے اس کے علم میں اس کے غیر پر اور باوجود اس کے کہ تھا ابن عباس رضی اللہ عنہما مشہور ساتھ اس کے حرص سے اوپر طلب علم کے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنی عورتوں کو طلاق دی تو شاید جزم کرنا ساتھ اس کے واقع ہوا ہے مشہور کرنے بعض منافقوں کے سے سو لوگوں ننے اس کو ایک دوسرے سے نقل کیا ہے اور اس کی اصل وہ چیز ہے جو واقع ہوئی حضرت ﷺ کے الگ ہونے سے اپنی عورتوں سے اور حضرت ﷺ کی یہ عادت نہ تھی سو انہوں نے گمان کیا کہ حضرت ﷺ نے ان کو طلاق

دی اسی واسطے نہ عتاب کیا عمر رضی اللہ عنہ نے انصاری کو اس چیز پر کہ جزم کیا اس نے ساتھ واقع ہونے اس کے پس مراد ساتھ اذاعت کے اللہ کے قول ﴿اذاعوا به﴾ یہ قول ان کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دی بغیر تحقیق کے یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حقیقت حال پر اطلاع پائی اور یہ جو کہا نا امید ہوئی حفصہ رضی اللہ عنہا اور خسارے میں پڑی تو اس کو اس واسطے خاص کیا کہ وہ اس کی بیٹی تھی اور تھوڑے دن ہوئے تھے کہ اس کو اس سے ڈرایا تھا اور یہ جو کہا کہ مجھ کو گمان تھا کہ عنقریب یہ ہوگا تو یہ واسطے اس چیز کے ہے کہ پہلے گزر چکی تھی واسطے ان کے کہ ان کا تکرار کبھی پہنچاتا ہے طرف غضب کی جو نوبت پہنچانے والا ہے طرف جدائی کے اور جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا تو ایک روایت میں ہے کہ میں پہلے عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا تو میں نے اس کو کہا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی! تیری شان اس حد کو پہنچی کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتی ہے؟ تو اس نے کہا اے خطاب کے بیٹے! تجھ کو مجھ سے کیا ہے تو اپنی بیٹی کو سمجھا اور عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہونے سے پردہ کا اٹھانا لازم نہیں آتا اس واسطے کہ آدمی دروازے سے داخل ہوتا ہے اور پردے کے پیچھے سے بات کرتا ہے اور یہ جو کہا کہ میں نے تجھ کو نہیں ڈرایا تھا تو ایک روایت میں ہے کہ کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ البتہ مجھ کو معلوم ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے محبت نہیں رکھتے اور اگر میں نہ ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو طلاق دیتے تو حفصہ رضی اللہ عنہا سخت روئیں واسطے اس چیز کے کہ جمع ہوئی نزدیک اس کے غم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی پر اور واسطے اس چیز کے کہ اس کو توقع تھی کہ اس کا باپ اس پر سخت غضبناک ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ کہا اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ کو طلاق دی تو میں تجھ سے کبھی نہیں بولوں گا اور یہ جو کہا رمال حصیر تو مراد یہ ہے کہ آپ کی چارپائی بنی ہوئی تھی ساتھ اس چیز کے کہ بنی جاتی ہے ساتھ اس کے چٹائی اور یہ جو کہا کہ اگر آپ مجھ کو دیکھیں تو یہ استفہام ہے بطور اجازت مانگنے کے یعنی میں بات کرنے کی اجازت مانگتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کچی کھالوں کو دیکھ کر روئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے رونے کا کیا سبب ہے؟ میں نے کہا قیصر اور کسریٰ نہروں اور میووں میں عیش کرتے ہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں آپ کا یہ حال ہے اور یہ جو کہا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے آگے ظاہر کیا تو نہیں ہے مذکور اس حدیث میں جو چیز حفصہ رضی اللہ عنہا نے ظاہر کی تھی عتاب سے اللہ کا یہ قول ہے ﴿یاایها النبی لم تحرم ما احل الله لك﴾ الآیات اور اختلاف ہے اس چیز میں کہ حرام کیا تھا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان پر یعنی وہ کیا چیز تھی جس کے حرام کرنے پر آپ کو عتاب ہوا جیسا کہ اختلاف بیچ سبب قسم کھانے آپ کے کی اس پر کہ اپنی عورتوں پر ایک مہینہ داخل نہیں ہوں گے چند اقوال پر سو جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے یہ ہے کہ وہ شہد تھا کما مضی فی سورة التحریم اور ابن مردویہ نے روایت کی ہے کہ کسی نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو شہد کا چھتہ تحفہ بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس ٹھہرتے تھے اور شہد پیتے تھے اور باقی سب بیویوں نے باہم مشورہ کیا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس آئیں تو کہنا کہ ہم آپ سے مغافیر کی بو پاتی ہیں جب

حضرت ﷺ ان کے پاس آئے تو سب بیویوں نے اسی طرح کہا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ شہد ہے قسم ہے اللہ کی میں اس کو کبھی نہیں کھاؤں گا اور ابن سعد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر سے نکلیں تو حضرت ﷺ اپنی لونڈی کو جس کا نام ماریہ قبطیہ تھا لے کر حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہوئے اس کے بعد حفصہ رضی اللہ عنہا آئیں وہ چپکے سے دیکھتی رہیں یہاں تک کہ لونڈی اندر سے نکلی حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ خبردار البتہ میں نے دیکھا جو آپ نے کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ حال کسی سے مت کہنا اور وہ مجھ پر حرام ہوئی تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ خبر عائشہ رضی اللہ عنہا کو دی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرے دن میں آپ قبطیہ سے صحبت کرتے ہیں اور آپ کی باقی عورتوں کے دن سلامت رہتے ہیں تو یہ آیت اتری اور آیا ہے یہ سب غصے ہونے حضرت ﷺ کے اوپر ان کے اور قسم کھانے کے کہ ان پر ایک مہینہ داخل نہیں ہوں گے قصہ اور روایت کی ہے ابن سعد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت ﷺ کو کسی نے تحفہ بھیجا حضرت ﷺ نے اس کو بیویوں میں تقسیم کیا اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو اس کا حصہ بھیجا اس نے تھوڑا دیکھ کے پھیر دیا حضرت ﷺ نے دوسری بار دگنا کر کے بھیجا پھر بھی اس نے پھیر دیا حضرت ﷺ نے تین گنا کر کے بھیجا پھر بھی اس نے پھیر دیا تو حضرت ﷺ نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ ان پر داخل نہیں ہوں گے اور مسلم میں ہے کہ آپ کی بیویوں نے آپ سے زیادہ خرچ مانگا تو حضرت ﷺ ایک مہینہ ان سے الگ ہوئے اور تخییر کی آیت اتری اور احتمال ہے کہ یہ سب چیزیں حضرت ﷺ کے الگ ہونے کا سبب ہوں اور یہی لائق ہے ساتھ مکارم اخلاق حضرت ﷺ کے اور یہ کہ نہیں واقع ہوتا یہ حضرت ﷺ سے یہاں تک کہ مکرر ہو ان سے موجب اس کا اور راجح سب اقوال میں سے قصہ ماریہ کا ہے واسطے خاص ہونے عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اس کے برخلاف شہد کے اس واسطے کہ اس میں سب بیویاں جمع تھیں اور احتمال ہے کہ سب اسباب جمع ہوئے ہوں سو اشارہ کیا گیا طرف اہم کی اور تائید کرتا ہے اس کی شامل ہونا قسم کا واسطے سب کے اور اگر فقط مثلاً ماریہ کے قصے میں ہوتا تو عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خاص ہوتا اور اس کی باقی شرح طلاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور اس حدیث میں سوال کرنا عالم سے ہے اس کے گھر والوں کے بعض کاموں سے اگرچہ اس پر اس میں کچھ نقص ہو جب کہ ہو اس میں کوئی سنت جو نقل کی جائے یا مسئلہ جو یاد رکھا جائے اور اس میں عزت کرنی عالم کی ہے اور ڈرنا اس سے پوچھنے اس چیز کے سے جس کے ذکر سے اس کے تغیر کا ڈر ہو اور انتظار کرنا عالم کی خلوت اور تنہائی کا تا کہ پوچھے اس سے وہ چیز کہ اگر اس کو لوگوں کے سامنے پوچھے تو شاید سائل پر اس کا انکار کرے اور لی جاتی ہے رعایت مروت کی اور اس میں ہے کہ عورتوں پر سخت پابندی کرنی مذموم ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے لیا انصاریوں کی خصلت کو ان کی عورتوں کے حق میں اور اپنی قوم کی خصلت چھوڑ دی اور اس میں ادب دینا مرد کا ہے اپنی بیٹی کو اور اپنی قرابت والی عورت کو ساتھ قول کے بسبب سنوار نے اس کے کی واسطے خاوند اس کے کی اور اس میں بیان کرنا قصے کا ہے اپنے

طور پر اگرچہ سائل نے اس سے نہ پوچھا ہو جب کہ ہو اس میں کوئی مصلحت زیادتی شرح اور بیان سے خاص کر جب کہ عالم جانے کہ طالب اس کو اختیار کرتا ہے اور اس میں ڈرنا طالب کا ہے عالم سے اور تواضع کرنی عالم کی واسطے اس کے اور صبر کرنا اس کا اوپر مسئلے کے کی اگرچہ اس سے کسی چیز میں اس پر نقص اور عار ہو اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے مارنا دروازے کو اور کوٹنا اس کا جب کہ اندر والا بغیر اس کے نہ سنے اور داخل ہونا باپوں کا بیٹیوں پر اگرچہ ہو بغیر اجازت خاوند کے اور کریدنا ان کے احوال سے خاص کر جو متعلق ہو ساتھ نکاح والیوں کے اور اس میں حسن تلطف ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے اور شدت حرص اس کے کی اوپر اطلاع پانے کے فنون تفسیر پر اور اس میں طلب کرنا علو سند کا ہے اس واسطے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک دراز مدت ٹھہرے رہے انتظار کرتے عمر رضی اللہ عنہ کی خلوت کو تا کہ ان سے یہ حدیث سیکھیں اور ان کے واسطے ممکن تھا کہ سیکھتے اس کو عمر رضی اللہ عنہ سے ساتھ واسطہ اس شخص کے جو اس سے سوال میں نہیں ڈرتا جیسا وہ عمر رضی اللہ عنہ سے ڈرتے تھے اور اس میں حرص اصحاب رضی اللہ عنہم کی ہے اوپر طلب علم کے اور ضبط کرنے اور یاد رکھنے احوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس میں ہے کہ ٹھہرائے طالب علم واسطے نفس اپنے کے ایک وقت کہ فارغ ہو اس میں واسطے امر معاش کے اور حال اپنے گھر والوں کے اور اس میں بحث کرنا ہے علم کی راہوں میں اور خلوتوں میں اور بیٹھے اور چلتے اور اس میں اختیار کرنا ڈھیلے لینے کا ہے سفروں میں اور باقی رکھنا پانی کا واسطے وضو کے اور اس میں ذکر کرنا عالم کا ہے اس چیز کو کہ واقع ہو اس کے نفس سے اور اس کے اہل سے ساتھ اس چیز کے کہ مرتب ہو اس پر فائدہ دینی اگرچہ ہو اس کی حکایت میں وہ چیز کہ مکروہ ہے اور جواز امر صالح کا واسطے بیان کرنے حدیث کے اپنے طور پر یعنی بتمامہ اور بیان ذکر وقت اٹھانے کے اور اس میں صبر کرنا ہے عورتوں پر اور چشم پوشی کرنی ان کے خطاب سے اور درگزر کرنی اس چیز سے کہ ان سے واقع ہو زلل سے مرد کے حق میں سوائے اس چیز کے کہ اللہ کے حق میں ہو اور یہ کہ جائز ہے واسطے حاکم کے وقت خلوت کے ٹھہرانا دربان کا کہ منع کرے جو بغیر اجازت کے اس پر داخل ہو اور جنازے کے بیان میں گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو وعظ کیا اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہچانا پھر وہ سن کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ کے واسطے کوئی دربان نہ پایا تو یہ محمول ہے ان وقتوں پر جن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے واسطے بیٹھے تھے اور اس میں ہے کہ جائز ہے واسطے امام کے یہ کہ پردہ کرے اپنے رفیقوں اور خاص لوگوں سے وقت کسی کام کے کہ راہ پائے طرف اس کی گھر والوں کی طرف سے یہاں تک کہ اس کا غصہ جاتا رہے اور نکلے طرف لوگوں کی اور حالانکہ وہ کشادہ پیشانی ہو سو بے شک اگر بڑا شخص پردہ کرے تو نہیں اچھا ہے داخل ہونا طرف اس کے بغیر اجازت کے اگرچہ ہو جو ارادہ کرتا ہے اس پر داخل ہونے کا جلیل القدر عظیم مرتبہ نزدیک اس کے اور اس میں نرمی کرنی ہے ساتھ سسر کے اور شرمانا ان سے جب کہ واقع ہو واسطے مرد کے اس کے گھر والوں سے وہ چیز جو تقاضا کرتی ہے ان کے عتاب کو اور اس میں ہے کہ چپ رہنا کبھی ابلغ ہوتا ہے کلام سے اور افضل ہے بعض

وقتوں میں اس واسطے کہ اگر حضرت ﷺ غلام کو حکم کرتے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو رد کر دے تو عمر رضی اللہ عنہ کو بار بار اجازت مانگنا جائز نہ ہوتا سو جب حضرت ﷺ چپ رہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ حضرت ﷺ نے مطلق اس کے رد کرنے کو اختیار نہیں کیا اور اس میں ہے کہ جب دربان اجازت کا منع ہونا جانے محجوب کے چپ رہنے سے تو نہ اجازت دے اور اس میں مشروع ہونا استئذان کا ہے یعنی مشروع ہے اجازت لینا آدمی پر اگرچہ اکیلا ہو واسطے اس احتمال کے کہ ایسی حالت پر ہو کہ برا جانتا ہو اطلاع پانے کو اوپر اس کے اور یہ کہ جائز ہے مکرر اجازت مانگنا جس کو اجازت نہ ہو جب اس کو اجازت کے حاصل ہونے کی امید ہو اور یہ کہ تین بار اجازت مانگنے سے آگے نہ بڑھے اور یہ کہ جس لذت اور شہوت کو آدمی دنیا میں پورا کر لے وہ اس کو جلدی دی گئی ہے آخرت کی نعمتوں سے اور یہ کہ اگر وہ اس کو چھوڑتا تو وہ اس کے واسطے آخرت میں جمع رہتی اور استنباط کیا ہے اس سے بعض نے اختیار کرنا فقر کا مالدار پر اور خاص کیا ہے اس کو طبری نے ساتھ اس شخص کے جو خرچ کرے اس کو بیچ وجہوں اس کی کے اور خرچ کرے اس کو اس کی راہوں میں کہ حکم کیا ہے اللہ نے ساتھ رکھنے اس کے کی بیچ اس کے کہا عیاض نے کہ حجت پکڑتا ہے ساتھ اس کے جو فضیلت دیتا ہے فقیر کو غنی پر واسطے مفہوم اس قول کے کہ جو دنیا میں نعمت دیا جائے اس قدر اس سے آخرت میں فوت ہو جاتی ہے اور کہا اور لوگوں نے کہ مراد آیت سے یہ ہے کہ حصہ کافروں کا وہ ہے جو پایا انہوں نے دنیا کی نعمتوں سے اس واسطے کہ آخرت میں ان کا حصہ نہیں اور اس مسئلے میں سلف اور خلف کو اختلاف ہے اور اس کا دامن دراز ہے اور اس کی کچھ بحث رقاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور یہ کہ جب مرد اپنے ساتھی کو غمناک دیکھے تو مستحب ہے کہ بیان کرے اس سے جو اس کے غم کو دور کر دے اور اس کے جی کو خوش کر دے واسطے قول عمر رضی اللہ عنہ کے کہ البتہ میں ایسی چیز کہتا ہوں جو حضرت ﷺ کو ہنسا دے اور مستحب ہے یہ کہ ہو بعد اس کے کہ بزرگ سے اس کی اجازت ملے جیسے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کیا اور یہ کہ جائز ہے مدد لینی وضو میں ساتھ پانی ڈالنے کے وضو کرنے والے پر اور خدمت کرنی چھوٹے کی بڑے کو اگرچہ چھوٹا نسب میں بڑے سے اشرف ہو اور اس میں تجمل اور زینت کرنا ہے ساتھ کپڑے اور عمامے کے وقت ملنے اکابر کے اور یہ کہ قسم کھانے والے کو اس کی قسم یاد دلائے جب کہ واقع ہو اس سے وہ چیز کہ ظاہر اس کا بھولنا ہے خاص اس شخص سے کہ اس کو اس کے ساتھ تعلق ہو اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خوف کیا کہ حضرت ﷺ محلوف علیہ کی مقدار ہو گئے ہوں اور وہ مہینہ ہے اور مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے یا انتیس دن کا اور اس میں تقویت ہے واسطے قول اس شخص کے کہ حضرت ﷺ کی قسم اتفاقا مہینے کی ابتدا میں واقع ہوئی تھی اسی واسطے انتیس دن پر اقتصار کیا نہیں تو اگر مہینے کے بیچ میں قسم کھانے کا اتفاق ہوتا تو جمہور اس پر ہیں کہ نہیں حاصل ہوتی ہے برأت مگر ساتھ تیس دن کے اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ انتیس دن ہی کافی ہیں واسطے لینے کے ساتھ کم تر اس چیز کے کہ صادق آتا ہے اس پر نام اور شافعی رحمہ اللہ علیہ اور مالک رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک یہ قصہ محمول

ہے اس پر کہ مہینے کے ابتدا میں داخل ہوئے اور یہ کہ جائز ہے رہنا سیڑھیاں والے بالا خانوں میں اور بنانا خزانے کا واسطے اسباب اور اشیاء گھر کے اور اس میں باری باری سے آنا ہے عالم کی مجلس میں جبکہ نہ میسر ہو ہمیشگی اوپر حضور اس کے کی واسطے کسی شغل شرعی کے دینی امر ہو یا دنیاوی اور اس میں قبول کرنا خبر واحد کا ہے اگرچہ لینے والا فاضل ہو اور جس سے لی گئی وہ مفضول ہو اور روایت بڑے کی چھوٹے سے اور یہ کہ جو خبریں کہ مشہور ہوتی ہیں اگرچہ اس کے ناقل بہت ہوں اگر نہ ہو مرجع اس کا طرف امر حسی کے مشاہدے سے یا سماع سے نہیں مستلزم ہے صدق کو اس واسطے کہ جزم کرنا انصاری کا ایک روایت میں ساتھ واقع ہونے طلاق کے اور اسی طرح یقین کرنا ان لوگوں کا جن کو عمر رضی اللہ عنہ نے منبر کے پاس دیکھا محمول ہے اس پر کہ مشہور ہوا ہو درمیان ان کے یہ ایک شخص ہے جس نے اس کو تو ہم پر بنا کیا اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں سے الگ ہوئے سو اس نے گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طلاق دی اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت اس کے ساتھ جاری نہ تھی سو اس نے شائع کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طلاق دی سو یہ مشہور ہوا اور لوگوں نے اس کے ساتھ چرچا کیا اور اس میں اکتفا کرنا ہے ساتھ معرفت حکم کے ساتھ لینے اس کے کی ساتھی سے باوجود امکان لینے اس کے کی اس شخص سے جس سے ساتھی نے سیکھا ہے اور اس میں وہ چیز ہے کہ تھے اصحاب رضی اللہ عنہم اوپر اس کے محبت اطلاع سے اوپر حالت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑی ہو یا کم اور اہتمام کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ اہتمام کرتے واسطے اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطے مطلق کہنے انصاری کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں سے الگ ہوئے مشعر ہوا نزدیک اس کے ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں کو طلاق دی جو تقاضا کرتا ہے واقع ہونے غم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کو ساتھ اس کے بہت بڑا آنے بادشاہ غسانی کے سے ساتھ لشکر اپنے کے مدینے میں واسطے لڑنے کے اس شخص سے جو مدینے میں ہے اور تھا یہ نظر اس کے کہ انصاری کو تحقیق تھا کہ ان کا دشمن اگرچہ ان پر آپڑے مغلوب ہوگا اور شکست کھائے گا اور اس کے خلاف کا احتمال ضعیف ہے برخلاف اس چیز کے کہ واقع ہوئی ساتھ اس چیز کے کہ وہم کیا اس کو طلاق دینے سے جو تحقیق ہے ساتھ اس کے حاصل ہونا غم کا اور ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر کی رعایت نہایت منظور تھی یہ کہ آپ کو تشویش ہو اگرچہ کم ہو اور بے قرار ہوتے تھے واسطے اس چیز کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بے قرار کرے اور غمناک ہوتے تھے واسطے اس چیز کے جو آپ کو غمناک کرے اور اس میں ہے کہ غصہ اور غم باعث ہوتے ہیں مرد باوقار کو اوپر ترک کرنے نرمی کے جو اس کی عادت ہو واسطے قول عمر رضی اللہ عنہ کے کہ پھر غالب ہوئی مجھ پر وہ چیز جو میں پاتا ہوں تین بار اور اس میں شدت جزع اور فزع کی ہے واسطے اہم کاموں کے اور جائز ہے واسطے آدمی کے نظر کرنی اپنے ساتھی کے گھر کی طرفوں میں جب کہ جانے کہ وہ اس کو برا نہیں جانتا اور اس میں کراہت سخت نعمت کی ہے اور حقیر جاننے اس چیز کے کی کہ انعام کی اللہ نے اوپر اس کے اگرچہ کم ہو اور بخشش مانگنی اس کے واقع ہونے سے اور طلب کرنا استغفار کا اہل فضل سے اور اختیار کرنا قناعت کا اور نہ دیکھنا طرف اس

چیز کی کہ خاص کیا گیا ہے ساتھ اس کے غیر اس کا دنیا فانی کی چیزوں سے اور اس میں عتاب ہے اوپر ظاہر کرنے راز ظاہر کرنے والے کے ساتھ لاحق ہو۔ (فتح)

بَابُ صَوْمِ الْمَرْأَةِ بِإِذْنِ زَوْجِهَا تَطَوُّعًا.

عورت کو اپنے خاوند کی اجازت سے نفلی روزہ رکھنا جائز ہے۔

فائدہ: نہیں ذکر کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس اصل کو کتاب الصیام میں۔

٤٧٩٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصُومُ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ.

۴۷۹۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت نفلی روزہ نہ رکھے اور حالانکہ اس کا خاوند موجود ہو مگر اس کی اجازت سے۔

فائدہ: یہ لفظ خبر کا ہے یعنی لا تصوم اور مراد ساتھ اس کے نہی ہے اور ایک روایت میں صریح لفظ نہی کا آ چکا ہے، لا تصم۔

بَابُ إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا.

جب عورت اپنے خاوند کا بستر چھوڑ کر سوئے یعنی بغیر کسی سبب کے تو اس کو یہ جائز نہیں۔

٤٧٩٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ أَنْ تَجِيءَ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ.

۴۷۹۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مرد اپنی عورت کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ آنے سے انکار کرے اور نہ آئے تو اس عورت کو فرشتے صبح تک لعنت کرتے ہیں۔

فائدہ: کہا ابن ابی جمرہ نے کہا ظاہر یہ ہے کہ مراد فراش سے جماع ہے اور کنایت ان چیزوں سے کہ شرم کی جاتی ہے ان سے بہت ہیں قرآن اور حدیث میں اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لعنت خاص ہے ساتھ اس کے جب کہ یہ اس سے رات کے وقت واقع ہو واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ صبح تک اور شاید راز مؤکد ہونا اس حال کا ہے رات میں اور قوی ہونا باعث کا اوپر اس کے رات میں اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو دن میں خاوند سے انکار کرنا درست ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا ہے رات کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ وہ جگہ ظن کی ہے واسطے اس کے اور مسلم میں ہے کہ یہ حدیث اس لفظ سے آئی ہے کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ

کوئی مرد نہیں جو اپنی عورت کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ اس سے انکار کرے مگر کہ جو آسمان میں ہے اس پر غضبناک ہوتا ہے یعنی اللہ اور اس کے فرشتے یہاں تک کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی اور نہ ان کی کوئی نیکی آسمان پر چڑھتی ہے ایک غلام بھاگا ہوا یہاں تک کہ پھر آئے اور دوسرا مست نشے سے یہاں تک کہ ہوش میں آئے تیسری عورت جس کا خاوند اس پر ناراض ہو یہاں تک کہ راضی ہو سو یہ حدیثیں مطلق ہیں رات اور دن دونوں کو شامل ہیں اور یہ جو کہا کہ وہ آنے سے انکار کرے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ خاوند رات بھر غصے میں رہا اور ساتھ اس زیادتی کے باوجہ ہوگا واقع ہونا لعنت کا اس واسطے کہ اس وقت اس کی نافرمانی کا ثبوت تحقیق ہوگا برخلاف اس کے جب کہ وہ اس سے غصے نہ ہو اس واسطے کہ یہ یا تو اس واسطے ہوتا ہے کہ اس نے اس کو معذور جانا اور یا اس واسطے کہ اس نے اپنا حق چھوڑا اور یہ جو کہا کہ اس کو فرشتے صبح تک لعنت کرتے ہیں تو ایک روایت میں ہے یہاں تک کہ رجوع کرے اور اس کا فائدہ زیادہ ہے اور پہلا لفظ محمول ہے غالب پر کہا مہلب نے کہ یہ حدیث واجب کرتی ہے کہ منع حقوق کا بدنوں میں ہو یا مالوں میں اس قسم سے ہے جو واجب کرتا ہے اللہ کے غضب کو مگر یہ کہ اللہ اس کو اپنی معافی سے ڈھانکے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے لعنت کرنا مسلمان گنہگار پر جب کہ ہو بطور ڈرانے کے اوپر اس کے تا کہ نہ واقع کرے فعل کو اور جب اس کو واقع کرے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دعا کی جائے واسطے اس کے ساتھ توبہ اور ہدایت کے میں کہتا ہوں کہ یہ قید نہیں مستفاد ہے اس حدیث سے بلکہ اور دلیلوں سے اور یہ جو استدلال کیا ہے مہلب نے ساتھ اس حدیث کے اوپر جواز لعن عاصی معین کے تو اس میں نظر ہے اور حق یہ ہے کہ جو لعنت کو منع کرتا ہے اس کی مراد اس کے لغوی معنی ہیں یعنی دور کرنا رحمت سے اور یہ لائق نہیں ہے کہ دعا کی جائے ساتھ اس کے اوپر مسلمان کے بلکہ طلب کی جائے واسطے اس کے توبہ اور ہدایت اور رجوع کرنا گناہ سے اور جس نے اس کو جائز رکھا ہے اس کی مراد اس کے عرفی معنی ہیں اور وہ مطلق گالی دینا ہے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ محل اس کا وہ ہے جب کہ ہو ساتھ اس حیثیت کے کہ باز رہے گنہگار ساتھ اس کے اور باب کی حدیث میں تو صرف اتنا ہے کہ فرشتے یہ کرتے ہیں اور اس سے اس کا مطلق جائز ہونا لازم نہیں آتا اور اس حدیث میں ہے کہ فرشتے بددعاء کرتے ہیں گنہگاروں پر جب تک کہ وہ گناہوں میں نہ ہوں اور یہ دلالت کرتا ہے کہ وہ بندگی کرنے والوں کے واسطے دعا مانگتے ہیں جب تک کہ بندگی میں ہوں اسی طرح کہا ہے مہلب نے اور اس میں بھی نظر ہے اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ کیا جو فرشتے لعنت کرتے ہیں وہ محافظ ہیں یا کوئی اور ہیں اس میں دونوں احتمال ہیں ۔ میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ بعض اس پر مؤکل ہوں اور راہ دکھاتا ہے طرف تعمیم کی قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا الذی فی السمآء اگر ہوں مراد ساتھ اس کے رہنے والے اس کے اور اس سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کی دعا قبول ہے نیک ہو یا بد اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ڈرایا اور اس میں

اشارہ ہے طرف موافقت خاوند کی اور اس کی مرضی طلب کرنا اور یہ کہ صبر کرنا مرد کا اوپر ترک جماع کے ضعیف تر ہے صبر عورت کے سے اور اس میں ہے کہ مرد پر سب تشویشوں سے زیادہ تر نکاح کی تشویش ہے اور اسی واسطے خاص کیا ہے شارع نے عورتوں کو اوپر موافق ہونے مردوں کے بیچ اس کے یا سبب بیچ اس کے رغبت دلانا ہے تناسل اور یاور راہ دکھلاتی ہیں طرف اس کی وہ حدیثیں جو اس میں وارد ہیں کما تقدم فی النکاح اور اس اشارہ ہے طرف ملازمت کے اللہ کی بندگی پر اور صبر کرنا اس کی عبادت پر بدلہ اس کی رعایت کرنے کا واسطے بندے اپنے کے اس سبب سے کہ اللہ نے نہیں چھوڑی حق اس کے سے کوئی چیز مگر کہ ٹھہرایا واسطے اس کے جو اس کے ساتھ قائم ہو یہاں تک کہ ٹھہرایا فرشتوں کو کہ لعنت کریں اس شخص کو جس پر اس کا بندہ غضبناک ہو جو منع کرے ایک شہوت کو اس کی شہوتوں میں سے پس لازم ہے بندے پر یہ کہ اپنے رب کے حقوق کو پورا دے جو اس نے اس سے طلب کیے نہیں تو کیا بدتر بدسلوکی ہے فقیر محتاج سے طرف مالدار بہت احسان کرنے والے کی ملخصا من کلام ابی جمرۃ۔ (فتح)

٤٧٩٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تَرْجِعَ.

۴۷۹۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات کاٹے عورت اپنے خاوند کا بستر چھوڑ کر تو اس کو فرشتے لعنت کرتے ہیں یہاں تک کہ رجوع کرے طرف خاوند کی۔

## بَابُ لَا تَأْذَنُ الْمَرْأَةُ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا لِأَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ.

عورت اپنے خاوند کے گھر میں کسی کو آنے کی اجازت نہ دے اس کے حکم کے بغیر۔

**فائدہ:** مراد خاوند کے گھر سے وہ مکان ہے جس میں وہ رہتا ہو برابر ہے کہ اس کے ملک میں ہو یا نہ ہو۔

٤٧٩٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا تَأْذَنَ فِيْ بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَمَا أَنْفَقَتْ مِنْ نَفَقَةٍ عَنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَإِنَّهُ يُؤَدّٰى إِلَيْهِ شَطْرُهُ وَرَوَاهُ أَبُو الزِّنَادِ أَيْضًا عَنْ مُوْسٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ

۴۷۹۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال نہیں کسی عورت کو نفل روزہ رکھنا خاوند کے ہوتے ہوئے اس کے حکم کے بغیر اور اس کے گھر میں کسی کو آنے کی اجازت نہ دے مگر اس کے حکم سے اور جو خاوند کی کمائی سے بغیر اس کے حکم کے اللہ کی راہ میں دے گی تو خاوند کو اس کا آدھا ثواب ملے گا۔

هُرَيْرَةَ فِي الصَّوْمِ.

**فائدہ:** یہ جو کہا کہ اس کا خاوند ملحق ہے ساتھ اس کے سردار بہ نسبت لونڈی کے جس کی صحبت اس کو حلال ہے اور یہ جو کہا کہ بغیر اس کے حکم کے روزہ نہ رکھے یعنی رمضان کے روزوں کے سوائے اور روزوں میں اور اسی طرح بیچ غیر رمضان کے واجب ہے کہ جب تک ہو وقت اور البتہ خاص کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس ترجمہ میں جو اس باب سے پہلے گزر چکا ہے ساتھ نفل روزے کے اور شاید لیا ہے اس کو حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے جس کو عبدالرزاق نے روایت کیا ہے اس واسطے کہ اس میں ہے کہ نہ روزہ رکھے عورت غیر رمضان کا اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ خاوند کے حق سے بیوی پر یہ ہے کہ نفل روزہ نہ رکھے مگر اس کی اجازت سے اور اگر روزہ رکھے تو اس کا روزہ قبول نہیں ہوتا اور دلالت کرتی ہے روایت باب کی اوپر حرام ہونے روزے مذکور کے اوپر اس کے اور یہ قول جمہور کا ہے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مہذب میں کہ ہمارے بعض ساتھی کہتے ہیں کہ مکروہ ہے اور صحیح پہلا قول ہے سو اگر بغیر اس کے حکم کے روزہ رکھے تو صحیح ہو جاتا ہے روزہ اور گنہگار ہوتی ہے وہ عورت واسطے مختلف ہونے جہت کے اور اس کا قبول ہونا نہ ہونا اللہ کی طرف ہے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اور تقاضا مذہب کا نہ ہونا ثواب کا ہے اور تاکید کرتا ہے حرام ہونے کو ثابت ہونا حدیث کا ساتھ لفظ نہی کے اور وارد ہونا اس کا ساتھ لفظ خبر کے اس کو منع نہیں کرتا بلکہ وہ بلیغ تر ہے اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے اوپر مؤکد ہونے امر کے ساتھ اس کے سو ہوگا تاکد اس کا ساتھ حمل کرنے اس کے کی اوپر تحریم کے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں کہ سبب اس تحریم کا یہ ہے کہ واسطے خاوند کے حق فائدہ اٹھانے کا ہے ساتھ اس کے ہر وقت میں اور حق اس کا واجب ہے فوراً سو نہ فوت ہوگا اس سے ساتھ نفل کے اور نہ ساتھ واجب کے کہ اس کا ادا کرنا مہلت کے ساتھ ہے اور جب اس کے ساتھ فائدہ اٹھانا چاہے تو جائز ہے اور فاسد کرے روزہ اس کا اس واسطے کہ عادت مسلمانوں کی یہ ہے کہ ڈرتا ہے پھاڑنے روزے کے ساتھ فاسد کرنے کے اور نہیں شک ہے اس میں کہ یہ خلاف اولیٰ ہے اگر نہ ثابت ہو دلیل کراہت کی ہاں اگر مسافر ہو تو حدیث کا مفہوم بیچ مقید کرنے اس کے کی ساتھ شاہد کے تقاضا کرتا ہے کہ عورت کو نفل روزہ رکھنا جائز ہے جب کہ اس کا خاوند مسافر ہو پھر اگر اس نے روزہ رکھا اور روزے کے بیچ ہی اس کا خاوند آ گیا تو اس کو اس کے روزے کا توڑ ڈالنا جائز ہے بغیر کراہت کے اور غائب ہونے کے معنی نہیں ہے یہ کہ بیمار ہو ساتھ اس طور کے کہ جماع نہ کر سکتا ہو اور کہا مہلب نے کہ یہ حدیث محمول ہے نہی تنزیہی پر سو کہا کہ وہ از قسم حسن معاشرت ہے اور جائز ہے واسطے عورت کے کہ کرے فرضوں کے سوا بغیر اس کے حکم کے جو نہ ضرر کرے اس کو اور نہ منع کرے اس کو اس کی واجب چیزوں سے اور نہیں واسطے اس کے یہ کہ باطل کرے اللہ کی بندگی سے کچھ چیز جب کہ داخل ہو بیچ اس کے بغیر اس کے حکم کے اور یہ قول مہلب کا خلاف ہے ظاہر حدیث کا اور اس حدیث میں ہے کہ حق خاوند کا زیادہ موکد ہے عورت پر نفل سے اس واسطے

کہ اس کا حق واجب ہے اور واجب مقدم ہے اوپر قائم ہونے کے ساتھ نفل کے اور یہ جو کہا کہ کسی کو اس کے گھر میں آنے کی اجازت نہ دے تو مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اور اس کا خاوند موجود ہو بغیر اس کے حکم کے اور اس قید کا کوئی مفہوم نہیں بلکہ باعتبار غالب کے ہے نہیں تو خاوند کا غائب ہونا نہیں تقاضا کرتا اس کو کہ جائز ہے واسطے عورت کے کہ کسی کو اس کے گھر میں آنے کی اجازت دے بلکہ اس وقت اس کا منع ہونا زیادہ مؤکد ہے واسطے ثابت ہونے حدیثوں کے جو وارد ہیں بیچ نہی کے اوپر ان عورتوں کے جن کا خاوند ان سے غائب ہے اور احتمال ہے کہ اس کے واسطے مفہوم ہو اور وہ یہ ہے کہ جب وہ موجود ہو تو اس کی اجازت میسر ہوتی ہے اور اگر موجود نہ ہو تو دشوار ہوتی ہے سو اگر اس پر داخل ہونے کی ضرورت پڑے تو اس کے حکم کی حاجت نہیں واسطے دشوار ہونے اس کے کی اور یہ سب متعلق ہے ساتھ داخل ہونے کے عورت پر اور بہر حال مطلق داخل ہونا گھر میں ساتھ اس طور کے کہ اجازت دے کسی شخص کو بیچ داخل ہونے کسی جگہ کے گھر کے حقوق سے جس میں وہ رہتی ہے یا اس گھر میں جو اس کے رہنے سے علیحدہ ہو تو ظاہر ہے کہ یہ بھی پہلے کے ساتھ ملحق ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے یہ محمول ہے اس چیز پر جس کے ساتھ خاوند کی رضا مندی معلوم نہ ہو اور بہر حال اگر خاوند کی رضا مندی معلوم ہو تو اس میں کچھ حرج نہیں مانند اس شخص کی کہ جاری ہو عادت اس کے ساتھ داخل کرنے مہمانوں کی اس جگہ میں کہ ان کے واسطے تیار کی ہوئی ہو برابر ہے کہ حاضر ہو یا غائب سو ان کے داخل کرنے کے واسطے خاص اجازت کی حاجت نہیں بلکہ اجازت سابق کافی ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ اس کی اجازت لینا ضروری ہے اجمالا ہو یا تفصیلا اور یہ جو کہا بغیر اس کے حکم کے یعنی بغیر اس کے حکم صریح کے اور کیا رضا مندی کی علامت بھی صریح اجازت کے قائم مقام ہوتی ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے اور مراد شطر سے نصف ہے یعنی آدھا اور مراد آدھا ثواب ہے جیسا کہ دوسری روایت میں صریح آ چکا ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے یعنی بغیر اس کے حکم صریح کے اس قدر معین میں اور نہیں نفی کرتا یہ وجود اجازت سابق کو جو شامل ہو اس قدر کو اور جو اس کے سوائے ہے یا صریح یا ساتھ عرف کے اور معین کرتا ہے اس تاویل کو یہ کہ ثواب کو دونوں کے درمیان آدھا آدھا ٹھہرایا اور یہ معلوم ہے کہ جب خرچ کرے عورت بغیر اس کے صریح حکم کے اور بغیر اجازت عرف کے تو اس کو اجر نہیں ہوتا بلکہ اس کو گناہ ہوتا ہے پس متعین ہوگی یہ تاویل اور جاننا چاہیے کہ یہ سب فرض کیا گیا ہے اس چیز کے حق میں جس کی مقدار تھوڑی ہو اور باعتبار عرف کے خاوند کی رضا مندی اس کے ساتھ معلوم ہوا اور اگر اس پر زیادہ کرے تو جائز نہیں اور تائید کرتا ہے اس کی قول حضرت ﷺ کا عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جو بیوع میں گزر چکی ہے کہ جب خرچ کرے عورت اپنے گھر کے کھانے سے اس حال میں کہ نہ فاسد کرنے والی ہو سو اشارہ کیا اس کی طرف کہ اس قدر کے ساتھ خاوند کی رضا مندی عرف سے معلوم ہے اور نیز تنبیہ کی ساتھ طعام کے اوپر اس کے اس واسطے کہ سہولت کی جاتی ہے ساتھ اس کے عادت میں برخلاف نقدی کے یعنی چاندی، سونے کے بہت لوگوں کے حق میں

بہت احوال میں اور میں نے اس کا بیان زکوۃ میں بسط سے کیا ہے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ آدھا آدھا کرنے کے باب کی حدیث میں حمل کرنا ہو اس مال پر کہ دے مرد عورت کو خرچ میں سو جب خرچ کرے اس کو عورت بغیر اس کے علم کے تو اس کا ثواب دونوں کے درمیان آدھا آدھا ہو گا اس واسطے کہ وہ اصل میں مرد کی کمائی سے ہے اور اس واسطے کہ مرد کو ثواب ملتا ہے اس پر جو خرچ کرتا ہے اس کو اپنے گھر والوں پر اور ایک روایت میں تر چیز کا ذکر آیا ہے سو مراد یہ ہے کہ جو چیز ذخیرہ نہ کھا سکے اس کو خرچ کرے اور جو طعام ذخیرہ کہا سکتا ہو اس کو خرچ نہ کرے اور یہ جو کہا کہ روایت کیا ہے اس کو نیز ابوزناد نے موسیٰ سے اس نے اپنے باپ سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ روایت شعیب کی ابوزناد سے اعرج سے شامل ہے تین حکموں پر اور یہ کہ واسطے ابوزناد کے بیچ ایک تین احکام کے اور وہ روزہ عورت کا ہے اور سند ہے اور اس حدیث میں حجت ہے مالکیوں پر کہ وہ کہتے ہیں کہ جائز ہے واسطے باپ کے اور اس کی مانند کے داخل ہونا عورت کے گھر میں بغیر اجازت اس کے خاوند کے اور جواب دیا ہے انہوں نے حدیث سے ساتھ اس کے کہ یہ معارض ہے صلہ رحمی کو اور یہ کہ دونوں حدیثوں کے درمیان من وجہ عموم خصوص ہے پس حاجت ہے طرف مرجح کی اور ممکن ہے کہ کہا جائے بیچ جواب مالکیوں کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صلہ رحمی مستحب ہے ساتھ اس چیز کے کہ اصل اس کا مالک ہو اور دست اندازی خاوند کی گھر میں نہیں مالک ہے اس کی عورت مگر خاوند کی اجازت سے سو جس طرح کہ نہیں جائز ہے واسطے عورت کے یہ کہ سلوک کرے اپنے گھر والوں سے اپنے خاوند کے مال سے بغیر اس کے حکم کے تو اسی طرح ان کو گھر میں آنے کے واسطے اجازت دینا بھی جائز نہیں ہو گا۔ (فتح)

٤٧٩٧ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةَ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ وَأَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلٰى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَآءُ.

۴۷۹۷۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بہشت کے دروازے پر کھڑا ہوا سو اس کے داخل ہونے والوں میں اکثر محتاج لوگ تھے اور دولت مند عیش والے بہشت کے داخل ہونے سے روکے گئے ہیں مگر دوزخ والوں کو دوزخ کی طرف جانے کا حکم ہوا اور میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوا سو اچانک میں نے دیکھا کہ اس کے داخل ہونے والے اکثر عورتیں تھیں۔

**فائدہ:** اور مناسبت اس کی پہلے باب سے اس جہت سے ہے کہ اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ عورتیں اکثر اوقات اس نہی مذکورہ کی مرتکب ہوتی ہیں اسی واسطے اکثر دوزخی بھی ہوئیں۔

بَابُ كُفْرَانِ الْعَشِيرِ وَهُوَ الزَّوْجُ وَهُوَ الْخَلِيطُ مِنَ الْمُعَاشَرَةِ فِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیچ بیان کفران نعمت عشیر کے اور عشیر سے مراد خاوند ہے اور عشیر خلیط یعنی شریک کو بھی کہتے ہیں ماخوذ ہے معاشرت سے اس میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

**فائدہ:** یعنی لفظ عشیر کا دو چیزوں پر بولا جاتا ہے اور مراد ساتھ عشیر کے اس جگہ خاوند ہے اور مراد ساتھ اس کے آیت میں یعنی ﴿ولبئس العشير﴾ میں مخالط ہے۔

٤٧٩٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا نَحْوًا مِّنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ

۴۷۹۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج کو گہن لگا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور لوگ آپ کے ساتھ تھے سو قیام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام کرنا دراز یعنی بہت دیر سیدھے کھڑے رہے بقدر سورۂ بقرہ پڑھنے کے پھر رکوع کیا رکوع دراز پھر رکوع سے سر اٹھایا سو قیام کیا قیام دراز وہ پہلے قیام سے کم تھا پھر رکوع کیا رکوع دراز اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدہ کیا پھر کھڑے ہوئے اور قیام کیا قیام دراز اور وہ پہلے قیام سے کم تھا پھر رکوع کیا رکوع دراز اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر رکوع سے سر اٹھایا سو قیام کیا قیام دراز اور وہ پہلے قیام سے کم تھا پھر رکوع کیا رکوع دراز وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر رکوع سے سر اٹھایا پھر سجدہ کیا پھر نماز سے پھرے اور حالانکہ سورج روشن ہو چکا تھا پھر فرمایا کہ سورج اور چاند دو نشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں میں سے کسی کے مرنے جینے سے ان میں گہن نہیں پڑتا سو جب تم اس کو دیکھا کرو تو اللہ کو یاد کیا کرو لوگوں نے کہا یا حضرت! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے کوئی چیز پکڑی پھر ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹے، سو فرمایا کہ بے شک میں نے بہشت کو دیکھا یا فرمایا کہ مجھ کو بہشت دکھائی گئی تو میں نے اس میں سے انگور کا ایک گچھا لیا اور اگر میں اس کو

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ هٰذَا ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُ الْجَنَّةَ أَوْ أُرِيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَّلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَآءَ قَالُوْا لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ قِيْلَ يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلٰى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ.

پکڑتا تو البتہ تم اس میں سے ہمیشہ کھائے جاتے جب تک کہ دنیا باقی رہتی اور میں نے دوزخ کو دیکھا سو میں نے ایسی بد شکل چیز کبھی نہیں دیکھی جیسے آج دیکھی اور میں نے اس کے رہنے والی اکثر عورتیں دیکھیں لوگوں نے کہا یا حضرت! کس سبب سے عورتیں دوزخ میں زیادہ ہوں گی؟ فرمایا کہ ان کے کفر کے سبب سے کہا گیا کہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ فرمایا کہ خاوندوں کی نعمت کا کفر کرتی ہیں اور ان کا احسان نہیں مانتیں اگر تو ان میں سے کسی کے ساتھ ہمیشہ نیکی کرتا رہے پھر وہ تجھ سے کچھ چیز دیکھے یعنی بدی تو کہتی ہے کہ میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی۔

**فائدہ:** اس حدیث کی پوری شرح کسوف میں گزر چکی ہے اور قول لو احسنت الخ اس میں اشارہ ہے وجود سبب تہذیب کی اس واسطے کہ یہ سبب اس کے مانند اصرا کرنے والے کی ہے اوپر کفر نعمت کے اور گناہ پر اصرار کرنا عذاب کرنے کے سبب سے ہے۔

٤٧٩٩ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ أَبِيْ رَجَآءٍ عَنْ عِمْرَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَآءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَآءَ تَابَعَهُ أَيُّوْبُ وَسَلْمُ بْنُ زَرِيْرٍ.

۴۷۹۹۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے بہشت میں جھانکا تو میں نے اس کے اکثر لوگ محتاج دیکھے اور میں نے دوزخ میں جھانکا تو اس کے اکثر لوگ عورتیں دیکھیں، متابعت کی اس کی ایوب اور اسلم نے۔

بَابُ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ قَالَهُ أَبُوْ جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں کہ تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے کہا ہے اس کو ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

٤٨٠٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ

۴۸۰۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ! کیا مجھ کو خبر نہیں ہوئی کہ تو

يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا.

دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات بھر نماز پڑھا کرتا ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں! یا حضرت! حضرت ﷺ نے فرمایا سو ایسا نہ کیا کر سو کبھی روزہ رکھ اور کبھی نہ رکھ اور رات کو نماز پڑھ اور سویا بھی کر اس واسطے کہ تیرے بدن کا تجھ پر حق ہے اور تیری جان کا تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ جب پہلے باب میں خاوند کا حق بیوی پر ذکر کیا تو اس میں اس کے برعکس ذکر کیا اور یہ کہ نہیں لائق ہے کہ سختی کرے اپنی جان پر عبادت میں تا کہ ضعیف ہو جائے قائم ہونے سے ساتھ حق اس کے کی جماع سے اور کمائی سے اور اختلاف ہے علماء کو اس شخص کے حق میں جو اپنی بیوی کے جماع سے باز رہے اگر بغیر ضرورت کے ہو تو اس کو اس پر لازم کیا جائے یا ان کے درمیان تفریق کی جائے اور اسی طرح احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے اور مشہور نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ یہ اس پر واجب نہیں اور بعض نے کہا کہ یہ ہر چار راتوں میں ایک بار واجب ہے اور بعض نے کہا کہ ہر چار راتوں میں ایک بار اور بعض نے کہا کہ ہر طہر میں ایک بار۔ (فتح)

## بَابُ الْمَرْأَةِ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا.

عورت حاکم ہے اپنے خاوند کے گھر میں۔

٤٨٠١ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهِ وَالْأَمِيْرُ رَاعٍ وَّالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى أَهْلِ بَيْتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهِ.

۴۸۰۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک آدمی حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا بادشاہ حاکم ہے سب ملک پر اور مرد حاکم ہے اپنے گھر والوں پر اور عورت حاکم ہے اپنے خاوند کے گھر پر اور اس کی اولاد پر سو تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح احکام میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ مرد حاکم ہیں عورتوں پر بہ سبب اس کے کہ بڑائی دی ہے اللہ نے ایک کو ایک پر اللہ کے اس قول تک بے شک اللہ ہے سب سے اوپر بڑا۔

**فائدہ:** ساری آیت کا ترجمہ یہ ہے اور بہ سبب اس کے کہ خرچ کیا ہے انہوں نے اپنے مال سے پھر جو نیک بخت عورتیں ہیں سو حکم بردار ہیں خبر داری کرتی ہیں پیٹھ پیچھے اللہ کی خبر داری سے اور جن کی بدخوئی کا تم کو ڈر ہو تو ان کو سمجھاؤ اور جدا کرو ان کو سونے میں پھر اگر تمہارا حکم مانیں تو مت تلاش کرو ان پر راہ الزام کا بے شک اللہ ہے سب سے اوپر بڑا۔

**فائدہ:** اور ساتھ سیاق کے آیت کے ظاہر ہوتی ہے مطابقت ترجمہ کی اس واسطے کہ مراد اس جگہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے کہ اور جدا کرو ان کو سونے میں پس یہی ہے جو مطابق ہے حضرت ﷺ کے قول کو کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایک مہینہ قسم کھائی اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے کہ حضرت ﷺ نے ان سے ہجرت کی اور ان سے جدا ہوئے۔ (فتح)

۴۸۰۲ ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اٰلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِّسَآئِهٖ شَهْرًا وَّقَعَدَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَّهٗ فَنَزَلَ لِتِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ اٰلَيْتَ عَلٰى شَهْرٍ قَالَ إِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ.

۴۸۰۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی عورتوں سے ایک مہینہ قسم کھائی یعنی ان سے جدا ہوئے اور اپنے ایک بالا خانے میں بیٹھے پھر انتیس دن کے بعد بالا خانے سے اترے تو کسی نے کہا کہ یا حضرت! آپ نے ایک مہینے کی قسم کھائی تھی فرمایا مہینہ کبھی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے یعنی اور یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔

**فائدہ:** اور قائل اس کے عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں، کما تقدم اور پوشیدہ رہی ہے اسماعیلی پر وجہ مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے سوا اس نے کہا نہیں ظاہر ہوا داخل ہونا اس حدیث کا اسی باب میں اور نہ تفسیر آیت کی جس کو ذکر کیا ہے۔

بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآئَهٗ فِيْ غَيْرِ بُيُوْتِهِنَّ.

جدا ہونا حضرت ﷺ کا اپنی بیویوں سے ان کے گھروں کے سوائے اور جگہ میں۔

**فائدہ:** گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف قول اللہ تعالیٰ کے کہ ﴿واهجروهن في المضاجع﴾ نہ کہ اس کا کوئی مفہوم نہیں ہے اور یہ کہ جائز ہے جدا ہونا زیادہ اس سے جیسا کہ واقع ہوا واسطے حضرت ﷺ کے کہ آپ اپنی عورتوں سے بالا خانے میں جدا ہوئے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے، کما سیاتی۔

وَيُذْكَرُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ رَفْعُهُ غَيْرَ أَنْ لَا تَهْجَرَ إِلَّا فِي الْبَيْتِ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ.

اور ذکر کیا جاتا ہے معاویہ رضی اللہ عنہ سے بطور رفع کے لیکن نہ جدا ہو اس سے مگر گھر میں اور اول زیادہ ترصحیح ہے۔

**فائدہ:** یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا کہ روایت کیا ہے اس کو احمد اور ابو داؤد وغیرہ نے اور اس میں ہے کہ کیا حق ہے عورت کا مرد پر فرمایا اس کو کھلائے جب وہ کھائے اور اس کو پہنائے جب کہ پہنے اور نہ مارے اس کو منہ پر اور نہ اس کو برا کہے اور نہ جدا ہو اس سے مگر گھر میں اور اول یعنی انس رضی اللہ عنہ کی حدیث زیادہ ترصحیح ہے اور یہ اس طرح ہے لیکن تطبیق ممکن ہے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کاری گری تقاضا کرتی ہے کہ یہ طریق صلاحیت رکھتا ہے واسطے حجت پکڑنے کے اگرچہ صحت میں اس سے کم ہے، کہا ابن منیر نے کہ مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ عورت سے جدا ہونا جائز ہے کہ ہو گھر میں اور غیر گھر میں اور یہ کہ جو حصر کہ مذکور ہے معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نہیں عمل کیا گیا ہے ساتھ اس کے بلکہ گھروں کے سوائے اور جگہ میں بھی جدا ہونا جائز ہے جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اور حق یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ اختلاف احوال کے سو بہت وقت گھر میں جدا رہنا سخت تر ہوتا ہے جدا ہونے سے بیچ غیر گھر کے اور بالعکس بلکہ غالب یہ ہے کہ گھر کے سوا اور جگہ میں جدا ہونا زیادہ تر درد پہنچانے والا ہے واسطے نفوس کے اور خاص کر عورتوں کے واسطے ضعیف ہونے ان کے دل کے اور اختلاف کیا ہے تفسیر والوں نے کہ آیت میں ہجران سے کیا مراد ہے سو جمہور اس پر ہیں کہ وہ ترک کرنا دخول کا ہے اوپر ان کے اور ٹھہرنے کا نزدیک ان کے یعنی نہ ان پر داخل ہو اور نہ ان پر ٹھہرو بنا برظاہر آیت کے اور وہ ماخوذ ہے ہجران سے ساتھ معنی دور ہونے کے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ نہ لیٹے اور بعض نے کہا کہ لیٹے اور اس سے اپنی پیٹھ پھیرے اور بعض نے کہا کہ اس کے ساتھ جماع نہ کرے اور بعض نے کہا کہ اس سے جماع کرے لیکن اس کے ساتھ کلام نہ کرے اور بعض نے کہا کہ ان سے سخت بات کہے اور بعض سے کہا کہ ان کو گھروں میں باندھو اور مارو یہ قول طبری کا ہے۔ (فتح)

۴۸۰۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ أَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَفَ لَا يَدْخُلُ عَلٰى بَعْضِ أَهْلِهِ شَهْرًا فَلَمَّا مَضٰى تِسْعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ يَوْمًا غَدَا

۴۸۰۳۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ اپنی بعض عورتوں پر ایک مہینہ داخل نہ ہوں سو جب انتیس دن گزر چکے تو صبح کو یا دوپہر سے پیچھے ان کے پاس گئے تو کسی نے کہا یا حضرت! آپ نے قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ ان پر داخل نہیں ہوں گے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ کبھی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

عَلَيْهِنَّ أَوْ رَاحَ فَقِيْلَ لَهُ يَا نَبِيَّ اللهِ حَلَفْتَ أَنْ لَّا تَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا قَالَ إِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعَةً وَّعِشْرِيْنَ يَوْمًا.

٤٨٠٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ يَعْفُوْرٍ قَالَ تَذَاكَرْنَا عِنْدَ أَبِي الضُّحٰى فَقَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ أَصْبَحْنَا يَوْمًا وَّنِسَآءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِيْنَ عِنْدَ كُلِّ امْرَأَةٍ مِّنْهُنَّ أَهْلُهَا فَخَرَجْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا هُوَ مَلَّانُ مِنَ النَّاسِ فَجَآءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَصَعِدَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ غُرْفَةٍ لَّهُ فَسَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ فَنَادَاهُ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَطَلَّقْتَ نِسَآئَكَ فَقَالَ لَا وَلٰكِنْ اٰلَيْتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا فَمَكَثَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ ثُمَّ دَخَلَ عَلٰى نِسَآئِهٖ.

۴۸۰۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن ہم نے صبح کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں روتی تھیں ان میں سے ہر عورت کے پاس اس کے گھر والے تھے سو میں مسجد کی طرف نکلا سو اچانک میں نے دیکھا کہ مسجد آدمیوں سے بھری ہے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چڑھے اور وہ اپنے بالا خانے میں تھے سو کسی نے ان کو جواب نہ دیا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سلام کیا سو کسی نے ان کو جواب نہ دیا پھر سلام کیا پھر بھی کسی نے ان کو سلام کا جواب نہ دیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پکارا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اندر داخل ہوئے سو عرض کیا کہ کیا آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں! لیکن میں نے ان سے ایک مہینہ قسم کھائی ہے کہ ان پر ایک مہینہ داخل نہیں ہوں گا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انتیس دن ٹھہرے پھر اپنی عورتوں پر داخل ہوئے۔

**فائدہ:** یہ جو کہا کہ میں مسجد کی طرف نکلا تو مسجد آدمیوں سے بھری تھی تو اس سے معلوم ہوا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس قصے میں موجود تھے اور اس کی دراز حدیث جو پہلے گزر چکی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہیں پہچانا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس قصے کو مگر عمر رضی اللہ عنہ سے لیکن احتمال ہے کہ اس کو مجمل طور سے پہچانا ہو پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو مفصل بیان کیا جب کہ انہوں نے دو عورتوں کا حال پوچھا جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چڑھائی کی تھی۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ضَرْبِ النِّسَآءِ وَقَوْلِ اللهِ ﴿وَاضْرِبُوْهُنَّ﴾ أَيْ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ.

باب ہے بیان اس چیز کے کہ مکروہ ہے مارنے عورتوں کے سے اور بیان نیں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے کہ ان کو مارو یعنی ایسی مار جو سخت نہ ہو یعنی مراد مارنے سے آیت میں وہ مار ہے جو سخت نہ ہو۔

**فائدہ:** اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ ان کو مارنا مطلق مباح نہیں بلکہ بعض مار مکروہ تنزیہی ہے اور بعض مکروہ تحریمی کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو کہا یعنی ایسی مار جو سخت نہ ہو تو یہ تفسیر نکالی گئی ہے حضرت ﷺ کے اس قول سے ضرب العبد کما سیاتی اور البتہ آیا ہے یہ صریح عمرو بن احوص کی حدیث میں کہ وہ حجۃ الوداع میں حضرت ﷺ کے ساتھ حاضر تھا سو ذکر کی اس نے حدیث دراز اس میں ہے کہ اگر ایسا کریں تو جدائی کرو ان سے خواب گاہوں میں اور مارو ان کو ایسی مار جو سخت نہ ہو، الحدیث روایت کیا ہے اس کو اصحاب سنن نے اور مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ کی دراز حدیث میں ہے کہ اگر وہ ایسا کریں تو ان کو ایسی مار مارو جو ان کو ہلاک نہ کر ڈالے میں کہتا ہوں پہلے گزر چکا ہے کہ منہ کو مارنا منع ہے۔ (فتح)

٤٨٠٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي اٰخِرِ الْيَوْمِ.

۴۸۰۵۔ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنی عورت کو نہ مارے جیسے غلام کو مارتا ہے پھر اس سے صحبت کرے دن کے آخر میں۔

**فائدہ:** مسلم کی روایت میں ہے جیسے لونڈی کو مارتا ہے اور ایک روایت میں ہے جیسے اونٹ کو مارتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ شاید دن کے آخر میں اس سے صحبت کرے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ادب سکھانا غلام کو ساتھ مار سخت کے اور اشارہ ہے طرف اس کے کہ عورتوں کو اس سے کم مارنا جائز ہے اور طرف اسی کے اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ قول اپنے کے غیر مبرح اور سیاق میں بعید جاننا وقوع دونوں امروں کا ہے یعنی ان دونوں امروں کا عاقل سے واقع ہونا بعید ہے کہ اپنی عورت کے مارنے میں مبالغہ کرے پھر اس سے صحبت کرے اسی دن یا اسی رات کے آخر میں اور صحبت اور باہم لیٹنا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خوب ہوتی ہے ساتھ میل نفس کے اور رغبت کے بیچ عشرت کے اور جس کو مار پڑے وہ اکثر نفرت کرتا ہے مارنے والے سے سو واقع ہوا اشارۃً طرف برائی اس کی کے اور یہ کہ اگر مارنے کی ضرورت ہو تو چاہیے کہ تھوڑی مار مارے ساتھ اس طور کے کہ نہ حاصل ہو اس سے نفرت پوری سو نہ زیادتی کرے مار میں اور نہ زیادتی کرے تادیب میں کہا مہلب نے بیان کیا حضرت ﷺ نے ساتھ قول اپنے کے جیسے غلام کو مارتا ہے کہ غلام کی مار زیادہ ہے آزاد کی مار سے واسطے جدا جدا ہونے حالت دونوں کے اور اس واسطے کہ مارنا عورت کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مباح ہوا ہے اس سبب سے کہ اس نے اپنے خاوند کی نافرمانی کی اس چیز میں جو واجب تھی اس کے حق میں اوپر اس کے اور وارد ہوئی ہے نہی مارنے عورتوں کے سے مطلق سو احمد اور ابو داؤد اور نسائی میں عبداللہ بن ابی ذباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ مارو اللہ کی

لونڈیوں کو یعنی عورتوں کو سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے عرض کیا کہ عورتوں نے اپنے خاوندوں پر سرکشی کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مارنے کی اجازت دی مردوں نے ان کو مارا سو بہت عورتیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد گھومیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ پیغمبر کے گرد ستر عورتیں گھومیں سب اپنے خاوندوں کا گلہ کرتی ہیں یہ لوگ تم میں بہتر نہیں ہیں کہا شافعی رحمہ اللہ نے احتمال ہے کہ نہی بنا بر اختیار کے ہو اور اجازت واسطے اباحت کے ہو اور احتمال ہے کہ پہلے مارنا منع ہو پھر مارنے کی آیت اتری تو مارنے کی اجازت دی اور یہ جو فرمایا کہ جو تم میں بہت بہتر ہے وہ نہیں مارتا تو اس میں دلالت ہے اس پر کہ ان کا مارنا فی الجملہ مباح ہے اور محل اس کا یہ ہے کہ مارے اس کو واسطے تادیب کے جب اس سے مکروہ چیز دیکھے اس چیز میں جو عورت پر واجب ہے کہ اگر جھڑکے وغیرہ کے ساتھ کفایت کرے تو افضل ہے اور جب تک کہ ممکن ہو پہنچنا طرف غرض کے ساتھ وہم دلانے کے تو نہ عدول کیا جائے اس سے طرف فعل کے واسطے اس چیز کے کہ بیچ واقع ہونے اس کے کی ہے نفرت سے جو ضد ہے واسطے حسن معاشرت کے جو مطلوب ہے نکاح اور زوجیت میں مگر اس وقت جب کہ ہو بیچ ایسے کام کے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ساتھ متعلق ہے اور روایت کی ہے نسائی نے باب میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کبھی کسی اپنی عورت کو مارا اور نہ غلام کو اور نہ اپنے ہاتھ سے کسی کو مارا مگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جب اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کی حرمت نہ رہے سو اللہ تعالیٰ کے واسطے بدلہ لیتے۔ (فتح)

## بَابٌ لَّا تُطِيعُ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا فِي مَعْصِيَةٍ.

عورت اپنے خاوند کا کہنا نہ مانے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں۔

**فائدہ:** چونکہ پہلا باب مشعر ہے ساتھ بلانے عورت کے طرف فرمانبرداری اپنے خاوند کی کے ہر چیز میں کہ اس کو مکروہ جانے تو خاص کیا اس کو ساتھ اس چیز کے جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو سو اگر مرد اپنی عورت کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف بلائے تو واجب ہے اس پر کہ باز رہے سو اگر اس پر مارے تو مرد کو گناہ ہوگا۔ (فتح)

٤٨٠٦ ـ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ هُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ زَوَّجَتْ ابْنَتَهَا فَتَمَعَّطَ شَعَرُ رَأْسِهَا فَجَآءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَتْ إِنَّ زَوْجَهَا أَمَرَنِي أَنْ أَصِلَ فِي شَعَرِهَا فَقَالَ لَا إِنَّهُ قَدْ لُعِنَ

۴۸۰۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک ایک انصاری عورت نے اپنی بیٹی نکاح کر دی یعنی ایک مرد کو تو اس کے سر کے بال گر پڑے تو وہ عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا سو کہا کہ اس کے خاوند نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں اس کے بالوں میں اور بال جوڑوں یعنی اس کا کیا حکم ہے، درست ہے یا نہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جائز نہیں تحقیق شان یہ ہے کہ

الْمُوْصِلَاتُ. لعنت کی گئیں وہ عورتیں جو دوسری عورت کے بال میں بال کو جوڑیں یا جو اپنے بال میں بال جوڑائیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لباب میں آئے گی اور مطابقت حدیث کی ساتھ ترجمہ کے اس طور سے ہے کہ ساس کا بال جوڑنا بھی بجائے جوڑنے عورت کے ہے تو گویا کہ یہ بھی اپنے خاوند کا حکم ماننا ہے اس واسطے کہ وہ اس کے خاوند کے حکم سے اس پر آمادہ ہوئی تھی سو ایسے کام میں خاوند کی فرمانبرداری جائز نہیں۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾. باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند کی سرکشی سے یا جی بھر جانے سے۔

فائدہ: یہ باب اور اس کی حدیث سورہ نساء کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور اس کا سیاق اس جگہ بہت پورا ہے اور میں نے ذکر کیا ہے اس جگہ سبب اترنے اس کے کا اور کس کے حق میں اتری اور جب دونوں راضی ہو جائیں اس پر کہ عورت کے واسطے باری نہیں تو کیا عورت کے واسطے جائز ہے کہ اس میں رجوع کرے؟ سو کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور علی رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کہ اگر رجوع کرے یعنی اپنی باری مانگے تو لازم ہے مرد پر کہ اس کے واسطے باری تقسیم کرے اور اگر چاہے تو اس سے جدا ہو اور حسن سے روایت ہے کہ نہیں ہے واسطے عورت کے کہ قول اقرار توڑے اور یہ قیاس قول مالک کا ہے۔ (فتح)

۴۸۰۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾ قَالَتْ هِيَ الْمَرْأَةُ تَكُوْنُ عِنْدَ الرَّجُلِ لَا يَسْتَكْثِرُ مِنْهَا فَيُرِيْدُ طَلَاقَهَا وَيَتَزَوَّجُ غَيْرَهَا تَقُوْلُ لَهٗ أَمْسِكْنِيْ وَلَا تُطَلِّقْنِيْ ثُمَّ تَزَوَّجْ غَيْرِيْ فَأَنْتَ فِيْ حِلٍّ مِّنَ النَّفَقَةِ عَلَيَّ وَالْقِسْمَةِ لِيْ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَّالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾.

۴۸۰۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی سرکشی یا روگردانی سے ڈرے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مراد وہ عورت ہے جو مرد کے پاس ہو کہ وہ اس سے بہت صحبت نہیں رکھتا اور ارادہ کرتا ہے کہ اس کو طلاق دے اور اس کے سوائے اور عورت سے نکاح کرے وہ کہتی ہے کہ مجھ کو اپنے پاس رہنے دے اور طلاق نہ دے اور میرے سوائے اور عورت سے نکاح کر لے میں نے تجھ کو اپنا خرچ اور اپنی باری معاف کر دی سو یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے سو نہیں گناہ ان پر کہ دونوں آپس میں صلح کریں اور صلح بہتر ہے۔

بَابُ الْعَزْلِ. باب ہے عزل کے بیان میں۔

فائدہ: عزل یہ ہے کہ عورت سے صحبت کرے جب منی نکلنے کا وقت ہو تو عورت کی شرم گاہ سے ذکر کو باہر نکال کے

منی ڈالے۔

۴۸۰۸ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۸۰۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عزل کیا کرتے تھے۔

**فائدہ:** ایک روایت ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ عزل کے حکم سے پوچھے گئے تو تب انہوں نے یہ کہا۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ وَعَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَآءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عزل کرتے تھے اور حالانکہ قرآن اترتا تھا اور دوسری روایت میں ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عزل کرتے تھے اور قرآن اترتا تھا۔

**فائدہ:** ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا سفیان نے جب کہ اس حدیث کو روایت کیا کہ اگر حرام ہوتا تو اس میں قرآن اترتا اور یہ سفیان کا استنباط ہے اور بعض نے اس کو جابر رضی اللہ عنہ کا قول ٹھہرایا ہے اور کہا ابن دقیق العید نے کہ استدلال جابر رضی اللہ عنہ کا ساتھ تقریر کے اللہ تعالیٰ سے غریب ہے اور ممکن ہے کہ استدلال کیا جائے ساتھ تقریر رسول کے لیکن یہ شرط ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جانا ہو انتہی ، اور کافی ہے بیچ جاننے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کو قول صحابی کا کہ اس نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کیا یعنی صحابہ کا یہ کہنا کافی ہے واسطے ثابت کرنے اس بات کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جانا اور یہ مسئلہ مشہور ہے اصول میں اور حدیث کے علم میں کہ صحابی جب اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی طرف منسوب کرے تو اس کے واسطے حکم رفع کا ہے نزدیک اکثر کے اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر اطلاع ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا واسطے بہت ہونے باعث ان کے اوپر پوچھنے احکام کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اگر اس کو منسوب نہ کرے تو اس کے واسطے حکم رفع کا ہے اور نزدیک ایک قوم کے اس واسطے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے تصریح کی ہے ساتھ واقع ہونے اس کے کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور البتہ وارد ہوئی ہیں چند حدیثیں جن میں تصریح ہے اس کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر اطلاع ہوئی اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ جس نے اس کو استنباط کیا خواہ جابر رضی اللہ عنہ ہو یا سفیان رضی اللہ عنہ ارادہ کیا ہے اس نے ساتھ اترنے قرآن کے جو پڑھا جائے عام تر اس سے کہ ہو جس کی تلاوت عبادت ہے غیر اس کا اس قسم سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی ہوتی تھی سو گویا

کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے اس کو تشریع کے زمانے میں کیا اور اگر حرام ہوتا تو ہم اس پر برقرار نہ رکھے جاتے اور نیز روایت کی ہے مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ ہم حضرت ﷺ کے زمانے میں عزل کیا کرتے تھے سو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی تو آپ نے ہم کو منع نہ کیا اور مسلم کی ایک روایت میں جابر رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میری ایک لونڈی ہے میں اس سے صحبت کرتا ہوں اور میں برا جانتا ہوں کہ اس کو حمل ہو حضرت ﷺ نے فرمایا عزل کر اس سے اگر تو چاہے سو جو اس کی تقدیر میں لکھا ہے اس کو ہوگا پھر کچھ دن کے بعد وہ مرد آیا سو اس نے کہا کہ لونڈی کو حمل ہوا حضرت ﷺ نے فرمایا میں نے تجھ کو خبر دی تھی سو ان طریقوں میں وہ چیا ہے جو بے پرواہ کرتی ہے استنباط سے اس واسطے کہ ایک میں تو تصریح ہے کہ حضرت ﷺ کو اس پر اطلاع ہوئی اور دوسری میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کی اجازت دی اگرچہ سیاق مشعر ہے کہ خلاف اولیٰ ہے۔ (فتح)

۴۸۰۹ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَآءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَّالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ أَصَبْنَا سَبْيًا فَكُنَّا نَعْزِلُ فَسَأَلْنَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَوَإِنَّكُمْ لَتَفْعَلُوْنَ قَالَهَا ثَلَاثًا مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا هِيَ كَائِنَةٌ.

۴۸۰۹۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے غزوہ بنی مصطلق میں قیدی پائے یعنی کافرون کی عورتیں بندی پکڑی آئیں سو ہم عزل کیا کرتے تھے سو ہم نے حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم کرتے ہو یہ آپ نے تین بار فرمایا کوئی روح ہونے والی قیامت تک نہیں مگر کہ وہ اس جہان میں پیدا ہوگی۔

**فائدہ**: اور سبب عزل کا دو چیزیں ہیں ایک مکروہ جاننا اس بات کا کہ لونڈی سے اولاد پیدا ہو اور وہ یا عار ہے اس سے اور یا تا کہ نہ دشوار ہو بیع لونڈی کے جب کہ ہو ام ولد دوسرے یہ کہ حاملہ ہو وہ عورت جو صحبت کی جاتی ہو اور حالانکہ وہ دودھ پلاتی ہے سو یہ لڑکے شیر خوار کو ضرر کرے اور ایک روایت میں ہے **لا علیکم ان لا تفعلوا** تو اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں گناہ تم پر عزل کرنے میں یا نہیں واجب تم پر چھوڑنا اس کا اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں کوئی حرج تم پر اس کے نہ کرنے میں سو اس میں نفی حرج کی ہے عدم فعل سے پس مفہوم ہوا ثبوت حرج کا عزل کے کرنے میں اور اگر ہو مراد نفی جرح کی فعل سے تو فرماتے **لا علیکم ان تفعلوا** خلاصہ یہ ہے کہ یہ تمہارا خیال عام ہے جو روح ہونے والی ہے وہ ضرور پیدا ہوگی اور تمہاری تدبیر کچھ نہ چلے گی سو عزل کرنے میں کچھ فائدہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس روح کا پیدا ہونا مقرر کیا ہے اس کو عزل روک نہیں سکتا سو کبھی سبقت کرتی ہے منی اور عازل کو مطلق کچھ خبر نہیں ہوتی پس حاصل ہوتا ہے علوق اور لاحق ہوتا ہے اس کو ولد اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھا ہے اس کو کوئی پھیرنے والا نہیں اور اولاد کے حصول سے بھاگنا بہت اسباب کے واسطے ہوتا ہے ایک خوف علوق اس

بیوی کا جو لونڈی ہوتا کہ نہ ہو اولاد غلام یا داخل ہونا ضرر کا اوپر بچے شیر خوار کے جب کہ موطورہ دودھ پلانے والی
یا واسطے بھاگنے کے بہت ہونے عیال کے سے جب کہ ہو مرد تنگ گزران اور کوئی چیز ان میں سے اللہ کی تقدیر کو نہیں
روک سکتی اور احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے عزل کا حکم پوچھا تو
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس پانی سے اولاد پیدا ہوگی اگر تو اس کو پتھر پر ڈالے تو البتہ اللہ اس سے اولاد نکالے اور
نہیں سب صورتوں میں جن کے سبب سے عزل واقع ہوتا ہے وہ چیز کہ عزل اس میں راجح ہو سوائے پہلی صورت کے
جو مسلم کی حدیث میں ہے اور وہ یہ خوف ہے کہ دودھ پلانے والی کو حمل ہو جائے اور حمل شیر خوار بچے کو ضرر کرے اس
واسطے کہ وہ اس قسم سے ہے کہ تجربہ کیا گیا ہے سو اس نے غالبا ضرر کیا لیکن واقع ہوا ہے باقی حدیث میں نزدیک مسلم
کہ اس سبب سے عزل کرنا فائدہ نہیں دیتا واسطے اس احتمال کے کہ واقع ہو حمل بغیر اختیار کے اور مسلم میں ہے کہ ایک
مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میں اپنی عورت سے عزل کرتا ہوں واسطے شفقت کرنے کے اس کے
بچے پر تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس طرح ہے تو نہ عزل کر نہیں ضرر کرتا یہ فارس اور روم والوں کو اور نیز عزل
میں داخل کرنا ضرر کا ہے عورت پر اس واسطے کہ اس میں اس کی لذت کا فوت کرنا ہے اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف
نے بیچ حکم عزل کے کہا ابن عبدالبر نے کہ علماء کو اس میں اختلاف نہیں یعنی علماء کا اتفاق ہے اس پر کہ نہ عزل کرے
آزاد بیوی سے مگر اس کی اجازت سے اس واسطے کہ جماع اس کا حق ہے اور واسطے اس کے مطالبہ ہے ساتھ اس کے
اور نہیں ہے جماع معروف مگر وہ چیز کہ نہ لاحق ہو اس کو عزل اور موافق ہوا ہے اس کو اجماع کے نقل کرنے میں ابن
ہبیرہ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ معروف شافعیوں کے نزدیک یہ ہے کہ عورت کے واسطے جماع میں بالکل
حق نہیں پھر خاص اس مسئلے میں نزدیک شافعیوں کے خلاف مشہور ہے بیچ جائز ہونے عزل کے آزاد عورت سے بغیر
اس کی اجازت کے، کہا غزالی وغیرہ نے کہ جائز ہے اور یہی صحیح ہے نزدیک متاخرین کے اور حجت پکڑی ہے جمہور
نے واسطے اس کے ساتھ حدیث عمر رضی اللہ عنہ کے کہ منع کیا حضرت ﷺ نے عزل آزاد عورت سے مگر اس کی اجازت سے
اور اس کی سند ضعیف ہے اور وجہ دوسری واسطے شافعیہ کے جزم ہے ساتھ منع کے جب کہ باز رہے اور جب راضی ہو
تو صحیح تر قول جواز ہے اور یہ سب اختلاف آزاد عورت میں ہے اور لیکن لونڈی سو اگر بیوی ہو تو وہ مرتب ہے آزاد
عورت پر اگر اس میں جائز ہے تو لونڈی میں بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور اگر باز رہے تو دو وجہ ہیں صحیح تر جواز ہے واسطے
پرہیز کرنے کے غلام بنانے اولاد کے سے اور اگر سریہ ہو تو ان کے نزدیک بالاتفاق جائز ہے مگر ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا
کہ مطلق منع ہے اور اگر لونڈی سے اولاد طلب کی گئی ہو تو اس میں راجح جواز ہے مطلق اور اتفاق ہے تینوں مذہبوں کا
اس پر کہ نہ عزل کیا جائے آزاد عورت سے مگر اس کی اجازت سے اور اگر لونڈی ہو تو اس کی اجازت کے بغیر بھی عزل
کرنا جائز ہے اور اختلاف ہے اس لونڈی میں جو نکاح کی گئی ہو سو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کے سردار سے

اجازت لینے کی حاجت ہے اور یہ قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے اور راجح نزدیک احمد کے اور ابو یوسف اور محمد نے کہا کہ اجازت اس عورت کے واسطے ہے یعنی اس کے اختیار میں ہے اور یہ ایک روایت میں احمد سے اور ایک روایت اس سے یہ ہے کہ دونوں کی اجازت لے اور ایک روایت میں ہے کہ عزل موؤد خفی ہے لیکن مراد اس سے نہی تنزیہی ہے اور اختلاف بیچ علت نہی کے عزل سے کہ منع کیوں ہے سو بعض کے کہا کہ واسطے فوت کرنے حق عورت کے اور بعض نے کہا کہ واسطے معاندہ اور مقابلہ تقدیر کے اور اسی کو تقاضا کرتی ہیں اکثر حدیثیں جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں اور قول اول مبنی ہے اوپر صحیح ہونے حدیث کے جو فرق کرنے والی ہے درمیان آزاد عورت اور لونڈی کے اور کہا امام الحرمین نے کہ اگر اتفاقاً بغیر قصد کے عورت کے فرج سے باہر انزال کرے تو اس کے ساتھ نہی متعلق نہیں ہوتی اور عزل کے حکم سے نکالا جاتا ہے حکم اس عورت کا جو نطفے کے گرانے کے واسطے علاج کرے پہلے پھونکنے روح کے سو جو اس جگہ منع کرتا ہے وہ اس جگہ بطریق اولیٰ منع کرتا ہے اور جو عزل کو جائز کہتا ہے تو ممکن ہے کہ لاحق ہو ساتھ اس کے یہ اور ممکن ہے کہ فرق کیا جائے ساتھ اس طور کے کہ عمل کرنا مستحب تر ہے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوا ہے عزل میں استعمال کرنا اسباب کا اور معالجہ نطفے کے گرانے کا واقع ہوتا ہے بعد استعمال کرنے اسباب کے اور ملحق ہے ساتھ اس مسئلے کے استعمال کرنا عورت کا اس چیز کو جو بالکل حمل کو قطع کر ڈالے کہ کبھی حمل نہ ٹھہرے اور فتویٰ دیا ہے بعض متاخرین شافعیوں نے ساتھ منع کے اور وہ مشکل ہے اوپر قول ان کے کی ساتھ مباح ہونے عزل کے مطلق اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے عمدہ عورتیں عرب کی پائیں اور دراز ہوا ہم پر مجرد رہنا اور ہم نے چاہا کہ متعہ کریں اور ہم نے فداء چاہا تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے عرب لوگوں کی لونڈی غلام بنانے کو، وقد تقدم بیانہ فی العتق اور واسطے اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے مشرک عورت کی صحبت ساتھ ملک یمین کے اگرچہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ میں سے نہ ہو اس واسطے کہ قوم بنی مصطلق بت پرست تھی لیکن احتمال ہے کہ قید عورتیں صحبت سے پہلے مسلمان ہوگئی ہوں اور مراد فداء سے ارادہ قیمت کا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْقُرْعَةِ بَيْنَ النِّسَآءِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا.

عورتوں کے درمیان قرعہ ڈالنا جب کہ سفر کا ارادہ کرے۔

٤٨١٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَآئِهِ فَطَارَتِ الْقُرْعَةُ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۴۸۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی عورتوں کے درمیان قرعہ ڈالتے سو حاصل ہوا قرعہ واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے یعنی قرعہ ان کے نام پر نکلا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب رات ہوتی تو عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ چلتے اس کے ساتھ بات چیت کرتے تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے

وَحَفْصَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَ يَتَحَدَّثُ فَقَالَتْ حَفْصَةُ أَلَا تَرْكَبِيْنَ اللَّيْلَةَ بَعِيْرِيْ وَأَرْكَبُ بَعِيْرَكِ تَنْظُرِيْنَ وَأَنْظُرُ فَقَالَتْ بَلٰى فَرَكِبَتْ فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى جَمَلِ عَائِشَةَ وَعَلَيْهِ حَفْصَةُ فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ سَارَ حَتّٰى نَزَلُوْا وَافْتَقَدَتْهُ عَائِشَةُ فَلَمَّا نَزَلُوْا جَعَلَتْ رِجْلَيْهَا بَيْنَ الْإِذْخِرِ وَتَقُوْلُ يَا رَبِّ سَلِّطْ عَلَيَّ عَقْرَبًا أَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِيْ وَلَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَقُوْلَ لَهٗ شَيْئًا .

کہا کہ کیا تو نہیں سوار ہوتی آج رات میرے اونٹ پر اور سوار ہوں میں تیرے اونٹ پر تو میرے اونٹ کو دیکھے اور میں تیرے اونٹ کو دیکھوں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیوں نہیں! سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی طرف بڑھے اور اس پر حفصہ رضی اللہ عنہا تھیں سو ان کو سلام کیا پھر چلے یہاں تک کہ اترے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گم کیا یعنی اتفاقا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا پڑیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گفتگو میسر نہ ہوئی پھر جب اترے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے دونوں پاؤں اذخر کے گھاس میں ڈالے اور کہتی تھی الٰہی! غالب کر مجھ پر کسی بچھو یا سانپ کو جو مجھ کو کاٹے اور میں اس کو کہہ نہ سکوں۔

**فائدہ:** ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بچھو مجھ کو کاٹے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے ہوں اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ نہ کہہ سکوں پس اس پر محمول ہوگا اس کا قول کہ میں آپ کو کچھ کہہ نہ سکتی یعنی میں اپنا واقعہ ان کے پاس حکایت نہ کر سکوں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اس میں معذور نہ جانتے اور میرا عذر قبول نہ کرتے۔

**فائدہ:** یہ جو کہا کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تو مفہوم اس کا خاص ہونا قرعہ کا ساتھ حالت سفر کے اور نہیں اپنے عموم پر بلکہ تا کہ مقرر کرے قرعہ اس عورت کو جس کو سفر میں ساتھ لے جائے اور نیز جاری ہوتا ہے قرعہ جب کہ ارادے کرے تقسیم کا درمیان اپنے بیویوں کے سوا ایسا نہ کرے کہ جس کے ساتھ چاہے شروع کرے بلکہ ان کے درمیان قرعہ ڈالے جس کے نام پر قرعہ نکلے اس سے شروع کرے مگر یہ کہ کسی چیز کے ساتھ راضی ہوں تو بغیر قرعہ کے ہی جائز ہے اور ایک روایت میں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب قرعہ میرے سوائے کسی اور کے نام پر نکلتا تو آپ کے چہرے میں ناخوشی پہچانی جاتی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے قرعہ کے بیچ قسمت کے درمیان شریکوں کے اور سوائے اس کے اور مشہور مالکیوں اور حنفیوں سے یہ ہے کہ قرعہ کا اعتبار نہیں، کہا عیاض نے یہی مشہور ہے مالک رحمہ اللہ اور اس کے ساتھیوں سے اس واسطے کہ وہ از قسم جوا ہے اور حنفیوں سے اس کی اجازت بھی محکی ہے اور البتہ کہا ہے انہوں نے باب کے مسئلے میں اور حجت پکڑی ہے جو منع کرتا ہے مالکیوں میں سے کہ بعض عورتیں زیادہ فائدہ پہنچانے والی ہیں سفر میں بعض سے سو اگر قرعہ اس عورت کے نام پر نکلے جس میں نفع نہیں تو مرد کے حال کو ضرر کرے اور اسی طرح بالعکس بعض عورتیں خانہ داری میں زیادہ ہوشیار ہوتی ہیں بعض سے اور طارت کے معنی ہیں حاصل ہوا اور

جنائز میں گزر چکا ہے قول ام العلاء کا طارلنا عثمان بن مظعون یعنی حاصل ہوا ہمارے حصے میں مہاجرین میں سے عثمان رضی اللہ عنہ اور یہ جو کہا کہ جب رات ہوتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ملتے اس کے ساتھ گفتگو کرتے تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے مہلب نے اس پر کہ نوبت ٹھہرانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب نہ تھا اور نہیں ہے دلالت بیچ اس کے اس واسطے کہ وطن میں نوبت ٹھہرانے کی جگہ رات ہے اور سفر میں اترنے کا وقت ہے اور بہر حال چلنے کا وقت سو وہ اس قسم سے نہیں نہ رات کو نہ دن کو اور ابوداؤد نے اور بیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ کم دن مگر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب پر گھومتے سو بوسہ لیتے اور بدن سے بدن لگاتے سوائے جماع کے پھر جب نوبت والی کے پاس آتے تو اس کے پاس رات کاٹتے اور یہ جو کہا کہ کیا تو میرے اونٹ پر سوار نہیں ہوتی الخ، تو گویا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حفصہ رضی اللہ عنہا کا کہنا قبول کیا واسطے اس چیز کے کہ شوق دلایا اس کو حفصہ رضی اللہ عنہا طرف اس کے دیکھنے اس چیز کے سے کہ وہ نہ دیکھتی تھیں اور یہ مشعر ہے کہ وہ دونوں چلتے وقت پاس پاس نہ چلتی تھیں بلکہ ہر ایک دونوں میں سے ایک طرف ہوتی جیسے کہ عادت ہے کہ سفر میں قطاریں باندھ کر چلتے ہیں نہیں تو اگر دونوں اکٹھی ہوتیں تو نہ خاص ہوتی ایک دونوں میں سے ساتھ دیکھنے اس چیز کے کہ اس کو دوسری نہ دیکھتی تھی اور احتمال ہے کہ دیکھنے سے مراد اونٹ کی چال ہو یعنی میں دیکھوں کہ تیرا اونٹ کیسا چلتا ہے اور میرا کیسا چلتا ہے اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو سلام کیا تو حدیث میں یہ مذکور نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کلام کی اور احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کا الہام ہوا ہو یا اتفاقاً واقع ہوا ہو اور احتمال ہے کہ کلام کیا ہو اور منقول نہ ہوا ہو اور یہ جو کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دونوں پاؤں کو گھاس میں ڈالا تو شاید اس نے جب پہچانا کہ یہ قصور میرا ہے کہ میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا کا کہنا قبول کیا تو اس قصور پر اپنی جان کو ملامت کی اور اذخر ایک گھاس ہے اس میں اکثر سانپ بچھو وغیرہ کاٹنے والے کیڑے ہوتے ہیں، کہا داؤدی نے کہ احتمال ہے کہ ہو باہم چلنا عائشہ رضی اللہ عنہا کا رات میں اس واسطے غالب ہوئی اس پر حیرت اور اپنی جان پر موت کے ساتھ بددعا کی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ لازم آتا ہے اس سے کہ واجب ہو نوبت مقرر کرنی باہم چلنے میں اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ اگر اس طرح ہوتا تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو باہم چلنے کے ساتھ خاص نہ کرتے سوائے حفصہ رضی اللہ عنہا کے تاکہ حفصہ رضی اللہ عنہا اس حیلے کی محتاج ہوئیں اور نہیں باوجہ ہے قسم چلنے کی حالت میں مگر جب کہ ہو خلوت نہ حاصل ہوتی مگر بیچ اس کے ساتھ اس طور کے کہ ان کے ساتھ کجاوے میں سوار ہو اور اترنے کے وقت خیمے میں سب جمع ہوتے ہیں سو اس وقت نوبت کی جگہ سیر ہوگا نہ باہم چلنا اور یہ سب مبنی ہے اس پر کہ نوبت مقرر کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب تھا اور یہی ہے جس پر اکثر حدیثیں دلالت کرتی ہیں اور تائید کرتا ہے قول قرعہ ڈالنے کی یہ کہ اتفاق ہے سب کا اس پر کہ سفر کی مدت حساب میں نہیں آتی اور جو عورت گھر میں مقیم ہو اس کو مجرا نہیں دی جاتی بلکہ جب سفر سے پھرے تو آئندہ کے واسطے از سرنو باری شروع کرے اور اگر کسی کو بغیر

قرعہ کے اپنے ساتھ لے جائے اور بعض کو نوبت میں مقدم کرے تو اس سے لازم آتا ہے کہ جب پھرے تو پچھلی تو اس کا حق پورا دے اور البتہ نقل کیا ہے ابن منذر نے اجماع کو اس پر کہ واجب نہیں پس ظاہر ہوا کہ قرعہ کے واسطے فائدہ ہے اور وہ یہ کہ نہ اختیار کرے بعض عورتوں کو ساتھ خواہش کے مترتب ہوتا ہے اس پر ترک کرنا عدل کا درمیان ان کے اور کہا شافعی نے قدیم قول میں کہ اگر مسافر پچھلی کے واسطے نوبت تقسیم کرتا تو قرعہ کے کوئی معنی نہ تھے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ دن خالص اس کے واسطے ہوں جس کا نام قرعہ میں نکلا اور پوشیدہ ہے کہ محل اطلاق کا بیچ ترک کرنے قضاء کے سفر میں ہے تب تک ہے جب تک نام سفر کا موجود ہو سو اگر سفر کرے کسی شہر کی طرف اور اس میں بہت زمانہ ٹھہرے پھر سفر کرے تو پلٹتا تو لازم ہے اس پر قضاء کرنا مدت اقامت کا اور رجوع کی مدت میں شافعیہ کو اختلاف ہے اور معنی بیچ ساقط ہونے قضاء کے یہ ہیں کہ جتنی اس عورت نے خاوند کی صحبت پائی ہے اتنی سفر کی مصیبت اور مشقت بھگتی ہے اور جو عورت گھر میں مقیم ہے وہ دونوں امروں میں اس کے برعکس ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمَرْأَةِ تَهَبُ يَوْمَهَا مِنْ زَوْجِهَا لِضَرَّتِهَا وَكَيْفَ يَقْسِمُ ذٰلِكَ.

عورت اپنی نوبت کا دن اپنے خاوند سے اپنی سوکن کو بخشے اور کس طرح نوبت مقرر کرے یعنی کس طرح باری مقرر کرے؟۔

**فائدہ:** من متعلق ہے ساتھ یومہا کے نہ ساتھ تہب کے یعنی اپنا دن اس کے ساتھ خاص ہے کہا علماء نے کہ جب عورت اپنی باری کا دن اپنی سوکن کو بخش دے تو خاوند اس کے واسطے اس کی باری کا دن بانٹے سو اگر اس کی باری کے ساتھ متصل ہو تو باری کے ساتھ بانٹے نہیں تو نہ مقدم کرے اس کو اس کے رتبے سے نوبت بانٹنے میں مگر باقی عورتوں کی رضا مندی سے اور انہوں نے کہا کہ جب وہ اپنی نوبت کا دن اپنی سوکن کو بخش دے پھر اگر خاوند قبول کر لے تو نہیں ہے واسطے موہوبہ کے کہ باز رہے اور اگر نہ قبول کرے تو اس کو اس پر جبر نہ کیا جائے اور جب اپنی نوبت کا دن اپنے خاوند کو بخشے اور سوکن کا نام نہ لے تو کیا خاوند کو جائز ہے کہ ایک کو خاص کرے اگر اس کے پاس دو یا زیادہ عورتیں ہو یا اس کو باقی عورتوں کے درمیان بانٹے اور جائز ہے واسطے بخشنے والی کے سب احوال میں رجوع کرنا اس سے جب چاہے لیکن آئندہ زمانے میں نہ ماضی میں۔ (فتح)

٤٨١١ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ بِيَوْمِهَا وَيَوْمِ سَوْدَةَ.

۴۸۱۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی نوبت کا دن عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دیا یعنی واسطے چاہنے رضا مندی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے دو دن بانٹتے تھے ایک دن اس کا اور ایک دن سودہ رضی اللہ عنہا کا۔

**فائدہ:** سودہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی ہیں جب حضرت ﷺ کے میں تھے یعنی ہجرت سے پہلے اس سے نکاح کیا تھا بعد فوت ہونے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اور دخول کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے اور ہجرت کی سودہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ آپ کے اور ایک روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نے میرے بعد اس سے نکاح کیا تھا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ عقد کیا اس پر بعد اس کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عقد کیا اور بہر حال داخل ہونا اوپر اس کے سو عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہونے سے بالاتفاق پہلے تھا اور اس کا سبب یہ ہے جو ابوداؤد کی روایت میں آیا ہے کہ جب سودہ رضی اللہ عنہا بوڑھی ہوئی اور ڈریں کہ حضرت ﷺ اس کو طلاق دیں تو کہا کہ یا حضرت! میں اپنا دن عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخشتی ہوں حضرت ﷺ نے قبول کیا سو اس کے اور اس کی مانند عورتوں کے حق میں یہ آیت اتری ﴿وان امرأة خافت من بعلها نشوزا﴾ الآیۃ اور ایک روایت میں ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کیا مجھ کو مرد کی حاجت نہیں لیکن میں چاہتی ہوں کہ قیامت کے دن آپ کی بیویوں کے ساتھ اٹھائی جاؤں۔ (فتح)

بَابُ الْعَدْلِ بَيْنَ النِّسَآءِ ﴿وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْا أَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَاسِعًا حَكِيْمًا﴾.

عورتوں کے درمیان انصاف کرنا اور تم سے کبھی نہیں ہو سکے گا کہ عورتوں کے درمیان انصاف کرو واسعا حکیما تک۔

**فائدہ:** اشارہ کیا ہے ساتھ ذکر کرنے آیت کے طرف اس کے کہ آیت میں نفی عدل کی ہے جو ہر وجہ سے ہو اور ساتھ حدیث کے طرف اس کے کہ مراد ساتھ عدل کے ان کے درمیان برابری کرنا ہے ساتھ اس چیز کے کہ لائق ہے ساتھ ہر ایک کے ان میں سے سو جب پورا دے ہر ایک کو ان میں سے کپڑا ان کا اور خرچ ان کا اور ٹھکانا پکڑنے کو طرف اس کے تو نہیں ضرر کرتا جو اس پر زیادہ ہو ان کی محبت سے یا احسان سے ساتھ تحفہ کے اور ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ اپنی عورتوں کے درمیان نوبت بانٹتے سو عدل کرتے اور فرماتے الٰہی! یہ میری تقسیم ہے جس کا میں مالک ہوں سو نہ ملامت کر مجھ کو اس میں جس کا میں مالک نہیں ترمذی نے کہا کہ مراد محبت ہے اور ساتھ اسی کے تفسیر کیا ہے اس کو اہل علم نے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ.

جب نکاح کرے کنواری سے شوہر دیدہ پر تو کس طرح کرے؟

۴۸۱۲ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُوْلَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ قَالَ السُّنَّةُ إِذَا

۴۸۱۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر میں چاہوں تو کہوں حضرت ﷺ نے فرمایا لیکن کہا سنت ہے کہ جب کنواری سے نکاح کرے تو اس کے پاس سات دن رہے اور جب شوہر دیدہ سے نکاح کرے تو اس کے پاس تین دن رہے۔

تَزَوَّجَ الْبِكْرَ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَّإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا.

بَابُ إِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ.

جب نکاح کرے شوہر دیدہ سے کنواری پر تو کس طرح کرے؟۔

٤٨١٣ ـ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَخَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ إِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَّقَسَمَ وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَسَمَ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ وَلَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ إِنَّ أَنَسًا رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۸۱۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نکاح کرے مرد کنواری عورت سے شوہر دیدہ پر تو اس کے پاس سات دن رہے پھر اس کے بعد نوبت تقسیم کرے اور جب نکاح کرے شوہر دیدہ سے کنواری پر تو اس کے پاس تین دن رہے پھر نوبت بانٹے کہا ابو قلابہ نے اگر میں چاہوں تو کہوں کہ انس رضی اللہ عنہ نے اس کو مرفوع کیا ہے یعنی اگر میں اس کے مرفوع ہونے کے ساتھ تصریح کرتا تو اس میں سچا ہوتا اور ہوتی روایت بالمعنی اور یہ اس کے نزدیک جائز ہے لیکن اس نے دیکھا کہ محافظت لفظ پر اولیٰ ہے یا اس نے گمان کیا کہ اس نے اس کو انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع سنا ہے لیکن بوجہ تقویٰ کے اس سے پرہیز کیا۔

وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ وَخَالِدٍ قَالَ خَالِدٌ وَّلَوْ شِئْتُ قُلْتُ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کہا خالد نے کہ اگر میں چاہوں تو کہوں انس رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کیا ہے۔

**فائدہ**: شاید مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ بیان کرے کہ روایت سفیان ثوری سے مختلف ہے بیچ منسوب ہونے اس قول کے کہ کیا وہ ابو قلابہ کا قول ہے یا خالد کا اور ظاہر یہ ہے کہ یہ زیادتی خالد کی روایت میں ابو قلابہ سے ہے سوائے روایت ایوب کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ عدل خاص ہے ساتھ اس شخص کے کہ واسطے اس کے بیوی ہو پہلے جدید عورت سے کہا ابن عبدالبر نے کہ جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ یہ حق ہے واسطے عورت کے بسبب زفاف کے برابر ہے کہ آگے اس کے پاس بیوی ہو یا نہ ہو حکایت کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے کہ مستحب ہے جب کہ اس کے پاس اس کے سوائے کوئی بیوی نہ ہو نہیں تو واجب ہے اور اختیار کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے کہ کوئی فرق نہیں اور اطلاق شافعی رحمہ اللہ کا اس کو قوی کرتا ہے اور راجح قول جمہور کا ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اس کا باب کی حدیث میں ثم

قسم اس واسطے کہ نوبت بانٹنا نہیں ہوتا مگر واسطے اس کے جس کی آگے اور بیوی ہو اور اس میں حجت ہے کوفیوں پر کہ وہ کہتے ہیں کہ کنواری اور شوہر دیدہ برابر ہیں تین دن میں یعنی سب کے پاس تین تین دن رہے تین دن سے زیادہ نہ رہے اور حجت ہے اوزاعی پر کہ وہ کہتا ہے کہ کنواری کے واسطے تین دن ہیں اور شوہر دیدہ کے واسطے دو دن ہیں اور خاص کیا ہے باب کی حدیث کے عموم سے جب کہ ارادہ کرے شوہر دیدہ کہ اس کے پاس پورے سات دن رہے اس واسطے کہ اگر خاوند اس کا کہنا قبول کرے تو ساقط ہوتا ہے حق عورت کا تین دن سے یعنی تین دن اس کے واسطے خاص تھے وہ بھی اس کے باطل ہوئے واسطے اس حدیث کے کہ روایت کیا ہے مسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس سے نکاح کیا تو اس کے پاس تین دن رہے اور فرمایا کہ البتہ تیرے خاوند پر کچھ تیری خواری اور بے قدری نہیں سو اگر تو چاہے تو سات دن تیرے پاس رہوں اور اگر تیرے پاس سات دن رہوں گا تو اور بیویوں کے پاس بھی سات دن رہوں گا اور ایک روایت میں ہے کہ اگر تو چاہے تو تین دن تیرے پاس رہوں پھر گھوموں ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ تین دن رہیں اور یہی قول ہے اکثر کا کہ اگر عورت سات دن اختیار کرے تو سب کو قضاء کرے اور اگر بغیر اس کے اختیار کے رہے تو چار دن جو زیادہ ہیں ان کو قضاء کرے۔

**تنبیہ**: مکروہ ہے یہ کہ تاخیر کرے سات دن میں یا تین دن میں جماعت کی نماز سے اور تمام نیکی کے عملوں سے جن کو کرتا تھا کہا ہے یہ شافعی رحمہ اللہ نے اور کہا رافعی نے یہ دن میں ہے رات میں نہیں اس واسطے کہ نفل کے واسطے واجب نہیں چھوڑا جاتا اور ہمارے اصحاب نے کہا کہ اگر تو جماعت کی طرف نکلے تو سب کی باریوں میں نکلے نہیں تو بالکل نہ نکلے اور کہتے ہیں کہ یہ عذر ہے واسطے چھوڑنے جماعت کے اور واجب ہے موالاۃ سات میں یا تین یعنی پے در پے رہے بیچ میں کوئی دن نہ چھوڑے اور اگر فرق کرے تو نہیں حساب کیا جائے گا راجح قول پر یعنی جو دن کہ اس کے پاس رہا وہ محسوب نہیں ہوگا پھر از سر نو سارے دن پورے کرے اور نہیں فرق ہے درمیان آزاد عورت اور لونڈی کے اور بعض نے کہا کہ لونڈی کے واسطے آدھا آزاد کا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ طَافَ عَلٰی نِسَآئِهٖ فِیْ غُسْلٍ وَّاحِدٍ.

جو اپنی سب عورتوں پر گھومے ایک غسل میں۔

٤٨١٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰی بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَبِیَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰی نِسَآئِهٖ فِی اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهٗ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ.

۴۸۱۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میں اپنی سب بیویوں پر گھومتے تھے یعنی ان سے صحبت کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دن نو بیویاں تھیں۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح کتاب الغسل میں گزر چکی ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جو کہتا ہے کہ نوبت بانٹنا حضرت ﷺ پر واجب نہ تھا اور نقل کیا ہے ابن عربی نے کہ عصر کے بعد ایک گھڑی تھی اس میں تقسیم حضرت ﷺ پر واجب نہ تھی اور رد کرتا ہے اس پر قول حضرت ﷺ کا کہ آپ اپنی عورتوں پر ایک رات میں گھومتے تھے اور ذکر کیا ہے عیاض نے شفا میں کہ حضرت ﷺ جو ایک رات میں اپنی سب بیویوں پر گھومتے تھے تو حکمت اس میں یہ ہے کہ وہ ان کے احصان کرنے کے واسطے تھا اور شاید ارادہ کیا ہے اس نے نہ جھانکنے ان کے کا واسطے نکاح کرنے کے اس واسطے کہ احصان کے معنی ہیں اسلام اور آزاد ہونا اور عفت اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ تھا یہ واسطے ارادے عدل کے درمیان ان کے اگرچہ یہ واجب نہیں، کما تقدم شی من ذلك اور جو تعلیل اس نے ذکر کیا ہے اس میں نظر ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ کے بعد ان کو دوسرا نکاح کرنا حرام ہے اور ان میں سے بعض بیوی حضرت ﷺ کے بعد پچاس برس تک زندہ رہی۔ (فتح)

### بَابُ دُخُوْلِ الرَّجُلِ عَلٰى نِسَآئِهٖ فِي الْيَوْمِ.

داخل ہونا مرد کا اپنی عورتوں پر دن میں۔

۴۸۱۵ - حَدَّثَنَا فَرْوَةُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلٰى نِسَآئِهٖ فَيَدْنُوْ مِنْ إِحْدَاهُنَّ فَدَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ فَاحْتَبَسَ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَ يَحْتَبِسُ.

۴۸۱۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب عصر کی نماز سے پھرتے تو اپنی عورتوں پر داخل ہوتے سو ان میں سے ہر ایک کے قریب ہوتے یعنی بغیر جماع کے سو حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے سو رکے رہے زیادہ معمولی رکنے سے۔

### بَابُ إِذَا اسْتَأْذَنَ الرَّجُلُ نِسَآئَهٗ فِيْ أَنْ يُّمَرَّضَ فِيْ بَيْتِ بَعْضِهِنَّ فَأَذِنَّ لَهٗ.

جب اجازت مانگے مرد اپنی عورتوں سے اس کی کہ بیمار داری کیا جائے یعنی خدمت کیا جائے اپنی بیماری میں ان میں سے بعض کے گھر میں اور وہ اس کو اجازت دیں تو ان کی نوبت ساقط ہو جاتی ہے۔

۴۸۱٦ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْأَلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ أَيْنَ أَنَا

۴۸۱٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنی مرض الموت میں پوچھتے تھے کہ میں کل کہاں ہوں گا میں کل کہاں ہوں گا مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی نوبت کا دن تھا یعنی اس کی باری کب ہے سو آپ کی بیویوں نے آپ کو اجازت دی کہ رہیں جس جگہ چاہیں سو حضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر

غَدًا أَيْنَ أَنَا غَدًا يُرِيْدُ يَوْمَ عَائِشَةَ فَأَذِنَ لَهُ أَزْوَاجُهُ يَكُوْنُ حَيْثُ شَآءَ فَكَانَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ حَتّٰى مَاتَ عِنْدَهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ كَانَ يَدُوْرُ عَلَيَّ فِيْهِ فِيْ بَيْتِيْ فَقَبَضَهُ اللّٰهُ وَإِنَّ رَأْسَهُ لَبَيْنَ نَحْرِيْ وَسَحْرِيْ وَخَالَطَ رِيْقُهُ رِيْقِيْ.

میں رہے یہاں تک کہ اس کے نزدیک فوت ہوئے ، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوفوت ہوئے اس دن جس میں مجھ پر گھومتے تھے یعنی میری باری کے دن میں میرے گھر میں سو اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض کی اور بے شک آپ کا سر میرے سینے اور ہنسلی کے درمیان تھا اور آپ کی تھوک مبارک میری تھوک سے ملی۔

**فائدہ:** اور غرض اس سے یہ ہے کہ ان کی نوبت ان کی اجازت سے ساقط ہو جاتی ہے سو گویا کہ انہوں نے اپنا دن بخش دیا اس عورت کو جس کے گھر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کو اور بعض طریقوں میں اس کی تصریح آ چکی ہے۔

### بَابُ حُبِّ الرَّجُلِ بَعْضَ نِسَآئِهِ أَفْضَلَ مِنْ بَعْضٍ.

### اگر مرد اپنی بعض بیوی کے ساتھ بعض سے زیادہ محبت رکھے تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

٤٨١٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ فَقَالَ يَا بُنَيَّةِ لَا يَغُرَّنَّكِ هٰذِهِ الَّتِيْ أَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا يُرِيْدُ عَائِشَةَ فَقَصَصْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَسَّمَ.

۴۸۱۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے روایت کی عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہ وہ حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے سو کہا اے بیٹی نہ فریب دے تجھ کو یہ عورت جس کو اپنی خوبصورتی خوش لگی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے محبت رکھنا یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا سو میں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور مسکرائے۔

**فائدہ:** اور یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

### بَابُ الْمُتَشَبِّعِ بِمَا لَمْ يَنَلْ وَمَا يُنْهٰى مِنَ افْتِخَارِ الضَّرَّةِ.

### اپنے آپ کو آراستہ کرنے والا ساتھ اس چیز کے جو نہیں ملی یعنی خلاف نمائی کرنے والا اور منع ہے فخر کرنے سوکن کے سے۔

٤٨١٨ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَآءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۸۱۸۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا یا حضرت! میری ایک سوکن ہے سو کیا مجھ پر اس بات میں کچھ گناہ ہے کہ میں کہوں کہ میرے خاوند نے مجھ کو دی ہے جو

ح حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ حَدَّثَتْنِيْ فَاطِمَةُ عَنْ أَسْمَآءَ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِيْ ضَرَّةً فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ إِنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِيْ غَيْرَ الَّذِيْ يُعْطِيْنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ.

چیز درحقیقت نہیں دی یعنی اپنے خاوند کی طرف سے اس چیز کا دینا ظاہر کروں جو حقیقت میں اس نے نہیں دی یعنی تا کہ سوکن جلے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ ملی چیز سے اپنے آپ کو آسودہ دکھلانے والا جیسے مکر کا جوڑا پہننے والا یعنی یہ صاف مکاری اور خلاف نمائی ہے یہ ہرگز درست نہیں کہ ظاہر میں کچھ اور باطن میں کچھ اور۔

**فائدہ:** اس ترجمہ میں اشارہ ہے طرف اس چیز کے جو ابو عبید نے اس حدیث کی تفسیر میں بیان کی ہے کہ متشبع سے مراد زینت کرنے والا ساتھ اس چیز کے جو اس کے پاس نہیں اپنے آپ کو آسودہ دکھلانے والا اور زینت کرنے والا ساتھ باطل کے مثل عورت کے ہے کہ مرد کے پاس ہو اور اس کے واسطے سوکنیں ہوں سو وہ ظاہر کرے کہ مجھ کو خاوند سے یہ چیز ملی اور درحقیقت نہ ملی ہو مراد اس کی سوکن کا جلانا ہو اور بہر حال قول اس کا کلابس ثوبی زور تو وہ ایک مرد ہے کہ پہنتا ہے کپڑے جو مشابہ ہوتے ہیں زاہدوں کے کپڑوں کے لوگوں کو وہم دلاتا ہے کہ وہ ان میں سے ہے اور مراد ساتھ اس کے نفس مرد کا ہے اور بعض نے کہا کہ مراد جھوٹے گواہ ہیں کہ عمدہ کپڑے پہن کر گواہی دیتے ہیں تو کپڑوں کی خوبی سے اس کی گواہی قبول ہوتی ہے اور پہلے معنی لائق تر ہیں کہا ابن تین نے کہ وہ یہ ہے کہ پہلے کپڑے امانت یا عاریت کے گمان کریں لوگ کہ یہ خود اس کے اپنے کپڑے ہیں اور وہ ہمیشہ نہیں رہتے اور رسوا ہوتا ہے اپنے جھوٹ سے اور مراد ساتھ اس کے نفرت دلانا عورت کا ہے اس چیز سے کہ ذکر کی واسطے خوف فساد کے درمیان اپنے خاوند کے اور سوکن کے، اور ان کے درمیان عداوت کو پیدا کرے سو ہو جائے مانند جادو کے جو جدائی کرتا ہے درمیان مرد کے اور اس کی بیوی کے اور کہا زمخشری نے کہ متشبع کے معنی ہیں کہ اپنے آپ کو دکھلاتا ہے کہ اس کا پیٹ بھرا ہے اور حالانکہ اس کا پیٹ بھرا نہیں اور استعارہ کیا گیا واسطے متزین ہونے کے ساتھ فضیلت کے جو اس کو نہیں ملی اور تشبیہ دی ساتھ اس کے جو مکر کے کپڑے پہنے یعنی مکار کے اور وہ شخص وہ ہے جو اپنے آپ کو نیکیوں کی شکل بنائے اور اپنے آپ کو نیکیوں کی صورت میں دکھلائے واسطے ریا کے اور منسوب کیا دونوں کپڑوں کو طرف اس کی اس واسطے کہ وہ مانند ملبوس کے ہیں اور ارادہ کیا ہے ساتھ تشبیہ کے زینت کرنے والا ساتھ اس چیز کے جو اس میں نہیں مانند اس شخص کے ہے جو مکر کے دو کپڑے پہنے ایک کی چادر بنا دے ایک کا تہ بند پس اشارہ ساتھ تہہ بند اور چادر کے طرف اس کے ہے کہ وہ سر سے پاؤں تک مکر کے ساتھ متصف ہے اور احتمال ہے کہ ہو تثنیہ اشارہ طرف اس کے کہ حاصل ہوئی ہیں واسطے متشبع کے دو حالتیں مذموم ایک نہ ہونا اس چیز کا جس کے ساتھ اپنے آپ کو آسودہ دکھلاتا ہے دوسرا باطل کا ظاہر کرنا اور بعض

نے کہا کہ وہ شخص وہ ہے جو اپنے آپ کو دکھلاتا ہے کہ وہ سیر ہے اور حالانکہ وہ اس طرح نہیں ہے۔ (فتح)

بَابُ الْغَيْرَةِ. باب ہے غیرت کے بیان میں۔

**فائدہ:** کہا عیاض وغیرہ نے کہ وہ مشتق ہے دل کے بدلنے سے اور غضب کے جوش مارنے سے بسبب مشارکت کے اس چیز میں کہ اس کے ساتھ خاص ہونا ہے اور سخت تر غیرت میاں بیوی کی درمیان ہوتی ہے یہ تو آدمی کے حق میں ہے اور بہر حال اللہ تعالیٰ کے حق میں سو یہ خوب تر یہ ہے کہ تفسیر کیا جائے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ تفسیر کی گئی ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو آئندہ آتی ہے اور وہ قول اس کا کہ غیرت اللہ تعالیٰ کی یہ ہے کہ کرے ایماندار وہ چیز جو حرام کی ہے اللہ تعالیٰ نے اوپر اس کے اور کہا عیاض نے احتمال ہے کہ ہو غیرت اللہ تعالیٰ کے حق میں اشارہ طرف تفسیر حال فاعل اس کے کی اور بعض نے کہا کہ غیرت در اصل حمیت اور عار ہے اور یہ تفسیر ہے ساتھ لازم تغیر کے پس رجوع کرے گا طرف غضب کے اور البتہ منسوب کیا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں غضب اور رضا طرف نفس اپنے کے اور کہا ابن عربی نے کہ تغیر محال ہے اللہ تعالیٰ پر ساتھ دلالت قطعی کے پس لازم ہے تاویل اس کی ساتھ لازم کے مانند وعید کے اور واقع کرنے عقوبت کے ساتھ فاعل کے اور سب آدموں میں زیادہ غیرت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھی اسی واسطے غیرت کرتے تھے واسطے اللہ تعالیٰ کے اور اس کے دین اور اپنی جان کے واسطے کسی سے بدلہ نہ لیتے تھے۔ (فتح)

وَقَالَ وَرَّادٌ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَّعَ امْرَأَتِيْ لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ أَغْيَرُ مِنِّيْ.

کہا وراد نے مغیرہ سے کہ کہا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہ اگر میں کسی مرد کو اپنی عورت کے ساتھ دیکھوں تو اس کو تلوار سے مار ڈالوں نہ مارنے والا اس کو اس کی چوڑائی سے واسطے ڈرانے اور جھڑکنے کے بلکہ مارنے والا اس کو اس کی دھار اور تیزی سے واسطے قتل کرنے کے یا نہ گزر کرنے والا اس سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم تعجب نہیں کرتے سعد رضی اللہ عنہ کی غیرت سے البتہ میں اس سے زیادہ تر غیرت کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ تر غیرت کرنے والا ہے۔

**فائدہ:** مسلم میں روایت ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو پاؤں تو اس کو مہلت دوں یہاں تک کہ چار گواہ لاؤں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اور حاکم نے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت اتری ﴿والذین یرمون المحصنات﴾ الآیۃ تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا اس طرح اتری سو اگر میں کسی مرد کو اپنی عورت کے ساتھ پاؤں تو اس کو نہ بلاؤں یہاں تک کہ چار گواہ لاؤں سو قسم ہے اللہ کی جب تک میں چار گواہ لاؤں

تب تک وہ اپنی حاجت پوری کر لے گا حضرت ﷺ نے فرمایا اے گروہ انصار کے کیا تم نہیں سنتے جو تمہارا سردار کہتا ہے اصحاب نے کہا یا حضرت! اس کو ملامت نہ کیجیے اس واسطے کہ یہ مرد بڑا غیرت کرنے والا ہے اس نے کبھی کوئی عورت نکاح نہیں کی مگر کنواری اور نہ کسی کو طلاق دی کہ کوئی مرد ہم میں سے اس کے نکاح کی جرأت کرے اس کے سخت غیرت کے سبب سے سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! قسم ہے اللہ کی البتہ میں جانتا ہوں کہ وہ حق ہے اور وہ اللہ کے نزدیک ہے لیکن میں تعجب کرتا ہوں کہ گواہوں کے لانے تک وہ اپنی حاجت پوری کر لے۔ (فتح)

٤٨١٩ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ وَمَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ.

۴۸۱۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ تر کوئی شخص غیرت کرنے والا نہیں اور اسی سبب سے اس نے بے حیائی کے سب کام منع کیے اور اور اللہ سے زیادہ تر کوئی نہیں جس کو اپنی تعریف بہت پسند آتی ہو۔

٤٨٢٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ مَا أَحَدٌ أَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ أَنْ يَّرٰى عَبْدَهُ أَوْ أَمَتَهُ تَزْنِيْ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا.

۴۸۲۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے محمد ﷺ کی امت! اللہ تعالیٰ سے زیادہ تر غیرت کرنے والا کوئی شخص نہیں یہ کہ اپنے غلام یا لونڈی کو زنا کرتے دیکھے اے محمد ﷺ کی امت! اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو البتہ رویا کرتے بہت اور ہنستے تھوڑا۔

**فائدہ:** اس کی شرح کسوف میں گزر چکی ہے۔

٤٨٢١ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ أَسْمَاءَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا شَيْءَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ.

۴۸۲۱۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے زیادہ تر غیرت کرنے والی نہیں۔

٤٨٢٢ ـ وَعَنْ يَحْيٰى أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى

۴۸۲۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ غیرت کرتا ہے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَغَارُ وَغَيْرَةُ اللّٰهِ أَنْ يَّأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ.

اور اللہ تعالیٰ کی غیرت یہ ہے کہ کرے ایماندار جو چیز اللہ تعالیٰ نے اس پر حرام کی ہے۔

٤٨٢٣ ـ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ تَزَوَّجَنِي الزُّبَيْرُ وَمَا لَهُ فِي الْأَرْضِ مِنْ مَّالٍ وَّلَا مَمْلُوْكٍ وَّلَا شَيْءٍ غَيْرَ نَاضِحٍ وَّغَيْرَ فَرَسِهٖ فَكُنْتُ أَعْلِفُ فَرَسَهٗ وَأَسْتَقِي الْمَآءَ وَأَخْرِزُ غَرْبَهٗ وَأَعْجِنُ وَلَمْ أَكُنْ أُحْسِنُ أَخْبِزُ وَكَانَ يَخْبِزُ جَارَاتٌ لِّيْ مِنَ الْأَنْصَارِ وَكُنَّ نِسْوَةَ صِدْقٍ وَّكُنْتُ أَنْقُلُ النَّوٰى مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِيْ أَقْطَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَأْسِيْ وَهِيَ مِنِّيْ عَلٰى ثُلُثَيْ فَرْسَخٍ فَجِئْتُ يَوْمًا وَّالنَّوٰى عَلٰى رَأْسِيْ فَلَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ نَفَرٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَدَعَانِيْ ثُمَّ قَالَ إِخْ إِخْ لِيَحْمِلَنِيْ خَلْفَهٗ فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسِيْرَ مَعَ الرِّجَالِ وَذَكَرْتُ الزُّبَيْرَ وَغَيْرَتَهٗ وَكَانَ أَغْيَرَ النَّاسِ فَعَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّيْ قَدِ اسْتَحْيَيْتُ فَمَضٰى فَجِئْتُ الزُّبَيْرَ فَقُلْتُ لَقِيَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۴۸۲۳۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے نکاح کیا اور اس کے واسطے زمین نہ مال تھا نہ غلام نہ کچھ اور چیز سوائے اونٹ پانی سینچنے والے کے اور سوائے اس کے گھوڑے کے سو میں اس کے گھوڑے کو گھاس کھلاتی تھی اور پانی لاتی تھی اور اس کے ڈول کو سیتی تھی اور آٹا گوندھتی تھی اور میں اچھی طرح روٹی نہ پکا سکتی تھی اور میری ایک ہمسائی عورت روٹی پکاتی تھی اور انصاری عورتیں سچ کی عورتیں تھیں (منسوب کیا ان کو طرف سچ کے واسطے مبالغہ کے بیچ تلبس ان کے کی ساتھ اس کے حسن معاشرت میں اور وفا کرنے کے ساتھ عہد کے) اور میں کھجور کی گٹھلیوں کو اپنے سر پر اٹھاتی تھی زبیر رضی اللہ عنہ کی زمین سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جاگیر دی تھی اور وہ میرے گھر سے ایک میل پر تھی سو میں ایک دن آئی اور گٹھلیاں میرے سر پر تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ کے ساتھ چند انصاری تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلایا پھر اپنی اونٹنی سے کہا کہ بیٹھ جا بیٹھ جا اخ اخ ایک کلمہ ہے کہ اونٹ کے بٹھلانے کے واسطے بولتے ہیں تا کہ مجھ کو اپنے پیچھے سوار کریں سو میں شرمائی کہ میں مردوں کے ساتھ چلوں اور میں نے زبیر رضی اللہ عنہ اور اس کی غیرت کو یاد کیا اور وہ لوگوں میں زیادہ غیرت کرنے والا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچانا کہ میں شرمائی سو گزرے سو میں زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی میں نے کہا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى رَأْسِي النَّوٰى وَمَعَهٗ نَفَرٌ مِّنْ أَصْحَابِهٖ فَأَنَاخَ لِأَرْكَبَ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَحَمْلُكِ النَّوٰى كَانَ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ رُكُوبِكِ مَعَهٗ قَالَتْ حَتّٰى أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَ ذٰلِكَ بِخَادِمٍ تَكْفِيْنِيْ سِيَاسَةَ الْفَرَسِ فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَنِيْ.

حضرت ﷺ مجھ سے ملے تھے اور میرے سر پر کھجور کی گٹھلیاں تھیں اور آپ کے ساتھ چند انصاری تھے سو آپ نے اونٹنی بٹھلائی تا کہ میں سوار ہوں سو میں آپ سے شرمائی اور میں نے تیری غیرت پہچانی تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ اٹھانا تیرا گٹھلیوں کو مجھ پر سخت تر تھا تیرے سوار ہونے سے ساتھ حضرت ﷺ کے اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا یہاں تک کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد میرے پاس خادم بھیجا جو کفایت کرے مجھ کو گھوڑے کی نگہبانی سے سو گویا کہ اس نے مجھ کو آزاد کر دیا۔

**فائدہ:** عطف مملوک کا مال پر بنا بر اس کے کہ مراد ساتھ مال کے اونٹ یا زمینیں ہیں جن میں کھیتی کی جاتی ہے اور مراد ساتھ مملوک کے لونڈی غلام ہیں اور قول اس کا لاشیء عطف عام کا ہے خاص پر شامل ہے ہر چیز کو جو ملک میں آ سکتی ہو یا مال بن سکتی ہو لیکن ظاہر یہ ہے کہ نہیں ارادہ کیا اس نے داخل کرنے اس چیز کے کا کہ نہیں کوئی چارا اس سے گھر اور کپڑے اور کھانے سے اور راس مال تجارت کے سے اور دلالت کرتا ہے سیاق اس کا کہ جس زمین کا آگے ذکر آتا ہے وہ زبیر رضی اللہ عنہ کی ملکیت نہ تھی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ جاگیر تھی سو وہ اس کے منافع کا مالک تھا نہ اس کے رقبہ کا اسی واسطے نہ استثناء کیا اس نے اس کو جیسے کہ مستثنیٰ کیا گھوڑے اور اونٹ کو اور یہ جو کہا کہ میری ایک ہمسائی انصاری روٹی پکاتی تھی تو یہ محمول ہے اس پر کہ اس کی کلام میں حذف ہے اس کی تقدیر یہ ہے کہ نکاح کیا مجھ سے زبیر رضی اللہ عنہ نے مکے میں اور حالانکہ وہ ساتھ صفت مذکور کے تھا اور بدستور اس پر رہا یہاں تک کہ ہم مدینے میں آئے اور میں اس طرح کرتی تھی آخر حدیث تک اس واسطے کہ انصار کی عورتیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہمسائی ہوئیں ان کے بعد آنے ان کے مدینے میں قطعا اور جو زمین حضرت ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو جاگیر دی تھی یہ یہود بنی نضیر کے مالوں میں سے تھی جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ پر عطاء کی تھی بغیر دوڑانے گھوڑوں کے اور یہ جو کہا کہ تا کہ مجھ کو اپنے پیچھے سوار کریں تو شاید سمجھا اس کو اسماء رضی اللہ عنہا نے قرینے حال کے سے نہیں تو احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کی مراد یہ ہو کہ اسماء رضی اللہ عنہا تنہا اس پر سوار ہوں اسی واسطے شرمائیں نہیں تو دوسرے احتمال پر رفاقت متعین نہیں اور یہ جو کہا کہ زبیر رضی اللہ عنہ لوگوں میں زیادہ تر غیرت کرنے والا تھا تو یہ بہ نسبت اس کے علم کے ہے یعنی ارادہ کیا اس نے کہ اس کو اپنے جنس کے لوگوں پر فضیلت دے یا من محذوف ہے یعنی زیادہ غیرت کرنے والوں میں سے تھا اور یہ جو کہا کہ تیرا حضرت ﷺ کے ساتھ سوار ہونا الخ تو وجہ ایک دوسرے پر سخت ہونے کی ہے کہ تیرے حضرت ﷺ کے ساتھ سوار

ہونے میں بڑا امر غیرت کا پیدا نہیں ہوتا یعنی کچھ ایسی بڑی بات نہیں اس واسطے کہ وہ حضرت ﷺ کی سالی تھی سو اس حالت میں آپ کو اس سے نکاح کرنا جائز نہیں اگرچہ خاوند سے خالی ہو سو نہ باقی رہا مگر یہ احتمال کہ واقع ہو واسطے اس کے بعض مردوں سے مزاحمت بغیر قصد کے اور یہ کہ ظاہر ہو واسطے اس کے وقت بیٹھنے کے وہ چیز جس کے ظاہر ہونے کا وہ ارادہ نہیں کرتی اور مانند اس کے اور یہ سب ہلکا ہے اس چیز سے کہ تحقیق ہوئی اس کی ذلت سے ساتھ اٹھانے گٹھلیوں کے اپنے سر پر دور جگہ سے اس واسطے کہ یہ وہم دلاتی ہے نفس کی خست کو اور دفاءت ہمت کو اور قلت غیرت کو لیکن تھا سبب باعث اوپر صبر کرنے کے اس پر مشغول ہونا اس کے خاوند اور باپ کا ساتھ جہاد وغیرہ کے اس قسم سے کہ حکم کرتے تھے ان کو حضرت ﷺ ساتھ اس کے اور نہیں فارغ ہوتے تھے واسطے کارسازی گھروں کے کہ اس کو خود کریں اور واسطے تنگی کے کہ ان کے پاس لونڈی غلام نہ تھے جو ان کو اس سے کفایت کریں سو بند ہوا امر ان کی عورتوں میں سو وہ کفایت کرتی تھیں ان کو گھر کے کاموں سے واسطے بہت ہونے اس چیز کے کہ تھے بیچ اس کے مدد اسلام کی سے باوجود اس کے کہ یہ عادت میں عار نہیں سمجھی جاتی تھی اور استدلال کیا گیا ساتھ اس قصے کے اس پر کہ لازم ہے عورت پر قائم ہونا ساتھ تمام اس چیز کے کہ محتاج ہوتا ہے طرف اس کی خاوند خدمت سے اور یہی مذہب ہے ابو ثور کا اور حمل کیا ہے اس کو باقی لوگوں نے اس پر کہ اس نے یہ کام بطور نفل کے کیا اور یہ لازم نہ تھا اشارہ کیا ہے طرف اس کے مہلب نے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ واقع اور جو اس کے مانند ہے ضرورت کے وقت میں تھا پس نہ عام ہوگا حکم اس کے غیر میں جس کا حال اس کے مثل نہ ہو اور پہلے گزر چکا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چکی کی شکایت کی اور اپنے باپ سے خادم مانگا سو حضرت ﷺ نے ان کو وہ چیز بتلائی جو اس سے بہتر ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور راجح یہ ہے کہ یہ محمول ہے شہروں کی عادتوں پر اس واسطے کہ وہ مختلف ہیں اس باب میں اور اس سے لیا جاتا ہے کہ حجاب حضرت ﷺ کی بیویوں کے ساتھ خاص تھا اور ظاہر یہ ہے کہ یہ قصہ تھا پہلے اترنے حجاب کے سے اور مشروع ہونے اس کے سے اور کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جب سورہ نور اتری ﴿ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن﴾ تو عورتوں نے اپنی چادروں کو کناروں سے پکڑ کر پھاڑا ان کے ساتھ اپنے گریبان کو ڈھانکا اور ہمیشہ رہی عادت عورتوں کی پہلے زمانے میں اور پچھلے زمانے میں کہ اپنے منہ کو بیگانے مردوں سے ڈھانکتی تھیں اور اس میں غیرت کرنی مرد کی ہے اپنے گھر والوں پر وقت خراب اور میلے ہونے ان کے حال کے اس چیز میں کہ دشوار ہے خدمت سے اور اس میں عار ہے اس کے نفس کی ایسے کام سے خاص کر جب کہ شریف نسب ہو اور اس میں فضیلت ہے واسطے اسماء رضی اللہ عنہا کے اور زبیر رضی اللہ عنہ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور انصاری عورتوں کے۔ (فتح)

٤٨٢٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

۴۸۲۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنی بعض بیویوں کے پاس تھے تو مسلمانوں کی ایک ماں یعنی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَآئِهِ فَأَرْسَلَتْ إِحْدٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِصَحْفَةٍ فِيْهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتِ الَّتِيْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِهَا يَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ الصَّحْفَةُ فَانْفَلَقَتْ فَجَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِلَقَ الصَّحْفَةِ ثُمَّ جَعَلَ يَجْمَعُ فِيْهَا الطَّعَامَ الَّذِيْ كَانَ فِي الصَّحْفَةِ وَيَقُوْلُ غَارَتْ أُمُّكُمْ ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتّٰى أُتِيَ بِصَحْفَةٍ مِّنْ عِنْدِ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا فَدَفَعَ الصَّحْفَةَ الصَّحِيْحَةَ إِلَى الَّتِيْ كُسِرَتْ صَحْفَتُهَا وَأَمْسَكَ الْمَكْسُوْرَةَ فِيْ بَيْتِ الَّتِيْ كَسَرَتْ.

زینب رضی اللہ عنہا نے ایک رکابی بھیجی جس میں کھانا تھا سو مارا اس بیوی نے جس کے گھر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا نے خادم کے ہاتھ کو سو رکابی گر پڑی اور ٹکڑے ٹکڑے ہوئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکابی کے ٹکڑوں کو اکٹھا کیا پھر اس میں کھانا جمع کرنے لگے جو رکابی میں تھا اور فرماتے تھے کہ تمہاری ماں کو غیرت آئی پھر خادم کو روکا یہاں تک کہ لائے رکابی ثابت اس عورت کے پاس سے جس کے گھر میں تھے سو ثابت رکابی اس کو دی جس کی رکابی توڑی گئی تھی اور ٹوٹی رکابی کو توڑنے والی کے گھر میں رکھا۔

**فائدہ:** غارت امکم یہ خطاب ساتھ حاضرین کے ہے اور مراد ساتھ ماں کے وہ بیوی ہے جس نے رکابی توڑی تھی اور وہ ایک مسلمانوں کی ماؤں میں سے ہے اور اسی پر حمل کیا ہے اس کو تمام لوگوں نے جنہوں نے اس حدیث کی شرح کی ہے اور انہوں نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے طرف عدم مواخذہ غیرت دار عورت کے ساتھ اس چیز کے کہ صادر ہو اس سے اس واسطے کہ اس حالت میں اس کی عقل پردے میں ہوتی ہے ساتھ شدت غضب کے کہ اٹھایا ہے اس کو غیرت اور ایک حدیث مرفوع میں آیا ہے کہ غیرت دار عورت نالے کی اوچان نوان کو نہیں دیکھتی اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر غیرت لکھی ہے سو جو صبر کرے اس کو شہید کا ثواب ہوگا اور کہا داؤدی نے کہ مراد ساتھ قول اس کے کی امکم سارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی ہے تو گویا کہ معنی یہ ہیں کہ تعجب کرو اس سے جو واقع ہوا ہے اس سے غیرت سے سو اس سے پہلے تمہاری ماں کو غیرت آئی یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چھوٹے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو اس کی ماں کے ساتھ اس نالے کی طرف نکالا جس میں کھتی نہیں ہوتی اور یہ اگرچہ اچھی توجیہ ہے لیکن رکابی توڑنے والی اور نیز مخاطبین ہاجر کی اولاد سے ہیں نہ سارہ کی اولاد سے۔ (فتح)

۴۸۲۵ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

۴۸۲۵۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بہشت میں داخل ہوا سو میں نے ایک محل دیکھا تو میں نے کہا کہ یہ کس کا محل ہے؟ فرشتوں

رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ أَوْ أَتَیْتُ الْجَنَّةَ فَأَبْصَرْتُ قَصْرًا فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا قَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهٗ فَلَمْ یَمْنَعْنِیْ إِلَّا عِلْمِیْ بِغَیْرَتِكَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِأَبِیْ أَنْتَ وَأُمِّیْ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ أَوَعَلَیْكَ أَغَارُ.

نے کہا کہ یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا محل ہے سو میں نے ارادہ کیا کہ اس میں داخل ہوں یعنی اس کے اندر جا کر دیکھوں سو نہ منع کیا مجھ کو مگر جاننے میرے نے تیری غیرت کو یعنی مجھ کو تیری غیرت یاد آئی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اے اللہ کے پیغمبر! کیا میں آپ پر غیرت کرتا۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح مناقب عمر رضی اللہ عنہ میں گزر چکی ہے۔

٤٨٢٦ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ أَخْبَرَنِیْ ابْنُ الْمُسَیَّبِ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جُلُوْسٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَیْتُنِیْ فِی الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلٰی جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذَا لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَیْرَتَكَ فَوَلَّیْتُ مُدْبِرًا فَبَكٰی عُمَرُ وَهُوَ فِی الْمَجْلِسِ ثُمَّ قَالَ أَوَعَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَغَارُ.

۴۸۲۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو بہشت میں دیکھا سو اچانک دیکھا کہ ایک عورت محل کے پاس وضو کرتی ہے میں نے کہا یہ کس کا محل ہے؟ کہا یہ محل عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے سو مجھ کو تیری غیرت یاد آئی سو میں پھر آیا پشت دے کر سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ رونے لگے اور وہ مجلس میں تھے پھر کہا یا حضرت! کیا میں آپ پر غیرت کرتا۔

**فائدہ:** پہلی حدیث میں دو احتمال تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہشت میں خواب میں داخل ہوتے ہوں یا بیدار میں سو اس حدیث نے بیان کیا کہ یہ واقعہ خواب میں تھا اور خطابی وغیرہ نے گمان کیا ہے کہ لفظ توضأ تصحیف ہے یعنی بدلا ہوا ہے اصل میں کچھ اور تھا پھر بدل کر کچھ اور ہو گیا اس واسطے کہ حوریں پاک ہیں ان پر وضو نہیں اور اسی طرح جو بہشت میں داخل ہو اس میں طہارت نہیں اور میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں خطابی کی ساتھ اس کے بہت بحث کی ہے جس کے دوہرانے کی حاجت نہیں اور استدلال کیا ہے داؤد نے ساتھ اس کے کہ حوریں بہشت میں وضو کرتی ہیں اور نماز پڑھتی ہیں میں کہتا ہوں یہ جو آیا ہے کہ بہشت تکلیف کی جگہ نہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نہ صادر ہو کسی سے کچھ عبادت ساتھ اختیار اپنے کے جو چاہے انواع عبادت سے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث سے لیا جاتا ہے کہ جاننے اپنے

ساتھ سے خلق کو تو نہیں لائق ہے کہ تعرض کرے واسطے اس چیز کے کہ اس کو نفرت دلائے اور اس میں ہے کہ جو نسبت کرے طرف اس شخص کی جو موصوف ہو ساتھ صفت صلاح کے جو اس کے مخالف ہو تو اس پر انکار کیا جائے اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بہشت اب موجود ہے اور حوریں بی اور باقی شرح اس کی بدء الخلق میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ غَيْرَةِ النِّسَآءِ وَوَجْدِهِنَّ.

باب ہے بیان میں غیرت عورتوں کے اور ان کے غصے کے۔

**فائدہ:** یہ باب خاص تر پہلے باب سے ہے اور بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں کوئی پکا حکم نہیں کیا اس واسطے کہ یہ مختلف ہے ساتھ مختلف ہونے احوال اور اشخاص کے اور اصل غیرت عورتوں کی کسبی نہیں لیکن جب زیادتی کرے اس میں ساتھ قدر زائد کے اوپر اس کے تو ملامت کی جائے اور ضابطہ اس کا یہ ہے کہ جو جابر بن عتیک کی حدیث میں آچکا ہے کہ بعض غیرت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اور بعض غیرت وہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ دشمنی رکھتا ہے سو جو غیرت اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے وہ غیرت شک میں ہے اور جس غیرت کو دوست نہیں رکھتا وہ غیرت غیر شک میں ہے اور یہ تفصیل محض مردوں کے حق میں ہے واسطے ضرورت منع ہونے دو خاوندوں کے واسطے عورت کے ساتھ طریق حلال ہونے کے اور بہر حال عورت سو جب غیرت کرے اپنے خاوند سے بیچ اختیار کرنے حرام چیز کے یا ساتھ زنا کے مثلاً یا ساتھ کم کرنے حق اس کے اور ظلم کرنے اس کے کی اوپر اس کے واسطے سوکن اس کی کے اور اختیار کرنے اس کے کی اوپر اس کے سو جب یہ تحقیق ہو یا ظاہر ہو قرینہ تو یہ غیرت مشروع ہے اور اگر واقع ہو یہ مجرد وہم سے بغیر دلیل سے تو یہ غیرت غیر شک میں ہے اور بہر حال جب کہ ہو خاوند انصاف کرنے والا عادل اور دونوں سوکنوں میں سے ہر ایک کا حق ادا کرے تو غیرت ان دونوں سے اگر ہو واسطے طبیعت بشری کے جس سے کوئی عورت سلامت نہیں تو اس میں اس کو معذور رکھا جائے جب تک نہ بڑھے طرف اس چیز کے کہ حرام ہے اس پر قول سے یا فعل سے اور بہر حال محمول ہے جو سلف صالح کی عورتوں سے اس میں آیا ہے۔ (فتح)

٤٨٢٧ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْلَمُ إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبَى قَالَتْ فَقُلْتُ مِنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ فَقَالَ أَمَّا إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً فَإِنَّكِ تَقُولِينَ لَا

۴۸۲۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ البتہ میں جانتا ہوں کہ جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہے اور جب تو مجھ سے ناراض ہوتی ہے، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں نے کہا کہ بھلا آپ اس کو کس طرح پہچانتے ہیں؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہے تو بات چیت میں یوں قسم کھاتی ہے کہ میں قسم کھاتی ہوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی اور جب تو ناخوش ہوتی ہے

وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَّإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبٰى قُلْتِ لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيْمَ قَالَتْ قُلْتُ أَجَلْ وَاللهِ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا أَهْجُرُ إِلَّا اسْمَكَ.

تو بات چیت میں یوں کہتی ہے کہ میں قسم کھاتی ہوں ابراہیم علیہ السلام کے رب کی میں نے کہا کہ ہاں سچ ہے میں ناخوشی میں آپ کا نام لینا زبان سے چھوڑ دیتی ہوں یعنی دل سے نہیں چھوڑتی۔

**فائدہ:** لیا جاتا ہے اس سے استقراء مرد کا عورت کے حال کو اس کے فعل اور قول سے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ مائل کرنے کے طرف اس مرد کے اور نہ مائل ہونے کے اور حکم کرنا ساتھ اس چیز کے کہ تقاضا کریں اس کے قرینے بیچ اس کے اس واسطے کہ جزم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ راضی ہونے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور ناراض ہونے اس کے کی ساتھ مجرد ذکر کرنے عائشہ رضی اللہ عنہا کے آپ کے نام شریف کو سو بنا کیا دو حالتوں کو یعنی ذکر اور سکوت کے تغیر دو حالتوں کے کو راضی ہونے اور ناخوش ہونے کو اور احتمال ہے کہ جوڑی گئی ہو طرف اس کے کوئی اور چیز جو اس سے صریح تر ہو لیکن نہ منقول ہوئی ہو اور قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ میں آپ کا نام لینا زبان سے چھوڑ دیتی ہوں کہا طیبی نے کہ یہ نہایت لطیف ہے اس واسطے کہ جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ جب وہ غصے کی حالت میں ہوتی ہے جو عاقل کے اختیار کو دور کرتا ہے تو اس وقت بھی محبت مستقرہ سے متغیر نہیں ہوتی اور کہا ابن منیر نے کہ مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ ہے کہ وہ لفظی نام چھوڑ دیتی تھیں اور نہ چھوڑتا تھا دل ان کا اس تعلق کو جو اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کے ساتھ تھا دوستی اور محبت سے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابراہیم علیہ السلام کا نام لیا کسی اور پیغمبر کا نام نہ لیا تو اس میں دلالت ہے اوپر زیادہ ہونے باوجیہ اس کی کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام سے قریب تر ہیں بہ نسبت اور لوگوں کے جیسا کہ نص کی ہے اس پر قرآن نے سو جب نہ تھا واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے کوئی چارہ آپ کے اسم شریف چھوڑنے کا تو بدلہ اس کو ساتھ اس شخص کے جس کے ساتھ آپ کو کچھ تعلق ہے تا کہ فی الجملہ تعلق کے دائرے سے خارج نہ ہو۔ (فتح) اور کہا مہلب نے کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس پر کہ اسم مسمی کا غیر ہے یعنی اسم اور چیز ہے اور مسمیٰ اور چیز ہے اس واسطے کہ اگر اسم مسمی کا عین ہوتا تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کے چھوڑنے سے ذات کا چھوڑنا لازم آتا اور حالانکہ اس طرح نہیں اور اس مسئلے کی بحث توحید میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

٤٨٢٨ ـ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ ابْنُ أَبِيْ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ لِكَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُوْلِ

۴۸۲۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی پر غیرت نہیں آئی جیسے مجھ کو خدیجہ رضی اللہ عنہا پر غیرت آئی اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بہت یاد کرتے تھے اور اس کی ثناء کرتے تھے اور البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی ہوئی کہ بشارت دیں اس کو ایک گھر کی

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا وَثَنَائِهِ عَلَيْهَا وَقَدْ أُوْحِيَ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ لَهَا فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ.

بہشت میں جو موتیوں اور یاقوت سے بنا ہو۔

**فائدہ:** عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس غیرت کا سبب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بہت یاد کرتے تھے اور باوجود اس کے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا موجود نہ تھیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا بے خوف تھیں اس سے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں شریک ہوں اس واسطے کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہلے ہی فوت ہو چکی تھیں لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو بہت یاد کرنا تقاضا کرتا ہے ترجیح ان کی کو نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو یہی ہے وہ چیز جو غضب کی باعث ہوئی ہے جس نے غیرت کو جوش دلایا، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مناقب میں پہلے گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس چیز سے بہتر بدلا دیا مراد رکھتی تھیں عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے نفس کو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس سے بہتر بدلا نہیں دیا اور باوجود اس کے منقول نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر مواخذہ کیا ہو واسطے قائم ہونے عذر اس کے کی ساتھ غیرت کے جس پر عورتیں پیدا ہوئیں۔ (فتح)

## بَابُ ذَبِّ الرَّجُلِ عَنِ ابْنَتِهِ فِي الْغَيْرَةِ وَالْإِنْصَافِ.

دفع کرنا اور دور کرنا مرد کا غیرت کو اپنی بیٹی سے اور طلب کرنا انصاف کا اس کے واسطے۔

۴۸۲۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ إِنَّ بَنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ اسْتَأْذَنُوْا فِي أَنْ يُنْكِحُوْا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَلَا آذَنُ ثُمَّ لَا آذَنُ ثُمَّ لَا آذَنُ إِلَّا أَنْ يُرِيْدَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِي وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ فَإِنَّمَا هِيَ بَضْعَةٌ مِّنِّي يُرِيْبُنِي مَا أَرَابَهَا وَيُؤْذِيْنِي مَا آذَاهَا هٰكَذَا قَالَ.

۴۸۲۹۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا منبر پر فرماتے تھے کہ بے شک ہشام بن مغیرہ کی اولاد مجھ سے اس کی اجازت مانگتے ہیں کہ اپنی بیٹی کو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نکاح کر دیں سو میں ان کو اجازت نہیں دیتا پھر بھی میں ان کو اجازت نہیں دیتا پھر بھی میں ان کو اجازت نہیں دیتا مگر یہ کہ ابو طالب کا بیٹا یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ چاہے کہ میری بیٹی کو طلاق دے اور ان کی بیٹی سے نکاح کر لے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میری بیٹی میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے مجھ کو وہی چیز رنج دیتی ہے جو اس کو رنج دیتی ہے اور مجھ کو تکلیف دیتی ہے جو اس کو تکلیف دیتی ہے۔

**فائدہ:** اسی طرح واقع ہوا ہے اس روایت میں کہ سبب خطبے کا ہشام کی اولاد کا اجازت مانگنا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام کیا فاطمہ رضی اللہ عنہا پر سو یہ خبر فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پہنچی وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ آپ اپنی بیٹیوں کے واسطے غصہ نہیں کرتے اور یہ علی رضی اللہ عنہ ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنے والے ہیں اسی طرح بولا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے علی رضی اللہ عنہ کے حق میں صیغہ اسم فاعل کا بطور مجاز کے اس واسطے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اس کے نکاح کا پکا ارادہ کیا تھا سو اتارا اس کو جگہ اس شخص کی جو فعل کرے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام کیا تو اس کے گھر والوں نے کہا کہ ہم تجھ کو فاطمہ رضی اللہ عنہا پر نکاح نہیں کر دیں گے میں کہتا ہوں شاید یہی سبب تھا ان کے اجازت مانگنے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے خود ہی اجازت مانگی اور شاید علی رضی اللہ عنہ نے خطبے کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی تھی اور خطبے کے وقت علی رضی اللہ عنہ حاضر نہ تھے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت نہ دی تو نہ تعرض کیا علی رضی اللہ عنہ نے بعد اس کے واسطے طلب اس کی کے اسی واسطے آیا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام چھوڑ دیا اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار کہا کہ میں ان کو اجازت نہیں دیتا تو یہ واسطے تاکید کے ہے اور اس میں اشارہ طرف اس کے کہ میں ان کو کبھی اجازت نہیں دوں گا اور شاید مراد اٹھانا احتمال کا ہے واسطے اسی احتمال کے کہ محمول کی جائے نفی اوپر مدت معین کے سو فرمایا کہ پھر بھی میں ان کو اجازت نہ دوں گا یعنی اگرچہ گزر جائے مدت فرض کی گئی تقدیرا میں اس کے بھی اجازت نہ دوں گا پھر اسی طرح ہمیشہ تک اور یہ جو کہا کہ مگر یہ کہ ابو طالب کا بیٹا چاہے کہ میری بیٹی کو طلاق دے الخ تو یہ محمول ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے بعض دشمنوں نے کہا تھا کہ علی رضی اللہ عنہ کا پکا ارادہ نکاح کرنے کا ہے نہیں تو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ گمان نہیں کیا جاتا کہ وہ بدستور رہے منگنی پر بعد اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ لیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو منع کریں اور زہری کی روایت میں ہے فرمایا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ حلال چیز کو حرام کروں اور حرام کو حلال کروں لیکن قسم ہے اللہ کی اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کی بیٹی اور اللہ تعالیٰ کے دشمن کی بیٹی ایک مرد کے نکاح میں کبھی جمع نہ ہوں گی یا ایک مکان میں کبھی جمع نہ ہوں گی کہا ابن تین نے کہ صحیح تر وہ چیز ہے جس پر یہ قصہ محمول کیا جائے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ پر حرام کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور ابو جہل کی بیٹی کو اپنے نکاح میں جمع کرے اس واسطے کہ اس کی علت یہ بیان کی کہ یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینا بالاتفاق حرام ہے اور معنی لا احرم حلالا کے یہ ہیں کہ یہ اس کے واسطے حلال ہے اگر اس کے نکاح میں فاطمہ رضی اللہ عنہا نہ ہو اور بہر حال دونوں کو جمع کرنا جو مستلزم ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایذا کو واسطے ایذا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے تو نہیں اور یہ جو فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے تو اس کا سبب یہ ہے کہ پہلے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ماں مر گئی تھی پھر ان کی بہنیں ایک کے بعد دوسری سو نہ باقی رہا ان کا کوئی جس کے ساتھ وہ دل لگا دیں اور تسلی پکڑیں اور اپنا راز اس کے آگے ظاہر کریں وقت حاصل ہونے غیرت کے اور نہیں بعید ہے کہ یہ

حضرت ﷺ کا خاصہ ہو کہ آپ کی بیٹیوں پر نکاح نہ کیا جائے اور احتمال ہے کہ یہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خاص ہو اور لیا جاتا ہے اس حدیث سے کہ اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا اس کے ساتھ راضی ہوتیں تو علی رضی اللہ عنہ کو اس کے نکاح کرنے سے منع نہ کیا جاتا اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حرام ہے ایذا دینا اس شخص کو جس کے ایذا دینے سے حضرت ﷺ کو ایذا پہنچے اس واسطے کہ حضرت ﷺ کو ایذا دینا بالاتفاق حرام ہے تھوڑی ہو یا بہت اور حضرت ﷺ نے جزم کیا کہ آپ کو تکلیف دیتی ہے وہ چیز جو فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تکلیف دیتی ہے سو جس شخص سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حق میں ایسی چیز واقع ہو جس کے ساتھ ان کو تکلیف ہو تو وہ حضرت ﷺ کو تکلیف دیتی ہے ساتھ شہادت اس حدیث صحیح کے اور نہیں ہے کوئی چیز بڑی بیچ ایذا دینے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اس کے بیٹے کو قتل کرنے سے یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل سے یعنی اس سے بڑی کوئی چیز نہیں جو فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایذا دے اور اسی واسطے استقرار سے پہچانا گیا ہے کہ جس شخص نے ان کے قتل کرنے میں دست اندازی کی اس کو سزا جلدی دی گئی دنیا کی زندگی میں اور وہ دنیا کے اندر جیسے جی بلا میں مبتلا ہوا اور البتہ عذاب آخرت کا سخت تر ہے اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو قائل ہے ساتھ بند کرنے ذریعہ کے اس واسطے کہ ایک سے زیادہ نکاح کرنا درست ہے جب تک کہ نہ بڑھے چار سے اور باوجود اس کے پس منع کیا اس سے حال میں واسطے اس کے کہ مرتب ہوتا ہے اس پر ضرر انجام میں اور اس حدیث میں باقی رہنا عار باپوں کا ہے ان کی پشتوں میں واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ اللہ کے دشمن کی بیٹی سو اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ واسطے وصف کے تاثیر ہے منع میں باوجود اس کے کہ وہ مسلمان تھی پکے اسلام والی اور البتہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو منع کرتا ہے کفو اس شخص کی کو جس کے باپ کو غلامی پہنچی پھر آزاد ہو ساتھ اس شخص کے جس کے باپ کو غلام ہونا نہیں پہنچا اور جس کو غلامی پہنچی ساتھ اس کے جس کو وہ نہیں پہنچی بلکہ فقط اس کے باپ کو پہنچی اور اس میں ہے کہ جب غیرت دار عورت پر خوف ہو کہ اس کے دین میں فتنہ ڈالا جائے تو اس کے ولی کو لائق ہے کہ اس کے دور کرنے میں کوشش کرے اور ممکن ہے کہ اس میں یہ شرط زیادہ کی جائے کہ نہ ہو اس کے پاس جس کے ساتھ وہ تسلی پکڑے اور اس سے بوجھ ہلکا ہو اور اس سے لیا جاتا ہے جواب اس شخص کا جو مشکل جانتا ہے خاص ہونے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کو ساتھ اس کے باوجود اس کے کہ غیرت حضرت ﷺ پر قریب تر ہے طرف خوف فتنے کے دین میں اور باوجود اس کے پس حضرت ﷺ بہت نکاح کرتے تھے اور ان سے غیرت پائی جاتی تھی جیسا کہ ان حدیثوں میں ہے اور باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ نے ان کے حق کی رعایت کی جیسے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حق میں اس کی رعایت کی اور محصل جواب کا یہ ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اس وقت کوئی بہن بھائی وغیرہ نہ تھا جس کے ساتھ وہ دل لگائیں اور ان کی وحشت دور ہو ماں سے یا بہن سے برخلاف امہات المؤمنین کے کہ ان سب کے بہن بھائی تھے کہ وہ دل لگانے اور تسلی پکڑنے کے واسطے ان کی طرف رجوع کرتی تھیں اور اس پر زیادتی یہ کہ حضرت ﷺ ان کے خاوند تھے جو سب خلقت سے زیادہ

مہربان تھے اور آپ کے لطف اور تطیب قلوب سے غیرت جلدی دور ہو جاتی ہے اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ آزاد عورت اور لونڈی کو نکاح میں جمع کرنا منع ہے اور پکڑا جاتا ہے حدیث سے اکرام اس شخص کا جو منسوب ہو طرف خیر کے یا شرافت کے یا دیانت کے۔ (فتح)

بَابُ يَقِلُّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرُ النِّسَآءُ وَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَرَى الرَّجُلَ الْوَاحِدَ يَتْبَعُهُ أَرْبَعُوْنَ امْرَأَةً يَّلُذْنَ بِهٖ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَآءِ.

مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی یعنی اخیر زمانے میں اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھا جائے گا ایک مرد اس کے ساتھ چالیس عورتیں ہوں گی اس کے ساتھ پناہ ڈھونڈیں گی بسبب کم ہونے مردوں کے اور بہت ہونے عورتوں کے یعنی اس واسطے کہ وہ عورتیں اس کے نکاح میں ہوں گی اور اس کی لونڈیاں ہوں گی اور یا اس کی رشتہ دار ہوں گی یا سب سے۔

**فائدہ:** اور ایک روایت میں ہے کہ پچاس عورتیں ہوں گی کہیں گی اسے بندے اللہ کے! مجھ کو ڈھانک مجھ کو جگہ دے۔

٤٨٣٠ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْحَوْضِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيْثًا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحَدِّثُكُمْ بِهٖ أَحَدٌ غَيْرِيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ وَيَكْثُرَ الزِّنَا وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَآءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ.

۴۸۳۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ میں تم کو ایک حدیث بیان کرتا ہوں کہ میرے سوائے کوئی تم کو وہ حدیث بیان نہیں کرے گا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھایا جائے گا یعنی علماء مر جائیں گے اور جہالت اور بے علمی ظاہر ہو گی اور حرام کاری بہت ہو گی اور شراب پی جائے گی اور مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں بہت ہو جائیں گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا ایک خبر لینے والا مرد رہ جائے گا۔

**فائدہ:** اس یہ حدیث نہیں مخالف ہے پہلی حدیث کو اس واسطے کہ پچاس میں چالیس بھی داخل ہیں اور شاید عدد معین مراد نہیں بلکہ مراد مبالغہ ہے عورتوں کے بہت ہو جانے میں بہ نسبت مردوں کے اور قیم سے مراد وہ شخص ہے جو ان

کے کام کے ساتھ قائم ہو اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ طلب نکاح کے واسطے اس کے ساتھ ہوں گی کہ ان سے نکاح کر لے حلال ہو یا حرام اور اس حدیث میں خبر دینا ہے ساتھ اس چیز کے کہ آئندہ واقع ہوگی سو واقع ہوا جیسے حضرت ﷺ نے خبر دی اور صحیح اس سے وہ چیز ہے جو وارد ہوئی ہے مطلق بغیر تعین وقت کے اور جس میں تعیین وقت کی ہے وہ صحیح نہیں۔

بَابُ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا ذُوْ مَحْرَمٍ وَّالدُّخُوْلِ عَلَى الْمُغِيْبَةِ.

نہ اکیلا ہو مرد ساتھ بیگانی عورت کے مگر محرم اور داخل ہونا اس عورت پر جس کا خاوند غائب ہو۔

**فائدہ:** پہلا حکم باب میں صریح موجود ہے اور دوسرا حکم باب کی حدیثوں سے بطور استنباط کے لیا جاتا ہے اور ترمذی نے مرفوع روایت کی ہے کہ مت اندر جاؤ پاس ان عورتوں کے جن کا خاوند موجود نہ ہو اس واسطے کہ شیطان آدمی کے بدن میں خون کی جگہ چلتا ہے اور ایک روایت میں ہے مگر ایک یا دو مرد اس کے ساتھ ہوں۔

٤٨٣١ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَآءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ.

۴۸۳۱۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بچو عورتوں کے پاس جانے سے تو ایک انصاری مرد نے پوچھا کہ یا حضرت! بھلا خاوند کے رشتہ داروں کا حال تو فرمائیے کہ یہ لوگ عورت کے پاس جائیں یا نہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مرد کے رشتہ داروں کا عورت کے پاس جانا موت ہے۔

**فائدہ:** ایاکم ساتھ نصب کے ہے تحذیر پر اور وہ تنبیہ ہے واسطے مخاطب کے محذور پر تا کہ اس سے پرہیز کرے اور ایک روایت میں ہے کہ عورتوں کے پاس اندر مت جایا کرو اور بغل گیر ہے منع ہونا دخول کا منع ہونے خلوت کو ساتھ اس کے بطریق اولیٰ اور یہ جو کہا کہ حمو موت ہے تو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ حمو خاوند کے رشتہ دار ہیں سوائے اس کے باپ اور بیٹوں کے اس واسطے کہ وہ عورت کے محرم ہیں جائز ہے واسطے ان کے خلوت کرنی ساتھ اس کے اور نہیں وصف کیے جاتے ساتھ موت کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد خاوند کا بھائی ہے یعنی دیور، جیٹھ اور بھتیجا اور چچا اور چچا کا بیٹا اور بھانجا اور جو ان کے مانند ہیں ان لوگوں میں سے کہ حلال ہے واسطے اس کے نکاح کرنا اس کا اگر اس کے نکاح میں نہ ہو اور جاری ہوئی ہے عادت عورتوں کی ساتھ سستی کے بیچ اس کے سو خلوت کرنا بھائی کا ساتھ بھائی کی بیوی کے سو تشبیہ دی اس کو ساتھ موت کے اور وہ اولیٰ ہے ساتھ منع کے اجنبی سے اور یہ جو کہا کہ حمو موت ہے تو بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ خلوت کرنا ساتھ دیور، جیٹھ کے کبھی نوبت پہنچاتا ہے طرف ہلاکت دین کے اگر واقع ہو گناہ یا طرف موت کے حقیقۃً اگر واقع ہو گناہ اور واجب ہو سنگسار کرنا یا طرف ہلاک ہونے عورت کے ساتھ جدا

ہونے کے اپنے خاوند سے جب کہ باعث ہو اس کو غیرت اوپر طلاق دینے اس کے کی اشارہ کیا ہے طرف ان سب معنوں کے قرطبی نے اور کہا طبری نے کہ معنی یہ ہیں کہ مرد کا اپنے بھائی کی عورت کے ساتھ خلوت کرنا اتارا جاتا ہے بجائے موت کے اور عرب مکروہ چیز کو موت کے ساتھ موصوف کرتے ہیں اور کہا صاحب مجمع الغرائب نے کہ احتمال ہے کہ ہو مراد یہ کہ عورت جب تنہا ہو تو وہ محل آفت کا ہے اور نہیں امن ہے اس پر کسی سے پس چاہیے کہ ہو دیور اس کا موت یعنی نہیں جائز ہے کسی کو کہ اس کے ساتھ خلوت کرے مگر موت جیسا کہ کہا گیا ہے کہ بہتر سسرال قبر ہے اور یہ لائق ہے ساتھ کمال غیرت کے اور کہا ابوعبیدہ نے کہ معنی حموالموت کے یہ ہیں کہ چاہیے کہ مر جائے اور یہ نہ کرے اور تعاقب کیا ہے اس کا نووی رحمہ اللہ نے سو کہا کہ یہ کلام فاسد ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ خاوند کے رشتہ داروں کے ساتھ خلوت کرنی اکثر ہے خلوت کرنے سے ساتھ غیر ان کے کی اور بہ نسبت غیر کی بدی کے امید اس سے زیادہ ہے اور فتنہ ساتھ اس کے زیادہ ممکن ہے واسطے قادر ہونے اس کے کی اوپر پہنچنے کے پاس عورت کے بغیر انکار کے اس پر بخلاف اجنبی مرد کے کہ اس سے یہ بات متصور نہیں اور کہا عیاض نے معنی یہ ہیں کہ خاوند کے رشتہ داروں کے ساتھ خلوت کرنا پہنچانے والا ہے طرف فتنے کے اور ہلاکت دین کے پس ٹھہرایا اس کو مانند ہلاک موت کے اور وارد کیا کلام کو جگہ تشدید کے اور کہا قرطبی نے کہ معنی یہ ہیں کہ خاوند کے رشتہ داروں کا عورت پر داخل ہونا مشابہ ہے موت کے قباحت اور مفسدے میں یعنی پس وہ حرام ہے اس کا حرام ہونا معلوم ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مبالغہ کیا بیچ زجر کے اس سے اور تشبیہ دی اس کو ساتھ موت کے واسطے آسان جاننے لوگوں کے ساتھ اس کے خاوند اور بیوی کے جہت سے واسطے الفت ان کی کے ساتھ اس کے یہاں تک کہ گویا وہ عورت سے اجنبی نہیں پس نکلا ہے یہ قول جگہ نکلنے قول عرب کے کہ شیر موت ہے اور حرب موت ہے یعنی اس کا ملنا موت کی طرف نوبت پہنچاتا ہے اور اسی طرح عورت پر داخل ہونا کبھی پہنچاتا ہے طرف موت دین کے یا موت اس کی کے ساتھ طلاق اس کی کے وقت غیرت خاوند کے یا طرف سنگسار کرنے کے اگر واقع ہو فاحشہ۔

**تنبیہ**: عورت کا محرم وہ مرد ہے جس کے ساتھ عورت کا نکاح کبھی درست نہ ہو جیسے باپ بھائی چچا بھتیجا بھانجا بیٹا نواسہ پوتا مگر ماں اس عورت کی جس کی وطی شبہ سے ہوئی ہو اور لعان کرنے والی کہ وہ دونوں ہمیشہ کے واسطے حرام ہیں اور نہیں محرم ہونا اس جگہ اور اسی طرح حضرت ﷺ کی بیویاں بھی ہمیشہ کے واسطے حرام ہیں اور ہمیشہ کی قید لگانے سے عورت کی بہن اور پھوپھی اور خالہ نکل گئی اور اسی طرح اس کی بیٹی بھی نکل گئی جب کہ نکاح کرے ماں کو اور اس کے ساتھ دخول نہ کیا ہو۔ (فتح)

**٤٨٣٢ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ**

۴۸۳۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز خلوت نہ کرے کوئی مرد ساتھ

عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ امْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَّةً وَّاكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا قَالَ ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ.

کسی عورت کے مگر ساتھ محرم کے سو ایک مرد کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! میری عورت حج کو نکلی ہے اور میرا نام فلاں فلاں جنگ میں لکھا گیا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پلٹ جا اور اپنی عورت کے ساتھ حج کر۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

## بَابُ مَا يَجُوْزُ أَنْ يَّخْلُوَ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ عِنْدَ النَّاسِ.

جو جائز ہے یہ کہ خلوت کرے مرد ساتھ بیگانی عورت کے پاس لوگوں کے۔

**فائدہ:** یعنی نہ خلوت کرے ساتھ اس کے اس طور سے کہ دونوں کے بدن لوگوں سے چھپ جائیں بلکہ اس طور سے کہ لوگ ان کی کلام کو نہ سنیں جب کہ ہو ساتھ اس چیز کے جو چھپائی جاتی ہے مانند اس چیز کہ کہ شرماتی ہے عورت ذکر کرنے اس کے سے درمیان لوگوں کے اور لیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے قول اپنے کو نزدیک لوگوں کے اس کے قول سے جو بعض طریقوں میں ہے کہ تنہا ہوئے حضرت ﷺ ساتھ اس کے بعض راہوں یا کوچوں میں جو نہیں خالی ہوتے اکثر اوقات لوگوں کے چلنے سے۔

۴۸۳۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَلَا بِهَا فَقَالَ وَاللّٰهِ إِنَّكُنَّ لَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ.

۴۸۳۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو حضرت ﷺ اس کے ساتھ اکیلے ہوئے سو فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ تم میرے نزدیک سب لوگوں سے پیاری ہو۔

**فائدہ:** شرح کی روایت مین انکم ہے کہا مہلب نے کہ نہیں ارادہ کیا انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ تنہا ہوئے ساتھ اس کے اس طور سے کہ اپنے ساتھ والوں کی آنکھ سے غائب ہوئے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اکیلے ہوئے ساتھ اس کے اس طور سے کہ اس کے گلے کو حاضرین نہ سن سکیں اور نہ جو ان کے درمیان بات چیت ہوتی اس واسطے کہ انس رضی اللہ عنہ نے اخیر کلام کو سنا اور اس کو نقل کیا اور جو ان کے درمیان بات ہوئی اس کو نقل نہ کیا اس واسطے کہ اس کو نہ سنا اور مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت تھی اس کی عقل میں کچھ چیز تھی سو اس نے کہا یا حضرت! مجھ کو آپ سے کچھ کام ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا اے ماں فلانے کی دیکھ جو کچھ تو چاہے کہ میں تنہا ہو کے تیری حاجت

ادا کروں اور اس حدیث سے وسیع ہونا آپ کی برداشت اور تواضع کا ہے اور آپ کے صبر کا اور پھر ادا کرنے حاجت چھوٹی اور بڑی کے اور یہ کہ بات چیت کرنا ساتھ عورت بیگانی کے چھپ کر نہیں قدح کرتا ہے اس کے دین میں وقت امن ہونے کے فتنے کے سے لیکن یہ اس طرح ہے جس طرح عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم میں کوئی ہے کہ اپنی حاجت کا مالک ہو؟ جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حاجت کے مالک تھے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنْ دُخُوْلِ الْمُتَشَبِّهِيْنَ بِالنِّسَآءِ عَلَى الْمَرْأَةِ.

جو مرد کہ اپنے آپ کو بہ تکلف عورتوں کے مشابہ کرے اس کو عورت کے پاس اندر آنا منع ہے یعنی بغیر اس کے خاوند کے اور جس جگہ مثلا وہ عورت مسافر ہو۔

٤٨٣٤ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ مُخَنَّثٌ فَقَالَ الْمُخَنَّثُ لِأَخِيْ أُمِّ سَلَمَةَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أُمَيَّةَ إِنْ فَتَحَ اللّٰهُ لَكُمُ الطَّآئِفَ غَدًا أَدُلُّكَ عَلٰى بِنْتِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَّتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلَنَّ هٰذَا عَلَيْكُنَّ.

۴۸۳۴۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے اور ان کے گھر میں یعنی جس گھر میں وہ رہتی تھیں ایک زنانہ مرد تھا سو مخنث نے عبداللہ بن ابی امیہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی سے کہا کہ اگر کل اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے طائف کو فتح کیا کہ میں تم کو بتلاؤں گا غیلان کی بیٹی اس واسطے کہ بے شک وہ آتی ہے ساتھ چار کے اور جاتی ہے ساتھ آٹھ کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز اندر نہ آیا کرے تمہارے پاس یہ یعنی زنانہ مرد۔

**فائدہ:** ایک روایت میں ہے کہ ایک زنانہ مرد تھا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے پاس اندر آتا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ گمان نہ تھا کہ وہ عورتوں کی کوئی چیز جانتا ہے جو مرد جانتے ہیں اور نہ یہ گمان تھا کہ اس کو عورتوں کی حاجت ہے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی تو فرمایا مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ یہ خبیث جانتا ہے جو میں سنتا ہوں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیویوں سے فرمایا کہ یہ تمہارے پاس اندر نہ آیا کرے سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آنے سے بند کیا گیا اور ابو داؤد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک زنانہ مرد لایا گیا اس نے اپنے دونوں ہاتھ اور پاؤں ری سے رنگے تھے تو کسی نے کہا یا حضرت! یہ شخص عورتوں کے مشابہ ہوتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نقیع کی ف نکال دیا تو کسی نے کہا کیا ہم اس کو مار نہ ڈالیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو منع ہوا نمازیوں کے مارنے ے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے ہے کہ سخت غضب ہوا اللہ تعالیٰ کا ان لوگوں پر جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی برائش سے منہ پھیرا اور بہ تکلف اپنے آپ کو عورتوں کے مشابہ کیا اور مخنث اس کو کہتے ہیں کہ مشابہ ہو ساتھ عورتوں

کے عادات اور کلام میں اور حرکات وسکنات میں جس کو یہاں زنانہ کہتے ہیں اور عورتوں کے مشابہ ہونا کبھی پیدائشی ہوتا ہے سو اگر پیدائشی ہو تو اس پر کچھ ملامت نہیں اور اس پر لازم ہے کہ اس کے دور کرنے میں تکلف کرے اور کبھی مشابہ ہونا تکلف اور قصد سے ہوتا ہے سو یہ برا ہے اور بولا جاتا ہے اس پر نام مخنث کا برابر ہے کہ بے حیائی کرے یا نہ کرے اور اس مخنث کا نام اسیت تھا اور یہ کہا کہ وہ آتی ہے ساتھ چار کے اور جاتی ہے ساتھ آٹھ کے تو کہا خطابی نے کہ مراد یہ ہے کہ اس کے پیٹ میں چار شکن ہیں جب سامنے سے آتی ہے تو معلوم ہوتے ہیں اور جب پیٹھ پھیرتی ہے تو ان شکنوں کے سرے دونوں پہلو کی طرف سے معلوم ہوتے ہیں چار ایک طرف سے اور چار ایک طرف سے اور حاصل یہ ہے کہ وہ بڑی موٹی اور فربہ ہے اور فربہ عورت کی طرف عرب کے مردوں کو بہت رغبت ہوتی ہے، کہا مہلب نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ روکا حضرت ﷺ نے اس کو داخل ہونے سے عورتوں پر واسطے اس کے کہ سنا اس کو کہ صفت کرتا ہے عورت کی ساتھ اس صفت کے جو جوش دلاتی ہے مردوں کے دل کو سو اس کو اندر آنے سے منع کیا کہ حضرت ﷺ کی بیویوں کو لوگوں کے آگے بیان نہ کرے پس ساقط ہوں معنی حجاب کے اور اس حدیث میں وہ چیز ہے جو مشعر ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو ذات کے واسطے بھی منع کیا واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ مجھ کو گمان نہ تھا کہ یہ پہچانتا ہے جو اس جگہ ہے اور واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ لوگ گمان کرتے تھے کہ اس کو عورتوں کی حاجت نہیں جب اس نے وصف مذکور کو ذکر کیا تو اس نے دلالت کی کہ وہ حاجت یعنی شہوت والوں میں سے ہے سو اس کو اس واسطے نکال دیا اور مستفاد ہوتا ہے اس سے پردہ کرنا عورتوں کا اس شخص سے جو عورتوں کی خوبیوں کو جانے اور یہ حدیث اصل ہے بیچ دور کرنے اس شخص کے جس سے کسی کام میں شک پڑے، کہا مہلب نے اور اس میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے ذات موصوف کی بیع کو واسطے قائم ہونے صفت کے مقام دیکھنے کے جب کہ وصف اس کی سب حالات کو حاوی ہو اور نکالنا اس کا اس حدیث سے ظاہر ہے اور نیز اس حدیث میں تعزیر ہے واسطے اس شخص کے جو بہ تکلف عورتوں کے مشابہ ہو ساتھ نکال دینے کے گھروں سے اور نفی کی جب کہ متعین ہو یہ بطریق واسطے منع کرنے اس کے کی اور ظاہر امر سے اس کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے اور مشابہ ہونا عورتوں کا ساتھ مردوں کے اور مشابہ ہونا مردوں کا ساتھ عورتوں کے قصد اور اختیار سے اتفاقا حرام ہے، وسیاتی فی اللباس۔ (فتح) اور خصی مرد اور مجبوب کا بھی یہی حکم ہے خصی وہ مرد ہے جس کے خصیوں کو کوٹ کر خصی کیا گیا ہو اور مجبوب وہ ہے جس کا ذکر کاٹا گیا ہو۔

بَابُ نَظَرِ الْمَرْأَةِ إِلَى الْحَبَشِ وَنَحْوِهِمْ مِنْ غَيْرِ رِيبَةٍ. دیکھنا عورت کا طرف حبشیوں کے اور جو ان کی مانند ہیں بغیر شک کے یعنی جائز ہے۔

**فائدہ:** ظاہر ترجمہ کا یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ عورت کو بیگانے مرد کی طرف دیکھنا جائز ہے برخلاف

عکس اس کے اور یہ مسئلہ مشہور ہے اختلاف کیا گیا ہے اس کی ترجیح میں اور حدیث باب کی موافق ہے اس شخص کے جو اس کو جائز رکھتا ہے اور جو اس کو منع کرتا ہے اس کی حجت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جو مشہور ہے کہ کیا تم دونوں اندھے ہو اور قوی کرتا ہے جواز کو ہمیشہ بدستور رہنا عمل اس پر کہ جائز ہو نکلنا عورتوں کو طرف مسجدوں اور بازاروں اور سفروں کے نقاب ڈال کرتا کہ مردان کو نہ دیکھیں اور مردوں کو نقاب ڈالنے کا کبھی حکم نہیں ہوا تا کہ ان کو عورتیں نہ دیکھیں تو اس نے دلالت کی کہ وہ دونوں گروہ کے حکم جدا جدا ہیں اور ساتھ اس کے حجت پکڑی ہے امام غزالی رحمہ اللہ نے اوپر جواز کے سو کہا کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ مرد کا منہ عورت کے حق میں چھپانے کی چیز ہے جیسے کہ عورت کا منہ مرد کے حق میں چھپانے کی چیز ہے بلکہ وہ مانند منہ بے ریش کے ہے مرد کے حق میں پس حرام ہے نظر وقت خوف فتنے کے اور نہیں تو نہیں اور ہمیشہ قدیم زمانے سے دستور چلا آتا ہے کہ مرد کھلے منہ ہوتے ہیں اور عورتوں کے منہ پر نقاب ہوتے ہیں سو اگر دونوں گروہ برابر ہوتے تو مردوں کو نقاب کا حکم ہوتا یا عورتوں کو نکلنے سے منع کیا جاتا۔

٤٨٣٥ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ عَنْ عِيْسٰى عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِيْ بِرِدَآئِهٖ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى أَكُوْنَ أَنَا الَّتِيْ أَسْأَمُ فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ الْحَرِيْصَةِ عَلَى اللَّهْوِ.

۴۸۳۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مجھ کو اپنی چادر سے چھپاتے تھے اور میں حبشیوں کو دیکھتی تھی مسجد میں برچھیوں سے کھیلتے یہاں تک کہ میں خود ہی طول اور دل گیر ہوتی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو نہ فرماتے کہ بس کر بلکہ میں خود ہی جب تھک جاتی تو بس کرتی سو اندازہ کرو کم سن لڑکی کے مقدار کو جو کھیل پر حرص کرنے والی ہو کہ کتنی دیر تک دیکھتی رہتی ہے یعنی میں بہت دیر تک دیکھتی رہتی تھی۔

بَابُ خُرُوْجِ النِّسَآءِ لِحَوَآئِجِهِنَّ.

عورتوں کو اپنی حاجتوں کے لیے باہر نکلنا جائز ہے۔

٤٨٣٦ ـ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَآءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ لَيْلًا فَرَآهَا عُمَرُ فَعَرَفَهَا فَقَالَ إِنَّكِ وَاللّٰهِ يَا سَوْدَةُ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَرَجَعَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهٗ وَهُوَ فِيْ حُجْرَتِيْ يَتَعَشّٰى وَإِنَّ فِيْ

۴۸۳۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا زمعہ کی بیٹی رات کو قضاء حاجت کے واسطے باہر نکلیں سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا اور پہچانا سو کہا قسم ہے اللہ کی اے سودہ! بے شک تو ہم پر چھپی نہیں رہتی سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پلٹ آئیں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرے میں تھے رات کا کھانا کھاتے تھے اور البتہ آپ کے ہاتھ میں ہڈی تھی

يَدِهٖ لَعَرْقًا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَرُفِعَ عَنْهُ وَهُوَ يَقُوْلُ قَدْ أَذِنَ اللّٰهُ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوَآئِجِكُنَّ.

سو آپ پر وحی اتاری گئی پھر آپ سے وہ حالت موقوف ہوئی اور حالانکہ آپ فرماتے تھے کہ البتہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اجازت دی کہ اپنی حاجتوں کے واسطے باہر نکلا کرو۔

**فائدہ**: البتہ پہلے گزر چکی ہے شرح اس کی اور وجہ تطبیق کی درمیان اس کے اور درمیان دوسری حدیث اس کی کے بیچ اترنے حجاب کے سورۂ احزاب کی تفسیر میں اور ذکر کیا ہے میں نے وہاں تعاقب عیاض پر کہ اس نے گمان کیا ہے کہ حضرت ﷺ کی بیویوں پر اپنے جسم کا ظاہر کرنا حرام تھا اگرچہ منہ پر نقاب ڈالے ہوں اور چادریں لپیٹی ہوں اور حاصل بیچ رد کرنے قول اس کے بہت ہونا حدیثوں کا ہے جو وارد ہیں اس میں کہ وہ حج کرتی تھیں اور طواف کرتی تھیں اور مسجدوں کی طرف نماز کے واسطے نکلتی تھیں حضرت ﷺ کی زندگی میں بھی اور آپ کے بعد بھی۔ (فتح)

## بَابُ اِسْتِئْذَانِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي الْخُرُوْجِ إِلَى الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهٖ.

اجازت مانگنا عورت کا اپنے خاوند سے مسجد وغیرہ کی طرف نکلنے کے واسطے۔

**فائدہ**: کہا ابن تین نے کہ باب باندھا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ نکلنے کے طرف مسجد وغیرہ کے یعنی ترجمہ عام ہے مسجد وغیرہ کو اور باب کی حدیث میں صرف مسجد کا ذکر ہے اور جواب دیا ہے کرمانی نے کہ اس نے مسجد کے غیر کو مسجد پر قیاس کیا ہے اور جامع ان کے درمیان ظاہر ہے اور سب میں یہ شرط ہے کہ فتنے سے امن ہو۔ (فتح)

٤٨٣٧ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنَتِ امْرَأَةُ أَحَدِكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا.

۴۸۳۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی عورت نماز کے واسطے مسجد میں جانے کی اجازت مانگے تو اس کو اجزت دے اور منع نہ کرے۔

**فائدہ**: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کی شرح کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے۔

## بَابُ مَا يَحِلُّ مِنَ الدُّخُوْلِ وَالنَّظَرِ إِلَى النِّسَآءِ فِي الرَّضَاعِ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ جائز ہے داخل ہونے اور نظر کرنے سے طرف عورتوں کے رضاعت کے سبب سے

٤٨٣٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ جَآءَ عَمِّيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيَّ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهٗ حَتّٰى أَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

۴۸۳۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ میرا چچا رضاعی آیا اور اس نے مجھ سے اندر آنے کی اجازت مانگی سو میں نے انکار کیا کہ اس کو اجازت دوں یہاں تک کہ حضرت ﷺ سے پوچھوں سو حضرت ﷺ آئے سو میں نے آپ سے اس کا حکم پوچھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّهُ عَمُّكِ فَأْذَنِيْ لَهُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ قَالَتْ عَائِشَةُ وَذٰلِكَ بَعْدَ أَنْ ضُرِبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ قَالَتْ عَائِشَةُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ.

وہ تیرا چچا ہے سو اس کو اجازت دے میں نے کہا یا حضرت! مجھ کو تو صرف عورت نے دودھ پلایا ہے مجھ کو مرد نے دودھ نہیں پلایا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک وہ تیرا چچا ہے سو اس کو تیرے پاس اندر آنا جائز ہے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور یہ حال بعد اس کے تھا کہ ہم پر پردہ اتارا گیا یعنی یہ واقعہ پردہ اترنے کے بعد تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حرام ہوتا ہے دودھ پینے سے جو حرام ہوتا ہے جننے سے۔

**فائدہ:** اس حدیث کی پوری شرح کتاب النکاح کے اول میں گزر چکی ہے اور یہ حدیث اصل ہے اس میں کہ رضاعت کے واسطے نسب کا حکم ہے کہ جائز ہے عورتوں کے پاس اندر جانا اور سوائے اس کے احکام سے۔ (فتح)

## بَابُ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا.

نہ لگائے بدن ایک عورت دوسری عورت سے پھر بیان کرے اس کی صورت کو اپنے خاوند سے۔

**فائدہ:** استعمال کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے لفظ حدیث کا ترجمہ میں بغیر زیادتی کے اور ذکر کیا ہے حدیث کو دو طریقوں سے۔

٤٨٣٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا.

۴۸۳۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بدن لگائے ایک عورت دوسری عورت سے پھر بیان کرے اس کی شکل اور صورت کو اپنے خاوند سے اس طرح کہ جیسے اس کو دیکھا ہے۔

٤٨٤٠ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا.

۴۸۴۰۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

**فائدہ:** ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک کپڑے میں کہا قابلی نے کہ یہ حدیث اصل ہے واسطے مالک کے بیچ

بند کرنے ذریعوں کے اس واسطے کہ حکمت بیچ اس نہی کے خوف ہے اس بات کا کہ خوش لگے خاوند کو وصف مذکور سو نوبت پہنچائے یہ طرف طلاق دینے اس عورت کے جو صفت کرتی ہے یا مفتون ہونے کے ساتھ اس عورت کے جس کی صفت کی گئی اور واقع ہوا ہے بیچ روایت نسائی کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ نہ بدن لگائے ایک عورت دوسری عورت کے بدن سے اور نہ بدن لگائے مرد دوسرے مرد کے بدن سے اور مسلم اور اصحاب سنن نے یہ حدیث اس لفظ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور ایک عورت دوسری عورت کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ اکٹھا ہو ایک مرد ساتھ دوسرے مرد کے ایک کپڑے میں اور نہ جمع ہو ایک عورت ساتھ دوسری عورت کے ایک کپڑے میں کہا نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک مرد کو دوسرے مرد کے ستر کی طرف دیکھنا حرام ہے اور اسی طرح عورت کو بھی دوسری عورت کے ستر کی طرف دیکھنا حرام ہے اور یہ اس قسم سے ہے کہ اس میں کچھ اختلاف نہیں اور اسی طرح دیکھنا مرد کو طرف ستر عورت کے اور عورت کے طرف ستر مرد کے حرام ہے بالاجماع اور تنبیہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ دیکھنے مرد کے طرف ستر مرد کے اور دیکھنے عورت کے طرف ستر عورت کے اوپر اس کے ساتھ طریق اولیٰ کے یعنی یہ بطریق اولیٰ حرام ہے اور مستثنیٰ ہیں اس سے میاں بیوی کہ ایک کو اپنے ساتھی کا ستر دیکھنا جائز ہے مگر شرم گاہ میں اختلاف ہے اور صحیح تر قول ہے کہ جائز ہے لیکن بغیر سبب کے مکروہ ہے اور بہر حال جو محرم ہیں پس صحیح یہ ہے کہ ایک کو دوسرے کی ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے دیکھنا جائز ہے اور یہ سب حرام جو ہم نے ذکر کیا اس جگہ ہے جس جگہ حاجت نہ ہو اور جائز اس جگہ ہے جس جگہ شہوت نہ ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حرام ہے مرد کو بدن لگانا دوسرے مرد کے بدن سے بغیر پردے کے مگر وقت ضرورت کے اور مستثنیٰ ہے اس سے مصافحہ اور حرام ہے چھونا غیر کے ستر کو جس جگہ سے ہو اس کے بدن میں سے بالاتفاق کہا نووی رحمہ اللہ نے اور اس قسم سے ہے کہ عام لوگ اس میں مبتلا ہیں اور بہت لوگ اس سے سستی کرتے ہیں جمع ہونا ہے حمام میں سو واجب ہے اس شخص پر جو اس میں ہو یہ کہ بچائے اپنی نظر اور ہاتھ وغیرہ کو غیر کے ستر سے اور یہ کہ بچائے اپنے ستر کو غیر کی نظر سے اور واجب ہے انکار اس کے فاعل پر واسطے اس شخص کے جو اس پر قادر ہو اور نہیں ساقط ہوتا انکار ساتھ گمان عدم قبول کے مگر یہ کہ اپنی جان پر فتنے سے ڈرے اور بہت مسئلے اس باب کے طہارت میں گزر چکے ہیں۔ (فتح)

## بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى نِسَآئِیْ.

مرد کا یہ کہنا کہ میں آج رات اپنی سب عورتوں پر گھوموں گا یعنی سب سے صحبت کروں گا۔

**فائدہ:** کتاب الطہارۃ میں پہلے گزر چکا ہے من دار علی نسائہ فی غسل واحد اور وہ قریب ہے اس ترجمہ کے معنی سے اور حکم شریعت محمدی میں یہ ہے کہ نہیں جائز ہے یہ بیویوں میں مگر یہ کہ شروع کرے نوبت بانٹنے کو بایں طور کے سب سے ایک بار اکٹھا نکاح کرے یا سفر سے آئے اور اسی طرح جائز ہے جب کہ اس کو اجازت دیں اور اس

کے ساتھ راضی ہو جائیں۔

٤٨٤١ ـ حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ بِمِائَةِ امْرَأَةٍ تَلِدُ كُلُّ امْرَأَةٍ غُلَامًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ قُلْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَلَمْ يَقُلْ وَنَسِيَ فَأَطَافَ بِهِنَّ وَلَمْ تَلِدْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ نِصْفَ إِنْسَانٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَمْ يَحْنَثْ وَكَانَ أَرْجَى لِحَاجَتِهِ.

۴۸۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سلیمان بن داود علیہما السلام نے کہا کہ میں آج کی رات سو عورت پر گھوموں گا یعنی ان سے صحبت کروں گا ان میں سے ہر ایک عورت لڑکا جنے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا تو فرشتے نے اس سے کہا کہ انشاء اللہ کہہ یعنی اگر اللہ چاہے گا سو اس نے انشاء اللہ نہ کہا اور کہنا بھول گیا پھر ان سو عورتوں پر گھوما سو ان میں سے کوئی نہ جنی مگر ایک عورت آدھا آدمی جنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہتا تو اس کی بات پوری ہوتی اور اپنے مطلب کا زیادہ تر امیدوار ہوتا۔

**فائدہ:** جب لوگوں نے جہاد میں سستی کی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کثرت اولاد کی آرزو کی جہاد میں غیروں کی حاجت نہ رہے مگر انشاء اللہ کہنا بھول گئے پس مراد پوری نہ ہوئی معلوم ہوا کہ جس کسی کام کا ارادہ کرے تو انشاء اللہ ضرور کہہ لے اس واسطے کہ اللہ کی مدد کے بغیر آدمی سے کوئی کام نہیں ہو سکتا پیغمبر ہو یا ولی یا حکیم ہو یا بادشاہ اور یہ جو کہا لم یحنث تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی مراد پوری ہوتی اس واسطے کہ حانث نہیں ہوتا مگر قسم سے اور احتمال ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے اس پر قسم کھائی ہو۔ میں کہتا ہوں اتاری گئی تاکید جو مستفاد ہے قول اس کے سے لاطوفن بجائے قسم کے، کہا ابن رفعہ نے کہ مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ متصل ہونا استثناء کا ساتھ قسم کے تاثیر کرتا ہے بیچ اس کے اگرچہ نہ قصد کرے اس کو پہلے فارغ ہونے کے قسم سے۔ (فتح)

بَابُ لَا يَطْرُقْ أَهْلَهُ لَيْلًا إِذَا أَطَالَ الْغَيْبَةَ مَخَافَةَ أَنْ يُخَوِّنَهُمْ أَوْ يَلْتَمِسَ عَثَرَاتِهِمْ.

جب کوئی سفر میں گھر سے بہت مدت غائب رہا ہو تو اپنے گھر والوں کے پاس رات کو نہ آئے بسبب اس خوف کے کہ ان کو خیانت کی طرف نسبت کرے یا ان کی لغزشوں اور عیبوں کو تلاش کرے۔

**فائدہ:** یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے جو باب کی حدیث کے بعض طریقوں میں آچکا ہے چنانچہ صحیح مسلم میں واقع ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔

٤٨٤٢ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا

۴۸۴۲۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ أَنْ يَّأْتِيَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ طُرُوْقًا.

حضرت ﷺ مکروہ جانتے تھے کہ مرد اپنے گھر والوں کے پاس رات کو آئے۔

**فائدہ:** ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ رات کو گھر میں نہ آتے بلکہ دوپہر سے پہلے آتے یا پیچھے کہا لغت والوں نے کہ طروق کے معنی ہیں رات کو آنا سفر وغیرہ سے بے خبر۔

۴۸۴۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَطَالَ أَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقْ أَهْلَهُ لَيْلًا.

۴۸۴۳۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی گھر سے بہت مدت غائب رہا ہو تو رات کو گھر والوں کے پاس نہ آئے۔

**فائدہ:** قید کرنا ساتھ دراز ہونے غیبت کے اشارہ کرتا ہے طرف اس کے کہ علت نہی کی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پائی جاتی ہے اس وقت پس حکم دائر ہے ساتھ علت اپنی کے وجودًا وعدمًا سو جب تھا وہ شخص جو اپنی حاجت کے واسطے مثلا دن کو باہر نکلے اور رات کو پھر آئے نہ حاصل ہوتا تھا واسطے اس کے جو خوف کیا جاتا ہے اس شخص سے جو بہت مدت اپنے گھر سے غائب رہے تو ہوگا دراز ہونا غیبت کا جگہ گمان امن کی ہجوم سے پس واقع ہوگا واسطے اس شخص کے جو ہجوم کرے بعد دراز ہونے غیبت کے اکثر اوقات جو برا لگے اس کو یا تو پائے گا اپنی عورت کو بغیر ستھرائی اور زینت کے جو مطلوب ہے عورت سے تو ہوگا یہ سبب نفرت کا درمیان دونوں کے اور البتہ اشارہ کیا طرف اس کے ساتھ قول اپنے کے آئندہ باب کی حدیث میں کہ تا کہ زیر ناف کے بال لے جس کا خاوند غائب ہے اور کنگھی کرے پراگندہ بالوں والی اور اس سے لی جاتی ہے کراہت مباشرت عورت کی اس حال میں جس میں ستھری نہ ہو تا کہ نہ مطلع ہو اس سے اس چیز پر جو ہو سبب نفرت کا عورت سے اور یا اس کو مکروہ حالت پر پائے اور شرع رغبت دلانے والی ہے اوپر پردہ پوشی کے اور البتہ اشارہ کیا طرف اس کے ساتھ قول اپنے کے کہ ان کو خیانت کی طرف منسوب کرے یا ان کے عیبوں کو ڈھونڈے بنا بر اس کے پس جو شخص کہ اپنے گھر والوں کو اپنے آنے کی اطلاع دے اور یہ کہ وہ فلانے فلانے وقت میں پہنچے گا تو اس کو نہی شامل نہیں یعنی اس کو رات کے وقت گھر آنا درست ہے کہ وہ پہلے اطلاع کر چکا ہے اور تصریح کی ہے ساتھ اس کے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں پھر روایت کی اس نے کہ حضرت ﷺ ایک جنگ سے پلٹ کر آئے تو ایک شخص کو اطلاع کے واسطے آگے بھیج دیا کہ وہ آتے ہیں کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس حدیث سے

معلوم ہوا کہ مسافر کو رات کے وقت بے خبر اپنے گھر والوں کے پاس آنا منع ہے جب کہ پہلے ان کو اپنے آنے کی خبر نہ کی ہو اور سبب اس کا وہ ہے جس کی طرف حدیث میں اشارہ واقع ہوا ہے اور بعض نے اس حکم کا خلاف کیا یعنی بے خبر رات کو اپنے گھر میں آئے سو اپنی عورت کے ساتھ اجنبی مرد کو پایا سو اس کو مخالفت کی سزا ملی چنانچہ ابن خزیمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ دو مرد رات کو اپنے گھر میں آئے سو دونوں نے اپنی عورت کے ساتھ مرد کو پایا اور اس حدیث میں رغبت دلانا ہے باہم دوستی اور محبت رکھنے پر خاص کر میاں بیوی کے درمیان اس واسطے کہ اکثر اوقات ایک کو دوسرے کا کوئی عیب پوشیدہ نہیں ہوتا اور باوجود اس کے آنے سے منع کیا تا کہ نہ مطلع ہو اس چیز پر جس کے سبب سے اس کو عورت سے نفرت ہو تو اس کی رعایت غیر زوجین میں بطریق اولیٰ ہوگی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ زیر ناف کے بال لینا اور مانند اس کے اس قسم سے کہ زینت کرتی ہے ساتھ اس کے عورت نہیں داخل ہے نہی میں اللہ تعالیٰ کی پیدائش کے بدلنے سے اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر ترک تعرض کے واسطے اس چیز کے کہ واجب کرے بدگمانی کو ساتھ مسلمان کے۔ (فتح)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ ترجمہ اکیسویں پارے صحیح بخاری کا تمام ہوا۔

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین، آمین.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# فہرست مضامین

## کتاب النکاح